

صحیح

مشرقی

شرح بیوی بی بی

۴۲۲، اتحادیہ بیوی کا بی بی پر زاور ایمان فوز ذخیرہ

ترجمہ: علامہ وحید الرحمن
ناشر: محمد صالح پبلشرز لاہور



۴۲۲ احادیث نبوی کا صُحیح پُر اور ایمان افزہ ذخیرہ

صَحِیح

مُشْتَبِہ

میں فرقہ شریح نبوی میں ہے

جلد

اول

امام مسلم بن الحجاجؒ نے کئی لاکھ احادیث نبویؐ سے انتخاب فرما کر
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:

عَلَامَةُ وَحِيدُ الزَّمَانِ



نام کتاب
مصحح
شریف
مصحح

تالیف: امام مسلم بن الحجاج

ترجمہ: علامہ وحید الرحمن

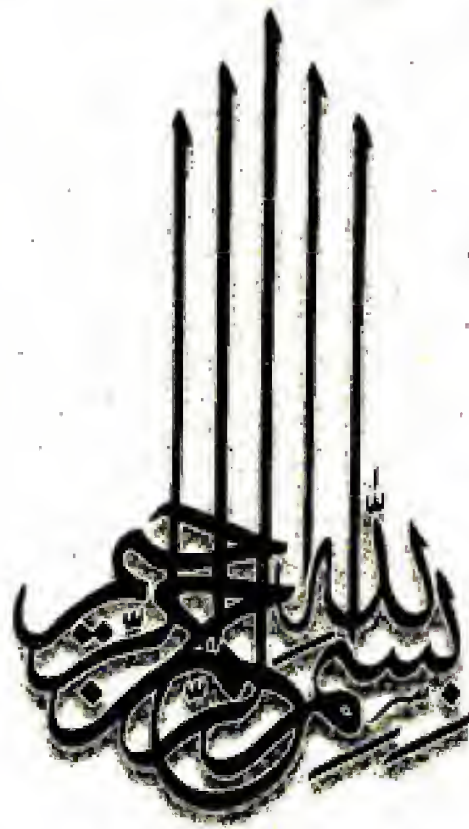
جلد: اول

تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۲ء

COPY RIGHT

All rights reserved

Exclusive rights by nomani kutab khana Lahore Pakistan. No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means or stored in a data base retrieval system, without the prior written permission of the publisher.



شرع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرست صحیح مسلم مترجم مع شرح نووی جلد اول

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۰	اسلام کے ارکان کا بیان اربع	۱۱	عرض ناشر
۱۰۱	اللہ و رسول اور دینی احکام پر ایمان لانے کا حکم کرنا۔ اربع	۱۵	امام مسلم کے حالات زندگی
۱۰۸	لوگوں کو شہادتین کی طرف بلائے اور اسلام کے ارکان کا بیان	۱۵	خاندان و سلسلہ نسب
۱۱۰	جب تک لوگ مکہ نہ کہیں ان سے لڑنے کا حکم	۱۶	علم حدیث کی تعلیم و تحصیل
۱۱۵	بیان اس بات کا کہ جو شخص اربع	۱۷	کتب حدیث میں صحیح مسلم کا درجہ
۱۱۸	موجود قطعاً جنتی ہے	۱۸	امام مسلم کی دوسری تصانیف
	جو شخص اللہ کی خدائی اور اسلام کے دین اور ﷺ کی پیغمبری پر	۱۹	دیباچہ
۱۳۲	راضی ہو اور ممکن ہے	۲۴	مترجم کی سند امام مسلم تک
۱۳۲	اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے	۲۷	مقدمہ صحیح مسلم
۱۳۳	ایمان کی شاخوں کا بیان	۳۶	ہمیشہ اللہ اور معتبر لوگوں سے روایت کرنا چاہئے اربع
۱۳۸	جامع اوصاف اسلام کا بیان	۳۸	رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے
۱۳۸	خصائل اسلام کی فضیلت اربع	۴۰	سنی ہوئی بات بغیر تحقیق کے ہوئے کہہ دینا منع ہے
۱۴۰	ان خصلتوں کا بیان جن سے ایمان کا مزہ ملتا ہے	۴۱	ضعیف لوگوں سے روایت کرنا منع ہے اربع
۱۴۱	رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا واجب ہے وغیرہ	۴۴	حدیث کی سند بیان کرنا ضروری ہے اور وہ دین میں داخل ہے
	ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی	۴۶	حدیث کے راویوں کا عیب بیان کرنا درست ہے
۱۴۲	چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے	۷۱	متحقق سے حجت پکڑنا صحیح ہے
۱۴۳	بمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے	۸۳	کتاب ایمان
۱۴۳	بمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب وغیرہ	۸۴	ایمان اور اسلام اور احسان
۱۴۵	برکی بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے وغیرہ	۹۰	ایمان کی حقیقت اور اس کے خصائل کا بیان
۱۵۲	ایمان داروں کا ایمان ایک دوسرے سے کم زیادہ ہوتا	۹۳	نماز میں ایمان کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے
۱۵۷	جنت میں مومن جائیں گے	۹۵	اسلام کے ارکان پوچھنے کا بیان
۱۵۸	دین خیر خواہی، سچائی اور خلوص کو کہتے ہیں	۹۷	اس ایمان کا بیان جس آدمی جنت میں جائے گا
۱۶۱	گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے وغیرہ کا بیان اربع	۹۹	ایمان اور شریعت کا پابند جنت میں جائے گا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۳	جب کوئی مسلمان ہو جائے تو کیا؟	۱۶۳	منافق کی خصالتوں کا بیان
۲۱۴	اسلام حج اور ہجرت سے ہو جانا	۱۶۶	مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان
۲۱۶	کافر اگر کفر کی حالت میں نیک کام کرے	۱۶۷	اپنے باپ کے سوا اور کاہنہ کہلانے والا کافر ہے
۲۱۸	ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان	۱۶۸	اپنے باپ سے پھر جانے نفرت کرنے والے وغیرہ کا بیان
۲۲۷	دل کے دوسروں کا بیان	۱۶۹	مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے
۲۳۰	جھوٹی قسم کی سزا جہنم سے	۱۷۱	نسب میں طعن کرنے والے اور میت پر چلا کر رونے
۲۳۴	پر ایمان باحق چھیننے والے شخص کا بیان	۱۷۱	اپنے مولیٰ کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر کہنے کا بیان
	جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرے اس کے لیے	۱۷۲	اس شخص کا کافر ہونا جو کہے پانی تاروں کی گردش سے چرا
۲۳۶	جہنم ہے	۱۷۶	انصار اور حضرت علیؓ سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے
۲۳۷	بعض دلوں سے امانت اٹھ جانے کا بیان	۱۷۸	عبادت کی کمی سے ایمان کا ٹھنڈا
۲۳۳	اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ	۱۸۰	تارک نماز کا حکم
۲۳۵	آخر زمانہ میں ایمان کا مٹ جانا	۱۸۱	اللہ پر ایمان لانا سب کاموں سے بڑھ کر ہے
۲۳۶	اپنی عزت پا جانے سے ڈرنے والے شخص کا بیان	۱۸۳	شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے
۲۳۶	ضعیف الایمان شخص کا بیان	۱۸۶	کبیرہ گناہوں کا بیان
۲۳۸	جب ریلیں خوب پہنچ جائیں	۱۹۰	کبر و غرور اور خود پسندی کی حرمت اور اس کا بیان
۲۵۰	ہمارے پیغمبر ﷺ کی پیغمبری کا یقین کرنا	۱۹۲	جو شخص شرک سے پاک ہو وہ مرے توجہ میں جائے گا
۲۵۳	نزول عیسیٰ علیہ السلام کا بیان	۱۹۳	کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے
۲۵۶	اس زمانہ کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا	۱۹۸	جو شخص مسلمانوں پر ہتھیاراٹھائے وہ مسلمان نہیں
۲۶۰	رسول اللہ ﷺ پر وحی اترنے کا بیان	۱۹۹	جو شخص مسلمانوں کو فریب دے وہ ہم سے نہیں
۲۶۶	معراج کا بیان	۱۹۹	رخسار پر مارنا حرام ہے
۲۸۳	مسح لکن مریم.....	۲۰۰	چقل خوردی سخت حرام ہے
۲۸۷	و القدرۃ نزولہ آخری کا بیان	۲۰۱	تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنا منع ہے
۲۹۳	اس قول کے بارے میں کہ وہ.....	۲۰۳	خودکشی حرام ہے
۲۹۳	اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ.....	۲۰۸	مال غنیمت چرا نا سخت منع ہے
۲۹۶	اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنوں کو آخرت میں ہوگا	۲۱۰	خودکشی کرنے والا کافر نہ ہوگا
۲۹۷	اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیفیت کا بیان	۲۱۱	قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی
۳۱۰	شقاقت کا ثبوت اور موحّدوں کا جہنم	۲۱۱	نقد و نساد پھیلنے سے پہلے
۳۱۲	سب سے آخر میں ٹکٹے والا دوزخی	۲۱۱	نیک اعمال کی ترغیب
۳۱۶	سب سے ادنیٰ درجہ کے جنتی کا بیان	۲۱۲	مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۴	پاخانہ پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان	۳۳۴	نبی اکرم کا یہ بیان کہ.....
۳۸۴	گھروں میں اس امر کی رخصت ہے	۳۳۵	رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کے لیے دعا کرنے کا بیان
۳۸۵	دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا منع ہے	۳۳۹	کفر پر مرنے والا شخص جہنم میں جائے گا
۳۸۵	طہارت میں بھی دائیں جانب کا خیال رکھو	۳۳۹	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اپنے قرعہ میں.....
۳۸۶	راستہ اور سایہ میں پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے		حضور ﷺ کی سفارش سے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف
۳۸۶	قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجاء کرنا	۳۴۲	ہوگی
۳۸۷	موزوں پر مسک کرنا	۳۴۲	دوزخیوں میں عذاب کے لحاظ سے.....
۳۹۱	پیشانی اور دستار پر مسح کرنا	۳۴۳	کفر کی حالت پر مرنے سے کوئی عمل قبول نہیں
۳۹۳	موزوں پر مسح کرنے کی مدت	۳۴۳	مومن سے دوستی رکھو
۳۹۳	ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا بیان	۳۴۴	مسلمانوں کا ایک گروہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا
۳۹۴	پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے کا بیان	۳۴۹	آدھے جنتی اس امت کے ہوں گے
۳۹۶	کتے کے منہ ڈالنے کا بیان	۳۵۱	اللہ تعالیٰ.....
۳۹۸	تھمے ہوئے پانی میں پیشاب	۳۵۳	کتاب الطہارت
۳۹۹	غسل کی ممانعت	۳۵۳	وضو کی فضیلت
۳۹۹	مسجد میں جب پیشاب کرے تو اسے پانی سے دھونا	۳۵۴	نماز کے لیے طہارت کا ہونا ضروری ہے
۴۰۱	شیر خوار بچہ کا پیشاب کیونکر دھوئیں	۳۵۵	وضو کی ترکیب
۴۰۲	منی کا حکم	۳۵۸	وضو اور اس کے بعد نماز کی فضیلت
۴۰۳	خون کی نجاست اور اس کے دھونے کا بیان	۳۶۳	وضو کے بعد کیا پڑھیں
۴۰۵	پیشاب کی نجاست کا بیان	۳۶۳	وضو کی ترکیب
	کتاب الحيض	۳۶۶	ناک میں پانی ڈالنے کا بیان
۴۰۷	تہیہ کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنے کا بیان	۳۶۷	پاؤں دھونا واجب ہے
۴۰۸	حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنے کا بیان	۳۶۹	وضو میں تمام اعضاء کو جو باپورا دھونے کا بیان
۴۰۹	حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے	۳۶۹	وضو کے انی سے گناہ دور ہوتے ہیں
۴۱۱	ندی کا بیان	۳۷۰	منہ کو دھونے کا بیان
۴۱۲	سوکراٹھے اور منہ ہاتھ دھونے کا بیان	۳۷۵	نختی اور تکلیف کی حالت میں.....
۴۱۲	جنبی کو سونا درست ہے لیکن.....	۳۷۵	نختی میں ضرور وضو کرنے کا ثواب
۴۱۴	اگر عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے	۳۷۶	مسواک کرنے کا بیان
۴۱۷	عورت اور مرد کی منی کا بیان اور.....	۳۷۸	سنت باتوں کا بیان
۴۱۹	غسل جنابت کا بیان	۳۸۱	استنجے کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۳۷	صرف منی سے غسل کے نسخ اور ختامین.....الخ	۴۲۱	غسل جنابت میں کتنا پانی.....الخ
۴۳۹	جو کھانا آگ سے پکا ہو اس.....الخ	۴۲۳	سرد وغیرہ پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان
۴۳۹	آگ سے پکی ہوئی چیز.....الخ	۴۲۵	عورت غسل میں چونی کھولے یا نہیں؟
۴۴۱	اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا بیان	۴۲۶	جو عورت حیض کا غسل کرے وہ.....الخ
۴۴۲	جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر.....الخ	۴۲۸	مستحاضہ کا بیان
۴۴۲	مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے	۴۳۱	حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب ہے
۴۴۵	تیمم کا بیان	۴۳۱	غسل کرنے والا کپڑے کی آڑ کرے
۴۴۹	مسلمان نجس نہیں ہوتا	۴۳۲	دوسرے کے ستر کو دیکھنا منع ہے
۴۵۰	جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا	۴۳۳	تنہائی میں عریاں غسل کرنا درست ہے
۴۵۰	بلا وضو کھانا درست ہے	۴۳۴	ستر چھپانے میں احتیاط رکھنے کا بیان
۴۵۱	پاکخانہ جاتے وقت کیا کہے	۴۳۵	پیشاب کرتے وقت ستر چھپانے کا بیان
۴۵۱	بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۴۳۵	اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حرفے ناشر

﴿الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين﴾
محترم قارئین!

حدیث رسولؐ اور اس کے علوم کے ساتھ احتمال اللہ تعالیٰ کے خاص کرم اور نعمتوں میں سے ہے۔ یہ مشغولیت اللہ تعالیٰ محض اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتے ہیں کہ جن پر اس کی خاص رحمت اور نظر کرم ہوتی ہے۔
الحمد للہ یہ اعزاز والد گرامیؒ (بشیر احمد نعمانی) کو نعمانی کتب خانہ کے قیام کے فوراً بعد ہی حاصل ہوا کہ علوم حدیث رسولؐ میں صحاح ستہ کی کتب کے تراجم اور ان کی اردو زبان میں شروحات کی وسیع پیمانے پر اشاعت کرنے کی پاکستان میں ابتداء ہمارے ادارہ نے کی اور عوام الناس اردو پڑھ لکھے لوگ اور علوم جدیدہ کے حامل علماء و طلباء ہر ایک کو حدیث اور علوم حدیث کی تشنگی دور کرنے کا موقع ملا۔

ان تراجم میں علامہ وحید الزماں کا نام ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں شامل ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور فرمودات سے اظہار محبت کرتے ہوئے علم حدیث کے میدان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں آج تک ہونے والے دیگر تراجم میں انہی سے بکثرت استفادہ کیا جا رہا ہے۔

”نعمانی کتب خانہ“ کے شائع کردہ ان تراجم احادیث کی اشاعت کے لیے اُس دور کے تقاضوں کے مطابق دور دراز علاقوں سے کچھ مشق خطاط حضرات کی خدمات سے استفادہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ تراجم صحاح ستہ میں ہمارے ادارہ کے شائع شدہ نسخے کم و بیش گزشتہ پچاس برس سے تاحال بیشتر دینی و علمی لائبریریوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

علمی و تحقیقی میدان میں کمپیوٹر کی آمد سے جو انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں ان کی روشنی میں ہم (مسلم شریف مع مختصر شرع النوویؒ) موجودہ ایڈیشن نئی کمپوزنگ اور جدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں موجودہ ایڈیشن کو درج ذیل طباعتی خوبیوں سے مزین کیا گیا ہے۔ جس سے اُمید کی جاسکتی ہے کہ ”مسلم شریف“ کا موجودہ ایڈیشن مارکیٹ میں موجود دیگر اردو نسخوں میں منفرد اہمیت کا حامل ہے۔

تمام احادیث کو نئے سرے سے جدید اردو کمپیوٹر کمپوزنگ سے آراستہ کیا گیا ہے اور راوی حدیث کے بعد متن حدیث کا مرکزی حصہ الگ فونٹ (سائل) میں لکھا گیا ہے تاکہ حدیث میں فرمان رسولؐ کا حصہ نمایاں ہو جائے۔

تمام احادیث کی نئے سرے سے نمبرنگ کی گئی ہے تاکہ قارئین کو دیگر کسی اردو کتاب سے حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اس سلسلہ میں جو عالمی معیار کے مطابق نمبر رائج ہیں انہی کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

اردو زبان میں شائع شدہ دیگر تراجم میں بعض احادیث سرے سے موجود ہی نہ تھیں ان کو عربی کے سابقہ اصل نسخہ سے نقل کروا کر ترجمہ بھی کروایا گیا ہے۔ الحمد للہ اب اس نسخہ میں مکمل احادیث موجود ہیں۔

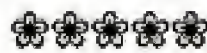
عربی اعراب کی درستگی کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں پر اردو زبان کے پرانے الفاظ کو جدید الفاظ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ بحیثیت ناشر کسی دینی کتاب کی اصل اشاعتی خوبصورتی کا اندازہ ہمیں اس وقت ہوتا ہے جب کوئی قاری کتاب کے نفس مضمون کو آسانی اور خوبصورتی سے پڑھ کر سمجھ لے اور اس پر عمل کرے یہ تمام تبدیلیاں اور کاوشیں اسی سلسلہ میں کی جاتی ہیں۔

اس عظیم الشان کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، ڈیزائننگ اور نظر ثانی میں ہمیں اپنے نہایت قابل احترام دوست جناب ابو بکر قدوسی صاحب اور ان کے معاونین کا خصوصی تعاون حاصل رہا ہے ہم دل کی گہرائیوں سے ان کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مساعی حسنہ میں شرکت کرنے والے ہم تمام کارکنان کو دین اور آخرت کی کامیابی و کامرانی سے نوازے۔ (آمین)

آخر میں ہم اللہ کے حضور نہایت عاجزی و انکساری سے سربسجود و دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کوشش کو قبول و منظور فرمائے اور ہمیں اور ہمارے والدین کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

محمد ضیاء الحق نعمانی و محمد عثمان ظفر
نعمانی کتب خانہ (لاہور۔ گوجرانوالہ)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

مسلمان اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ قرآن وحدیث دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ ہیں اور جملہ تعلیمات دین کی اساس یہی دو چیزیں ہیں۔ نیز ان دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ایسا گہرا ربط ہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ کتاب اللہ اگر متن ہے تو احادیث نبویہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اس کتاب اللہ کے مجمل احکام و ہدایات کی شرح و تفسیر ہیں۔

قرآن کو سب سے زیادہ اس نے سمجھا جس پر وہ نازل ہوا پھر ان صحابہ کرامؓ نے سمجھا جن کے سامنے وہ نازل ہوا انہوں نے براہ راست شمع نبوت سے اکتساب نور کیا۔ ظاہر ہے کہ ان کے قابل رشک اعمال حکیمانہ اقوال اور پاکیزہ سیرتیں قرآن کریم کے دائرہ کے اندر ہی ہوں گی اس لئے قرآن کریم کے بعد آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال اور صحابہ اکرام کے اعمال و اخلاق کو اسلام میں ایک ستون کی حیثیت حاصل ہے اور ان کا مطالعہ اور ان پر عمل اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ناگزیر ہے۔

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ صحاح ستہ (حدیث کی ۶ صحیح کتابیں: بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ) کتب احادیث میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور محدثین نے ان کتابوں کے باہم درجات قائم کر کے ایک خاص ترتیب دے دی ہے۔ زیر نظر کتاب الصحیح المسلم (صحیح مسلم شریف) صحاح ستہ میں صحیح بخاری کے بعد دوسرے درجے کی کتاب تسلیم کی جاتی ہے، جسے امام مسلم بن الحجاج نے کئی لاکھ احادیث نبویہ کے مجموعہ سے منتخب فرما کر بڑی کاوش و جانفشانی سے مرتب فرمایا تھا۔

عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ امام موصوف کی اس عظیم تالیف کا اس کے شایان شان اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسے ہم نے علامہ وحید الزمان کے اردو ترجمہ کے ساتھ مع فوائد ضروریہ از شرح نوویؒ نہایت اہتمام سے شائع کیا ہے کاغذ طباعت اور تجلید کے اعتبار سے بھی معیار خاصا بلند رکھا ہے۔

اردو دان حضرات جو علمی ذوق اور شرعی مسائل کا شوق رکھتے ہیں ان کی خدمت میں یہ کتاب پیش کرتے ہوئے ہمیں ایک

گوئہ مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ یہ کتاب مسائل کے سمجھنے میں بے حد مدد و معاون ہوگی اور خواص کے لئے بھی اس کی افادیت محتاج بیان نہیں۔

قرآن و حدیث کی خدمت اور ان کی تشریح و تفہیم کے ذرائع کو عام کرنا ہمارا نصب العین ہے اور یہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام ہماری اس کوشش کو بنظر استحسان دیکھیں گے اور اس پر عمل پیرا ہو کر دعائے خیر کے ساتھ یاد فرمائیں گے۔

بشیر احمد نعمانی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام محمد شین حجة الاسلام حضرت امام مسلمؒ کے مختصر حالات زندگی:

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ محدثین کرام میں جو بلند پایہ رکھتے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں نہیں۔ علمائے اسلام کا اگرچہ متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ میں قرآن مجید کے بعد پہلا مرتب صحیح بخاری شریف کا ہے اور پھر صحیح مسلم شریف کا جس سے صحیح مسلم کے جامع حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا کافی اندازہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض علماء کا خیال یہ بھی ہے کہ صحیح مسلم شریف کا درجہ اگر صحیح بخاری شریف سے بلند نہیں تو مساوی ضرور ہے کیونکہ صحیح مسلم شریف کی احادیث کافی تحقیقات کے بعد جمع کی گئی ہیں۔ اور بعض اعتبارات سے تحقیقات میں حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھا ہوا ہے۔

بہر نوع حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ محدثین کرام رحمہم اللہ میں اس قدر بلند ہے کہ اس درجہ پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کوئی دوسرا محدث نہیں پہنچا اور ان کی کتاب صحیح مسلم شریف اس قدر بلند پایہ کتاب ہے کہ صحیح بخاری کے سوا کوئی کتاب اس کے سامنے نہیں رکھی جاسکتی۔

خاندان اور سلسلہ نسب پیدائش اور وفات:

حضرت امام مسلمؒ کا پورا نام ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن دروین تھا۔ ابو الحسین آپ کی کنیت تھی اور عسا کر الدین لقب تھا۔ قبیلہ بنو قشیر سے آپ تعلق رکھتے تھے جو عرب کا ایک مشہور خاندان تھا اور خراسان کا مشہور شہر نیشاپور آپ کا وطن تھا۔ حضرت امام مسلمؒ ۲۰۳ھ یا ۲۰۶ھ میں باختلاف اقوال پیدا ہوئے لیکن اکثر علماء اور مؤرخین کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کا سنہ ولادت ۲۰۶ھ زیادہ معتبر ہے۔ حضرت امام نوویؒ شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں کہ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے ۵۵ سال کی عمر پائی اور ۲۳ رجب ۲۶۱ھ کو اتوار کے دن شام کے وقت وفات پائی اور نیشاپور میں دفن ہوئے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ نے والدین کی نگرانی میں بہترین تربیت حاصل کی اور اس پاکیزہ تربیت ہی کا یہ اثر تھا کہ ابتدائے عمر سے آخری سانس تک آپ نے پرہیزگاری اور دینداری کی زندگی بسر کی کبھی کسی کو اپنی زبان سے برائہ کہا یہاں تک کہ کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا بیٹا۔

ابتدائی تعلیم آپ نے نیشاپور میں حاصل کی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ذکاوت و ذہانت اور قوت حافظہ عطا کی تھی کہ بہت تھوڑے عرصہ میں آپ نے رسمی علوم و فنون کو حاصل کر لیا اور پھر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تحصیل کی جانب توجہ کی۔

علم حدیث کی تعلیم و تحصیل:

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کی تعلیم حضرت محمد بن یحییٰ ذہلی نیشاپوری اور حضرت یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری سے حاصل کی۔ یہ دونوں حضرات اپنے زمانہ کے ائمہ حدیث تھے اور ان کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا یہاں تک کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر محدثین نے بھی ان ہی سے علم حدیث کو حاصل کیا تھا۔

علماء کا بیان ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم تحصیل حدیث کے دوران اپنے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی سے ایک مسئلہ میں الجھ پڑے اور یہ نزاع اس قدر بڑھی کہ امام بخاری کے ساتھ امام مسلم کو بھی امام ذہلی کا حلقہ درس ترک کرنا پڑا یہاں تک کہ حضرت امام مسلم نے اپنی دیانت داری کے باعث امام ذہلی کی ان تمام احادیث کے نوشتوں کو جو احادیث انہوں نے امام ذہلی سے حاصل کی تھیں امام مذکور کو دے آئے اور پھر ان سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ یہ اختلاف اصل میں امام بخاری اور امام ذہلی کے درمیان خلق لفظ کے مسئلہ پر ہوا تھا۔ امام بخاری خلق لفظ کے قائل تھے اور امام ذہلی لفظ کو تہم مانتے تھے۔ امام مسلم نے اس نزاع میں امام بخاری کا ساتھ دیا اور ان کی تائید کرتے رہے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب امام بخاری سے خلق لفظ کے مسئلہ پر امام ذہلی کی نزاع بہت بڑھ گئی تو امام ذہلی نے اپنے حلقہ درس میں یہ اعلان کر دیا کہ کوئی شخص امام بخاری سے نہ ملے۔ امام ذہلی چونکہ ایک بلند پایہ محدث تھے اور نیشاپور میں ان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اس لیے ان کے حکم کی تعمیل کی گئی اور لوگوں نے امام بخاری کے پاس آنا جانا ترک کر دیا لیکن امام مسلم برابر آتے جاتے رہے۔ شاگردوں نے امام ذہلی سے اس کی شکایت کی کہ امام مسلم نے امام بخاری کے پاس آنا جانا ترک نہیں کیا ہے۔ ایک روز امام مسلم حلقہ درس میں شامل تھے کہ امام ذہلی نے حلقہ درس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ”تم میں سے جو شخص خلق لفظ کا قائل ہے اس کو میری مجلس میں شریک ہونا حرام ہے۔“ امام مسلم یہ سنتے ہی اٹھے اپنی چادر سر پر رکھی اور واپس چلے آئے اور پھر کبھی امام ذہلی کے حلقہ درس میں شامل نہیں ہوئے یہاں تک کہ حدیث کے ان نوشتوں کو بھی جو انہوں نے امام ذہلی سے سن کر لکھے تھے امام ذہلی کو دے آئے اور اس طرح تعلقات کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد امام مسلم نے اطراف و جوانب کے علاقوں میں تحصیل حدیث کے لیے سفر اختیار کیا۔ حجاز، شام، مصر، یمن اور بغداد گئے اور وہاں کے محدثین کرام سے احادیث کو حاصل کیا۔ ان محدثین میں امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبد اللہ بن مسلمہ، یحییٰ بن محمد بن مہران جمال، ابو غسال، سعید بن منصور اور ابو مصیب بہت مشہور ہیں۔

صحیح مسلم شریف کی ترتیب:

ممالک اسلامیہ کے طویل دورے کے بعد حضرت امام مسلم نے چار لاکھ حدیثیں جمع کیں اور ان میں سے ایک لاکھ مکرر حدیثوں کو ترک کر کے تین لاکھ حدیثوں کو بچھا کیا اور پھر ان تین لاکھ حدیثوں کی کافی عرصہ تک جانچ پڑتال کی اور ان میں جو احادیث ہر اعتبار سے مستند و معتد ثابت ہوئیں ان کا انتخاب کر کے صحیح مسلم شریف کو ترتیب دیا یعنی تین لاکھ حدیثوں میں سے بارہ ہزار سے کچھ زیادہ حدیثیں منتخب کیں اور ان کو صحیح مسلم شریف میں درج کیا اور باقی کو چھوڑ دیا۔

کتب حدیث میں صحیح مسلم شریف کا درجہ:

حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے علمائے اسلام نے چھ کتابوں کو زیادہ مستند و معتبر قرار دے کر ان کو صحیح کا لقب دیا ہے یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح ابوداؤد، صحیح نسائی اور صحیح ابن ماجہ۔ اور ان میں سب سے زیادہ مستند صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے کون زیادہ معتبر ہے اور کس کا پایہ بلند ہے اس میں علماء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ بعض صحیح بخاری کو بلند پایہ مانتے ہیں اور بعض صحیح مسلم کو۔ اور بعض نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بعض اعتبارات سے صحیح بخاری کا درجہ بلند ہے اور بعض اعتبارات سے صحیح مسلم کا درجہ بلند ہے۔ چنانچہ ذیل کے اقوال سے اس کی کیفیت واضح ہوتی ہے۔

① حافظ عبد الرحمن بن علی الریج یعنی شافعی کہتے ہیں۔

تنازع قوم فی البخاری و مسلم لدی وقالوا آی ذین یقدم

فقلت لقد فاق البخاری صحة کما فاق فی حسن الصناعة مسلم

”لوگوں نے میرے سامنے بخاری و مسلم کی ترجیح و فضیلت کے بارہ میں گفتگو کی۔ میں نے کہا کہ صحت میں بخاری اور تربیت وغیرہ میں مسلم قابل ترجیح ہے۔“

② ابو عمر بن احمد بن حمدان کہتے ہیں ”میں نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری و مسلم میں کون اچھا ہے؟ انہوں نے فرمایا ”وہ بھی عالم (و محدث) ہیں اور یہ بھی۔“ میں نے دوبارہ پوچھا تو کہا ”بخاری اکثر غلط بھی لکھ دیتے ہیں۔ شام کے اکثر راوی ایسے ہیں جن کا ذکر بخاری نے کہیں کنیت سے کیا ہے اور کہیں نام سے جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ دو راوی ہیں لیکن مسلم نے ایسی غلطیاں نہیں کی ہیں اور ہر شخص کی تحقیق کر کے لکھا ہے۔“

③ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ ”امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں بخاری کی پیروی کی ہے اور بخاری کے قدم بہ قدم چلے ہیں۔“

④ حافظ ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں کہ ”صحیح مسلم تمام کتب حدیث پر ترجیح رکھتی ہے۔ حافظ ممدوح کا قول یہ ہے کہ ”ما تحت اذیم السماء اصح من کتاب مسلم“ (آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب (قرآن کریم کے بعد) کوئی نہیں ہے۔)

⑤ ابو زرعد رازی اور ابو حاتم امام مسلم کے تبحر علم حدیث کے سبب امام مسلم رحمۃ اللہ کو امام علم حدیث شمار کرتے اور جماعت اہل حدیث کا سرگروہ مانتے ہیں۔

وفات حضرت امام مسلم:

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا عجیب واقعہ مؤرخین نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ مجلس مذاکرہ میں کسی نے امام مسلم سے کوئی حدیث دریافت کی۔ حضرت امام مسلم کو اس وقت اس حدیث کی نسبت صحیح علم نہ تھا اس لیے وہ جواب نہ دے سکے اور

مکان پر واپس آ کر اس حدیث کو تلاش کرنے لگے۔ آپ حدیث کی تلاش میں نوشتوں کی نوشتوں الٹ پلٹ کر رہے تھے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا رکھا اس میں سے کھجوریں کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ تلاش حدیث میں انہماک کے سبب کھجوروں کا ٹوکرا خالی کر دیا اور اس وقت اس کا احساس ہوا جب کہ حدیث مل گئی۔ اور آپ نے مڑ کر ٹوکرے پر نظر ڈالی۔ کھجوریں زیادہ کھا جانے سے آپ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں اتوار کی شام کو ۲۴ رجب ۲۶۱ھ کو انتقال فرمایا۔

ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد میں نے امام مسلم رحمۃ اللہ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ انہوں نے فرمایا ”خداوند تعالیٰ نے میرے لیے جنت کے ہر مقام کو جائز و مباح کر دیا ہے میں جہاں چاہوں رہوں۔“ ابو علی زعونی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کسی نے امام مسلمؒ کو خواب میں جنت کے اندر دیکھا اور پوچھا ”کیوں کونجابت نصیب ہوئی؟“ امام مسلم رحمۃ اللہ نے فرمایا ”اس جزو سے مجھ کو نجات میسر ہوئی جو میرے ہاتھ میں ہے۔“ یہ جزو صحیح مسلم کا تھا۔

امام مسلمؒ کی دوسری تصانیف:

صحیح مسلم شریف کے علاوہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چند اور نہایت مفید و معتد کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں (۱) کتاب مسند کبیر (۲) کتاب الاسماء والکنی (۳) کتاب العلل (۴) کتاب العصیان (۵) کتاب حدیث عمرو بن شعیب (۶) کتاب مشائخ مالک (۷) کتاب مشائخ الثوری (۸) کتاب ادبام الحدیث (۹) کتاب الطبقات وغیرہ۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

از مولانا وحید الزمان

انحمد لله الذي من علينا بالهداية الى دين الاسلام واحكمه
في قلوبنا خير احكام وجنبنا من بواطل النساوس والاهام
بالافتقاء بسنة نبيه خير الانام عليه افضل الصلوات ما تكرر
والايام وتعاقبت الانوار والظلمات وعلى الله واصحابه الكرام.

بعد حمد و نعت کے فقیر حقیر سراپا تقصیر و حید الزمان عفا عنہ المنان خدمت میں تمامی برادران مسلمین اور شائقین حدیث
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کرتا ہے کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سروسامانی کے اواخر ۱۳۰۰ھ
میں محض بتائید نبوی اور امداد و خداوندی چار بڑی بڑی کتابیں حدیث کی منجملہ صحاح ستہ کے اردو میں ترجمہ ہو گئیں یعنی موطا امام مالک اور
جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور اللہ جل شانہ نے اپنے فضل کرم سے ان چاروں کتابوں کو مقبول فرمایا اور صد ہا ہزار ہائے
ان کے طالبین نے ہر چہار طرف ولایت ہند کے خرید فرمائے۔ اب شروع چودھویں صدی یعنی ۱۳۰۱ ہجری ماہ محرم سے یہ فکر پیدا ہوئی
کہ اگر چہ حیات مستعار کا اعتبار نہیں اور زندگانی دنیا محض ایک حباب ہے مگر جب تک چند نفیس باقی ہیں وہ بھی اگر خدمت حدیث میں
صرف ہوں تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ہے۔ پس اس خیال سے صرف خداوند کریم کی مدد پر بھروسہ کر کے میں نے صحیحین کے ترجمہ
میں وقت کو صرف کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری کی شروحات اور ترجمے عربی اور فارسی زبان میں بہت ہو چکے ہیں بلکہ حال ہی
میں ایک ترجمہ اردو زبان میں بھی شہرہ دار میں چھپنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ جناب نواب فیض ماب معلی القاب خادم سنت
سید المرسلین و ارث الانبیاء والمرسلین حامی شریعت ہمیں ہمارے دین متین کا قانع بدعات ناجی ظلمات مجدد و قرن ثالث عشر از م قرن رابع
عشر فخر العالما، والکھمدین، راس المفسرین والحمد للہ جناب نواب والا جاہ امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر نے

جن کی ہمت والا ہمیشہ ہمیشہ اشاعت دین اور حمایت شریعت متین کی طرف متوجہ رہتی ہے اپنی عالی ہمتی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب نادراً وجود فتح الباری شرح صحیح بخاری کا چھپوانا مصر میں شروع فرمایا اور ظاہر ہے کہ شروع بخاری میں فتح الباری کی مثل کوئی شرح نہ بنی تھی نہ بنے گی اس لیے ترجمہ بخاری میں اس شرح کے میسر ہونے سے بڑی آسانی کا خیال تھا۔ میں نے ترجمہ بخاری کو بالفعل ملتوی رکھ کر حسب ایماء و اشارت جناب ممدوح صحیح مسلم کا ترجمہ شروع کیا۔ صحیح مسلم بھی صحت حدیث اور جودت اسناد میں صحیح بخاری سے کم نہیں اور با اتفاق علماء یہ کتاب بھی صحیح بخاری کے ہم پلہ ہے اسی وجہ سے ان دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں اگرچہ اکثر علماء نے صحیح بخاری کو ایک درجہ اس پر مقدم رکھا ہے لیکن حافظ ابوعلیٰ میثاق پوریؒ نے کہا ہے کہ صحیح مسلم بہ نسبت صحیح بخاری کے بھی زیادہ صحیح ہے اور بعض مغرب کے علماء نے بھی اس قول سے اتفاق کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہی حدیث نقل کرتے ہیں جس کو دو ثقہ تابعیوں نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ہر طبقہ میں دو ثقہ یعنی معتبر شخص دو شخصوں سے نقل کرتے آئے ہوں لیکن امام بخاریؒ نے اس شرط کا خیال نہیں رکھا اور حدیث: ((انما الاعمال بالنیات)) جو صحیح مسلم میں موجود ہے اگرچہ اس میں یہ شرط نہیں پائی جاتی مگر بنظر تبرک اور بہ خیال صحیح اور مشہور ہونے کے اس کا ذکر کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ صرف یہ حدیث مستثنیٰ ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کا تین لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہے اور اگر تمام زمین کے لوگ دوسو برس تک حدیثیں لکھیں تو پھر بھی ان کا اعتماد آخری کتاب پر رہے گا اور میں نے کوئی حدیث اس کتاب میں داخل نہیں کی مگر سمجھ کر دلیل رکھ کر۔ اسی طرح کوئی حدیث نہیں نکالی اس میں سے مگر سمجھ کر دلیل سے۔ احمد بن سلمہؒ نے کہا میں مسلمؒ کے ساتھ اس کتاب کے جمع ہوتے وقت پندرہ برس تک رہا۔ اس کتاب میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں۔ مکی بن عبدان نے کہا میں نے مسلمؒ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے اس کتاب کو ابو زرعہ رازیؒ کے سامنے پیش کیا پھر جس حدیث میں انہوں نے کوئی علت بیان کی اس کو میں نے نکال ڈالا اور جس حدیث کو انہوں نے کہا کہ صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں ہے اس کو میں نے داخل کیا۔ اس روایت کو خطیب بغدادیؒ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ سند امام مسلمؒ کی وہ ہے جس میں مسلمؒ سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک چار واسطے ہوں اور جیسے امام بخاریؒ کی ثلاثیات ہیں تین واسطوں کی حدیثیں تو وہ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔ امام نوویؒ نے کہا مسلمؒ نے علم حدیث میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ سب میں مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلمؒ سے نقل کی گئی ہے اس طرح کہ اس کتاب کو مسلمؒ کی تصنیف یقیناً کہہ سکتے ہیں اور باسانید متصل مسلمؒ تک روایت کی گئی ہے اور ایک فائدہ خاص جو اس کتاب میں ہے وہ یہ ہے کہ مسلمؒ نے ہر ایک حدیث کے لیے ایک خاص مقام جو مناسب تھا مقرر کیا ہے اور وہ ہیں اس حدیث کے تمام طریقوں کو جمع کر دیا ہے اور اس کے مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہو اور تمام طریقوں سے وہ فائدہ اٹھائے اور یہ بات صحیح بخاری میں نہیں ہے۔

امام حافظ عبدالرحمن بن علی یمنیؒ نے چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف میں لکھے ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ اے پڑھنے والے! صحیح مسلم علم کا دریا ہے جس میں پانی بہنے کے راستے نہیں ہیں (یعنی سب پانی ایک ہی جگہ موجود ہے)۔ اور مسلمؒ کی روایتوں کا ذخیرہ بخاریؒ کی روایتوں سے زیادہ مفادیتا ہے۔ حافظ ابن الصلاحؒ نے کہا مسلمؒ کی شرط یہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہواول سے لے کر آخر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ سے نقل کرتا ہو اور اس میں کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو۔ سیوطیؒ نے کہا ثقہ سے مراد یہ ہے کہ وہ راوی مسلمؒ کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اوہوں کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسی وجہ سے مسلمؒ نے چھ سو پندرہ ایسے لوگوں سے روایت کی ہے جس سے بخاریؒ نے روایت نہیں کی۔ اسی طرح بخاریؒ نے چار سو چونتیس ایسے شخصوں سے روایت کی ہے جن سے مسلمؒ نے نہیں کی۔ اور کتنی حدیثیں ایسی نکلیں گی جو مسلمؒ کی شرط پر صحیح ہیں اور بخاریؒ کی شرط پر صحیح نہیں اس لیے کہ مسلمؒ کے نزدیک اس کے راویوں میں وہ سب شرطیں پائی جاتی ہیں جو صحیح حدیث کے لیے ضروری ہیں مگر بخاریؒ کے نزدیک نہیں پائی جاتیں۔ پھر مسلم علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں ایک ایسی راہ چلے ہیں کہ اس کی وجہ سے ان کی کتاب کو صحیح بخاریؒ پر فضیلت دی گئی وہ یہ کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ حدیث کے تمام متنوں کو اس کے سب طریقوں کے ساتھ ایک ہی مقام میں جمع کر دیتے ہیں اور اس کو مختلف بابوں میں جدا جدا نہیں لاتے اور پوری عبارت اس کی بیان کرتے ہیں اور باب کے ترجموں میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کرتے اور حتی المقدور الفاظ کی رعایت کرتے ہیں اور نقل بالمعنی نہیں کرتے یہاں تک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے ایک لفظ میں بھی اختلاف کیا ہو اور معنی دونوں لفظوں کے ایک ہوں تب بھی مسلم ہر ایک راوی کے لفظ کو بیان کر دیتے ہیں یہاں تک احتیاط ہے کہ اگر ایک راوی نے ”حدثنا“ کہا ہو اور دوسرے نے ”اخبرنا“ تو وہ لکھ دیتے ہیں کہ فلاں راوی نے ”حدثنا“ کہا اور فلاں نے ”اخبرنا“ اور حدیث کے ساتھ صحابہؓ کے اقوال اور تابعینؒ وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجموں کو نہیں ملا تے اس لیے کہ ان کو حرص تھی اس بات کی کہ حدیث میں کوئی اور چیز ملنے نہ پائے تو بعد مقدمہ کے اس کتاب میں اور کچھ نہیں ہے سوائے حدیث کے۔ ابن الصلاحؒ نے کہا وہ سب حدیثیں جن کی صحت کا حکم کیا مسلمؒ نے اس کتاب میں یقیناً صحیح ہیں اور ایسی ہی وہ حدیثیں جن کو بخاریؒ نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدیؓ کے علماء نے ان دونوں کتابوں کی حدیثوں کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آدمی شخص نے اس میں خلاف کیا ہے اس کے خلاف کا اعتبار نہیں۔ امام الحرمینؒ نے کہا اگر کوئی شخص قسم کھائے اپنی عورت کی طلاق پر کہ بخاریؒ اور مسلمؒ کی جو حدیثیں صحیح ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہیں تو اس کی عورت پر طلاق نہ پڑے گی کیونکہ حقیقت میں ان دونوں کتابوں کی حدیثیں صحیح ہیں اور علماء نے اجماع کیا ہے ان کی صحت پر اور تمام امت محمدیؓ نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے۔ ابن الصلاحؒ نے کہا کہ مسلمؒ ابو زرہ رازیؒ کے پاس آئے اور ایک ساعت تک بیٹھے اور باتیں کرتے رہے۔ جب اٹھے تو کسی نے کہا

انہوں نے چار ہزار حدیثیں اپنی صحیح میں جمع کی ہیں۔ ابو زرہؓ نے کہا پھر باقی حدیثیں کس کے لیے چھوڑ دیں۔ شیخ نے کہا مراد اس شخص کی یہ تھی کہ صحیح مسلم میں اصل چار ہزار حدیثیں ہیں سوا مکررات کے اور مکررات کو ملا کر سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں۔

امام مسلمؒ نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور حقیقت میں باب باب پر مرتب ہے پر باب کے ترجموں کو اس نے متن کتاب میں داخل نہیں کیا تا کہ کتاب کا حجم نہ بڑھے یا اور کسی غرض سے۔ امام نوویؒ نے کہا لوگوں نے صحیح مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے۔ بعض اچھے ہیں اور بعض نہیں اس وجہ سے کہ ترجمے کی عبارت میں قصہ ہے یا الفاظ اس کے رکیک ہیں اور میں اپنی شرح میں ان ترجموں کو مناسب عبارتوں کے ساتھ بیان کروں گا۔ سیوطیؒ نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے ایک نسخہ میں بابوں کے ترجمے پائے جاتے ہیں تو یہ مسلم کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ لوگوں نے ان کے بعد بنادینے میں اور ان میں ایسے برسے سب ہیں جیسے نوویؒ نے کہا اور ان لوگوں کی غرض یہ تھی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہو لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کے ترجمے کتاب میں نہ لکھے جائیں جیسے پرانے نسخوں میں نہیں لکھے ہیں اور جن باتوں کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری کی کتاب سے ممتاز ہے ان میں سے ایک بات یہی ہے کہ مسلمؒ نے تعلیقات (یعنی بے اسناد روایتیں) بہت کم بیان کی ہیں سوا چند مقاموں کے۔ برخلاف بخاریؒ کے کہ ان کی کتاب میں تعلیقات بہت ہیں۔ نوویؒ نے کہا مسلمؒ نے اپنی کتاب میں عمدہ راہوں کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت کے ساتھ اور اس سے ان کا کمال درجہ اور نہایت علم اور انتہائی تحقیق اور عبوشان مستنبط ہے۔

مسلمؒ نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے حدیث کی تین قسمیں کی ہیں۔ ایک تو وہ جس کو بڑے بڑے عمدہ حافظوں نے روایت کیا ہو۔ دوسرے وہ جس کو متوسط لوگوں نے جن کا عیب ڈھکا ہوا ہے روایت کیا ہو۔ تیسرے وہ جس کو ضعیف اور متروک لوگوں نے روایت کیا ہو تو مسلمؒ جب پہلی قسم کی حدیثوں سے فارغ ہوتے ہیں تو دوسری قسم کی حدیثوں کو لاتے ہیں لیکن تیسری قسم کی حدیثوں کو بالکل نہیں لاتے۔ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے۔ حاکمؒ اور بیہقیؒ نے کہا کہ مسلمؒ دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور فقط پہلی قسم کی حدیثیں ان کی کتاب میں ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ غور سے یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی اور اس نے اپنی کتاب میں تینوں طرح کی حدیثوں کو بیان کیا ہے۔ ابن عساکرؒ نے کہا کہ مسلمؒ نے اپنی کتاب کو دو قسموں کی حدیثوں پر مرتب کرنا چاہا۔ ایک قسم میں عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتوں اور دوسری قسم میں مستور اور سچے متوسطین لوگوں کی روایتیں مگر ان کو موت آگئی اور یہ آرزو پوری نہیں ہوئی۔ اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھ رہ گئی۔ باوجود اس کے ان کی کتاب مشہور اور مقبول ہوئی۔ اور تیسری قسم کی حدیثوں کو انہوں نے بالکل بیان نہیں کیا۔ پھر مسلمؒ کے بعد اور لوگوں نے کئی ایک کتابیں مسلمؒ کی صحیح کی طرح لکھیں اور عالی سندوں کو حاصل کیا اور ان میں سے بعضوں نے مسلمؒ کے مشائخ کو پایا اور مسلمؒ کی احادیث کو اپنی کتاب میں نکالا۔ شیخ ابو عمروؒ نے کہا کہ یہ جو کتابیں صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہیں اگرچہ ان

میں صحت کی ایک نشانی ہے مگر تمام باتوں میں وہ صحیح مسلم کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ صحیح مسلم پر علماء نے بہت سی شروحات لکھی ہیں۔ سب میں مشہور وہ شرح ہے جس کو امام حافظ ابو زکریا محی الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح شائع جو صحیح مسلم کے ساتھ ہندوستان میں طبع ہوئی ہے اور ایک اس شرح کا خلاصہ ہے جو کوثر الدین محمد بن یوسف قزوینی نے مرتب کیا۔ اور ایک شرح ہے قاضی عیاض ماگنی کی اس کا نام ”اکمال المعلم فی شرح صحیح المسلم“ ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی کی اور یہ مقدم ہے نووی سے بھی۔ اور ایک شرح ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ ماگنی کی چار جلدوں میں اور ایک شرح ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی مازری کی جس کا نام ”المعلم بقواعد کتاب المسلم“ ہے اور ایک شرح ہے عماد الدین عبد الرحمن بن عبد العلی مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبد الغافر بن اسماعیل فارسی کی جس کا نام ”المفہم فی شرح غریب المسلم“ ہے۔ اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو الفرج عیسیٰ بن مسعود زواوی کی پانچ جلدوں میں اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین زکریا بن محمد انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شیخ جلال الدین سیوطی کی جس کا نام ”الدیاج علی صحیح مسلم بن الحجاج“ ہے۔ اور ایک شرح ہے قوام الدین ابو القاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اس کا نام ”منہاج الدیاج“ ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار جلدوں میں۔

صحیح مسلم کے مختصرات بھی بہت ہیں۔ ایک مختصر ہے ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن عبد اللہ مری کا اور ایک مختصر ہے زوائد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج الدین عمرو بن علی ملحق شافعی کا۔ ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین منذری کا اور اس مختصر کی شروحات بھی بہت ہیں اور سب سے عمدہ شرح اس کی ”السراج الوہاج“ ہے جو ہمارے زمانے میں جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر کی تصنیفات میں سے چھپ رہی ہے اور اس ترجمہ میں اس شرح سے بہت فوائد منقول ہوئے ہیں۔

امام مسلم کا حال جو اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ نام ان کا مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن وردین کرشاد فیثا پوری ہے۔ امام حافظ ہیں علم حدیث کے انہوں نے سفر کیا حجاز اور شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنے کے لیے اور مشہور مشائخ ان کے یہ لوگ ہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ فیثا پوری امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی، قتیبہ بن سعید ابو بکر بن ابی شیبہ محمد بن بشار محمد بن الحنفیہ وغیرہم۔ کئی بار بغداد میں آئے اور اہل بغداد نے ان سے روایت کی۔ سب سے آخر وہ بغداد میں ۲۵۹ھ ہجری میں تشریف لائے ترمذی نے ان سے روایت کی ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی بیخ کرتے تھے اور لوگوں کے اعتراضوں کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہاں تک کہ ان میں اور ذیلی میں اسی وجہ سے رنجش ہو گئی۔ حافظ محمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب فیثا پور میں آئے تو مسلم ان کے پاس بہت آتے جاتے تھے۔ بعد اس کے بخاری اور ذیلی میں ایک مسئلہ پر نزاع ہو اور ذیلی نے لوگوں کو منع کیا بخاری کے پاس جانے سے لیکن مسلم نے نہ مانا جب ذیلی کو اس کی خبر ہوئی وہ غصہ ہوا۔ مسلم مجلس سے اٹھے

اور جو کچھ ذہنی سے حدیثیں لکھی تھیں وہ اس کے پاس واپس کر دیں اس پر ذہنی سے ترک ملاقات ہو گئی۔ بہر حال امام مسلم، علمائے اعلام میں سے ہیں حدیث کے اور حافظ اور امام مقتدا ہیں اس فن کے جن کو امام اہل حدیث نے مسلم کیا ہے اور طلب حدیث کے لیے دنیا کے اطراف و اکناف میں پھرے اور محمد بن مہران اور ابو غسان اور عمر بن سوڈ اور جز بلہ بن یحییٰ اور سعید بن منصور اور ابو مصعب سے سنا اور ان سے روایت کیا ایک جماعت نے علماء اور حفاظ کی جیسے ابو حاتم رازی اور موسیٰ بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگوں نے جن کا شمار دشوار ہے۔ ابو عمر بن احمد بن حمدان نے کہا میں نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کون بڑھ کر ہے؟ انہوں نے کہا دونوں عالم ہیں۔ میں نے پھر پوچھا انہوں نے کہا اے ابو عمر! بخاری سے کبھی غلطی ہوتی ہے اہل شام میں کہ ایک جگہ کسی کی کنیت بیان کرتے ہیں اور دوسری جگہ اس کا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دوا دی ہیں اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا مسلم نے پیروی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہیں بخاری کی راہ پر۔ دارقطنی نے کہا کہ اگر بخاری نہ ہوتے تو مسلم کو بھی یہ راہ نہ ملتی۔ غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ابو احمد شیخ حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب میں بہت سی متفرق حدیثیں بخاری کی کتاب سے لی ہیں مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہیں دی اور نہ اپنی صحیح میں بخاری سے روایت کی ہے۔

مسلم نے سوا اس صحیح کے اور بھی کتابیں لکھی ہیں جیسے مسند کبیر، جامع کبیر، کتاب العلل، کتاب الطبقات، کتاب اوہام المحدثین، کتاب الترمذی، کتاب فن لیس، لا الاراد واحد، کتاب اوہام المختصرین، کتاب الاسماء والکنی، کتاب الوحدان، کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ، کتاب مشائخ مالک، کتاب مشائخ الثوری۔

اور مسلم کے عجیب حالوں میں سے یہ ہے کہ انہوں نے تمام عمر کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی۔ حدیث کے کھوٹے کھرے کے پچانے میں اپنے زمانے میں سب پر مقدم تھے یہاں تک کہ بعض امور میں بخاری پر بھی ان کو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گزرا۔ ۲۰۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور اتوار کی شام کو جب کی پچیسویں تاریخ ۲۶۱ ہجری میں وفات پائی۔ عمر ان کی پچیس برس کی تھی اور دو شنبہ کے روز دفن ہوئے۔ ان کی وفات کا قصہ یوں لکھا ہے کہ کسی مجلس میں لوگوں نے ان سے ایک حدیث پوچھی۔ ان کو معلوم نہ ہوئی۔ وہ گھر میں آ کر سب کتابوں میں ڈھونڈنے لگے اور ایک ٹوکرا خرما کا ان کے سامنے رکھا تھا۔ ایک خرما کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ ٹوکرا تمام ہو گیا۔ اور حدیث کی تلاش میں ایسا استغراق تھا کہ ان کو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مر گئے۔ ابو حاتم رازی نے مسلم رحمہ اللہ کے مرنے کے بعد ان کو خواب میں دیکھا ان کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے جہاں چاہوں رہوں۔

مترجم کی سند امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ تک:

اجازت دی مجھ کو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ علامہ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ شرقی حنبلی نے، ان کو اجازت دی شیخ عبدالرحمن بن حسن نے، ان کو اجازت دی شیخ حسن قوسینی مصری نے۔ ان کو اجازت دی شیخ سلیمان بخیری نے۔ ان کو اجازت دی شیخ محمد عثمانی نے، ان کو اجازت دی شیخ عبدالعزیز عجمی نے، ان کو اجازت دی شیخ محمد شوبری نے، ان کو اجازت دی محمد ربی نے، انہوں نے سنا شیخ الاسلام زکریا کی انصاری سے۔ انہوں نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پھر حافظ ابن حجر روایت کرتے ہیں اس کتاب کو صلاح بن ابی عمرو مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بن بخاری سے اور وہ موید طوسی سے اور وہ عبداللہ فراہی سے اور وہ عبدالغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد بن عیسیٰ جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مؤلف ہیں اس صحیح کے۔

راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں سے اور مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور بھائیوں اور سب مومنین کی۔ سو مترجم کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہیں اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک رباعی حدیث میں چار ہیں۔ اس حساب سے مترجم سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اکیس واسطے ہوئے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ



شرح مسلم شریف

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَىٰ خَلَّتِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔ سب تعریف لائق ہے اسی پروردگار کو جو چاہتا ہے
سارے جہان کو اور بہتر انجام انہی لوگوں کا ہے جو پرہیزگار ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت امارے حضرت محمد ﷺ پر جو تمام پیغمبروں
کے ختم کرنے والے ہیں (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات بابرکت پر ختم کر دیا۔ اب دنیا میں آپ کے بعد کوئی
پیغمبر نئی شریعت لے کر نہیں آئے گا اور تمام نبیوں اور پیغمبروں پر جو ہمارے پیغمبر ﷺ سے پہلے گزرے ہیں جیسے حضرت
آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

بعد حمد اور صلوٰۃ کے خدا تجھ پر رحم کرے تو نے اپنے
پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہیں)
کہ تیرا قصہ یہ ہے کہ تلاش کرے ان سب حدیثوں کو جو رسول اللہ
ﷺ سے روایت کی گئی ہیں دین کے طریقوں اور حکموں میں (یعنی
مسائل کی حدیثیں جو فقہ سے متعلق ہیں) اور ان حدیثوں کو جو
ثواب اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہیں (یعنی فضائل
اور اخلاق کی حدیثیں) اور ان کے سوال اور باتوں کی سندوں کے ساتھ
جن کی رو سے وہ حدیثیں نقل کی گئی ہیں اور جن کو علما، حدیث نے
جاری رکھا ہے اپنے میں (یعنی مشہور و معروف سندیں) تو تیرا
مطلب یہ تھا خدا تجھ کو ہدایت کرے کہ تو ان سب حدیثوں سے

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ بِتَوْفِيقِ
خَالِقِكَ ذَكَرْتَ أَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ
عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الْأَخْبَارِ الْمَأْثُورَةِ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُنَنِ
الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَالتَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيصِ وَغَيْرِ ذَلِكَ
مِنْ صُنُوفِ الْأَشْيَاءِ بِالْأَسَانِيدِ الَّتِي بَيَّنَّا
نَقَبَتْ وَتَدَوَّلَتْهَا أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَا بَيْنَهُمْ
فَارْتَدَّتْ أُرْشُدَكَ اللَّهُ أَنْ تَوَقَّفَ عَلَى
جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْضَةً وَسَائِغِي أَنْ

واقف ہو جائے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثیں ایک جگہ جمع ہوں اور تو نے یہ سوال کیا تھا کہ میں ان سب حدیثوں کو اختصار کے ساتھ تیرے لیے جمع کروں اور اس میں تکرار نہ ہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا مقصد جو حدیثوں کو سمجھنا اور ان میں غور کرنا ہے اور ان سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا رہے گا اور تو نے جس بات کا سوال کیا خدا تجھ کو عزت دے جب میں نے اس میں غور کیا اور اس کے انجام کو دیکھا تو خدا چاہے اس کا انجام اچھا ہو گا اور بالفعل بھی اس میں فائدہ ہے (یعنی حال اور مال دونوں کے فائدے کی بات ہے) اور میں نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھے اس بات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھ سے ہو جائے تو سب سے پہلے دوسروں کو توخیر مجھے خود ہی فائدہ ہو گا کئی سببوں سے جن کا بیان کرنا طول ہے مگر خلاصہ یہ ہے کہ اس طول سے تھوڑی حدیثوں کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھ آسان ہے آدمی پر بہت سی حدیثوں کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اس میں ایک طرح کا غلبان پیدا ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہو گا جن کو تمیز نہیں ہوئی کھوئی کھری حدیث کے بغیر دوسرے کے بتلائے ہوئے اور جب حال ایسا ہوا جیسا ہم نے اوپر بیان کیا تو تھوڑی صحیح حدیثوں کا بیان کرنا ان کے لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثوں سے اور بہت سی حدیثیں بیان کرنا اور مکررات کو جمع کرنا (خاص خاص شخصوں کو فائدہ دیتا ہے جن کو علم حدیث میں کچھ واقفیت ہے اور حدیث کے اسباب اور علتوں کو وہ پہچانتے ہیں ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثوں کے جمع کرنے سے فائدہ اٹھائے گا لیکن عام لوگ جو برخلاف ہیں خاص لوگوں کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہیں ان کو کچھ حاصل نہیں بہت حدیثوں کے طلب کرنے میں جب کہ وہ تھوڑی حدیثوں کے پہچاننے سے عاجز ہیں (یعنی جس قدر کم حدیثیں انھوں نے دیکھی ہیں ان ہی کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے

الْخَصَصَاتِ لَكَ فِي التَّأْلِيفِ بَلَا تَكَرَّرُ بِكَثْرٍ فَإِنَّ ذَلِكَ رَغَمَتْ مِمَّا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهُ قَصِدَتْ مِنَ التَّفْهِيمِ فِيهَا وَالِاسْتِثْبَاتِ مِنْهَا وَلِلَّذِي سَأَلْتَ أَكْرَمَكَ اللَّهُ حِينَ رَجَعْتُ إِلَى تَذْوِيرِهِ وَمَا تَكُونُ بِهِ الْحَالُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَاقِبَةُ مَحْمُودَةٍ وَمَنْفَعَةٌ مَوْجُودَةٌ وَظَنَنْتُ حِينَ سَأَلْتَنِي تَحْتَمُّ ذَلِكَ أَنْ لَوْ غَرِمَ لِي عَلَيْهِ وَقَضِي لِي تَمَامُهُ كَانَ أَوَّلُ مَنْ يُصِيبُهُ نَفْعُ ذَلِكَ بِبَيِّنَاتٍ عَاصِمَةً قَبْلَ غَيْرِي مِنَ النَّاسِ لِأَسْبَابٍ كَثِيرَةٍ يَطُولُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ إِلَّا أَنَّ حُمْلَةَ ذَلِكَ أَنْ ضَبَطَ الْقَلِيلَ مِنْ هَذَا الشَّانِ وَاتَّقَانَهُ أَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَةِ الْكَثِيرِ مِنْهُ وَلَا سِيَّمَا عِنْدَ مَنْ لَا تَمَيُّزَ عِنْدَهُ مِنَ الْعَوَامِّ إِلَّا بِأَنْ يَوْفِقَهُ عَلَى التَّمْيِيزِ غَيْرُهُ فَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي هَذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ إِلَى الصَّحِيحِ الْقَلِيلِ أَوْلَى بِهِمْ مِنْ إِزْدِيَادِ السَّيِّئِ وَإِنَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الْإِسْتِكْفَارِ مِنْ هَذَا الشَّانِ وَجَمْعِ الْمُكَرَّرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِنَ النَّاسِ مِنْ رُزْقٍ فِيهِ بَعْضُ التَّنْقِيطِ وَالْمَعْرِفَةِ بِأَسْبَابِهِ وَعَلَيْهِ فَذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ يَهْتَمُّ بِمَا أَوْجِبَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى الْفَائِدَةِ فِي الْإِسْتِكْفَارِ مِنْ جَمْعِهِ فَأَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِينَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَانِي الْخَاصِّ مِنْ أَهْلِ التَّنْقِيطِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنَى لَهُمْ فِي طَلَبِ الْكَثِيرِ وَقَدْ

تمیز کرنے کی استعداد ان میں نہیں تو بہت حدیثوں سے وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں پھر اگر خدا نے چاہا تو ہم ان حدیثوں کے بیان کرنے میں جن کے لیے تو نے فرمائش کی ہے ایک شرط پر چلیں گے جو بیان کرتے ہیں وہ شرط یہ ہے کہ ہم ان سب حدیثوں کی طرف قصد کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مسنداً (یعنی محصلاً) ایک راوی نے دوسرے سے سنا ہو رسول اللہ ﷺ تک روایت کی گئی ہیں سب حدیثوں سے مراد اکثر حدیثیں ہیں اس لیے کہ سب مسند حدیثیں اس کتاب میں نہیں ہیں) پھر ان کو تقسیم کرتے ہیں تین قسموں پر اور راویوں کے تین طبقوں پر (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتوں کا، دوسرا متوسطین کا تیسراضعفاء اور متردکین کا مگر مصنف نے اس کتاب میں پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہیں کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب میں سب سے پہلی قسم کی حدیثیں ہیں اور دوسری قسم کی حدیثیں بیان کرنے سے پہلے مسلم مر گئے، بغیر تکرار کے مگر جب کوئی ایسا مقام ہو جہاں دوبارہ حدیث کا لانا ضروری ہو اس وجہ سے کہ اس میں کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی ایسی اسناد ہو جو دوسری اسناد کے پہلو میں واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہاں تکرار کرتے ہیں (یعنی دوبارہ اس حدیث کو نقل کرتے ہیں) اس لیے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوئی حدیث میں جس کی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کے ہے پھر ضروری ہے اس سب حدیث کا ذکر کرنا جس میں وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کر لیں گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھ اگر ممکن ہو یعنی ایک حدیث میں ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا ہے تو صرف اس جملہ کو دوسری اسناد بیان کر کے نقل کر دیں گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لائیں گے مگر ایسا جب کریں گے کہ اس جملہ کا علیحدہ ہونا حدیث سے ممکن ہو (نو دوئی نے کہا کہ اس مسئلہ میں علماء

عجزوا عن معرفة القليل ثم إن شاء الله مبتدئون في تخرج ما سألت وتأليفه على شريطة سوف أذكرها لك وهو إننا نعبد إلى جملة ما أسند من الأخبار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فنقسمها على ثلاثة أقسام وثلاث طبقات من الناس على غير تكرار إلا أن يأتي موضع لا يستغنى فيه عن ترداد حديث فيه زيادة معنى أو إسناد يقع إلى حسب إسناد لعل تكرر هناك لأن المعنى الزائد في الحديث المحتاج إليه يقوم مقام حديث تام فلا بد من إعادة الحديث الذي فيه ما وصفنا من الزيادة أو أن يفصل ذلك المعنى من جملة الحديث على اختصاره إذا أمكن ولكن تفصيله ربما عسر من جملة فإعادته بهيئته إذا ضاق ذلك أسلم فأمّا ما وجدنا بدءاً من إعادته بجملة من غير حاجة منا إليه فلا نتولى فعله إن شاء الله تعالى فأمّا القسم الأول فإننا نتوعد أن نقدم الأخبار التي هي أسلم من العيوب من غيرها وأنقى من أن يكون نأقلوها أهل استقامة في الحديث وإتقان لما نقلوا لم يوجد في روايتهم اختلاف شديد ولا تخلیط فاحش كما قد عثر فيه على كثير من المحدثين وبأن ذلك في حديثهم فإذا

حدیث کا اختلاف ہے یعنی حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے میں بعضوں کے نزدیک مطلقاً منع ہے کیونکہ روایت بالمعنی ان کے نزدیک جائز نہیں بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضوں کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اسی صورت میں درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کر لیں اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاضؒ نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ علماء اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہے بشرطیکہ معنی میں خلل واقع نہ ہو لیکن جب جدا کرنا اس جملہ کا دشوار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کی ہم کو دوبارہ بیان کرنے کی حاجت نہ ہو (یعنی اس میں کوئی ایسی بات زیادہ نہ ہو جس کی احتیاج ہے) تو ہم اس کو دوبارہ بیان نہ کریں گے اگر خدا چاہے پہلی قسم کی حدیثوں میں ان حدیثوں کو پہلے بیان کرتے ہیں جو عیبوں سے پاک اور صاف ہیں اس وجہ سے کہ ان کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنی مضبوط اور صاف ہیں اپنی روایات میں نہ ان کی روایت میں سخت اختلاف ہے اور نہ خلط ملط ہے) (اس لیے کہ جو راوی اور ثقہ لوگوں سے بہت اختلاف کیا کرے یا

نَحْنُ تَقْصِيْنَا أَخْبَارَ هَذَا الصَّنْفِ مِنَ النَّاسِ أَتْبَعْنَاهَا أَخْبَارًا يَقَعُ فِي أَسَانِيدِهَا بَعْضُ مَنْ لَيْسَ بِالْمَوْصُوفِ بِالْحِفْظِ وَالِاتِّقَانِ كَالصَّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ عَلَى أَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا فِيْمَا وَصَفْنَا ذَوْنَهُمْ فَإِنَّ اسْمَ الشَّيْءِ وَالصَّدَقِ وَتَغَاطِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَبَزِيدِ بْنِ أَبِي زَيْدٍ وَثَيْبِ بْنِ أَبِي سَلِيمٍ

یہ تینوں راوی دوسرے درجے کے ہیں جو حفظ اور اتقان میں اعلیٰ نہیں ہیں مگر ان کی سچائی میں شبہ نہیں عطاء بن السائب کی کثرت ابو السائب سے یا ابو زید یا ابو محمد یا ابو زید وہ ثقہ ہیں مگر اخیر عمر میں ان کے حافظہ میں فتور آگیا تھا اور جن لوگوں نے ان سے اختلاف کے پہلے سنا ہے ان کی روایت صحیح ہے اور جنہوں نے بعد سنا ہے البتہ ان کی حدیث مضطرب ہے۔ سفیان ثوری اور شعبہ نے ان سے اختلاف کے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبد اللہ اور اسماعیل اور علی بن عاصم نے بعد اختلاف کے سنا ہے۔ ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ عطاء سے سب نے اختلاف کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو عوانہ نے عطاء سے صحت اور اختلاف دونوں حالت میں سنا ہے تو ان کی روایت کا بھی متہار نہیں۔ یزید بن ابی زید یا یزید بن زیاد قرشی و مشقی حفاظ حدیث نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ابن نمیر اور یحییٰ بن معین نے کہا وہ جرح نہیں۔ ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے اور نسائی نے کہا مترک الحدیث ہے اور ترمذی نے کہا ضعیف ہے لیث بن ابی سلیم کو جمہور نے ضعیف کیا ہے تاہم کہتے ہیں کہ وہ مخلص اور سچا ہے اور اس کی روایتیں مضطرب ہیں اس کی حدیث ٹا جائے گی احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے وار قطنی اور ابن عدی نے کہا ان کی حدیث ٹا جائے گی اور اکثر لوگوں نے کہا کہ اس کی روایت

روایتوں میں بہت خلط ملط کرے وہ قابل اعتبار کے نہیں رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہوگئی اور ان کی حدیث میں یہ بات کھل گئی ہے پھر جب ہم بیان کر چکے اس قسم کے راویوں کی حدیثیں (یعنی جو موصوف ہیں ساتھ کمال حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اس کے بعد وہ حدیثیں لاتے ہیں جن کی اسناد میں وہ لوگ ہیں جن میں اتنا حفظ اور اتقان نہیں جیسا پہلی قسم کے راویوں میں تھا اور یہ لوگ اگرچہ پہلی قسم کے راویوں سے درجہ میں کم ہیں مگر ان کا عیب ڈھکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت میں وہ بھی شامل ہیں (یعنی دوسرے درجے کے راوی بھی سچے اور ٹھیک ہیں اور جو کچھ ان میں عیب تھا وہ چھپایا گیا ہے اہل حدیث نے ان کو مقیم نہیں کیا ہے کذب سے نہ ان سے روایت ترک کی ہے) جیسے عطاء بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم۔

اور ان کی مانند لوگ حدیث کی روایت کرنے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہیں علم میں اور مستور ہیں اہل حدیث کے نزدیک لیکن ان کے ہم عصر دوسرے لوگ جن کے پاس اتقان اور استقامت ہے روایت میں ان سے بڑھ کر ہیں حال اور مرتبے میں اس واسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے بلند اور ایک خصلت ہے عمدہ (یعنی ضبط اور اتقان)

کیا تو نہیں دیکھا اگر تو نے ان تینوں کو جن کا ہم نے نام لیا یعنی عطاء اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش اور اسمعیل بن ابی خالد کے ساتھ (جو ان تینوں کے ہم عصر ہیں) حدیث کے اتقان اور استقامت میں تو ان کو بالکل جدا پائے گا ہر گز ان کے قریب نہ ہو گئے اس بات میں شک نہیں اہل حدیث کے نزدیک اس لیے کہ ان کو ثابت ہو گیا ہے حفظ منصور اور اعمش اور اسمعیل کا اور ان کا ضبط اور اتقان حدیث میں جو نہیں ثابت ہوا عطاء اور یزید اور لیث

وَأَضْرَابُهُمْ مِنْ حُمَالِ الْأَنْبَارِ وَقَالَ الْأَخْبَارُ فَهُمْ وَإِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسُّرْرِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَعْرُوفِينَ فَغَيْرُهُمْ مِنْ أَقْرَابِهِمْ مِمَّنْ عِنْدَهُمْ مَا ذَكَّرْنَا مِنَ الْإِتْقَانِ وَالِاسْتِقَامَةِ فِي الرِّوَايَةِ يَفْضَلُونَهُمْ فِي الْحَالِ وَالْمَرْئِيَّةِ لِأَنَّ هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ دَرَجَةٌ رَقِيعَةٌ وَحَصَلَةُ سَيِّئَةٍ أَلَا تَرَى أَنَّكَ إِذَا وَازَنْتَ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِينَ سَمَّيْنَاهُمْ عَطَاءَ وَيَزِيدَ وَثِيئًا بِمَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ وَسُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ فِي إِتْقَانِ الْحَدِيثِ وَالِاسْتِقَامَةِ فِيهِ وَحَدَّثَهُمْ مَبَايِينَ لَهُمْ لَا يُدَانُونَهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ فِي ذَلِكَ لِلَّذِي اسْتَفَاضَ عَنْهُمْ مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِتْقَانِهِمْ لِحَدِيثِهِمْ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا

میں۔

مِثْلَ ذَلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَبَزِيدٍ وَكَانَتْ

وَفِي مِثْلِ مَخْرَجِ هَؤُلَاءِ إِذَا رَأَيْتَ بَيْنَ
الْأَقْرَانِ كَأَنَّ عَوْنَ وَأَيُّوبَ السَّخِيَّانِيَّ مَعَ
عَوْفِ بْنِ أَبِي حَمِيلَةَ وَأَشْعَثَ الْحُمْرَانِيَّ
وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ وَأَبْنِ سَبْرِينَ كَمَا أَنَّ
أَبْنَ عَوْنَ وَأَيُّوبَ صَاحِبَاهُمَا إِلَّا أَنَّ الْبَوْنَ
بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هَذَيْنِ بَعِيدٌ فِي كَمَالِ الْفَضْلِ
وَصِحَّةِ الثَّقَلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْعَثُ غَيْرَ
مَذْفُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ
وَلَكِنَّ الْحَالَ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ
الْعِلْمِ وَإِنَّمَا مَثَلْنَا هَؤُلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ
تَمَثُّلُهُمْ سِمَةً يَصْدُرُ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِيَ
عَلَيْهِ طَرِيقُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْتِيبِ أَهْلِهِ فِيهِ فَلَا
يُقَصِّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرَ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا
يُورَفِعُ مُنْضِعِ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ
وَيُعْطَى كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيهِ حَقُّهُ وَيُنَزَّلُ مَنْزِلَتُهُ
وَقَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا
قَالَتْ أَمَرَ نَارِسُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَمْرًا سَلَّمَ
(أَنْ تُنْزَلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ) مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ

اور ایسی ہی کیفیت ہے جب تو موازنہ کرے (یعنی تولے
ایک کو دوسرے کے ساتھ) ہم عمروں کو جیسے ابن عون اور
ایوب سختیانی کو عوف بن ابی حمیلہ اور اشعث حرانی کے ساتھ یہ
دونوں مصاحب تھے ابن سیرین اور حسن بصری کے (جو مشہور
تابعین میں سے ہیں) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب
تھے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے (یعنی ابن عون اور ایوب کا
درجہ بہت بڑھ کر ہے) کمال فضل اور صحت روایت میں اگرچہ
عوف اور اشعث بھی سچے اور امانت دار ہیں (امام احمد نے کہا عوف،
ثقہ ہیں صالح الحدیث اور یحییٰ بن معین نے بھی کہا کہ وہ ثقہ ہیں
اسی طرح اشعث حرانی کو دارقطنی نے کہا کہ وہ ثقہ ہے اہل علم کے
نزدیک) مگر اصل حال وہ ہے درجے کا اہل علم کے نزدیک جو ہم
نے بیان کیا اور ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ان کا نام لے کر
تاکہ ان کی مثال ایک نشانی ہو اور فراغت پائے اس کو سمجھ کر وہ
شخص جس پر چھپا ہوا ہے راستہ علم والوں کا اہل علم کی ترتیب میں تو
کم نہ کیا جائے بلند درجے والا شخص اپنے درجے سے اور بلند نہ کیا
جائے کم درجے والا اپنے درجے پر اور ہر ایک کو اس کا حق دیا
جائے اور اپنا درجہ اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اس کے مرتبے پر

جہاں یعنی عطاء اور بزید اور لیث منصور اور سلیمان اور اسماعیل اور اسماعیل کے سامنے کچھ نہیں اترتے اس لیے کہ عطاء اور بزید اور لیث کامرتبہ
بہت کم ہے جیسے ان کا حال اوپر گزرا اور منصور اور اسماعیل یہ حدیث کے حافظوں اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں اسماعیل بن ابی خالد تو
تابعی مشہور ہیں۔ انھوں نے انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عمرو بن حریت اور قیس بن عابد اور ابو جحیفہ کو دیکھا اور یہ
سب صحابی ہیں اور سلیمان اسماعیل بھی تابعی ہیں کیونکہ انھوں نے انس کو دیکھا اور اسماعیل کہتے ہیں ضعیف البصر کو جس کی بینائی میں فتور ہو یہ ان
کا لقب ہو گیا تھا الحمد للہ نے اس قسم کے القاب نقل کرنے میں قباحت نہیں دیکھی کیونکہ یہ القاب معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہیں نہ
ذلت و توہین کے لیے منصور بن معتمر اگرچہ تابعی ہیں مگر حفظ اور اتقان میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اس لیے مسلم نے ان کا نام پہلے رکھا۔
عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ منصور سب کو ذہالوں میں سے زیادہ ثقہ ہیں۔

رکھنے کا“ اور قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہر علم واسلے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے۔“ (توحیدیت اور قرآن دونوں سے اہل علم کے تفاوت و درجات کا ثبوت مل گیا۔)

تو جیسے اوپر ہم نے بیان کیا انہی طریقوں پر ہم جمع کرتے ہیں حدیثوں کو رسول اللہ ﷺ سے جن کا تو نے سوال کیا۔ اب جو حدیثیں ایسے لوگوں سے مروی ہیں جن پر سب الہجدیث نے کذب کی نسبت کی یا اکثر الہجدیث نے تو ان کو ہم نہیں روایت کرتے جیسے عبد اللہ بن مسور ابی جعفر مدائنی، عمرو بن خالد، عبد القدوس شامی (جو روایت کرتا ہے عکرمہ اور عطاء سے۔ عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اس کی حدیث کے ترک پر) محمد بن سعید مصلوب، غیاث بن ابراہیم، سلیمان بن عمرو، ابوداؤد نخعی اور ان کی مانند اور لوگ جن سے حدیث بنانے کی اور خبریں تراشنے کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور متروک الہجدیث تھے۔ ایسے لوگوں کی روایتیں میں نے بالکل نہیں لکھیں اور اسی طرح ہم نے ان لوگوں کی روایت بھی نہیں لکھی جن کی حدیث اکثر منکر (یعنی ثقہ کے خلاف) یا غلط

مِنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلَيْهِ

فَعَلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوهِ تَوَلَّفَ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مُتَهَمُونَ أَوْ عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ فَلَسْنَا نَشَاغُلُ بِتَخْرِيجِ حَدِيثِهِمْ كَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسُورٍ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيِّ وَعَمْرٍو بْنِ عَلِيٍّ وَعَبْدِ الْقَدُوسِ الشَّامِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَصْلُوبِ.

وَعِثَاتِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي دَاوُدَ النَّخَعِيِّ وَأَشْبَاهِهِمْ مِمَّنْ اتَّهَمَ بِوَضْعِ الْأَحَادِيثِ وَتَوَلِيدِ الْأَخْبَارِ وَكَذَلِكَ مِنَ الْغَالِبِ عَلَى حَدِيثِهِ الْمُنْكَرُ أَوْ الْغُلَطُ أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِمْ وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُخَدَّثِ

ح امام مسلم نے اس حدیث کو معلقاً یعنی بلا اسناد ذکر کیا اور مطلق حدیثیں مسلم کی کتاب میں بہت کم ہیں۔ ایک ان میں سے یہ حدیث بھی ہے جس کی صحت میں علماء کا اختلاف ہے۔ حاکم ابو عبید اللہ حافظ نے اپنی کتاب ”معرفہ علوم الہجدیث“ میں اس کو صحیح بتلایا ہے اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا میمون بن ابی حمیب سے اس نے عائشہ سے۔ مگر میمون نے عائشہ سے نہیں سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہے کہ حدیث متصل اور مسند ہو اس کا جواب یوں دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ حضرت عائشہ سے پہلے مرے اور شرط مسلم کی یہ ہے کہ ہم عصر ہو اور ملاقات ممکن ہو، تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے۔ البتہ اگر میمون یہ کہتے کہ میں عائشہ سے نہیں ملا تو اعتراض درست ہوتا۔ سوائے اس کے ہزار نے اپنی مسند میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ مرفوعاً یہ حدیث اسی طور سے مروی ہے لیکن موقوفاً اور طریقوں سے بھی روایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

ح دمشق جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یا ابو عبد اللہ یا ابو قیس اس کے نسب اور نام میں بڑا اختلاف ہے۔ حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنے نام کو سو طریق پر بدلتا ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ متروک الہجدیث ہے اور قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا ہے دینی کی وجہ سے اور اس کی حدیث موضوع ہے۔ اور خالد بن یزید نے کہا کہ میں نے اس سے سنا وہ کہتا تھا جب میں کوئی عمدہ بات سنوں تو اس کی اسناد بنانے میں کچھ قباحت نہیں۔ احمد بن صالح نے کہا کہ اس نے چار ہزار حدیثیں بنائیں۔

ہوتی ہے۔ اور منکر کی نشانی محدث کی حدیث میں یہ ہے کہ جب اس کی روایت کا مقابلہ دوسرے لوگوں کی روایت سے کیا جائے جو اچھے اور حافظے والے ہیں تو اس کی روایت ان کی روایت کے خلاف ہو ساری کی ساری یا کچھ موافق ہو اور اگر اکثر اس قسم کی روایتیں ہوں تو وہ مجبوراً حدیث ہے یعنی اس کی روایت مقبول و مستعمل نہ ہوگی۔

اس قسم کے راویوں میں سے عبد اللہ بن عمر، یحییٰ بن ابی ایسہ، جراح بن منہال، ابو العطف، عباد بن کثیر، حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ، عمر بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہیں جو منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

تو ہم ان لوگوں کی حدیثیں نہیں لاتے نہ ان میں مشغول ہوتے ہیں اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہے اور جو ان کا مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جائے گی اس شرط سے کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظ لوگوں کا ان کی بعض روایتوں میں یا پوری روایتوں میں ان کا موافق ہو پھر جب یہ حال ہو اس کا اور کسی روایت میں کچھ عبارت زیادہ کرے جو اس کے ساتھیوں کی روایت میں نہ ہو تو وہ قبول کی جائے گی۔ لیکن اگر تو کسی کو دیکھے جو زہری جیسے بزرگ شخص سے روایت کرنے کا قصد کرے جس کے

إِذَا مَا عَرِضَتْ رَوَايَتُهُ لِلْحَدِيثِ عَلَى رَوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا جِئْتُ رَوَايَتَهُمْ أَوْ لَمْ تَكُنْ تَوَافِقُهَا فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيثِهِ كَذَلِكَ كَانَ مَهْجُورَ الْحَدِيثِ غَيْرَ مَقْبُولِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ. ۵

فَمِنْ هَذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي أَنَسَةَ وَالْحَرَّاحُ بْنُ الْمُنْهَالِ أَبُو الْعُطْفِ وَعَبَادُ بْنُ كَثِيرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ ضَمِيرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهَيْبَانَ وَمَنْ نَحْوَهُمْ فِي رَوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ. ۶
فَلَسْنَا نَعْرِجُ عَلَى حَدِيثِهِمْ وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهِ لِأَنَّ حُكْمَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالَّذِي نَعْرِفُ مِنْ مَذَاهِبِهِمْ فِي قَبُولِ مَا يَنْفَرِدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَكُونَ قَدْ شَارَكَ الثَّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْحِفْظِ فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا وَأَمَعَنَ فِي ذَلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَإِذَا وَجَدَ كَذَلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذَلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ قُبُلَتْ زِيَادَتُهُ فَأَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَتَعَمَّدُ لِحِثْلِ الزُّهْرِيِّ فِي حَلَالَتِهِ وَكَثْرَةِ أَصْحَابِهِ الْحَفَاطِ الْمُتَقِينَ لِحَدِيثِهِ وَحَدِيثِ

۵۔ تو منکر کے معنی یہ ظہر ہے کہ جو روایت اور ثقہ لوگوں کی روایت کے خلاف ہو اس کو منکر، مردود بھی کہتے ہیں اور ایک منکر اس کو بھی کہتے ہیں جس کو ایک ہی ثقہ شخص نے روایت کیا ہو مگر یہ مردود نہیں ہے جب وہ ثقہ ضابطہ اور متقن ہو۔ (نووی)

۶۔ عبد اللہ بن عمر یا عبد اللہ بن عمر صحیح محرر ہے بصیغہ اسم مفعول اور براہین مہمل تین اتباع تابعین میں سے ہے روایت کرتا ہے حسن، قتادہ، زہری اور تابع وغیرہ تابعی سے روایت کی ہے اس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے محدثین نے اس کے ترک پر۔ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ لوگوں نے ترک کر دیا ہے اس کی حدیث کو۔ ابو ایسہ جو یحییٰ کا باپ ہے اس کا نام زید ہے اور ابو العطف جراح بن منہال سے روایت کرتا ہے۔ بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور عمر بن صہبان اسلمی مدنی ہے اتفاق ہے اس کے متروک ہونے پر۔ (نووی)

شاگرد بہت ہیں اور وہ حافظ ہیں اور مضبوطی سے بیان کرتے ہیں اس کی اور اوروں کی حدیثوں کو یا ہشام بن عروہ سے روایت کا قصد کرے اور ان دونوں کی یعنی ہشام اور زہری کی حدیثیں اہل علم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہیں اور مشترک ہیں اور ان دونوں کے شاگرد ان کی حدیثوں کو اتفاق کے ساتھ اکثر بیان کرتے ہیں پھر وہ شخص ان دونوں سے چند ایسی حدیثیں نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونوں کے شاگردوں میں سے معلوم نہ ہوں اور وہ شخص صحیح روایتوں میں ان شاگردوں کا شریک نہ ہو تو اس قسم کی روایتیں ایسے لوگوں سے ہرگز مقبول نہ ہوں گی۔ (بلکہ وہ منکر و مردود ہوں گی۔)

اور ہم نے بیان کیا مذہب حدیث اور الجہد یث کا اس قدر جو مقصود ہے اس شخص کا جو چلنا چاہے الجہد یث کی راہ پر اور اس کو توفیق دی جائے چلنے کی اس پر اور خدا چاہے تو ہم اس کو شرح اور وضاحت سے بیان کریں گے اس کتاب کے کئی مقاموں میں جہاں وہ حدیثیں آئیں گی جن میں کچھ غلطیاں ہیں ان مقاموں میں جہاں شرح کرنا اور واضح بیان کرنا مناسب ہو گا۔ بعد ان سب باتوں کے جو اوپر گزریں خدا تجھ پر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کر رہا ہے وہ شخص جس نے اپنے تئیں محدث بنایا ہے یعنی لازم ہے ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثوں اور منکر روایتوں کو نقل نہ کرے اور صرف انہی حدیثوں کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہیں جن کو ثقہ لوگوں نے جن کی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا ہے اور وہ جانتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ بہت سی حدیثیں جن کو وہ عام لوگوں کو سناتا ہے منکر ہیں اور ان لوگوں سے مروی ہیں جن کی مذمت حدیث کے اماموں نے کی ہے جیسے مالک بن انس شعبہ بن حجاج سفیان بن عیینہ یحییٰ بن سعید القطان اور عبد الرحمن بن مہدی وغیرہم نے۔ (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا

غیرہ او لیث ہشام بن عروہ وحذیثہما عند اہل العلم مبسوط مشترک قد نقل أصحابہما عنہما حدیثہما علی الاتفاق منہم فی اکثرہ قیروی عنہما او عن أحدهما القد من الحدیث مما لا يعرفه أحد من أصحابہما ولیس ممن قد شاركہم فی الصحیح مما عندهم فغیر جائز قبول حدیثہ هذا الضرب من الناس واللہ اعلم۔

وقد شرحنا من مذهب الحدیث وأہلہ بعض ما یؤجہ بہ من أراد سبیل القوم ووفی لہا وسنرید ان شاء اللہ تعالیٰ شرحا وإيضاحا فی مواضع من الکتاب عند ذکر الأخبار المعللة إذا أتینا علیہا فی الأماكن التي یلیق بہا الشرح والإيضاح ان شاء اللہ تعالیٰ وبعد یرحمک اللہ قلول الذی رأینا من سوء صبیع کثیر ممن نصب نفسه محدثا فيما یلزمہم من طرح الأحادیث الضعیفۃ والروایات المنکرۃ وترکیہم الإقتصار علی الأحادیث الصحیحۃ المشہورۃ مما نقلہ الثقات المعروفون بالصدق والأمانۃ بعد معرفتہم وإقرارہم بألسنتہم أن کثیرا مما یقذفون بہ إلی الأغیاء من الناس هو مستکر ومنقول عن قوم غیر مرضیین ممن ذم الروایۃ عنہم أئمۃ اہل الحدیث مثل مالک بن انس وشعبۃ بن الحجاج وسفیان بن عیینۃ

ہیں) البتہ ہم کو یہ تکلیف اٹھانا تیری خواہش کے مطابق جو تو نے صحیح حدیثوں کو جدا کرنے کے لیے کی تھی دشوار ہوتی۔ (کیوں کہ جب سب لوگ یہی عادت اپناتے کہ صرف صحیح حدیثیں نقل کیا کرتے تو عوام کے دھوکہ کھانے کا ذرہ نہ ہوتا اور صحیح حدیثوں کے جدا کرنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی) لیکن اس وجہ سے جو ہم نے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثوں کو ضعیف اور مجہول سندوں سے بیان کیا کرتے ہیں اور عوام کو سنا دیتے ہیں جن کو بیہوں کے پہچاننے کی لیاقت نہیں تیری خواہش کا قبول کرنا ہم پر آسان ہو گیا۔ (اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اس کا کرنا آسان ہوتا ہے۔)

باب: ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگوں سے روایت کرنا چاہئے اور جن لوگوں کا جھوٹ ثابت ہو ان سے روایت نہ کرنا چاہئے

جان تو! خدا تجھ کو توفیق دے جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویوں کو پہچانتا۔ ہو اس پر واجب ہے کہ نہ روایت کرے مگر اس حدیث کو جس کے اصل کی صحت (۱) ہو اور اس کے (۲) نقل کرنے والے وہ لوگ ہوں جن کا عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچے ان لوگوں کی روایت سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عنادر کہتے ہیں بدعتی لوگوں میں سے۔

وَيَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَبْنَاءِ لَمَّا سَهَّلَ عَلَيْنَا الْإِنْصَابُ لِمَا سَأَلْتُ مِنَ التَّمْيِيزِ وَالتَّخْصِيلِ وَلَكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَعْلَمْتُكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْأَعْيَارِ الْمُتَكِرَّةِ بِالْأَسَانِيدِ الضَّعِيفِ الْمَحْذُورَةِ وَقَدْ فُهِمَ بِهَا إِلَى الْعَوَامِّ الَّذِينَ لَا يَعْرِفُونَ غُيُوبَهَا حَفَّ عَلَى قُلُوبِنَا إِجَابَتِكَ إِلَيَّ مَا سَأَلْتُ.

باب وجوب الرواية عن الثقات وترك الكذابين

وَأَعْلَمُ وَفَقَلْتُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ عَرَفَ التَّمْيِيزَ بَيْنَ صَحِيحِ الرِّوَايَاتِ وَسَقِيمِهَا وَثِقَاتِ النَّاقِلِينَ لَهَا مِنَ الْمُتَهَمِينَ أَنْ لَا يَرْوِيَ مِنْهَا إِلَّا مَا عَرَفَ صِحَّةَ مَخَارِجِهِ وَالْمَسَارَّةَ فِي نَاقِلِيهِ وَأَنْ يَنْتَقِيَ مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ أَهْلِ التُّهْمِ وَالْمُعَانِدِينَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعِ.

یہ نووی نے کہا کہ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت نے اس کو کفر تک پہنچا دیا ہو اس کی روایت تو بالاتفاق مقبول نہیں اور جس کی بدعت کفر تک نہیں پہنچی اس کی روایت قبول کرنے میں اختلاف ہے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کی روایت مقبول ہے بشرطیکہ وہ روایت اس کی بدعت کی تائید میں نہ ہو۔ اور صحیحین وغیرہا میں بہت سی روایتیں ان لوگوں سے مقبول ہیں جو بدعت میں گرفتار تھے۔ اصل یہ ہے کہ جو بدعتی عنادر کہتا ہو یعنی تعصب کہ جھوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکھے جیسے روافض میں سے ایک فرقہ خطابہ جو اپنی قوم کے فائدے کے لیے جھوٹی گواہی دینا جائز رکھتا ہے اس کی روایت قبول نہیں ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور اس کی عدالت، روایت میں معلوم ہو اس کی حدیث قبول کی جائے گی۔

وَالذَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الَّذِي قُلْنَا مِنْ هَذَا هُوَ
الْأَزْمُ دُونَ مَا عَالَفَهُ قَوْلُ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بَنِيًّا فَتَبَيَّنُوا أَن تَصِيبُوا
قَوْمًا بِيَهْمَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝
وَقَالَ جَلَّ تَنَازُّهُ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ
الشُّهَدَاءِ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ
مِّنْكُمْ فَذَلِّ بِمَا ذَكَّرْنَا مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ صَبْرَ
الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَيْرُ مَقْبُولٍ وَأَنَّ شَهَادَةَ غَيْرِ
الْعَدْلِ مَرْدُودَةٌ.

اور دلیل اس پر جو ہم نے کہا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے
فرمایا کہ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر
آئے تو تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم تکلیف دو کسی قوم کو نادانی
سے پھر کل کو پچھتاؤ اپنے کئے ہوئے پر۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گواہ بناؤ دو
مردوں کو یا ایک مرد اور دو عورتوں کو جن کو تم پسند کرتے ہو۔
(گواہی کے لیے یعنی جو سچے اور نیک معلوم ہوں۔) اور فرمایا اللہ
تعالیٰ نے کہ گواہ بناؤ دو شخصوں کو جو عادل ہوں۔ تو ان آیتوں
سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق
نہیں اور جو شخص عادل نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے۔

وَالْخَبَرُ وَإِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي
بَعْضِ الْوُجُوهِ فَقَدْ يَحْتَمِلُ فِي أَكْثَرِ مَوَاقِعِهِمَا
إِذَا كَانَ صَبْرَ الْفَاسِقِ غَيْرُ مَقْبُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ
كَمَا أَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُودَةٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ ۝

اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے میں اگرچہ کچھ فرق
ہے مگر وہ دونوں شریک ہیں ایک بڑے مطلب میں۔ لہذا
حدیث فاسق کی مقبول نہیں علماء کے نزدیک جیسے گواہی فاسق
کی مردود ہے سب کے نزدیک۔

☆ ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے اس کے استقبال کو اسلام سے پہلے اس قوم میں اور اس کی قوم میں دشمنی
تھی۔ یہ ڈرا کہ میرے مارنے کو نکلے انا بھاگنا دینے میں آکر مشہور کر دیا کہ فلاں قوم مرتد ہو گئی۔ حضرت ان پر فوج بھیجتے ہیں۔ اس سے معلوم
ہوا کہ شہادت فاسق کی مقبول نہیں۔

۹ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتیں اوپر بیان ہوئیں ہیں ان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہیں لیکن اس کی
حدیث کا مردود ہونا ان آیات سے ثابت نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونوں درحقیقت ایک ہیں اگرچہ بعض باتوں میں کچھ فرق
ہے۔ وہ فرق یہ ہے کہ گواہی میں آزادی اور مردیت اور عدد (یعنی دو گواہ) شرط ہے اور حدیث میں یہ شرط نہیں تو مقبول ہے حدیث غلام
عورت اور ایک شخص کی۔ لیکن دونوں میں یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو، عقل ہو، بلوغ ہو، عدالت ہو، مردت ہو، ضبط اور حفظ ہو، قتل اور ادا
وقت۔ (قتل وہ وقت کہ جب حدیث سننے یا دیکھے اور اداء وہ وقت کہ جب اس کو بیان کرے کسی سے۔ اسی طرح گواہی میں ایک قتل کا وقت ہے
یعنی جب واقعہ سننے یا دیکھے اور ایک اداء کا یعنی جب قاضی کے سامنے گواہی دے۔) اندھے کی گواہی میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور علماء کی ایک
جماعت کے نزدیک جائز نہیں اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اس کی بالاتفاق مقبول ہے۔ اسی طرح بلوغ کی شرط
حدیث کے اداء کے وقت ہے نہ کہ قتل کے وقت۔ تو لڑکین میں راوی جو سنے اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اس کی روایت مقبول ہے اور یہی
قول ہے اکثر علماء کا۔ مگر بعض کا یہ مذہب ہے کہ قتل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ قتل کے وقت شرط ہے نہ
اداء کے وقت اور یہ دونوں مذہب شاذ اور جمہور علماء کے خلاف ہیں۔ (نووی)

اسی طرح حدیث شریف سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا (جس کے غلط ہونے کا احتمال ہو) درست نہیں جیسا کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے بہ شہرت منقول ہے کہ فرمایا آپؐ نے کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے

۱۔ امام مسلمؒ نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندبؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (یعنی وہی حدیث جو اوپر گزری کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔)

وَذَلَّتِ السُّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْأَخْبَارِ كَتَحْوِ ذَلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْأَثَرُ الْمَشْهُورُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ حَدَّثَ غَنِي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَخَذُ الْكَافِرِينَ)) ۱۰

بَابُ تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ.

۱۰ یعنی گواہوں نے جھوٹ نہیں بنایا لیکن جب اس کو خیال ہے کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا تو اس کے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس پر بھی بیان کیا اور اس کا عیب ظاہر نہ کیا تو جھوٹوں میں وہ بھی شریک ہو گیا یعنی اس پر بھی اتنا ہی وبال ہو گا جتنا جھوٹی حدیث بنانے والے پر۔ امام مسلمؒ نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہؓ سے مروی ہے۔ ہزار نے اپنی "مسند" میں بیان کیا کہ چالیس صحابیوں سے یہ حدیث اس نے روایت کی ہے اور ابو بکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیوں سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ ستاسی صحابیوں سے اور بعضوں نے کہ باسٹھ صحابیوں سے اور ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور کوئی حدیث سوائے اس حدیث کے ایسی نہیں جس کو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھ صحابیوں سے زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضوں نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دو سو صحابیوں سے منقول ہے اور بخاری اور مسلمؒ دونوں نے نقل کیا اس حدیث کو۔

(۱) اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرتؐ پر جھوٹ باندھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جیسے آگے بیان کی گئیں روایتوں میں ہے کہ جو ایسا کرے گا اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔ لیکن اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلے گا کیونکہ نفل سنت کا اتفاق ہے کہ موجد ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونے کا ظن ہو اس کو نقل کرنا بھی درست نہیں۔ لیکن جب اس کے ساتھ یہ بات بھی کہہ دے یا لکھ دے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس میں یہ علت ہے تو درست ہے اور جائز ہے محدثین کے نزدیک۔ اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں تمام قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے یہاں تک کہ موضوعات کو بھی۔ تیسرا یہ کہ اگر نقل کرنے والے کے خیال میں غلطی ہو یعنی وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھ کر بیان کرے تو اس پر گناہ نہیں جیسے حاکمؒ اور ابن ماجہؒ نے بعض حدیثوں کو صحیح خیال کر کے روایت کیا ہے۔ چوتھا یہ کہ ہر قسم کی حدیث خولہ احکام ہوں خولہ فضائل یا اخلاق میں سب میں یہی حکم ہے اور کرامیہ کے نزدیک فضائل اور اخلاق میں حدیث بنالیا درست ہے اور یہ ان کی انتہاء درجہ کی جہالت ہے۔ (تو دیکھ مزید)

۲- ربیع بن حراش سے روایت ہے اس نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مت جھوٹ باندھو میرے اوپر۔ جو کوئی میرے اوپر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

۳- انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۴- ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۵- علی بن ابی ربیعہ والبی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں مسجد میں آیا اور ان دونوں مغیرہ بن شعبہ کوفہ کے حاکم تھے تو مغیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسے نہیں ہے جیسے کسی اور پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنے والے کا نقصان ہوگا یا جس پر جھوٹ باندھا اس کا بھی یا اور دو تین آدمیوں کا سہی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دنیا کو نقصان پہنچے گا) پھر جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۶- ایک دوسری سند سے مروی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں لیکن اس میں "ان کذباً علی لیس ککذب علی احد" کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲- عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجَ النَّارَ))۔

۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أَحَدَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))۔

۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))۔

۵- عَنْ عَلِيٍّ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمَغِيرَةَ أَمِيرُ الْكُوفَةِ قَالَ فَقَالَ الْمَغِيرَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنْ كَذَبْنَا عَلَيَّ لَيْسَ ككَذِبِ عَلَيَّ أَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))۔

۶- عَنْ الْمَغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((إِنْ كَذَبْنَا عَلَيَّ لَيْسَ ككَذِبِ عَلَيَّ أَحَدٍ))۔

(۲) یعنی وہ جہنم میں جانے کے لائق ہو گیا۔ اب اگر خدا معاف کر دے تو جہنم سے چھٹکارا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ گناہوں میں ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ بددعا ہے جھوٹی حدیث بنانے والے کے لیے یعنی خدا اس کو جہنم میں داخل کرے۔

باب: سنی ہوئی بات (بغیر تحقیق کئے ہوئے) کہہ دینا منع ہے

۷۔ حفص بن عاصمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کافی ہے آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کہ جو سنے اس کو آگے جان کر دے۔

۸۔ حفص بن عاصمؓ ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبیؐ سے اس کی مثل بیان کیا۔

۹۔ ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ کہہ ڈالے جو بات سنے۔

۱۰۔ ابن وہب سے روایت ہے کہ امام مالکؒ نے مجھ سے کہا کہ جان تو اس بات کو کہ جو شخص کہہ ڈالے جو سنے وہ بچ نہیں سکتا (جھوٹ سے) اور کبھی وہ شخص امام (پیشوا) نہیں ہو سکتا جو بیان کرے ہر ایک بات کو جس کو وہ سنے۔

۱۱۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے۔

۱۲- عبد الرحمن بن مہدی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) انھوں نے کہا کہ آدمی کبھی امام نہیں ہو سکتا (یعنی اس لائق کہ لوگ اس کی پیروی کریں جب تک کہ وہ نہ کہے بعض باتوں کو جن کو اس نے سنا ہو) اس خیال سے کہ شاید یہ باتیں غلط ہوں تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا۔

۱۳- سفیان بن حسین سے روایت ہے کہ مجھ سے ایاس بن معاویہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ عادت کہ جو سنے وہ کہہ ڈالے بری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضروری ہے کہ یہ خبر سچی ہے یا جھوٹی جب سچائی کا یقین ہو تو اس وقت اگر منہ سے نکالے تو برا نہیں۔

بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكَ قَدْ كَلَفْتَ بِعِلْمِ الْقُرْآنِ فَافْرَأْ عَلَيَّ سُورَةً وَفَسِّرْ حَتَّى أَنْظُرَ فِيمَا عَلِمْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِي احْفَظْ عَلَيَّ مَا أَقُولُ لَكَ إِنِّيَاكَ وَالشَّاعَةَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ قَلَمًا حَمَلَهَا أَحَدٌ إِلَّا ذَلَّ فِي نَفْسِهِ وَكَذَّبَ فِي حَدِيثِهِ.

نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل کرنے میں (یعنی علم تفسیر میں) تو ایک سورت پڑھو میرے سامنے پھر اس کا مطلب بیان کرو تاکہ میں دیکھوں تمہارا علم۔ سفیان نے کہا میں نے ایسا ہی کیا۔ ایسا نے کہا یاد رکھ جو میں کہتا ہوں تجھ سے بچ تو شاعت سے حدیث میں (شاعت کے معنی قباحت یعنی ایسی حدیثیں مت نقل کر کہ لوگ تمہیں برا سمجھیں اور جھوٹا جانیں) کیونکہ جس نے شاعت کو اختیار کیا وہ خود بھی ذلیل ہو اور دوسروں نے بھی اس کو جھٹلایا (یعنی اس کا اعتبار جاتا رہا۔ اب سچی بات بھی اس کی جھوٹی سمجھی جاتی ہے)۔

۱۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةٌ.

۱۴- عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ جب تو لوگوں سے ایسی حدیثیں بیان کرے جو ان کی عقل میں نہ آئیں تو بعض لوگوں کے لیے اس میں فتنہ ہوگا یعنی وہ گمراہ ہو جائیں گے اس لیے ہر شخص سے اس کی عقل کے موافق بات کرنی چاہئے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الرَّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالْإِحْتِيَاظِ فِي تَحْمِيلِهَا ۱

باب: ضعیف لوگوں سے روایت کرنا منع ہے اور روایت کے تحمل کے وقت احتیاط کرنی چاہئے

۱۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أَنْاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَبَيِّاتُكُمْ وَإِيَّاهُمْ)).

۱۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اخیر امت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تم سے حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے تو ان سے بچے رہنا۔

۱۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَكُونُ فِي آخِرِ

۱۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اخیر زمانے میں دجال (یعنی جھوٹ کو جگانے والے) اور کذاب یعنی

۱۔ بعض نسخوں میں اس باب کو یوں لکھا ہے ”باب فی الضعفاء والکذابين ومن یرغب عن حدیثہم“ یعنی باب ضعیف اور کذابین یعنی جھوٹوں کے بیان میں اور جن کی حدیث سے نفرت کرنا چاہئے۔

(۱۵) یعنی ان کے قریب بھی نہ آنا اور حدیث کو اچھی طرح سے جانچ لینا اب اس زمانے میں بھی بہت سے جاہل فقیر اور احمق کے کٹ ملا اپنی بات جمانے کے لیے حدیثیں بے سند نقل کرتے ہیں ان کا اعتبار نہ کرنا چاہئے جب تک وہ حدیث صحیح کتابوں میں نہ ملے۔ (اللہ کے فضل سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ قریب مکمل ہو چکا ہے۔ عام لوگوں کو بھی یہ کتابیں فائدہ دے سکتی ہیں۔)

جھوٹ بولنے والے پیدا ہوں گے۔ وہ ایسی حدیثیں تم کو سنائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہو گئی، تو بچے رہنا ان سے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور آفت میں ڈال دیں۔

۱۷- عامر بن عبدہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ شیطان ایک مرد کی صورت میں کر لوگوں کے پاس آتا ہے پھر ان سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے جب لوگ اس جگہ سے جدا ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت میں پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا وہ ایسا بیان کرتا تھا۔

۱۸- عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ دریا میں یعنی سمندر میں بہت سے شیطان ہیں جن کو قید کیا ہے حضرت سلیمانؑ نے قریب ہے کہ وہ نکلیں اور لوگوں کو قرآن سنائیں۔

۱۹- طاؤسؓ سے روایت ہے کہ بشیر بن کعب ابن عباسؓ کے پاس آئے اور ان سے حدیثیں بیان کرنے لگے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ فلائی حدیث پھر بیان کر، انھوں نے پھر دوبارہ بیان کیا اور کہا مجھے معلوم نہیں ہو کہ تم نے سب حدیثیں میری پہچانیں اور اسی کو منکر سمجھا یا سب حدیثوں کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو پہچانا۔ ابن عباسؓ نے ان سے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کیا کرتے تھے جب آپؐ پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا لیکن جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی سب قسم کی حدیثیں صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیثیں بیان کرنا چھوڑ دیا۔

۲۰- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہم حدیث یاد کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی یاد کرنا چاہئے لیکن جب تم بری اور اچھی ہر طرح کی راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا۔

۲۱- مجاہد سے روایت ہے کہ بشیر بن کعب عدویؓ ابن عباسؓ کے

الرَّهْمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمُ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَلْيَاثِمُوا وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ)).

۱۷- عَنْ غَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمُ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكُذِبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرَفُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ.

۱۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ إِنَّ فِي الْبَحْرِ شَيَاطِينَ مَسْحُورَةً أَوْتِنَاهَا سُلَيْمَانُ يُوشِكُ أَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا.

۱۹- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ جَاءَ هَذَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَعْنِي بُشَيْرَ بْنَ كَعْبٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِيثٍ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهُ ثُمَّ حَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ عُدْ لِحَدِيثٍ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَا أَدْرِي أَعْرَفْتُ حَدِيثِي كُلَّهُ وَأَنْكَرْتُ هَذَا ثُمَّ أَنْكَرْتُ حَدِيثِي كُلَّهُ وَعَرَفْتُ هَذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا كُنَّا نَحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ لَمْ يَكُنْ يَكْذِبُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصُّعْبَ وَالذَّلُولَ تَرَكْنَا الْحَدِيثَ عَنْهُ.

۲۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا إِذْ رَكِبْتُمْ كُلُّ صُعْبٍ وَذَلُولٍ فَهَيْهَاتَ.

۲۱- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ جَاءَ بُشَيْرُ الْعَدَوِيِّ إِلَى

ابن عباسٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَأْذُنُ لِحَدِيثِهِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا لِي لَا أَرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيثِي أَخَذْتُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْمَعُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا كُنَّا مَرَّةً إِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَدَرْتُهُ أَبْصَارُنَا وَأَصْغَيْنَا إِلَيْهِ بِأَذَانِنَا فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ

۲۲- عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابًا وَيُخْفِيَ عَنِّي فَقَالَ وَلَدُ نَاصِحٍ أَنَا أَخْتَارُ لَكَ الْأُمُورَ اخْتِيَارًا وَأُخْفِيَ عَنْهُ

قَالَ فَدَعَا بِقَضَاءٍ عَلَيَّ فَجَعَلَ يَكْتُبُ بَيْنَهُ أَشْيَاءَ وَيَمُرُّ بِهَ الشَّيْءِ فَيَقُولُ وَاللَّهِ مَا قَضَى بِهَذَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ضَلًّا

پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ ابن عباسؓ نے کان نہ لگایا اس کی طرف نہ دیکھا ان کو۔ بشیر یولے اے ابن عباسؓ! تم کو کیا ہوا جو میری بات نہیں سنتے، میں حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے اور تم نہیں سنتے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے یہ سنتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا تو اسی وقت اس طرف دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے، پھر جب لوگ بڑی اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی غلط روایتیں شروع ہو گئیں) تو ہم لوگوں نے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہیں۔ (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اس کو سن لیتے ہیں۔)

۲۲- ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو لکھا کہ میرے لیے ایک کتاب لکھ دو اور چھپالو (ان باتوں کو جن میں کلام ہے تاکہ جھگڑانہ ہو۔) ابن عباسؓ نے کہا لڑکا (اچھی نصیحت کرتا ہے) (یعنی ابن ابی ملیکہ کو کہا) میں اس کے لیے چنوں گا باتوں کو اور چھپالوں گا (جو چھپانے کی باتیں ہیں)۔

پھر انھوں نے حضرت علیؓ کے فیصلوں کو منگوا یا ان میں سے کچھ باتیں لکھنے لگے اور بعض فیصلوں کو دیکھ کر کہتے تھے کہ قسم خدا کی حضرت علیؓ نے ایسا فیصلہ نہیں کیا اگر کیا ہو تو وہ بھٹک گئے۔ (یعنی ان سے غلطی ہوئی۔)

(۲۲) یہ ترجمہ جب ہے کہ اس روایت میں بیخفی خائے معجمہ سے ہو جیسا کہ اکثر نسخوں میں ہے اور بعض نسخوں میں یہ دونوں لفظ خائے غلطی سے ہیں۔ اس صورت میں ترجمہ یوں ہو گا کہ کم کر لیں ان باتوں کو جو کسی کے قابل ہیں یعنی بہت لمبی کتاب نہ لکھیں مختصر لکھیں اور ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی کہا کہ کم کروں گا میں یا معنی معنوں میں علیؓ کے ہے یعنی میں نے یہ خواہش کی کہ خوب اچھی طرح لکھیں اور ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی کہا کہ میں خوب انتخاب کروں گا حدیثوں کا اور اچھی طرح اس کو لکھوں گا۔

جب حضرت علیؓ راشدین میں سے اور رسول اللہؐ کے عزیز اور ساتھی اور علم کے دریا تھے۔ ان کے فیصلوں میں غلطی ہو تو اور عالموں اور مولویوں کے سب حکم کیوں کر صحیح ہو سکتے ہیں۔ بعضوں نے کہا مطلب ابن عباسؓ کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علیؓ مگر اونہ تھے تو انھوں نے یہ فیصلہ کیوں کر کیا ہو گا۔

۲۳- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ أُمِّي ابْنُ عَبَّاسٍ بِكِتَابٍ فِيهِ قَضَاءٌ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَحَاهُ إِلَّا قَدْرَ وَأَشَارَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِذِرَاعِهِ.

۲۳- طاؤسؓ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ کے پاس حضرت علیؓ کے فیصلوں کی کتاب آئی، انھوں نے سب کو مٹا دیا مگر ایک ہاتھ کے برابر رہنے دیا (جو فیصلہ صحیح تھا۔ اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلوں کی ٹھیک نہیں۔)

۲۴- عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ لَمَّا أَخَذْتُوَا تِلْكَ الْأَشْيَاءَ بَعْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَيْ عِلْمُ أَفْسَدُوا.

۲۴- ابواسحاق نے کہا کہ جب لوگوں نے ان باتوں کو حضرت علیؓ کے بعد نکالا (یعنی جھوٹی روایتیں ان سے شائع کیں) تو حضرت علیؓ کے ایک رفیق بولے خدا ان کو تباہ کرے یا ان پر لعنت کرے کیسے علم کو بگاڑا۔ (یعنی لوگوں کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کا ستیاناس کیا۔)

۲۵- عَنْ أَبِي بَكْرٍ يَعْني ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ لَمْ يَكُنْ يَصْدُقْ عَلِيٌّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَمِّهِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

۲۵- ابو بکر بن عیاش سے روایت ہے کہ میں نے مغیرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ سے جو لوگ روایت کرتے تھے ان کی روایت نہ مانی جاتی جب تک عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھی اس کی تصدیق نہ کرتے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْنَادَ مِنَ الدِّينِ

باب: حدیث کی سند بیان کرنا ضروری ہے اور وہ دین میں داخل ہے

۲۶- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ.

۲۶- محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہیں) نے کہا کہ یہ علم دین ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو (یعنی ہر شخص کا اس میں اعتبار نہ کرو جو سچا اور دیندار اور معتبر ہو اسی سے علم دین حاصل کرنا ضروری ہے۔)

۲۷- عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَنِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدْعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ.

۲۷- ابن سیرین نے کہا کہ پہلے زمانے میں کوئی حدیث بیان کرتا تو اس سے سند نہ پوچھتے۔ لیکن جب فتنہ پھیلا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور بدعتیں روافض اور خوارج اور مرجیہ اور قدریہ کی شائع ہوئیں) تو لوگوں نے کہا اپنی اپنی سند بیان کرو۔ دیکھیں گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت ہیں تو قبول کریں گے روایت ان کی اور جو بدعتی ہیں تو نہ قبول کریں گے روایت ان کی۔

عَنْ أَبِي إِسْحَقَ بْنِ أَبِي هَيْمٍ عَنْ عِيسَى الطَّلَقَانِيِّ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَدِيثُ الَّذِي جَاءَ ((إِنَّ مِنْ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِأَبَوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَتَصُومَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ)) قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَا أَبَا إِسْحَقَ عَمَّنْ هَذَا قَالَ قُلْتُ لَهُ هَذَا مِنْ حَدِيثِ شَيْهَابِ بْنِ خِرَاشٍ فَقَالَ بَقَّةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ بَقَّةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا إِسْحَقَ إِنَّ نَيْنَ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ وَنَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَارِزَ تَنْقَطِعُ فِيهَا أَعْنَاقُ الْمَطِيِّ وَلَكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ.

ابو اسحاق نے (جن کا نام ابراہیم بن عیسی طالقانی ہے) کہا میں نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن! یہ حدیث کیسی ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑھے اپنے ماں باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکھے ان کے لیے اپنے روزے کے ساتھ؟ انھوں نے کہا اے ابو اسحاق! یہ حدیث کون روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا شہاب بن خراش۔ انھوں نے کہا وہ تو ثقہ ہے پھر انھوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حجاج بن دینار سے۔ انھوں نے کہا وہ بھی ثقہ ہے۔ پھر انھوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ عبد اللہ نے کہا اے ابو اسحاق! ابھی تو حجاج سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اتنے بڑے بڑے جنگل باقی ہیں کہ ان کے طے کرنے کے لیے اونٹوں کی گردنیں تھک جائیں۔ البتہ صدقہ دینے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

باب : الْكُشْفِ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَقَوْلِ الْأَثَمَةِ فِي ذَلِكَ

باب: حدیث کے راویوں کا عیب بیان کرنا درست ہے اور وہ غیبت میں داخل نہیں کیونکہ دین کی ضرورت ہے جیسے گواہوں کا حال بیان کرنا درست ہے اور حدیث کے اماموں نے ایسا کہا ہے۔

۳۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُولُ عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ ذَعُوا حَدِيثَ عَمْرٍو بْنِ نَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السُّلَفَ.

۳۳- عبد اللہ بن مبارک لوگوں کے سامنے کہتے تھے کہ چھوڑ دو روایت کرنا عمرو بن ثابت سے کیونکہ وہ برا کہتا تھا اگلے بزرگوں کو۔

لے کا ثواب میت کو نہیں پہنچے گا مگر جس صورت میں میت پر روزے واجب ہوں اور اس کا وارث اس کی طرف سے قضاء کرے تو ادا ہو جائیں گے اور ایک قول یہ ہے کہ ادا نہ ہو گئے۔ اور علماء کی ایک جماعت کاغذ یہ ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہنچ سکتا ہے جیسے نماز، روزہ، دعا، تلاوت قرآن وغیرہ اور عطاء بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے۔ (نووی)

(۳۳) یحییٰ نے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دادا اور دادا کے تمام انبی کے نواسے اور پوتے ہو تم کو بھی چاہئے کہ خوب علم حاصل کرو اور حدیثیں بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ یحییٰ کو سوائے لے

عَنْ أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهَيْةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَقَالَ يَحْيَى الْقَاسِمُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّهُ قَبِيحٌ عَلَى مِثْلِكَ عَظِيمٌ أَنْ تُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هَذَا الدِّينِ فَلَا يُوجَدَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ أَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَّ ذَاكَ قَالَ لِأَنْتَ ابْنُ إِمَامٍ هَذِي ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ يَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ أَفَبِحَ مِنْ ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنْ اللَّهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ أَخَذَ عَنْ غَيْرِ نَقْوٍ قَالَ فَسَكَتَ فَمَا أَجَابَهُ.

ابو عقیل (یحییٰ بن متوکل ضریر) سے روایت ہے جو صاحب تھاہیہ کا (بہیہ ایک عورت کا نام ہے جو حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہے) ابو عقیل اس کے مولیٰ تھے۔ اس نے کہ میں قاسم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے پاس بیٹھا تھا اور وہاں یحییٰ بن سعید بھی تھے تو یحییٰ نے قاسم سے کہا اے ابو محمد! تمہارے جیسے آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے پھر تم کو اس کا علم نہ ہو نہ اس کا جواب۔ قاسم نے کہا کس وجہ سے؟ یحییٰ نے کہا اس وجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما اماموں کے یعنی ابو بکر صدیق اور عمرؓ کے۔ قاسم ابو بکر صدیق کے نواسے اور حضرت عمرؓ کے پوتے تھے۔ کیونکہ قاسم کی ماں ام عبید اللہ ہیں جو بیٹے ہیں قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ۔ قاسم نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ یہ بات بری ہے اس شخص کے نزدیک جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ میں کہوں ایک بات اور اس کا مجھے علم نہ ہو یا میں اس شخص سے روایت کروں جو معتبر نہ ہو یہ سن کر یحییٰ چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

۳۴- عَنْ أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهَيْةَ أَنَّ أَبْنَاءَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ سَأَلُوهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فِيهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْظِمُ أَنْ يَكُونَ مِثْلَكَ وَأَنْتَ ابْنُ إِمَامٍ الْهَدَى يُعْنِي عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ تُسْأَلُ عَنْ أَمْرِ

لے سکوت کے کچھ نہ بن پڑا۔ تھوڑا علم جو ضبط اور اتقان کے ساتھ ہو طوفان بے تمیزی سے بہتر ہے اور ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہ ہوا۔ بڑے بڑے مجتہدین اور علماء نے بہت سے مسائل میں سکوت کیا ہے۔ اس روایت میں یحییٰ بن متوکل جس کی کنیت ابو عقیل ہے ضعیف ہے۔ جرح کی ہے اس پر یحییٰ بن مصعب اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن عمار اور نسائی نے پھر مسلم نے جو اس سے روایت کیا ہے اس کا جواب دو طرح ہے۔ ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنھوں نے جرح کی ہے وہ مبہم ہے اور جب تک جرح کی وجہ بیان نہ کی جائے تو وہ قابل قبول نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد اور مستنبط کے بیان کیا ہے اور وہ عقلاً بالذات نہیں۔ (نووی)

اور وہ بتلا نہ سکے۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم! اور اس سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک اور اس کے نزدیک جس کو اللہ نے عقل دی یہ بات بری ہے کہ میں کوئی بات کہوں اور مجھ کو علم نہ ہو یا روایت کروں اس شخص سے جو ثقہ نہ ہو۔ سفیان نے کہا یحییٰ بن متوکل یعنی ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔

۳۵- یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک اور ابن عیینہ سے پوچھا (جو حدیث کے بڑے بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہ ہو حدیث کی روایت میں اور کوئی اس کا حال مجھ سے پوچھے (تو میں اس کا عیب بیان کروں یا چھپاؤں؟) ان سب نے کہا کہ بیان کر دے کہ وہ شخص معتبر نہیں۔ (اور اس کے بیان کرنے میں غیبت کا گناہ نہیں بلکہ اجر ہو گا کیونکہ نیت بخیر ہے۔ دین کی حفاظت منظور ہے نہ تو ہیں اس شخص کی۔)

۳۶- نصر بن شمل سے روایت ہے ابن عون سے کسی نے پوچھا شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازہ کی چوکت پر انھوں نے کہا شہر کو لوگوں نے ترک کیا شہر کو لوگوں نے ترک کیا۔ (مسلم نے کہا کہ ترک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے اس میں کلام کی اور اس کے حق میں جرح اور طعن کیا۔)

۴۳- شبابہ بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے کہا میں شہر بن حوشب سے ملا لیکن میرے نزدیک اس کی روایت قابل اعتماد نہیں۔

۳۸- عبد اللہ بن مبارک نے کہا میں نے سفیان ثوری سے پوچھا کہ تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال کہ جب حدیث بیان کرتا ہے تو ایک بلا لاتا ہے تو کیا تمہاری رائے ہے کہ میں لوگوں سے کہہ دوں

لَيْسَ عِنْدَكَ فِيهِ عِلْمٌ فَقَالَ أَغْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَاللَّهِ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللَّهِ أَنْ أَقُولَ بغيرِ عِلْمٍ أَوْ أُخْبِرَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدَهُمَا أَبُو عَقِيلٍ يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ حِينَ قَالَ ذَلِكَ.

۳۵- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَأَ يَكُونُ ثِقًا فِي الْحَدِيثِ فَيَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالُوا أُخْبِرُ عَنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ بِثِقَةٍ.

۳۶- عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَوْنٍ عَنْ حَدِيثٍ لِشَهْرِ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى أَسْكُفَةِ الْبَابِ فَقَالَ إِنَّ شَهْرًا نَزَّكَوَهُ إِنَّ شَهْرًا نَزَّكَوَهُ.

۳۷- عَنْ شَيْبَانَةَ قَالَ قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ لَقِيتُ شَهْرًا فَلَمْ أَغْتَدِّ بِهِ.

۳۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ إِنَّ عَبَادَ بْنَ كَثِيرٍ مَنُوعَرِفُ حَالَهُ وَإِذَا حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرِ عَظِيمٍ فَتَرَى أَنَّ

(۳۶) مگر شہر بن حوشب کی توثیق کی ہے بہت سے ناموں نے جیسے امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے۔ احمد بن عبد اللہ بخاری نے کہا کہ وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرہ نے کہا "لا باس بہ" اور بخاری نے کہا شہر حسن اللہ ریث اور یعقوب بن شیبہ نے کہا شہر ثقہ ہے۔

(۳۸) یہ عباد بن کثیر ثقفی بصری ہے ترک کر دیا اہل حدیث نے اس کو امام احمد نے کہا کہ وہ جھوٹی حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اگرچہ یہ شخص ظاہری حال میں مردود پندار اور صالح تھا لیکن حدیث کے روایت کرنے میں اسے سلیقہ نہ تھا۔ وہ غلط روایت کو صحیح روایت سے تیز نہیں کر سکتا تھا۔

کہ نہ روایت کرو اس سے سفیان نے کہا ہاں کہہ دو۔ عبد اللہ نے کہا پھر جس مجلس میں میں ہوتا اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو میں اس کی دینداری کی تعریف کرتا لیکن کہہ دیتا کہ مت روایت کرو اس سے حدیث۔

عبد اللہ بن مبارک نے کہا میں شعبہ کے پاس گیا انھوں نے کہا کہ یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو۔ (یعنی اس سے روایت کرنے میں۔)

۳۹- فضل بن یحییٰ سے روایت ہے اس نے کہا میں نے معلى الرازی سے پوچھا محمد بن سعید کا حال جس سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انھوں نے نقل کیا عیسیٰ بن یونس سے انھوں نے کہا میں عباد کے دروازہ پر تھا اور سفیان اس کے پاس تھے جب وہ باہر نکلے تو میں نے ان سے عباد کے بارے پوچھا۔ سفیان نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے۔

۴۰- محمد بن یحییٰ بن سعید قطان نے اپنے باپ سے سنا (یحییٰ بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تھے) وہ کہتے تھے کہ ہم نے نیک آدمیوں کو (یعنی درویشوں اور صوفیوں کو) اتنا جھوٹا کسی چیز میں نہیں دیکھا جتنا جھوٹا حدیث کی روایت کرنے میں دیکھا۔ ابن ابی عتاب نے کہا کہ میں محمد بن یحییٰ سے ملا اور ان سے یہ بات پوچھی انھوں نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا کہ تو نیک لوگوں کو اتنا جھوٹا کسی بات میں نہ پائے گا جتنا حدیث کی روایت کرنے میں۔

أَقُولُ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ قَالَ سَفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ ذَكَرَ فِيهِ عِبَادُ أَتَيْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ أَبِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ انْتَهَيْتُ إِلَى شُعْبَةَ فَقَالَ هَذَا عِبَادُ بْنُ كَثِيرٍ فَاحْذَرُوهُ.

۳۹- عَنْ الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ سَأَلْتُ مُعْلَى الرَّازِيَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الَّذِي رَوَى عَنْهُ عِبَادُ فَأَخْبَرَنِي عَنْ عِيْسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ كُنْتُ عَلَى بَابِهِ وَسَفْيَانُ عِنْدَهُ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ كَذَّابٌ.

۴۰- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ تَرَ الصَّالِحِينَ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ أَبِي عَتَابٍ فَلَقِيتُ أَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ عَنْ أَبِيهِ لَمْ تَرَ أَهْلَ الْخَيْرِ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ.

(۴۰) اس لیے کہ اگر وہ قصداً جھوٹی حدیث بتائیں تو ان سے بدتر کون ہوگا پھر وہ نیک کیوں رہیں گے؟ اکثر زاہد اور درویشوں کی روایت غلط اور کذب نکلے ہے اور محدثین نے ان کا اعتبار نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو عبادت اور استغراق سے اتنی فرصت نہیں ہوتی تھی کہ وہ حدیث کی طرف زیادہ توجہ کریں اور اس کو جانچیں صحیح کو سقیم سے جدا کریں۔ وہ لوگ نہایت بھولے بھالے سیدھے سادھے ہوتے تھے جس نے جو حدیث ان کے سامنے بیان کی وہ اس کو سچا سمجھ کر اس کو روایت کرنا شروع کر دیتے تھے اور راویوں کے عیب اور نقصان کی طرف التفات کم کرتے تھے۔

اس جگہ سے یہ بات معلوم ہوتی کہ زہد و ریاضت اور درویشی اور تقویٰ اور علم دوسری چیز ہے۔

ع۔۔ ہر کے راہر کارے ساختہ

قَالَ مُسْلِمٌ يَقُولُ يُخْرِجُ الْكَذِبَ عَلَى لِسَانِهِمْ
وَلَا يَتَعَمَّدُونَ الْكَذِبَ

۴۱- حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَرْبُودُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنِي خَلِيفَةُ بْنُ مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى غَالِبِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ فَجَعَلَ يُحَلِّي عَلَيَّ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ فَأَخَذَهُ الْبُؤْلُ فَقَامَ فَظَنَرْتُ فِي الْكُرْأَسَةِ فَاذًا فِيهَا حَدَّثَنِي أَبَانٌ عَنْ أَنَسٍ وَأَبَانٌ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَكَهُ وَقَعْتُ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحُلَوَنِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ فِي كِتَابِ عَفَانَ حَدِيثَ هِشَامِ أَبِي الْقَدَامِ حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِي رَجُلٌ يَقَالُ لَهُ بَحْتِي بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَانَ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ هِشَامٌ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ إِنَّمَا ابْتُلِيَ مِنْ قَبْلِ هَذَا الْحَدِيثِ كَانَ يَقُولُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعَى بَعْدَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ

۴۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ حَبَلَةَ يَقُولُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي

۴۱- خلیفہ بن موسیٰ نے کہا میں غالب بن عبید اللہ کے پاس گیا وہ مجھ کو لکھوانے لگا کہ حدیث بیان کی مجھ سے مکحول نے اُتے میں اس کو پیشاب آگیا وہ پیشاب کرنے گیا میں نے اس کی کتاب کو دیکھا تو اس میں یوں لکھا تھا ”حدیث بیان کی مجھ سے ابان نے انس سے اور ابان نے فلاں سے“ یہ دیکھ کر میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور اٹھ کر چلا گیا۔

امام مسلم نے کہا کہ سنا میں نے حسن بن علی حلوانی سے وہ کہتے تھے میں نے عفان کی کتاب میں ہشام ابو القدام کی حدیث دیکھی جو عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے۔ ہشام نے کہا مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جس کا نام یحییٰ تھا فلاں کا بیٹا اس نے محمد بن کعب سے سنا میں نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہیں ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے۔ عفان نے کہا کہ ہشام اسی حدیث کی وجہ سے آفت میں پڑ گیا پہلے کہتا مجھ سے حدیث بیان کی یحییٰ نے اس نے سنا محمد سے پھر کہنے لگا میں نے خود سنا محمد سے۔

۴۲- عبد اللہ بن عثمان بن جبلة نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا وہ کون شخص ہے جس سے تم نے عبد اللہ بن عمرو سے حدیث سنی ہے۔

۴۱) ہشام یہ بیٹا ہے زیادہ سنوی کا۔ اس کو ضعیف کہا ہے محدثین نے اسی وجہ سے جو بیان ہوا اس سے۔ مگر اس قدر وجہ اس کے ضعف کے لیے کافی نہیں ہو سکتی کیونکہ احتمال ہے کہ اس نے سنا ہو محمد سے پھر بھول گیا اور یحییٰ کے واسطے سے سنا پھر اس کو یاد آیا کہ میں نے محمد سے خود سنا ہے۔ لیکن یہ احتمال ہے اور ائمہ حدیث کو معلوم ہو گیا کہ ہشام نے محمد سے نہیں سنا۔ اس لیے اس کا جھوٹ کھل گیا۔ (نووی)

۴۲) جو اتر جمع ہے جائزہ کی یعنی عطا میں اور انعامات اور وہ حدیث یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستے کے ناکوں پر آجاتے ہیں اور کہتے ہیں اے مسلمانو! چلو اپنے پروردگار کے پاس جو رحمت والا ہے حکم کرتا ہے نیک کام کا پھر بدلہ دے

کی حدیث روایت کی کہ ”یوم الفطر یوم الجوائز“ کہا (عبداللہ بن مبارک نے) وہ سلیمان بن الحجاج ہے دیکھو تم نے ان سے کیا حاصل کیا۔ (یعنی وہ عمدہ شخص تھے اور ثقہ تھے یہ تعریف ہے ان کی۔)

ابن تیراذ نے کہا میں نے سنا وہب بن زمرہ سے وہ روایت کرتے تھے سفیان بن عبد الملک سے کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا میں نے روح بن غطفان کو دیکھا جس نے درہم کے برابر خون کی حدیث روایت کی۔

میں اس کی صحبت میں بیٹھا پھر اپنے دوستوں سے شرمانے لگا کہ وہ کیا کہیں گے مجھے اس کے پاس بیٹھا دیکھ کر اس وجہ سے کہ اس سے روایت کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔

۴۳- عبداللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں سے (یعنی ثقہ اور ضعیف کو نہیں دیکھتا۔ اسی وجہ سے اس کو بھی ضعیف کہا ہے محدثین نے۔)

۴۴- شععی فرماتے ہیں کہ حارث اعور الحمدانی نے مجھ سے حدیث بیان کی اور وہ جھوٹا آدمی تھا۔

۴۵- عامر بن شراحیل شععی (جو حدیث کے امام ہیں) وہ کہتے تھے کہ مجھ سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ جھوٹا تھا۔

رَوَيْتُ عَنْهُ حَدِيثَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ((يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ)) قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ انْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِي يَدِكَ مِنْهُ.

قَالَ ابْنُ قَهْزَادٍ وَسَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ زَمْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ رَوْحَ بْنَ غُطَيْفٍ صَاحِبَ الدِّمِ قَدَرِ الدَّرْهَمِ.

وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ مَجْلِسًا فَجَعَلْتُ أَسْتَحْيِي مِنْ أَصْحَابِي أَنْ يَرْزُونِي خَالِسًا مَعَهُ كَرَّةَ حَدِيثِهِ.

۴۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ بَقِيَّةُ صَدُوقِ اللِّسَانِ وَلَكِنَّهُ يَأْخُذُ عَمَّنْ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ.

۴۴- عَنْ الشَّعْبِيِّ يَقُولُ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ أَنَّهُمْ ذَاتِي وَكَانَ كَذَّابًا.

۴۵- عَنْ الشَّعْبِيِّ يَقُولُ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ أَخَذَ الْكَاذِبِينَ.

تھ دیتا ہے اس کا۔ اس کے حکم پر تم نے روزہ رکھا اور اپنے پروردگار کا کہنا مانا تو قبول کرو اپنے اپنے جواز یعنی عطاؤں کو پھر جب عید کی نماز پڑھ لیتے ہیں تو کہ ایک منادی ندا کرتا ہے آسمان سے کہ جاؤ اپنے اپنے گھروں کو مریا کہ تمہارے سب گناہ بخش دیئے گئے اور اس دن کو یوم الجوائز کہتے ہیں۔ روح نے زہری سے اس نے ابو سلمہ سے اس نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اگر کسی کو خون لگا ہو درہم کے برابر اور وہ نماز پڑھ لے تو نماز کو پھر لوٹائے۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی ”تاریخ“ میں ذکر کیا اور یہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک۔ کیونکہ روح بن غطفان ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے۔

(۴۵) حارث بیٹا ہے عبداللہ یا عبید اللہ کا اور اس کو حارث اس لیے کہتے ہیں کہ وہ کانا تھا۔ کنیت اس کی ابو زہیر ہے۔ کوئی کارہنے والا مصاحب تھا حضرت علیؓ کا مگر اس نے حضرت علیؓ پر جھوٹ باندھنا شروع کیا اور بہت سی حدیثیں غلط روایت کیں آخر اس کا جھوٹ کھل گیا اور محدثین نے اس کو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیوں کا مذہب رکھتا تھا۔ چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

۴۶- عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَلْقَمَةُ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فِي سَنَتَيْنِ فَقَالَ الْحَارِثُ الْقُرْآنُ هَيِّنٌ الْوَحْيُ أَشَدُّ.

۴۶- ابراہیم غفرلہ (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) روایت کرتے ہیں کہ علقمہ نے (جو مصاحب تھے عبداللہ بن مسعود کے) کہا کہ میں نے قرآن کو دو برس میں پڑھا۔ حارث کہنے لگا کہ قرآن آسان ہے لیکن وحی مشکل ہے۔

۴۷- عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ الْحَارِثَ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ وَالْوَحْيَ فِي سَنَتَيْنِ أَوْ قَالَ الْوَحْيَ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ الْقُرْآنَ فِي سَنَتَيْنِ.

۴۷- ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا کہ میں نے قرآن کو تین برس میں سیکھا اور وحی کو دو برس میں یا کہا کہ وحی کو تین برس میں پڑھا اور قرآن کو دو برس میں۔

۴۸- عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ الْحَارِثَ اتَّهَمَ.

۴۸- ابراہیم نے کہا حارث متہم ہے۔ (یعنی وہ منسوب کیا گیا کذب اور بد مذہبی سے۔)

۴۹- عَنْ حَمْرَةَ الزُّبَيَّاتِ قَالَ سَمِعَ مَرْءَ الْهَمْدَانِيِّ مِنَ الْحَارِثِ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ أَفْعَدُ بِالْبَابِ قَالَ فَذَخَلَ مَرْءٌ وَأَخَذَ سَيْفَهُ قَالَ وَأَحْسَرُ الْحَارِثُ بِالْمِثْرِ فَذَهَبَ.

۴۹- حمزہ زیات سے روایت ہے، مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو اس سے کہا تم دروازہ میں بیٹھو اور مرہ اندر گئے اور تلوار اٹھائی کہ حارث کو قتل کریں۔ حارث نے آہٹ پائی کہ کچھ شر ہونے والا ہے تو وہ چل دیا۔

۵۰- عَنْ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ قَالَ لَنَا إِبْرَاهِيمُ يَا كُمْ وَالْمَغِيرَةَ بَنَ سَعِيدٌ وَأَبَا عَبْدِ الرَّحِيمِ فَإِنَّهُمَا كَذَّابَانِ.

۵۰- ابن عون سے روایت ہے ابراہیم نے کہا کہ ہم سے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابو عبد الرحیم سے، وہ دونوں جھوٹے ہیں۔

۵۱- عَنْ عَاصِمٍ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ وَنُحْنُ غِلْمَةٌ أَيْفَاعُ فَكَانَ يَقُولُ لَنَا لَا تُحَالِسُوا الْقُصَّاصَ غَيْرَ أَبِي الْأَخْوَصِ وَإِيَّاكُمْ وَشَقِيقًا قَالَ وَكَانَ شَقِيقًا هَذَا.

۵۱- عاصم سے روایت ہے کہ ہم عبد الرحمن سلمیٰ کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور اس زمانے میں ہم جوان لڑکے تھے۔ (یعنی جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے کہ مت بیٹھا کرو قصہ خوانوں کے پاس سوائے ابوالاخوص کے اور بچو تم شقیق سے اور یہ شقیق

(۴۶) یہ روایت حارث کی بد مذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اس نے قرآن اور وحی کو الگ الگ قرار دیا جیسے شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آئندہ کی باتیں اور اسرار اور مخفیات حضرت کو بتلائے تھے جن کو حضرت نے خاص علی بن ابی طالب کو بتلایا اور انہی کو اپنا وصی کیا۔

(۵۰) مغیرہ بن سعید کوئی نسائی نے "کتاب الضعفاء" میں کہا کہ یہ شخص دجال تھا جلایا گیا آگ میں غشی کے زمانے میں اور اس نے دعویٰ کیا تھا نبوت کا۔ ابو عبد الرحیم اس کا نام شقیق الفسی ہے جو قاضی تھا اور بعض نے کہا کہ اس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن غشی ہے اور دونوں ضعیف ہیں۔ (نووی)

(۵۱) ابوداؤد شقیق جو سلمہ کے بیٹے ہیں۔ وہ کہاں تابعین میں سے ہیں۔ یہ شقیق دعویٰ فسی کوئی ہے جس کا ذکر اوپر گزر اور نسائی نے اس کو ضعیف کہا اس کی کثیت ابو عبد الرحیم ہے جس سے ڈرایا ابراہیم نے اور بعضوں نے کہا کہ ابراہیم نے جس سے ڈرایا اس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن غشی ہے۔ یہ ابن ابی حاتم نے ابن مدینی سے نقل کیا۔ (نووی)

بَرَى رَأْيَ الْخَوَارِجِ وَلَيْسَ بِأَبِي وَأَثَلٍ.

خارجیوں کا سا اعتقاد رکھتا تھا۔ یہ ابو وائل نہیں ہے۔

۵۲- عَنْ حَبِیرٍ یَقُولُ لَقِيتُ جَابِرَ بْنَ یَزِیدَ الْجُعْفِیَّ فَلَمْ أَكْتَبْ عَنْهُ كَانَ یُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ.

۵۲- جریر سے روایت ہے، میں جابر بن یزید جعفی سے ملا، پھر میں نے اس سے حدیث نہیں لکھی، وہ یقین کرتا تھا رجعت کا۔

۵۳- عَنْ مُسْعَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ یَزِیدَ قَبْلَ أَنْ یُحَدِّثَ مَا أَحَدَّثَ.

۵۳- مسعر سے روایت ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اس سے پہلے جو اس نے نئی بات نکالی (یعنی بد مذہبی سے پہلے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تھا پھر فاسد ہو گیا)۔

۵۴- عَنْ سُفْیَانَ رَضِیَ اللہ عَنْہُ قَالَ كَانَ النَّاسُ یُحْمِلُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ یُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ فَلَمَّا أَظْهَرَ مَا أَظْهَرَ اتَّهَمَهُ النَّاسُ فِی حَدِیثِهِ وَتَرَكَهُ بَعْضُ النَّاسِ فَقِیلَ لَهُ وَمَا أَظْهَرَ قَالَ الْإِیْمَانُ بِالرَّجْعَةِ.

۵۴- سفیان سے روایت ہے کہ پہلے لوگ جابر سے حدیثیں روایت کیا کرتے تھے جب تک اس نے بد اعتقادی ظاہر نہیں کی تھی، پھر جب اس نے اپنا اعتقاد کھولا تو لوگوں نے اسے متہم کیا حدیث میں اور بعضوں نے اس کو ترک کر دیا۔ لوگوں نے کہا کیا بد اعتقادی اس کی معلوم ہوئی؟ سفیان نے کہا کہ رجعت پر یقین کرنا۔

۵۵- عَنْ جَابِرٍ یَقُولُ عِنْدِی مَبْنُوعُونَ أَلْفَ حَدِیثٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّہَا.

۵۵- جابر بن یزید جعفی نے کہا کہ میرے پاس ستر ہزار حدیثیں ہیں جن کو میں نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی امام محمد باقر سے) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

۵۶- عَنْ زُهَیْرٍ یَقُولُ قَالَ جَابِرٌ أَوْ سَمِعْتُ جَابِرًا یَقُولُ إِنَّ عِنْدِی لَحَمْسِیْنَ أَلْفَ حَدِیثٍ مَا حَدَّثْتُ مِنْهَا بِشَیْءٍ قَالَ ثُمَّ حَدَّثَ یَوْمًا بِحَدِیثٍ فَقَالَ هَذَا مِنْ الْحَمْسِیْنَ أَلْفًا.

۵۶- زہیر سے روایت ہے جابر کہتا تھا کہ میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثیں ہیں جن کو میں نے لوگوں سے بیان نہیں کیا، پھر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ ان ہی پچاس ہزار میں سے ہے۔

۵۷- عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطِیعٍ یَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرًا الْجُعْفِیَّ یَقُولُ عِنْدِی حَمْسُونَ أَلْفَ حَدِیثٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

۵۷- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے کہا میں نے سنا جابر جعفی سے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

(۵۲) اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ افضی تھا۔ رجعت سے مراد افسوس کا اعتقاد ہے کہ حضرت علیؑ زندہ ہیں اور ابراہیمؑ رہتے ہیں۔ جب ان کی اولاد میں سے امام برحق پیدا ہو گا تو وہ اپنے شیعوں کو ابراہیمؑ سے آواز دیں گے کہ اس کے ساتھ شریک ہو جاؤ، یہ ایسی بات ہے کہ جس کو کوئی ماقول قبول نہ کرے گا۔

(۵۵) پھر امام محمد باقر نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا تو یہ سب روایتیں منقطع ہوئیں۔ دوسرا یہ روایت کرنے والا جابر بد اعتقاد شخص ہے اس لیے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتیں جھوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہو گئی جن کو شیعہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

۵۸- عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَنُأْرِخَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ.

۵۸- سفیان سے روایت ہے کہا میں نے سنا کہ ایک شخص نے جابر

فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يَحِمْ تَأْوِيلُ هَذِهِ قَالَ سُفْيَانٌ وَكَذَبَ فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ وَمَا أَرَادَ بِهَذَا فَقَالَ إِنَّ الرَّاغِبَةَ تَقُولُ إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يُنَادِي أَخْرَجُوا مَعَ فُلَانٍ يَقُولُ جَابِرٌ فَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ وَكَذَبَ كَانَتْ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جابر نے کہا کہ اس آیت کا مطلب ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ سفیان نے کہا جابر جھوٹا تھا۔ حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے نقل کرتے ہیں) کہا ہم لوگوں نے سفیان سے پوچھا جابر کی کیا غرض تھی؟ انھوں نے کہا کہ رافضی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ ابر میں ہیں اور ہم ان کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نہ نکلیں گے یہاں تک کہ آسمان سے حضرت علیؑ آواز دیں گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے اور اس نے جھوٹ کہا۔ اس لئے کہ یہ آیت یوسفؑ کے بھائیوں کے قصہ میں ہے۔

۵۹- عَنْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِخَوْرِ مِنْ ثَلَاثِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ مَا أَسْتَجِلُّ أَنْ أَذْكَرَ مِنْهَا شَيْئًا وَأَنْ لِي كَذَا وَكَذَا.

۵۹- سفیان سے روایت ہے میں نے جابر سے تیس ہزار حدیثوں کو سنا میں حلال نہیں جانتا ان میں سے ایک بھی حدیث بیان کرنے کو اگرچہ مجھے یہ اور یہ ملے۔ (یعنی کیسی ہی دولت ملے لیکن میں ان حدیثوں کو نقل نہ کروں گا کیونکہ وہ سب جھوٹ تھیں۔)

عَنْ أَبِي غَسَّانٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الرَّازِي قَالَ سَأَلْتُ حَرِيرَ بْنَ عَبْدِ الْحَمِيدِ فَقُلْتُ الْحَارِثُ بْنُ حَصْبِرَةَ لَقِيْتُهُ قَالَ نَعَمْ شَيْخٌ طَوِيلُ السُّكُوتِ يُصِرُّ عَلَى أَمْرِ عَظِيمٍ

ابی غسان محمد بن عمرو الرازی نے کہا میں نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا کہ تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں ایک بڑا بزرگ تھا اکثر خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا۔

(۵۸) یہ آیت سورہ یوسف میں ہے جب حضرت یوسفؑ نے اپنے چھوٹے بھائی کو چور ہونے کے بہانے سے رکھ لیا تو بڑا بھائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تھا بولا "میں نہ جاؤں گا اس ملک سے یہاں تک کہ اجازت دے مجھ کو میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا۔"

اس آیت کے اول اور آخر ان کے بھائیوں کا قصہ ہے۔ یہ تفسیر جو جابر نے عقل کے خلاف کی بے ڈھنگ ہے۔ رافضی لوگ قرآن کو اسی طرح سے بے نکادھر ادھر پھرتے ہیں اور غور نہیں کرتے۔

(۵۹) یعنی رافضیوں کا عقیدہ رکھتا تھا قریب میں ہے کہ حارث بن حصیرہ ازدی جس کی کنیت ابو نعمان ہے کو فے کا رہنے والا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا ہے طرف رفس کے۔

۶۰- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ذَكَرَ أَيُّوبُ رَجُلًا يَوْمًا فَقَالَ لَمْ يَكُنْ بِمُسْتَقِيمٍ اللِّسَانِ وَذَكَرَ آخَرَ فَقَالَ هُوَ زَيْدٌ فِي الرُّقْمِ.

۶۰- حماد بن زید نے کہا ایوب سختیابی ابن ابی تمیمہ کیسان ابو بکر بصری جو ثقہ، شہید، حجت، فقیہ، عابد مشہور تھے نے کہا ایک شخص کا حال کہ اس کی زبان درست نہ تھی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو بڑھا دیتا ہے۔

۶۱- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَيُّوبُ إِنَّ لِي جَارًا ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ فَضْلِهِ وَلَوْ شَهِدَ عِنْدِي عَلَى تَمْرَتَيْنِ مَا رَأَيْتُ شَهَادَتَهُ جَائِزَةً.

۶۱- حماد بن زید سے روایت ہے ایوب نے کہا کہ میرا ایک ہمسایہ ہے، پھر بیان کی اس کی فضیلت (یعنی اس کی لیاقت اور علم کی تعریف کی) اور کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کھجوروں پر گواہی دے تو میں اس کی گواہی درست نہ رکھوں۔

۶۲- عَنْ مَعْمَرٍ مَا رَأَيْتُ أَيُّوبَ اغْتَابَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا عَبْدَ الْكَرِيمِ يُعْنِي أَبَا أُمَيَّةَ فَإِنَّهُ ذَكَرَهُ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ غَيْرَ بَقِيَّةٍ لَقَدْ سَأَلَنِي عَنْ حَدِيثٍ لِعِكْرِمَةَ ثُمَّ قَالَ سَجَعْتُ عِكْرِمَةَ.

۶۲- معمر سے روایت ہے کہ میں نے ایوب کو کسی شخص کی غیبت کرتے نہیں سنا کبھی بھی مگر عبدالکریم بن ابی الخارق کی جس کی کنیت ابوامیہ ہے، ذکر کیا انھوں نے اس کا اور کہا کہ خدا رحم کرے اس پر وہ ثقہ نہ تھا۔ ایک بار مجھ سے ایک حدیث پوچھی عکرمہ کی، پھر کہنے لگا میں نے خود سنا ہے عکرمہ سے۔

۶۳- عَنْ هَمَّامٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَى فَجَعَلَ يَقُولُ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ قَالَ وَحَدَّثَنَا زَيْدٌ بْنُ أَرْقَمٍ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِقَتَادَةَ.

۶۳- ہمام سے روایت ہے ابو داؤد اندھا (نفع بن حارث) ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حدیث بیان کی مجھ سے براء بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجھ سے زید بن ارقم نے، ہم نے یہ قتادہ سے

(۶۰) اکثر بے ایمان سوداگروں کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑوں کے تھانوں پر جو قیمت خرید لکھی ہوتی ہے اس کو بڑھا دیتے ہیں تاکہ خریدار کو دھوکہ دے کر اپنا نفع بڑھا لیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ حدیث میں زیادہ کر دیتا اور یہ دونوں لفظ اشارہ ہیں کذب کے لیے یعنی دونوں جھوٹے اور کذب تھے۔

(۶۱) یعنی اس میں یہی عیب ہے کہ جھوٹ بولتا ہے تو ایسے جھوٹے مقدمہ میں بھی اس کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔

(۶۲) مگر صرف اس بات سے اس کا ضعف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سے سن کر بھول گیا ہو، پھر ایوب سے سن کر اس کو یاد آیا اور روایت کرنے لگا لیکن دوسرے قرینوں سے اس کا جھوٹ ثابت ہو گیا۔ اور ضعیف کہا عبدالکریم کو سفیان بن عیینہ اور عبدالرحمن بن مہدی اور یحییٰ بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور ابن عدی نے اور عبدالکریم بصرہ کے فاضلوں اور فقیہوں میں سے تھا۔ (نووی) تقریب میں ہے کہ اس کے باپ کا نام قیس یا طارق تھا اور یہ مکہ میں آکر رہا تھا، ضعیف ہے۔ بخاری نے اس سے ایک زیادہ نقل کی ہے باب قیام اللیل میں اور نسائی نے اس سے روایت کی ہے مگر تھوڑی۔

(۶۳) اور وہ کہتا تھا کہ میں نے اٹھارہ بدری صحابیوں سے سنا ہے کہ ابو داؤد با اتفاق علماء ضعیف ہے۔ عمرو بن علی نے کہا وہ موقوف ہے اور یحییٰ بن معین اور ابو زرہ نے کہا وہ کچھ چیز نہیں اور ابو حاتم نے کہا مگر اللہ بیش ہے۔

قَالَ كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ. ذکر کیا انھوں نے کہا جھوٹا ہے اس نے نہیں سنا براہ اور زید سے۔
إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنَ وہ تو ایک منگتا تھا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا تھا سخت وبا کے
طَاعُونِ الْجَارِفِ۔ زمانے میں۔

☆ یہ وبا یعنی طاعون ایک قسم کا پھوڑا تھا جس میں جلن ہوتی تھی اور اس کے ارد گرد سرخی یا سیاہی یا سبزی پھیل جاتی تھی اور اس کے ساتھ خفقان اور تے عارض ہوتی۔ علماء نے اس کے زمانے میں اختلاف کیا ہے ابن عبد البر نے کہا ایوب سختیانی اسی طاعون کے زمانے میں مرے ۱۳۲ھ میں اور ابن قتیبہ نے "معارف" میں اصمعی سے نقل کیا ہے کہ یہ طاعون عبد اللہ بن زبیرؓ کے زمانے ۶۷ھ میں ہوا۔ اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہ طاعون ۱۱۹ھ میں ہوا اور حافظ عبد القی مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرا اور یہ طاعون ۸۷ھ میں تھا اور احتمال ہے کہ ان سب سالوں میں طاعون واقع ہوا ہو۔ اور جارف اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ جارف کے معنی جھاڑنے والا ہے اور یہ طاعون بھی لوگوں کو جھاڑ کر لے گیا یعنی بہت لوگوں کو ہلاک کیا۔ ابن قتیبہ نے "معارف" میں اصمعی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں طاعون عمواس شام میں واقع ہوا حضرت عمرؓ کے زمانے میں اور اسی سے مرے ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور معاذ بن جبلؓ اور ان کی بی بی اور بیٹی راضی ہو اللہ ان سے۔ پھر دوسرا طاعون جارف واقع ہوا عبد اللہ بن زبیرؓ کے زمانے میں۔ پھر طاعون خلیات کیونکہ یہ واقع ہوا جوان عورتوں پر بصرے واسطہ شام اور کوفہ میں۔ اس زمانے میں حجاج خالم واسطہ میں تھا عبد الملک بن مروان کی خلافت میں اور اس کو طاعون اشراف بھی کہتے ہیں کیونکہ بہت سے شریف لوگ اس طاعون سے ہلاک ہوئے۔ پھر طاعون عدی بن ارطاة ۱۰۰ھ میں واقع ہوا پھر طاعون غراب ۱۲۷ھ میں ہوا پھر طاعون مسلم بن قتیبہ ۱۳۱ھ میں واقع ہوا شعبان اور رمضان میں اور موقوف ہوا شوال میں۔ اسی میں ایوب سختیانی مرے اور مدینہ اور مکہ میں کوئی طاعون واقع نہیں ہوا۔ یہ ابن قتیبہ نے کہا۔ ابوالحسن مدائنی نے کہا اسلام میں پانچ طاعون مشہور ہیں۔ ایک طاعون شیردہ جو مدائین میں ہوا رسول اللہؐ کے زمانے ۶ھ میں۔ دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام میں واقع ہوا اس میں پچیس ہزار آدمی مرے۔ تیسرا طاعون جارف جو عبد اللہ بن زبیرؓ کے زمانے میں ۶۹ھ میں ہوا۔ اس میں ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تین دن تک۔ انس بن مالکؓ کے تراوی یا تہربینے مر گئے اور عبد الرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے۔ چوتھا طاعون خلیات جو شوال ۸۷ھ میں واقع ہوا پانچواں طاعون ۱۳۱ھ میں ہوا اور سخت ہو گیا رمضان میں کئی دن۔ اس طاعون میں ایک ہزار جنازے سکتے المرید میں آتے تھے۔ پھر شوال میں کم ہو گیا اور ایک طاعون کوفہ میں ۵۰ھ میں ہوا جس میں مغیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس ۸۸ھ میں واقع ہوا اور ابو زرہؓ نے کہا ۷۷ھ میں اور عمواس ایک گاؤں کا نام ہے جو رملہ اور بیت المقدس کے درمیان واقع ہے۔ تو قنادہ کی تاریخ پیدا کس ۶۱ھ ہے اور ان کی وفات ۷۷ھ میں ہوئی۔ اس صورت میں قاضی عیاض نے جو اس طاعون کی تاریخ ۱۱۹ھ بیان کی ہے غلط معلوم ہوتی ہے اور یہاں پر لازمی طور پر دو طاعون میں سے ایک طاعون مراد ہے یا ۶۷ھ کا طاعون مگر اس وقت قنادہ کی عمر صرف چھ برس کی ہوتی ہے یا ۸۷ھ کا اور یہ ظاہر ہی ہے۔ (نودوی)

طاعون ہمیشہ ایک ہی قسم کا نہیں ہوتا بلکہ بیماریوں کی ایک عمر ہے۔ ہر ایک بیماری اپنی اپنی عمر تک رہتی ہے پہلے آہستہ آہستہ نشوونما کرتی ہے پھر زور پکڑ جاتی ہے پھر تھکنی تھکنی بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے۔ پہلے زمانہ میں طاعون عبورات اور پھوڑوں سے ہوتا تھا۔ چچک بھی اگر عام ہو تو اسی قسم میں سے ہے پھر بخار کا طاعون ہو۔ اب ہمارے زمانے میں ایک سو سال سے کہ ۱۳۰۱ھ ہے طاعون تے اور اسہال کا ہوتا ہے جس کو ہیضہ کہتے ہیں۔ یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند عرب اور گرم ملکوں میں۔ یہ عارضہ تقریباً ہر سال کچھ نہ کچھ رہتا ہے۔ ۱۳۰۰ھ کے اخیر میں ولایت مصر میں بڑی شدت ہو گئی۔ اب دیکھئے اس کی عمر دنیا میں کب تک ہے۔

۶۴- عَنْ هَمَامٍ قَالَ دَخَلَ أَبُو دَاوُدَ النَّعْمَى عَلَى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوا إِنَّ هَذَا يَزْعُمُ أَنَّهُ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هَذَا كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْحَارِثِ لَا يَغْرِضُ فِي شَيْءٍ مِنْ هَذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهِ قَوْلًا لِمَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ بَدْرِيِّ مُشَافَهَةً وَلَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيِّ مُشَافَهَةً إِلَّا عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ.

۶۴- ہمام سے روایت ہے کہ ابو داؤد نعمی قنادہ کے پاس آیا جب وہ اٹھ کر چلا تو لوگوں نے کہا یہ کہتا ہے کہ میں ان اٹھارہ صحابیوں سے ملا جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ قنادہ نے کہا یہ تو طاعون جارف سے پہلے بھیک مانگا کرتا تھا۔ اس کو حدیث روایت کرنے کا کب خیال تھا نہ کبھی اس نے گفتگو کی حدیث میں۔ قسم خدا کی حسن بصری نے (جو ابو داؤد سے سن میں زیادہ اور حدیث کے عالم تھے) کوئی حدیث ہم سے نہیں بیان کی کسی بدری صحابی سے سن کر نہ سعید بن المسیب نے مگر سعد بن ابی وقاصؓ سے۔

۶۵- عَنْ رَقَبَةَ أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ يَضَعُ أَحَادِيثَ كَلَامَ حَقٍّ وَلَيْسَتْ مِنْ أَحَادِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَرْوِيهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۵- رقبہ بن مسقلہ بن عبد اللہ کوئی نے کہا کہ ابو جعفر ہاشمی مدنی (جس کا نام عبد اللہ بن مسور مدائنی ہے) کچی کچی باتوں کو حدیث بنا کر نقل کرتا حالانکہ وہ حدیث نہ ہوتیں اور روایت کرتا ان کو رسول اللہ ﷺ سے۔

۶۶- يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ عَبِيدٍ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيثِ.

۶۶- یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔

۶۷- عَنْ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُولُ قُلْتُ لِعُوفِ بْنِ أَبِي حَمِيلَةَ إِنَّ عَمْرُو بْنَ عَبِيدٍ حَدَّثَنَا عَنْ الْحَسَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷- معاذ بن معاذ سے روایت ہے میں نے عوف بن ابی حمیلہ سے کہا عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی حسن بصری سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے (یعنی

۶۴) توجہ ان دونوں صاحبوں نے جو ابو داؤد کی نسبت سن اور علم میں زیادہ تھے کسی بدری سے نہیں سنا سوائے سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص کے تو ابو داؤد نے کیوں کراٹھا بدری صحابیوں سے سنا۔ یہ صرف بہتان اور کذب ہے ابو داؤد کا۔

اس جگہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حسن بصری نے حضرت علیؓ سے نہیں سنا ان کو دیکھا اور اکثر اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے اور صوفیہ رحمہم اللہ سماع حسن کا حضرت علیؓ سے بیان کرتے ہیں۔ اسی بنا پر سلسلہ تصوف قائم کرتے ہیں۔

(۶۵) یعنی بات کچی اور حکمت کی نقل کرتا مگر غضب یہ کرتا کہ اس کو رسول اللہ کا فرمودہ قرار دیتا۔

(۶۶) یہ عمرو بن عبید وہ شخص ہے جو حسن بصری کی صحبت میں رہتا تھا پھر قدری اور معتزلی ہو گیا۔

(۶۷) یہ حدیث صحیح ہے اور کئی طریقوں سے مروی ہے خود مسلم نے آگے اس کو روایت کیا ہے مگر عوف کی جو حسن بصری کا بڑا مصاحب تھا یہ غرض ہے کہ حسن نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا۔ تو عمرو بن عبدی کا حسن سے روایت کرنا کذب اور غلط ٹھہرا۔ عمرو بن عبید چونکہ معتزلہ مذہب کا پیشوا تھا اس کا اعتقاد یہ تھا کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کرے وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر اور اسلام اور کفر کے بیچ میں ایک اور واسطہ نکالتا تھا اور کہتا تھا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بھی مثل کافر کے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس حدیث کو اس نے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے روایت کیا اور

قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))
قَالَ كَذَبَ وَاللَّهِ عَمْرُو وَلَكِنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَحُورَهَا
إِلَى قَوْلِهِ الْحَبِيثُ وَ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ
الْقَوَارِيرِيُّ.

مسلمانوں کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے مستعد ہو) وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جھوٹا ہے۔ اس کا مقصد اس حدیث کی روایت کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اس سے ثابت کرے۔

۶۸- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَكَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ أَيُّوبَ وَ سَمِعَ مِنْهُ فَقَعْدَهُ أَيُّوبُ فَقَالُوا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرُو بْنُ عُيَيْدٍ قَالَ حَمَّادُ فَبَيْنَا أَنَا بَوْمًا مَعَ أَيُّوبَ وَقَدْ بَكَرْنَا إِلَى السُّوقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَيُّوبُ وَ سَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَيُّوبُ بَلِّغْنِي أَنَّكَ لَزِمْتَ ذَلِكَ الرَّجُلَ قَالَ حَمَّادُ سَمَّاهُ يَغْنِي عَمْرُو قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ يَحِينُنَا بِأَشْيَاءَ غَرَائِبَ قَالَ يَقُولُ لَهُ أَيُّوبُ إِنَّمَا نَهَرٌ أَوْ تَفَرَّقَ مِنْ بَلَدٍ الْغَرَائِبِ.

۶۸- حماد بن زید سے روایت ہے کہ ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی صحبت میں رہا کرتا اور ان سے حدیثیں سنتا۔ ایک مرتبہ ایوب نے اس کو نہ پا کر پوچھا تو لوگوں نے کہا اے ابو بکر! (یہ کنیت ہے ایوب سختیانی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت میں رہتا ہے۔ حماد نے کہا کہ ایک روز میں ایوب کے ساتھ صبح سویرے بازار کو جا رہا تھا کہ اتنے میں وہ شخص سامنے آیا۔ ایوب نے اس کو سلام کیا اور حال پوچھا پھر اس سے کہا میں نے سنا ہے تم اس شخص کے پاس رہتے ہو عمرو بن عبید کا نام لیا۔ وہ بولا ہاں اے ابو بکر! کیونکہ وہ ہم کو عجیب باتیں سناتا ہے۔ ایوب نے کہا ہم تو ایسی ہی عجیب باتوں سے بھاگتے ہیں۔

۶۹- عَنْ حَمَّادٍ قَالَ قِيلَ لِأَيُّوبَ إِنَّ عَمْرُو بْنَ عُيَيْدٍ رَوَى عَنْ الْحَسَنِ قَالَ لَا يُخْلَدُ السَّكَرَانُ مِنَ النَّبِيِّ فَقَالَ كَذَبَ أَنَا سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ

۶۹- حماد سے روایت ہے کہ ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے کہ جو شخص نبیذ پینے سے مست ہو جائے اس پر حد نہ لگے گی۔ ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے۔ حسن

ظہر کیونکہ ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے والا ہم میں سے نہیں ہے یعنی مسلمان نہیں ہے اور مسلمان پر ہتھیار اٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ یہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے، اور کافر بھی نہیں ہے۔ پھر کیا ہو انہ مسلمان نہ کافر یہی عمرو بن عبدی کا مذہب ہے اور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ انسان یا کافر ہے یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گناہگار۔ خداوند کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اس کا گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دے مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا۔ اس لیے کہ ایمان اس کا قائم تھا۔ پھر وہ ضائع نہ جائے گا۔ اور آگے کتاب الایمان میں ان شاء اللہ تعالیٰ بہت سی حدیثیں بیان ہو گئی جن سے معتزلہ کے مذہب کا رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے مسلمان پر ہتھیار اٹھایا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے اور ہماری راہ پر نہیں ہے جیسے باپ اپنے شریر اور نافرمان بیٹے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو میرا نہیں ہے اسی طرح حدیث سے بھی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود یہ ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتھیار اٹھانے سے بچیں اور نظیر اس کی دوسری حدیثوں میں بھی موجود ہے جیسے ”من غش فلیس منا“ یعنی جو خرید و فروخت میں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (تووی)

(۶۸) یعنی غریب اور نادار حدیثوں سے جن کو اور لوگ نہیں پہچانتے اور عمرو بن عبید ان کو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جھوٹی ہیں اور عمرو بن عبید کا اعتبار نہیں۔

يُحْلِدُ السَّكَرَانُ مِنَ النَّبِيذِ.

کہتے تھے جو شخص نبیذ سے مست ہو جائے اس پر حد لگے گی۔

۷۰- عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ يَقُولُ بَلَغَ أَبُو بَكْرٍ أَبِي عَمْرٍا فَأَقْبَلَ عَلَيَّ يَوْمًا فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا لَا تَأْمَنُهُ عَلَى دِينِهِ كَيْفَ تَأْمَنُهُ عَلَى الْحَدِيثِ.

۷۰- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے ابوب کو خبر پہنچی کہ میں عمرو بن عبید کے پاس جاتا ہوں تو ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے کہ جس شخص کے دین پر تجھے بھروسہ نہ ہو کیا اس کی حدیث پر تو بھروسہ کر سکتا ہے۔

۷۱- عَنْ أَبِي مُوسَى يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبِيدٍ قَبْلَ أَنْ يُحَدِّثَ.

۷۱- ابو موسیٰ کہتے تھے مجھ سے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اسکے کہ اس نے نکالیں نئی باتیں۔ (یعنی بد اعتقادی سے پہلے)

۷۲- عَنْ مُعَاذِ الْعَبْرِيِّ نَا أَبِي قَالَ كَتَبْتُ إِلَى شُعْبَةَ أَسْأَلُهُ عَنْ أَبِي شُعْبَةَ فَاضْبِي وَاسْطِ فَكُتِبَ إِلَيَّ لَا تَكُتِبْ عَنْهُ شَيْئًا وَمَزَّقَ كِتَابِي.

۷۲- معاذ غبری نے کہا میں نے شعبہ کو لکھا کہ ابو شیبہ واسطہ (ایک گاؤں کا نام ہے بصرہ کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے؟ انھوں نے جواب میں لکھا کہ مت روایت کر اس سے کچھ بھی اور پھاڑ ڈال میرا خط۔

۷۳- عَنْ عَفَّانَ قَالَ حَدَّثْتُ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ عَنْ ثَابِتٍ فَقَالَ كَذَبَ وَحَدَّثْتُ هَمَّامًا عَنْ صَالِحِ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ فَقَالَ كَذَبَ.

۷۳- عفان سے روایت ہے میں نے حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انھوں نے ثابت سے حماد نے کہا جھوٹ ہے پھر میں نے ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انھوں نے کہا جھوٹ ہے۔

۷۴- عَنْ أَبِي ذَاوَدَ قَالَ قَالَ لِي شُعْبَةُ أَنْتَ جَرِيرٌ بْنُ حَزَّازٍ فَقُلْتُ لَهُ لَا يَجِلُّ لَكَ أَنْ تُرْوِيَ

۷۴- ابو داؤد سے روایت ہے مجھ سے شعبہ نے کہا تو جریر بن حازم کے پاس جا اور کہہ کہ تجھ کو درست نہیں حسن بن عمارہ سے روایت

(۷۲) تاکہ اور کوئی نہ دیکھے۔ ایسا نہ ہو کہ ابو شیبہ کو خبر پہنچے اور وہ کچھ ایذا دے اور فساد پھیلا دے۔ یہ ابو شیبہ داؤد ہے ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ کا متروک ہے محدثین کے نزدیک اور اس کے پوتے معتبر اور ثقہ ہیں خصوصاً ابو بکر بن ابی شیبہ جن کا مصنف مشہور ہے۔ اسی ابو شیبہ نے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھیں۔ ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابو شیبہ کی منکر حدیثوں میں سے ہے۔

(۷۳) یہ صالح مری بشر کا بیٹا بھری ہے۔ بڑے عابدوں اور زاہدوں میں سے تھا۔ اور مری اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ باپ اس کا عربی تھا اور اس کی ماں لوٹری جس کو بنی مرہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا۔ صالح مری کی حکایتیں صوفیوں میں بہت مشہور ہیں۔ آواز ان کی نہایت عمدہ تھی قرآن بڑی خوش کن آواز سے پڑھتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگ ان کا قرآن سن کر خوف کے مارے مر گئے ہیں۔ یہ خود بھی بہت صالح اور اسم بائسمی اور خدا ترس تھے۔ اکثر خدا کے خوف سے رویا کرتے مگر حدیث کی روایت میں ان کا اعتبار نہیں جیسے اوپر گزر چکا کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت اور چیز۔

(۷۴) تو ان دونوں مقاموں میں حسن بن عمارہ کا جھوٹ ظاہر ہوا۔ کیونکہ شعبہ نے خود علم سے مل کر پوچھا اور انھوں نے کہا کہ لے

کرنا کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ابو داؤد نے کہا میں نے شعبہ سے پوچھا کہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے؟ شعبہ نے کہا اس وجہ سے کہ حسن بن عمارہ نے حکم سے چند حدیثیں نقل کیں جن کی اصل میں نے کچھ نہ پائی۔ میں نے کہا وہ کونسی حدیثیں ہیں؟ شعبہ نے کہا میں نے حکم سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی تھی؟ حکم نے کہا نہیں۔ پھر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا اس نے مقسم سے اس نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی احد کے شہیدوں پر اور دفن کیا ان کو۔ اور میں نے حکم سے کہا کہ تم زنا کی اولاد کے حق میں کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا ان پر نماز پڑھی جائے جنازے کی۔ میں نے کہا کس سے روایت کیا گیا ہے اس باب میں؟ انھوں نے کہا حسن بصری سے۔ حسن بن عمارہ نے کہا مجھ سے حکم نے بیان کیا انھوں نے یحییٰ بن الجزار سے سنا انھوں نے حضرت علیؑ سے۔

۷۵- یزید بن ہارون نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا اور کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ اس سے کچھ روایت نہ کروں گانہ خالد بن مہدوح سے۔ یزید نے کہا میں زیاد بن میمون سے ملا اور اس سے ایک حدیث پوچھی۔ اس نے روایت کیا کو بکر بن عبد اللہ مزیٰنی سے پھر میں اس سے ملا تو اس نے روایت کیا اسی حدیث کو مورق بن شمرج سے پھر میں اس سے ملا تو روایت کیا اس حدیث کو حسن سے اور یزید بن ہارون ان دونوں کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن مہدوح

عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ فَإِنَّهُ يَكْذِبُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قُلْتُ لِشُعْبَةَ وَكَيْفَ ذَلِكَ فَقَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْحَكَمِ بِأَشْيَاءَ لَمْ أُحِذْ لَهَا أَصْلًا قَالَ قُلْتُ لَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ قَالَ قُلْتُ لِلْحَكَمِ أَصْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلِي أُحُدٍ فَقَالَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَدَفَنَهُمْ قُلْتُ لِلْحَكَمِ مَا تَقُولُ فِي أَوْلَادِ الزُّنَا قَالَ يُصَلِّي عَلَيْهِمْ قُلْتُ مِنْ حَدِيثٍ مَنْ يُرْوَى قَالَ يُرْوَى عَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَزَّارِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

۷۵- عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ وَذَكَرَ زَيْدَ بْنَ مَيْمُونٍ فَقَالَ خَلَفْتُ أَلَا أُرْوِي عَنْهُ شَيْئًا وَلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَخْدُوحٍ وَقَالَ لَقِيتُ زَيْدَ بْنَ مَيْمُونٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ بَكْرِ الْمُرَزِيِّ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ مُورِقٍ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ الْحَسَنِ وَكَانَ يَنْسُبُهُمَا إِلَى الْكَذِبِ قَالَ الْحُلَوَانِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ

ﷺ نے احد کے شہیدوں پر نماز نہیں پڑھی۔ پھر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپؐ نے نماز پڑھی ان پر۔ اسی طرح سے حکم نے ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنے کے باب میں حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے ان ہی سے حضرت علیؑ کا قول روایت کیا۔ اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب میں حسن اور علیؑ دونوں سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ راویوں کا کذب و دلائل اور قرآن سے پہچان لیتے ہیں۔ یہ حسن بن عمارہ بجلی ابو محمد کوئی ہے قاضی بغداد کا اور بالا تقاضی ضعیف ہے اور متروک۔

(۷۵) زیاد بن میمون بصری جس کی کنیت ابو عمار ہے ضعیف ہے۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ ترک کیا اس کو محدثین نے اور خالد بن مہدوح واسطی بھی ضعیف ہے۔ نسائی نے اس کو ضعیف کہا۔ کنیت اس کی ابو روج ہے اور اس نے دیکھا انس بن مالک کو۔ (نودوی)

وَذَكَرْتُ عَنْهُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ قَسَبَهُ إِلَى الْكَذِبِ.

۷۶- عَنْ مَحْمُودِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ قَدْ أَكْثَرْتُ عَنْ عُبَادِ بْنِ مَنْصُورٍ فَمَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيثَ الْعَطَّارَةِ الَّذِي رَوَى لَنَا النَّضَرُ بْنُ شَمِيلٍ قَالَ لِيَ اسْكُتْ فَإِنَّا لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ فَسَأَلْنَاهُ فَقُلْنَا لَهُ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَرَوِيهَا عَنْ أَنَسٍ فَقَالَ أَرَأَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ فَيَتُوبُ أَتَيْسُ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيلٍ وَلَا كَثِيرٍ إِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَأَتَيْنَا لَا تَعْلَمَانِ أَنِّي لَمْ أَلْقِ أَنَسًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَبَلْتُمَا بَعْدَ أَنَّهُ يَرْوِي فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَتُوبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدَ يُحَدِّثُ فَتَرَكَنَاهُ.

کو جھوٹا کہتے تھے۔ حسن حلوانی نے کہا میں نے عبد الصمد سے سنائیں نے انکے پاس زیاد بن میمون کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا جھوٹا ہے۔

۷۶- محمود بن غیلان سے روایت ہے میں نے ابو داؤد طیلانی سے کہا کہ تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتیں کیں تو کیا، چہ ہے کہ تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطارہ عورت کی جو روایت کی نصر بن شمیل نے ہمارے لیے؟ انھوں نے کہا چپ رہ میں اور عبد الرحمن بن مہدی دونوں زیاد بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا ان حدیثوں کو جو وہ روایت کرتا ہے انس سے تو وہ بولا تم دونوں کیا سمجھتے ہو۔ اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کر لے تو کیا اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا؟ عبد الرحمن نے کہا ضرور معاف کرے گا۔ زیاد نے کہا میں نے انس سے کچھ نہیں سنا نہ زیادہ نہ کم۔ اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا تم بھی نہیں جانتے (یعنی تم تو جانتے ہو) کہ میں انس سے ملا تک نہیں۔ ابو داؤد نے کہا پھر ہم کو خبر پہنچی کہ زیاد روایت کرتا ہے انس سے میں اور عبد الرحمن پھر گئے اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر وہ بعد اس کے روایت کرنے لگا آخر ہم نے اس کو ترک کیا (یعنی اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا نکلا اور جھوٹا بھی کیسا کہ توبہ کا بھی خیال اس نے چھوڑ دیا۔)

۷۷- عَنْ شَبَابَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ الْقُدُّوسِ يُحَدِّثُنَا فَيَقُولُ سَوِّدُ بْنُ عَقْلَةَ قَالَ شَبَابَةُ وَسَمِعْتُ عَبْدَ الْقُدُّوسِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُحَدِّثَ

۷۷- شابہ بن سواد مدائنی سے روایت ہے عبد القدوس ہم سے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن عقلہ اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح یعنی ہوا کو عرض میں لینے

(۷۶) ☆ عطاری کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ میں عطاری جس کا نام حواء تھا۔ وہ رسول اللہ کے پاس آئی تو حضرت عائشہؓ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا۔ آپ نے خاوند کی بزرگیاں بتلائیں۔ یہ حدیث بہت طویل ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن وضاح نے اس کو پورا نقل کیا ہے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو زیاد بن میمون نے انس سے۔

(۷۷) یہ سب عبد القدوس کی تصحیف اور تافہی ہے۔ اس نے غلطی کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن غفلہ ہے عین اور فاء سے نہ عقلہ عین اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بضم راہ ہے بمعنی جان نہ روح بفتح راہ جس کے معنی ہوا کے ہیں اور عرض عین سے ہے نہ عرض عین سے اور اصل معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آپ نے منع کیا جاندار کو نشانہ بنا کر مارنے سے جس کو عبد القدوس نے الٹ پلٹ کر کے کہہ کر کہہ کر دیا۔

الرُّوحُ عَرْضًا قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا قَالَ يَغْنِي
تَتَّخِذُ كُوفَةً فِي حَائِطٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ الرُّوحُ قَالَ
مُسْلِمٌ وَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيَّ
يَقُولُ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ مَا
جَلَسَ مَهْدِيٌّ مِنْ هِلَالٍ بِلَايَامَ مَا هَذِهِ الْعَيْنُ الْمَالِحَةُ
الَّتِي نَبَعَتْ قَبْلَكُمْ قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا إِسْمَاعِيلَ

۷۸- عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ مَا بَلَغَنِي عَنْ الْحَسَنِ
جَدِيثٌ إِلَّا أَتَيْتُ بِهِ أَبَانَ بْنَ أَبِي عِيَّاشٍ فَقَرَأَهُ
عَلَيَّ

۷۹- عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَا
وَحَمْزَةَ الزَّيَّاتُ مِنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ نَحْنُ مِنْ
أَلْفِ حَدِيثٍ قَالَ عَلِيُّ فَلَقِيتُ حَمْزَةَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ

سے۔ لوگوں نے کہا اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ بولا مطلب یہ ہے
کہ دیوار میں ایک سوراخ کرے ہوا آنے کے لیے۔ امام مسلم
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے سنا عبید اللہ بن عمرو قواریری
سے انھوں نے سنا حماد بن زید سے انھوں نے کہا ایک شخص
سے جب مہدی بن ہلال کئی دن تک بیٹھا یہ کیسا کھاری چشمہ
ہے جو پھوٹا تمہاری طرف وہ شخص بولا ہاں اے ابی اسماعیل۔

۷۸- ابو عوانہ سے روایت ہے کہ مجھے حسن سے کوئی روایت
نہیں پہنچی مگر میں نے پوچھا ابان بن ابی عیاش سے پس اس نے
پڑھا اس کو میرے سامنے۔

۷۹- علی بن مسہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے اور حمزہ
زیات نے ابان بن عیاش سے قریب ایک ہزار حدیثوں کے
سنیں۔ علی نے کہا پھر میں حمزہ سے ملا انھوں نے بیان کیا کہ میں

ابو اسماعیل کہتے ہیں حماد بن زید کی کھاری چشمے سے ان کی غرض مہدی بن ہلال کو ضعیف کرنا تھا اور اتفاق کیا ہے محدثین نے اس کے
ضعف پر نہائی نے کہا وہ بصرہ کا رہنے والا ہے اور متروک ہے روایت کرتا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے۔ (نودوی)
(۷۸) ☆ یعنی ابان کا یہ حال تھا کہ جو بات اس سے پوچھتے وہ اس کو روایت کرتے حسن سے اور یہ دلیل ہے اس کے کذب اور جھوٹ کی
تقریب میں ہے کہ ابان بن ابی عیاش کی کثرت ابو اسماعیل عبدی ہے اور یہ متروک ہے۔

(۷۹) ☆ نووی نے کہا کہ مقصود اس روایت کے لانے سے تائید ہے اس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے نہ کہ یہ
بات کہ خواب سے کوئی امر یقیناً ثابت ہو سکتا ہے۔ نہ یہ کہ خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہو چکی ہے باطل ہو سکتی ہے یا جو باطل ہو گئی ہے وہ
ثابت ہو سکتی ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی دلیل شرعی نہیں۔ ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور ہمارے اصحاب نے بھی یہی کہا ہے
اور اتفاق کیا ہے اس پر کہ خواب سے کوئی بات شرع کی بدل نہیں سکتی اور یہ امر اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ جس نے مجھے خواب میں
دیکھا اس نے مقرر دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت بن نہیں سکتا۔ اس لیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور
مثل اور شیطانی پریشان خیالات کے نہیں مگر حدیث سے یہ بات کہاں نکلتی ہے کہ خواب میں میں جو کہوں وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی
حالت غفلت کی حالت ہے نہ ضبط اور تحقیق کی۔ اور اتفاق کیا ہے علماء نے کہ روایت اور شہادت قبول کرنے کے لیے ضروری ہے کہ راوی اور
شاہد بیدار اور ہوشیار صحیح الخطا، قلیل الخطا ہو اور جو شخص سو رہا ہے اس میں یہ کوئی صفت نہیں پھر اس کی روایت کیونکر مقبول ہوگی۔ مگر یہ سب
جو بیان ہوا اس صورت میں ہے کہ خواب میں کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کے خلاف ہو۔ لیکن اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع
شریف کی رو سے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرتے دیکھے اس کام سے جو شرع شریف کی رو سے منع ہو یا اس کا کوئی دنیا کا کام ہو جس میں کوئی
مصلحت ہو تو بالاتفاق اس خواب پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہیں ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے۔ انتہی۔

مترجم کہتا ہے کہ اگر خواب کی باتوں کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جائے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ ہر شخص دعویٰ

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَبَرَضَ عَلَيْهِ مَا سَمِعَ مِنْ أَهْلَانِ فَمَا عَرَفَ مِنْهَا إِلَّا شَيْئًا يَسِيرًا حَمْسَةً أَوْ سِتَّةً۔

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور جو کچھ ابان سے سنا تھا وہ آپ کو سنایا۔ آپ نے نہ پہچانا ان حدیثوں کو مگر تھوڑی حدیثیں قبول کیں پانچ یا چھ۔

۸۰- عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ عَدِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ أَكْتُبُ عَنْ بَقِيَّةِ مَا رَوَى عَنْ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبُ عَنْهُ مَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ مَا رَوَى عَنْ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ۔

۸۰- زکریا بن عدی نے کہا مجھ سے کہا ابو اسحاق فزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء بن خارجہ کوئی) نے کہ (جو حدیث کے بڑے امام ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیث جو روایت کرے وہ مشہور لوگوں سے اور مت لکھ اس حدیث کو جو روایت کرے مجہول لوگوں سے اور مت لکھ تو اسماعیل عیاش کی حدیث کبھی بھی اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگوں سے بھی۔

۸۱- عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ نَعَمَ الرَّجُلُ بَقِيَّةَ لَوْلَا أَنَّهُ

۸۱- عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچھا آدمی تھا اگر وہ

ظہر کرے گا کہ میں نے خواب میں حضرت محمد سے یوں سنا ہے۔ پھر اس کی تصدیق و شواہد ہو گی اور اس میں شک نہیں کہ جو لوگ صالح اور دیندار اور خدا پرست عاشق رسول اللہ ہیں ان کے خواب اکثر صحیح ہوتے ہیں لیکن ان کی صحت شرعاً ہی سے معلوم ہو سکتی ہے نہ کہ شرع کی صحت خواب سے۔

(۸۰) نووی نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسماعیل بن عیاش کے حق میں، خلاف ہے اور ائمہ حدیث کے۔ عباس نے کہا میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسماعیل بن عیاش ثقہ ہے اور شام والوں کے نزدیک وہ بقیہ سے بہتر تھا۔ ابن ابی خنیسہ نے کہا میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسماعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراق والے برا جانتے تھے اس کی روایت کو اور بخاری نے کہا اسماعیل بن عیاش کی روایت شام کے لوگوں سے صحیح ہے۔ عمرو بن علی نے کہا جب وہ اپنے شہر والوں سے۔۔۔۔۔ روایت کرے تو اس کی روایت صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سے جیسے ہشام بن غزوہ اور یحییٰ بن سعید اور اسماعیل بن ابی صالح سے روایت کرے تو وہ کچھ نہیں اور یعقوب بن سفیان نے کہا میں اپنے پیاروں سے سنا تھا وہ کہتے تھے شام کا علم اسماعیل بن عیاش کے پاس ہے۔ یعقوب نے کہا بعض لوگوں نے اسماعیل کے حق میں کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہے عادل ہے سب سے زیادہ جانتا ہے شام والوں کی حدیث کو اور اکثر نے اس کے حق میں یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثیں روایت کرتا ہے مکہ اور مدینہ کے ثقہ لوگوں سے۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ اسماعیل ثقہ ہے شام والوں سے روایت کرنے میں اور اہل حجاز سے اس کی روایت معتبر نہیں کیونکہ اس کی کتاب تلف ہو گئی تھی اور اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہے مگر اس کی روایت لکھی جائے گی اور میں نہیں جانتا کہا کوئی باز رہا ہو اس کی روایت سے سوائے ابو اسحاق فزاری کے۔ ترمذی نے کہا وہ بقیہ سے بہتر ہے اور بقیہ کی حدیثیں منکر ہیں۔ احمد بن ابی الخواری نے کہا کہ وکیع نے مجھ سے کہا تمہارے یہاں لوگ روایت کرتے ہیں اسماعیل بن عیاش سے۔ میں نے کہا ہاں ولید اور مروان تو اس سے روایت کرتے ہیں اور ہشیم اور محمد بن ایاس روایت نہیں کرتے۔ انھوں نے کہا ہشیم اور محمد بن ایاس کیا ہیں۔ شہر والے تو ولید اور مروان ہیں (یعنی ولید اور مروان ہی معتبر ہیں) اور جب یہ روایت کرتے ہیں تو کافی ہے۔ (نووی)

(۸۱) یعنی عبد القدوس بن حبیب کا بی بی ابو سعید شامی جس کا بیان اوپر گزرا اس کا نام مشہور ہے کثرت اس کی مشہور نہ تھی تو بقیہ نے اس کی کثرت سے ذکر کرنا شروع کیا تاکہ لوگ پہچان نہ سکیں۔

ناموں کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو ناموں سے (یعنی بقیہ کی یہ عادت خراب ہے کہ تدریس و تلمیذ کرتا ہے راویوں کا عیب چھپانے کے لیے نام کو کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تاکہ لوگ پہچان نہ سکیں۔) ایک مدت تک ہم سے حدیث بیان کرتا تھا ابو سعید و حاطی۔ جب ہم نے غور کیا (کہ حاطی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے۔

كَانَ يُكْنِي الْأَسَمِيَّ وَيُسَمِّي الْكُنَى كَانَ ذَهْرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْوَحَاطِيِّ فَتَطَرْنَا فَإِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُّوسِ.

۸۲- عبد الرزاق سے روایت ہے عبد اللہ بن مبارک کو میں نے نہیں سنا کسی کو صاف جھوٹا کہتے ہوئے مگر عبد القدوس کو۔ وہ کہتے تھے یہ جھوٹا ہے۔

۸۲- عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفَصِّحُ بِقَوْلِهِ كَذَابٌ إِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُّوسِ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَهُ كَذَابٌ

۸۳- ابو نعیم نے ذکر کیا معطل بن عرفان کا تو کہا کہ معطل نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ابو داؤد نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبد اللہ بن مسعود صفین میں۔ ابو نعیم نے کہا شاید مر کر پھر قبر سے اٹھے ہوں گے۔

۸۳- عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَذَكَرَ الْمُعَلَّى بْنُ عُرْفَانَ فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو وَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُودٍ بِصَفَيْنٍ فَقَالَ أَبُو نُعَيْمٍ أَتَرَاهُ بُعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ.

۸۴- عفان بن مسلم سے روایت ہے ہم اسمعیل بن علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی میں نے کہا وہ معتبر نہیں۔ وہ شخص بولا تو نے اس کی غیبت کی۔ اسمعیل نے کہا اس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم لگایا اس پر کہ وہ معتبر نہیں۔

۸۴- عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَلِيٍّ فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِثَبَتٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اغْتَبَيْتُهُ قَالَ إِسْمَاعِيلُ مَا اغْتَبَايَهُ وَلَكِنَّهُ حَكَمَ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبَتٍ.

۸۵- بشر بن عمر سے روایت ہے میں نے امام مالک سے پوچھا محمد بن

۸۵- عَنْ بَشِيرِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

(۸۳) ☆ مقصود اس سے معاملے کا جھوٹ ظاہر کرنا ہے ابو داؤد نے واسطے کہ عبد اللہ بن مسعود نے وفات پائی ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں حضرت عثمان کی وفات سے تین برس پہلے اور صفین کی جنگ حضرت علی کی خلافت کے دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعود اس میں کیسے نکل سکتے ہیں مگر اسی طرح کہ پھر جی اٹھے ہوں۔ اور ابو داؤد نے ثقہ اور فاضل ہیں ان سے یہ جھوٹ صادر نہیں ہو سکتا تو ضروری ہے کہ معطل نے جھوٹ باندھا ہو۔ معطل بن عرفان اسدی کوئی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے۔ بخاری نے "تاریخ" میں کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے اور نسائی نے بھی اس کو ضعیف کیا۔ صفین ایک مقام کا نام ہے جہاں حضرت علی اور معاویہ میں جنگ عظیم واقع ہوئی تھی۔

(۸۴) ☆ یعنی ائمہ حدیث کا کسی پر جرح کرنا غیبت میں داخل نہیں بلکہ مثل فتویٰ اور حکم کے ہے۔

(۸۵) ☆ یعنی عبد الرحمن بن معاویہ جو یرث النصارى مدنی کو حاکم نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور امام احمد نے مالک کے قول کا انکار کیا اور کہا کہ روایت کیا اس سے شعبہ نے اور بخاری نے ذکر کیا اس کو "تاریخ" میں اور نہیں کلام کیا اس میں اور شعبہ نے اس کی کنیت ابو الجریہ نقل کی

عبدالرحمن کے بارے جو روایت کرتا ہے سعید بن المسیب سے انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے ابو الحویرث کے بارے انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے شعبہ کے بارے جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذئب تو انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے صالح کے بارے جو مولیٰ ہے تو امہ کا تو انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے حرام بن عثمان کے بارے تو انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے امام مالک سے ان پانچوں آدمیوں کے بارے (جن کا ذکر اوپر گزرا) تو انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہیں اپنی حدیث میں اور میں نے پوچھا ان سے ایک اور شخص کے بارے جس کا نام میں بھول گیا تو انھوں نے کہا تو نے اس کی روایت میری کتابوں میں دیکھی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ امام مالک نے کہا اگر وہ ثقہ ہوتا تو اس کی روایت میری کتابوں میں دیکھتا۔

سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الَّذِي يَرْوِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَالِحِ مَوْلَى التَّوَّامَةِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ أَبِي الْحَوِيرِثِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ شُعْبَةَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُ مَالِكَ عَنْ هَؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ فَقَالَ لَيْسُوا بِثِقَةٍ فِي حَدِيثِهِمْ وَسَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ آخَرَ نَسِيتُ اسْمَهُ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتَهُ فِي كُتُبِي قُلْتُ لَا قَالَ لَوْ كَانَ ثِقَةً لَرَأَيْتَهُ فِي كُتُبِي

یہ ہے اور حاکم نے کہا یہ وہم ہے شعبہ کا۔ تقریب میں ہے کہ عبدالرحمن سچا ہے مگر حافظہ اس کا خراب تھا اور نسبت کیا گیا ہے ساتھ ارجاء یعنی مرجع ہونے کے۔ یہ وہ شعبہ نہیں ہے جو حدیث کے مشہور نام ہیں۔ وہ تو شعبہ بن حجاج بصری ہیں اور یہ شعبہ بن دینار ہاشمی ہے مولیٰ ابن عباس کا۔ اس کی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو یحییٰ ہے اس کو ضعیف کہا ہے بہت سے ائمہ حدیث نے۔ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے کہا وہ کچھ برا نہیں۔ ابن عدی نے کہا میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی۔ تقریب میں ہے کہ یہ شعبہ سچا ہے مگر حافظہ اس کا خراب تھا۔ یہ صالح بیٹا ہے مہمان کا ندینہ کا رہنے والا اور اس کو مولیٰ توامہ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ جس عورت نے اس کو آزاد کیا تھا وہ اپنی بہن کے ساتھ توام یعنی جڑواں پیدا ہوئی تھی۔ امام مالک نے صالح کو ضعیف کہا لیکن روایت کیا اس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے۔ یحییٰ بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور مالک نے اس کو پایا جب وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ اسی طرح ثورثی نے بھی اس کو پایا جب وہ شہیا گیا تھا تو سنیں اس سے کئی منکر حدیثیں۔ لیکن جن لوگوں نے روایت کیا ہے اس سے قلیل اختلاف (یعنی حافظہ بگڑنے سے پہلے) ان کی روایت صحیح ہے ابن عدی نے کہا کہ ابن ابی ذئب اور ابن جریج اور زیاد بن سعد نے اس سے سنا ہے قلیل اختلاف کے اور ان کی روایت میں کوئی برا نہیں۔ یہ حرام بن عثمان انصاری سلمیٰ ہے۔ بخاری نے کہا وہ منکر اللہ ریث ہے۔ زبیری نے کہا وہ شیعہ تھا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ سے۔ نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں سے امام مالک نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے وہ سب ثقہ ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ سب لوگوں کے نزدیک ثقہ ہوں البتہ امام مالک کے نزدیک وہ ثقہ ہیں اور اختلاف کیا ہے علماء نے اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص ایک مجہول شخص سے روایت کرے تو اس سے اس مجہول کی توثیق ہوگی یا نہیں؟ اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اس سے توثیق کا باعث نہیں اور یہی ٹھیک ہے۔ کیونکہ کبھی ثقہ غیر ثقہ سے روایت کرتا ہے اس وجہ سے نہیں کہ وہ روایت دلیل اور حجت ہے بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے۔ البتہ جب ثقہ ایسا کہ جیسا مالک نے کہا تو جس سے وہ اپنی کتاب میں روایت کرے وہ اس کے نزدیک ثقہ سمجھا جائے گا اور جو ثقہ اتنا کہے کہ مجھ سے بیان کیا ثقہ نے تو وہ کافی ہے تعدیل کے لیے۔ (نودوی)

۸۶- عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعْدٍ
وَكَانَ مِنْهُمَا ۸۶- ابن ابی ذؤب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ مستہم
ہے۔

۸۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ يَقُولُ لَوْ حَبِثْتُ بَيْنَ أَنْ أُدْخَلَ الْجَنَّةَ
وَبَيْنَ أَنْ أُلْقَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَرَّرٍ لَأَحْضَرْتُ
أَنْ أَلْقَاهُ ثُمَّ أُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ كَانَتْ
بَعْرَةً أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ ۸۷- عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگر مجھے
اختیار دیا جاتا کہ جنت میں جاؤں یا عبد اللہ بن محرر سے ملوں تو میں
پہلے اس سے ملتا پھر جنت میں جاتا (ایسی اس کی تعریف سنتا تھا اور
اس قدر اس سے ملنے کا اشتیاق تھا) پھر جب میں اس سے ملا تو ایک
اونٹ کی میٹھی مجھے اس سے بہتر معلوم ہوئی۔

۸۸- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَيْسَةَ لَا تَأْخُذُوا
عَنْ أَحَبِّي ۸۸- زید بن ابی انیسہ نے کہا مت روایت کرو میرے بھائی
سے۔

۸۹- عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو قَالَ كَانَ يَحْتَبِي
بْنُ أَبِي أَنَيْسَةَ كَذَابًا ۸۹- عبید اللہ بن عمرو نے کہا بھئی بن انیسہ جھوٹا تھا۔

۹۰- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ذُكِرَ فَرْقَدٌ عِنْدَ
أَيُّوبَ فَقَالَ إِنَّ فَرْقَدًا لَيْسَ صَاحِبَ حَدِيثٍ ۹۰- حماد بن زید نے کہا فرقہ (بن یعقوب بنی ابویعقوب) کا ذکر
آیا ایوب کے سامنے تو انھوں نے کہا وہ صاحب حدیث نہیں۔

۹۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَشَرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ
سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ ذَكَرَ عِنْدَهُ مُحَمَّدٌ ۹۱- عبد الرحمن بن بشر عبدی نے کہا میں نے بھئی بن سعید قطان
سے سنا ان کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر لیشی

(۸۶) یعنی نسبت کیا گیا تھا طرف کذب کے۔ شرحبیل بڑا عالم تھا مغازی کا۔ (یعنی رسول اللہ کے جہادوں کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اس
سے بڑھ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تھا۔ وہ محتاج ہو گیا تو لوگ اس ڈر کے مارے اس کو دیتے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ دے حیرانہ پدھر کی لڑائی
میں حاضر نہ تھا۔ اور شرحبیل بھائی ہے انصار کا مدنی کنیت اس کی ابو سعد ہے۔ محمد بن سعد نے کہا جو بڑا پراتا پڑھا تھا روایت کی ہے اس نے زید
بن ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ کے۔ تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے لیکن آخر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا سو برس کا ہو کر مرا۔
(۸۷) یعنی ایسا نکما اور خراب نکلا۔

(۸۸) یعنی بھئی بن ابی انیسہ سے روایت کرتا ہے زہری اور عمرو بن شعیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے۔ بخاری نے کہا وہ کچھ نہیں۔
نسائی نے کہا ضعیف ہے، متروک الحدیث ہے۔ تقریب میں ہے کہ کنیت اس کی ابو زید جزری ہے اور وہ ضعیف ہے۔ نووی نے کہا اس کا بھائی زید
بن ابی انیسہ وہ ثقہ ہے، جلیل ہے حجت لی ہے اس سے بخاری اور مسلم نے۔ محمد بن سعد نے کہا وہ ثقہ ہے، کثیر الحدیث اور فقیہ ہے۔ ابجد حدیث کا
انصاف اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے فائدے کا خیال رکھتے تھے۔ اپنی قرابت کا لحاظ کیے بغیر۔

(۹۰) یعنی حدیث کا روایت کرنا اور کام ہے۔ فرقہ کو اس میں دخل نہ تھا اگرچہ وہ تابعی تھا اور عابد و زاہد تھا جیسے اوپر گزرا کہ عبادت اور زہد
اور چیز ہے اور حدیث کا علم اور۔ مگر بھئی بن معین سے منقول ہے کہ انھوں نے ثقہ کہا فرقہ کو۔ تقریب میں ہے کہ روایت کیا اس سے ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا عابد تھا مگر حدیث میں ضعیف ہے، کثیر الخطا ہے۔ ۳۱ھ میں مرا۔

کا تو انھوں نے اس کو بہت زیادہ ضعیف کہا۔ اس سے کسی نے کہا کیا وہ یعقوب بن عطاء سے بھی زیادہ ضعیف ہے تو انھوں نے کہا ہاں۔ پھر کہا کہ میں نہ سمجھتا تھا کہ کوئی محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کرے گا۔

۹۲۔ بشر بن حکم سے روایت ہے میں نے سنا یحییٰ بن سعید قطان سے (جو امام تھے حدیث کے) انھوں نے ضعیف کہا حکیم بن جبیر کو اور عبد اللہ علی (بن عامر ثعالبی) کو اور ضعیف کہا یحییٰ بن موسیٰ بن دینار کو اور کہا کہ اس کی حدیث مثل ہوا کے ہے اور موسیٰ بن دہقان کو اور عیسیٰ بن ابو عیسیٰ مدنی کو۔

امام مسلم نے کہا کہ میں نے سنا حسن بن عیسیٰ سے اس نے کہا مجھ سے کہا عبد اللہ بن مبارک نے کہ جب تو جریر کے پاس جائے تو اس کا سارا علم لکھ لے (یعنی سب حدیثیں اس کی روایت کر) مگر تین آدمیوں کی حدیثیں مت لکھ 'عبیدہ بن مقب' 'سری بن اسماعیل' اور محمد بن سالم کی روایتیں۔

امام مسلم نے کہا اور اس کے مانند جو ہم نے ذکر کیا اہل حدیث کا کلام متہم راویوں میں اور ان کے پیروں میں بہت ہے جس کے سب بیان کرنے سے کتاب لمبی ہو جائے گی اور جس قدر

بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ الثَّيِّبِيُّ فَضَعَّفَهُ جَدًّا فَقِيلَ لِيَحْتَسِبِ أَوْضَعُ مِنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أَحَدًا يَرْوِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ

۹۲۔ عَنْ بَشَرَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ ضَعَّفَ حَكِيمَ بْنَ جُبَيْرٍ وَعَبْدَ اللَّهِ الْأَعْلَى وَضَعَّفَ يَحْيَى بْنَ مُوسَى بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدِيثُهُ رِيحٌ وَضَعَّفَ مُوسَى بْنُ دَهْقَانَ وَعِيسَى بْنُ أَبِي عِيسَى الْمَدَنِيَّ

قَالَ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عِيسَى يَقُولُ قَالَ لِي ابْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا قَدِمْتَ عَلَى جَرِيرٍ فَارْتَبِ عِلْمُهُ كُلَّهُ إِلَّا حَدِيثَ ثَلَاثَةٍ لَا تَكْتُبُ حَدِيثَ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعْتَبِرٍ وَالسَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ

قَالَ مُسْلِمٌ وَأَشْبَاهُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كَلَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُتَهَمِي رِوَاةِ الْحَدِيثِ وَإِخْبَارِهِمْ عَنْ مَعَايِهِمْ كَثِيرٌ يَطُولُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهِ عَلَى

(۹۲) یہ حکیم بن جبیر اسدی کوئی ہے 'شیعہ تھا۔ ابو حاتم رازی نے کہا بڑا کثر شیعہ تھا۔ عبد الرحمن بن مہدی اور شعبہ سے پوچھا گیا کہ تم نے حکیم بن جبیر سے روایت کرنا کیوں چھوڑا تو انھوں نے کہا ہم ڈرتے ہیں جہنم سے یعنی اس کی روایتیں جھوٹی ہیں۔ اگر ہم اس سے نقل کریں گے تو دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ تقریب میں ہے کہ وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور نہیں روایت کیا اس سے بخاری اور مسلم نے۔ تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے مگر وہم کرتا ہے یعنی لغو اور بے ثبات ہے۔ اس مقام میں تمام نسخوں میں یحییٰ کے بعد لفظ بن کا موجود ہے جو غلطی غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ بن کا لفظ نہ ہو۔ نووی نے کہا یہ غلطی مسلم کی کتاب نقل کرنے والوں سے ہوئی ہے نہ مسلم سے۔ یہ موسیٰ بن دینار کی ہے جو روایت کرتا ہے سالم سے جو بصری ہے روایت کرتا ہے ابن کعب سے۔ تقریب میں ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ یہ عیسیٰ بن مسرہ ہے۔ اس کی کنیت ابو موسیٰ ہے یا ابو محمد غفاری مدنی۔ اصل اس کی کوئی ہے۔ اس کو خیاط یا حناط کہتے ہیں یا خیاط۔ یحییٰ بن معین نے کہا پہلے خیاط (درزی) تھا پھر اس پٹے کو چھوڑ کر حناط ہوا (یعنی گیہوں بیچنے لگا خط سے) پھر اس کو چھوڑ کر خیاط ہوا۔ (یعنی پتے جھاڑنے والا) تقریب میں ہے کہ یہ متردک ہے۔

۱۔ کیونکہ یہ سب ضعیف ہیں۔ نووی نے کہا یہ تینوں کوئی ہیں اور متردک ہیں۔

ہم نے بیان کیا وہ کافی ہے اس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجھ
بو جھ جائے۔

اور حدیثوں کے اماموں نے راویوں کا عیب کھول دینا
ضروری سمجھا اور اس بات کا فتویٰ دیا جب ان سے پوچھا گیا اس لیے
کہ یہ بڑا اہم کام ہے۔ کیونکہ دین کی بات جب نقل کی جائے گی تو
وہ کسی امر کے حلال ہونے کے لیے ہو گئی یا حرام ہونے کے لیے
اس میں کسی بات کا حکم ہو گا یا کسی بات کی ممانعت ہو گی، کسی کام کی
طرف رغبت دلائی جائے یا کسی کام سے ڈرایا جائے گا۔ بہر حال
جب راوی سچا اور امانت دار نہ ہو پھر اس سے کوئی روایت کرے جو
اس کے حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے سے بیان نہ کرے جو نہ
جانتا ہو تو گنہگار ہو گا اور دھوکا دینے والا ہو گا مسلمانوں کو۔ اس لیے
کہ بعض لوگ ان حدیثوں کو سنیں گے اور ان سب پر یا بعض پر
عمل کریں گے اور شاید وہ سب یا ان میں سے اکثر جھوٹی ہوں
(اور بعض نسخوں میں یہ ہے کہ ان میں کم یا زیادہ جھوٹی ہوں) جن
کی اصل نہ ہو۔ حالانکہ صحیح حدیثیں ثقہ لوگوں کی اور جن کی
روایت پر قناعت ہو سکتی ہے کیا کم ہیں کہ بے اعتبار اور جن کی
روایت پر قناعت نہیں ہو سکتی ان کی روایتوں کی احتیاج پڑے۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس قسم کی
ضعیف حدیثیں اور مجہول سندیں نقل کی ہیں اور ان میں مصروف
ہیں اور وہ جانتے ہیں ان کے ضعف کو تو ان کی غرض یہ ہے کہ
عوام کے نزدیک اپنا کثرت علم ثابت کریں اور اس لیے کہ لوگ

اسْتَفْصَايِهِ وَبِمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةً لِمَنْ تَفَهُمَ وَغَفَلَ
مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيمَا قَالُوا مِنْ ذَلِكَ وَيَتَّبِعُوا ۚ
وَأِنَّمَا أَلْزَمُوا أَنْفُسَهُمُ الْكُشْفَ عَنْ
مَعَابِيهِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَأَقْتَرُوا
بِذَلِكَ حِينَ سُئِلُوا لِمَا فِيهِ مِنْ عَقِيمِ الْخَطَرِ
إِذِ الْأَخْبَارُ فِي أَمْرِ الدِّينِ إِنَّمَا تَأْتِي بِتَحْلِيلٍ
أَوْ تَحْرِيمٍ أَوْ أَمْرٍ أَوْ نَهْيٍ أَوْ تَرْغِيبٍ أَوْ
تَوْهِيْبٍ فَإِذَا كَانَ الرَّاوي لَهَا لَيْسَ بِمَعْدُونٍ
لِلصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ ثُمَّ أَقْدَمَ عَلَى الرَّوَايَةِ عَنْهُ
مَنْ قَدْ عَرَفَهُ وَلَمْ يَبَيِّنْ مَا فِيهِ لِغَيْرِهِ مِمَّنْ
جَهِلَ مَعْرِفَتَهُ كَانَ آثِمًا بِفِعْلِهِ ذَلِكَ غَاثًا
لِغَوَامِّ الْمُسْلِمِينَ إِذْ لَا يُؤْمَنُ عَلَى بَعْضِ مَنْ
سَمِعَ تِلْكَ الْأَخْبَارَ أَنْ يَسْتَعْمِلَهَا أَوْ يَسْتَعْمِلَ
بَعْضَهَا وَلَعَلَّهَا أَوْ أَكْثَرَهَا أَكْذِيبُ لَا أَصْلَ
لَهَا مَعَ أَنَّ الْأَخْبَارَ الصَّحَاحَ مِنْ رَوَايَةِ
الثَّقَاتِ وَأَهْلِ الْقَنَاعَةِ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى
نَقْلِ مَنْ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا مَقْبَحٍ ۚ

وَلَا أَحْسِبُ كَثِيرًا مِمَّنْ يُعْرَجُ مِنَ النَّاسِ عَلَى
مَا وَصَفْنَا مِنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ الضَّعَافِ وَالْأَسَانِيدِ
الْمَجْهُولَةِ وَيَعْتَدُّ بِرَوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِمَا فِيهَا مِنْ
التَّوَهُُّنِ وَالضَّعْفِ إِلَّا أَنَّ الَّذِي يَحْمِلُهُ عَلَى رَوَايَتِهَا

یعنی یہ کتاب کچھ جرح اور تعدیل کی تھوڑی ہے کہ اس میں سب راویوں کا حال بیان کیا جائے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو جدا بڑی بڑی
کتابیں بنی ہیں جن میں تمام راویوں کا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے۔ یہاں تو چند راویوں کا عیب ائمہ حدیث کے اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس
مقصد کے لیے کہ ائمہ حدیث کے نزدیک راویوں کا عیب اور سقم بیان کرنا برا نہیں اور اس کو غیبت میں داخل نہیں کرتے۔

یعنی روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثیں ہزاروں ہیں پھر ضرورت کیا ہے کہ ان کو چھوڑ کر ضعیف، منکر اور موضوع حدیثوں کو
نقل کرے۔

وَالْبَاعِثَادِ بِهَا إِزَادَةُ التَّكْثُرِ بِذَلِكَ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلِأَنَّ
يُقَالُ مَا أَكْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ مِنَ الْحَدِيثِ وَأُلْفَ
مِنَ الْعَدُوِّ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هَذَا الْمَذْهَبَ
وَسَلَّكَ هَذَا الطَّرِيقَ فَلَا نَصِيبَ لَهُ فِيهِ وَكَانَ بَأْسُ
يُسَمَّى جَاهِلًا أَوْثَنِي مَنْ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى عِلْمٍ ۝

کہیں سبحان اللہ 'فلاں' شخص نے کتنی زیادہ حدیثیں جمع کی ہیں اور
جس شخص کی یہ چال ہے اور اس کا یہ طریقہ ہے اس کا علم حدیث
میں کچھ نہیں اور وہ جاہل کہلانے کا زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے
سے۔

معجزہ کیونکہ علم وہ ہے جس کو عالم لوگ تسلیم کریں اور جاہل ناواقف لوگوں کا کیا اعتبار ہے۔ وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کریں تو ان کے
سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔ حدیث کے امام اور فاضل ہمیشہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی حدیثیں نقل کرے اور صحیح اور ضعیف میں تمیز نہ کرے 'جاہل'
اور بے وقوف جانیں گے۔ امام نوویؒ نے قاضی عیاضؒ سے نقل کیا ہے کہ راویوں کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے باجماع علماء۔ اس
واسطے کہ شریعت کی حفاظت ضروری امر ہے اور یہ غیبت میں داخل نہیں جو حرام ہے بلکہ نصیحت ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ اور مسلمانوں کے
لیے یعنی سب کی خیر خواہی ہے اور ہمیشہ امت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار اور تقویٰ شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہیں جیسے مسلم نے اس
باب میں کتنے ہی بزرگوں کے اقوال نقل کئے ہیں اور میں نے بھی بخاری کی شرح کے شروع میں چند اقوال اس قسم کے بیان کئے ہیں۔ مگر یہ
امر ضروری ہے کہ جو شخص راویوں کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سوچ سمجھ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اس شخص کا
عیب بیان نہ کرے جو عیب سے پاک ہو یا جس کا عیب فاش نہ ہوا ہو اس لیے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مفسدہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اس راوی
کی روایتیں اعتبار کے قابل نہیں رہتیں اور اس کی سب حدیثیں رد ہو جاتی ہیں پھر اگر جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتوں اور حدیثوں کو رد کیا۔ اسی
واسطے جرح اسی شخص کا مقبول ہے جو خود صاحب معرفت مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والے کو جرح کرنا درست نہیں۔ اب یہ بات کہ
جرح اور تعدیل دونوں میں ایک شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونے چاہیں؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا
کافی ہے۔ پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اور بہت سے علماء کا یہ قول ہے کہ سبب
بیان کرنا ضروری ہے اور جرح مبہم مقبول نہیں اور قاضی ابو بکر باقلانی وغیرہ کا یہ بیان کرنا ضروری نہیں اور جو نہیں پہچانتا۔ اسکے لیے ضروری
ہے۔ پھر جن لوگوں کے نزدیک جرح میں سبب کا بیان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہیں کہ جرح مبہم کا اثر صرف اسی قدر ہو گا کہ اس کی روایت جہت
کے لائق نہ رہے گی جب تک اس جرح کا ثبوت یا ابطال نہ ہو۔ اب صحیحین میں جو بعض ایسے راوی ہیں جن پر اگلے لوگوں نے جرح کی ہے تو ان
کی جرح مبہم ہے جو ثابت نہیں ہوئی اگر بعض لوگ جرح کریں اور بعض تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول مختار جس پر جمہور علماء اور محققین ہیں یہ
ہے کہ جرح قبول کی جائے گی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنے والے عدد میں زیادہ ہوں اور بعضوں نے کہا اگر تعدیل کرنے
والے زیادہ ہوں تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا قول ہے۔ امام مسلمؒ نے اس باب میں شعبیؒ سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم
سے فلاں نے اور وہ مبہم تھا۔ اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ لوگ
کذاب اور مبہم ہیں اور اس کے کئی جواب ہیں ایک یہ کہ انھوں نے روایت کیا لوگوں کو جتنا نے کیلئے کہ اس روایت کے ضعف سے آگاہ ہو جائیں۔
دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استشہاد اور تائید کے روایت کرنا درست ہے مگر بالا نظر اس کی روایت جہت پکڑنے کے لائق نہیں۔ تیسری
یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتیں جھوٹی نہیں ہوتیں۔ تو حدیث کے امام اس کی روایتوں کو پہچان لیتے ہیں اور ان کو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور
باطل کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہ امر ان پر آسان ہے۔ جیسے کسی نے سفیان ثوریؒ سے کہا جب انھوں نے کبھی (محمد بن سائب) کی روایت کرنے کو منع کیا
کہ تم کیوں اس سے روایت کرتے ہو تو انھوں نے کہا کہ میں اس کے جھوٹ اور سچ کو پہچان لیتا ہوں۔ چوتھی یہ کہ اکثر ضعیف شخصیتوں سے قطع

ظہر ترغیب و ترہیب فضائل، قصص اور زہد و اخلاق کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شے کی حلت یا حرمت سے متعلق نہیں اور الحمد للہ نے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکھا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہوں لیکن حدیث کے اماموں نے ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت نقل کرنا بالافراد جائز نہیں رکھا نہ محققین علماء نے اور یہ جو بعض فقہوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کی) عادت ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں یہ عمدہ بات نہیں بلکہ نہایت بری بات ہے۔ اس لیے کہ اگر ان کو معلوم تھا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست نہ تھا دلیل لانا اس سے کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ضعیف حدیث احکام شرعیہ میں حجت پکڑنے کے قابل نہیں ہے اور اگر ان کو معلوم نہ تھا ضعف اس کا تو بھی درست نہ تھی یہ بات کہ نقل کرتے اس کو بغیر جانچے ہوئے یا اور اہل علم سے پوچھے بغیر۔ کا ذہن یعنی حدیث بنانے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جن کا جھوٹ صاف کھل گیا ہے۔ وہ کئی طرح کے ہیں۔ بعض تو ایسے کہ صاف تراش لیتے ہیں حضرت پر جو بات آپؐ نے نہیں فرمائی جیسے 'زندہ بقی' بے دین لوگ جن کے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں۔ یا اس کام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے بعض جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور جن کے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں یا اس کام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے بعض جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق میں لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے حدیثیں بنا لیتے ہیں یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق لوگ کرتے ہیں یا تعصب سے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے جیسے بدعتی اور شیعہ اور قدریہ اور جمہیہ خذلہم اللہ تعالیٰ۔ اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقے کے لوگ ان میں سے معین اور معلوم ہو گئے ہیں اور بعض ان کذابین میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے متن کو نہیں بناتے لیکن اس کے لیے ایک صحیح سند تراش لیتے ہیں اور بعض سند کو الٹ پلٹ دیتے ہیں اور بعض اس میں بڑھا دیتے ہیں اور اس سے مقصود اپنا فضل ظاہر کرنا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعض اس طرح جھوٹ بولتے ہیں کہ جس سے نہیں سنا اس سے کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے یا جس سے نہیں ملے اس سے ملنا بیان کرتے ہیں اور اس کی صحیح حدیثیں نقل کرتے ہیں اور بعض ایسا کیا کرتے ہیں کہ صحابی یا تابعی یا حکیم کے قول کو بڑھا کر رسول اللہ کا قول نقل کر دیتے ہیں۔ ان سب قسموں کے لوگ کذاب ہیں اور متردک ہیں الحمد للہ حدیث کے نزدیک۔ اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرأت کرتا ہے بغیر اس کو تحقیق کئے ہوئے اور جانچے ہوئے تو ایسے لوگوں سے روایت نہیں کرتے نہ ان کی روایتیں قبول کرتے ہیں اگرچہ صرف ایک ہی بار انھوں نے ایسا کیا ہو۔ کیونکہ جب ایک بار بے احتیاطی کی توان کا اعتبار جاتا رہا۔ جیسے جھوٹا گواہ ایک بار جھوٹی گواہی دینے سے اس کی گواہی اعتبار کے لائق نہیں رہتی۔ پھر اگر ایسا شخص توبہ کرے تو آئندہ بھی اس کی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس میں اختلاف ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہوگی اس لیے کہ توبہ سے سب قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جنھوں نے آئندہ بھی قبول نہ کیا ان کی حجت یہ ہے کہ یہ گناہ نہایت سخت ہے یعنی حضرت پر جھوٹ باندھنا تو اس کی سزا بھی سخت ہونی چاہئے کیونکہ آپؐ نے خود فرمایا کہ مجھ پر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا۔ دوسری قسم کا ذہن کی یہ ہے کہ حدیث میں تو وہ کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولتے لیکن اور دنیا کی باتوں میں جھوٹ بولتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی روایت بھی قبول نہیں ہوتی نہ ان کی گواہی قبول ہے البتہ اگر توبہ کریں تو قبول ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ایک آدھ جھوٹ کسی دنیا کی بات میں نکل جائے اور وہ معلوم اور مشہور نہ ہو تو اس کی روایت قبول ہوگی۔ کیونکہ احتمال ہے کہ اس سے غلطی ہوئی یا وہ ہم ہو اور جو وہ خود ایک مرتبہ جھوٹ بولنے کا اقرار کرے بشرطیکہ اس کے جھوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پھر توبہ کرے تو بھی اس کی روایت قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور ان گناہوں میں سے نہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور اس قسم کی خطائیں اکثر لوگوں سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی حکم ہے اس جھوٹ کا جو بطریق تعریض یا طرک کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت جھوٹ نہیں اگرچہ ظاہر صورت میں جھوٹ ہے جیسے رسول اللہؐ نے ابو الجہم کو کہ وہ اپنی لاشی کندھے سے زمین پر نہیں رکھتا۔ (یعنی اکثر بار پیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیمؑ نے بھی کیا کہ اپنی بیوی کو بہن بتلایا۔ یہ تو یہ جو بنظر مصلحت ہو درست ہے۔ تمام ہواکلام قاضی عیاض کا۔ (نووی)

باب: صحیحۃ الإختیاج بالحديث
المُعْتَمَدِ إِذَا امْتَكَنَ لِقَاءُ الْمُعْتَمَدِينَ وَلَمْ
يَكُنْ فِيهِمْ مُدَلِّسٌ ۝

باب: معتمد حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے جب کہ
معتمد والوں کی ملاقات ممکن ہو اور ان میں کوئی
مدلیس کرنے والا نہ ہو۔

وَقَدْ تَكَلَّمْتُ بَعْضُ مُتَحَلِّي الْحَدِيثِ مِنْ
أَهْلِ غَضْرَبَا فِي تَصْحِيحِ الْأَسَانِيدِ وَتَسْقِطِهَا
بِقَوْلِ لَوْ ضَرَبْنَا عَنْ حِكَايَةِ وَذِكْرِ فَسَادِهِ
صَفْحًا لَكَانَ رَأْيَا مَبْنِيًّا وَمَذْهَبًا صَحِيحًا إِذْ

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بعض ایسے لوگوں
نے جنہوں نے جھوٹ موٹ اپنے تئیں محدث قرار دیا ہے اسناد
کی صحت اور سقم میں ایک قول بیان کیا ہے۔ اگر ہم بالکل اس کو نقل
نہ کریں اور اس کا ابطال نہ لکھیں تو عمدہ تجویز ہوگی اور ٹھیک راستہ

۝ ہذا معتمد اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی اسناد میں فلان عن فلان عن فلان ہو یعنی فلان نے فلان سے اور اس نے فلان سے روایت کیا۔
چونکہ ایسی اسناد میں راوی یوں نہیں کہتا کہ میں نے فلان سے سنا یا اس نے مجھ سے بیان کیا تو شبہ رہتا ہے کہ ایک نے دوسرے سے سنا ہے یا
نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ سچ میں کوئی راوی رہ گیا ہو۔ اس واسطے معتمد حدیث کے حجت ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا یہ قول ہے کہ اگر ایک
راوی نے دوسرے کا زمانہ پایا ہو اور اس کی ملاقات اس سے ممکن ہو تو روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی۔ امام مسلم کا یہی مذہب ہے اور
اس باب میں اسی کو ثابت کیا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ کم سے کم ایک بار اس راوی کی
دوسرے راوی سے ملاقات ہو جانا ثابت ہو جائے۔ امام مسلم نے کہا یہ قول اعتبار کے لائق نہیں اور بالکل نیا مذہب ہے جو اہل علم میں سے کسی
نے اختیار نہیں کیا اور بدعت ہے لیکن محققین علماء نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو ضعیف کہا ہے۔ علی بن المدینی اور بخاری
اور ایک جماعت علماء مسلم کی مخالفت میں ہیں بلکہ بعضوں نے اس سے زیادہ اور شرطیں بھی کی ہیں کہ اس راوی کی دوسرے راوی سے ملاقات
معلوم اور مشہور ہو اور ان میں صحبت رہی ہو۔ مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات
ثابت ہو گئی تو روایت متصل سمجھی جائے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اس کی عادت تدلیس کی نہیں۔ تدلیس کے معنی چھپانا اور اصطلاح
کے ہیں۔ ابجدیث میں تدلیس اس کو کہتے ہیں کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اس کے اوپر کے راوی کا نام لے تاکہ لوگوں کو
معلوم ہو کہ اس نے اس سے سنا ہے اور یہ عادت بعض ابجدیث کی تھی جن کا حال معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد بتلانے کے لیے یا کسی اور
شخص سے روایت کرنے میں شرم کر کے تدلیس کیا کرتے تھے۔ پھر اگر ایسا تدلیس کرنے والا راوی معتمد حدیث میں ہو تو وہاں ایک بار ملاقات
ہونا یا ملاقات ممکن ہونا کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کے لیے کافی نہ ہوگا جب تک صاف معلوم نہ ہو جائے کہ درحقیقت اس مدلیس
راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ معتمد روایت بالکل کسی صورت میں حجت کے لائق نہیں مگر یہ
قول مردود ہے باجاء سلف اس کو کسی نے اختیار نہیں کیا۔ (نوی مع زیادہ) نووی نے اس باب کے ترجمہ کو اس طرح قائم کیا ہے جیسے اوپر لکھا
گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلکتہ میں یہ باب یوں لکھا ہے: باب ما نصح به رواية الرواة بعضهم عن بعض والتبعية على من غلط في ذلك۔ یعنی
باب بیان میں اس بات کے کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اس غلطی کا جو لوگوں نے اس مقام پر کی ہے۔
اگرچہ یہ ترجمہ بھی برا نہیں لیکن نووی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولیٰ ہے۔ اس واسطے ہم نے اسی کو اختیار کیا اور وجہ اس
اختلاف کی وہی ہے جو اوپر گزری کہ امام مسلم نے خود تو ابواب کے تراجم لکھے نہیں لوگوں نے ان کے بعد لکھ دیے پھر ہر ایک نے مناسب دیکھ
کراپنی رائے سے باب قائم کئے۔ ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہو گا اسی کو لکھا کریں گے۔

ہوگا۔ اسلئے کہ غلط بات کی طرف التفات نہ کرنا اس کو مٹانے کیلئے اور اس کے کہنے والے کا نام کھودنے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلوں کے لئے تاکہ ان کو خبر بھی نہ ہو اس غلط بات کی مگر اس وجہ سے کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور یہ بات دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور غلط بات پر جلد اعتقاد کر لیتے ہیں جو علماء کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے۔ ہم نے اس قول کی غلطی بیان کرنا اور اس کو رد کرنا جیسا چاہئے لوگوں کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اس کا انجام بھی نیک ہوگا اگر خدا عزوجل چاہے۔

اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جس کے فکر اور خیال کو ہم نے باطل کہانیوں گمان کیا ہے کہ جو اسناد ایسی ہو جس میں فلاں عن فلاں ہو اور یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ دونوں ایک زمانہ میں تھے اور ممکن ہو کہ یہ حدیث ایک نے دوسرے سے سنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہم کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے اس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت میں اس بات کی تصریح پائی کہ وہ دونوں ملے تھے اور ان میں منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسی اسناد سے جو حدیث روایت کی جائے وہ حجت نہیں ہے جب تک یہ بات معلوم نہ ہو کہ کم سے کم وہ دونوں اپنی عمر میں ایک بار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جائے جس میں اس امر کا بیان ہو کہ ان دونوں کی ملاقات ایک یا زیادہ بار ہوئی تھی۔ اگر اس بات کا علم نہ ہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کی جائے جس سے ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث نقل کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت میں حجت نہیں ہے اور وہ حدیث موقوف رہے گی یہاں تک کہ ان دونوں کا سماع تھوڑا یا زیادہ دوسری روایت سے معلوم ہو۔

الْبَعْضُ عَنْ الْقَوْلِ الْمَطْرُوحِ أُخْرَى لِإِمَانِيَّةٍ وَإِحْتِمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَأَحْذَرُ أَنْ لَا يَكُونَ ذَلِكَ تَسْبِيحًا لِلْجَهْلِ عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّا لَمَّا تَحَوُّقْنَا مِنْ شُرُورِ الْعَوَاقِبِ وَاغْتِرَارِ الْجَهْلَةِ بِمُخَدَّنَاتِ الْأُمُورِ وَإِسْرَاعِهِمْ إِلَى اعْتِقَادِ خَطَا الْمُخْطِئِينَ وَالْقَوْلِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهِ وَرَدَّ مَقَالَتِهِ بِقَدْرِ مَا يَلِيقُ بِهَا مِنَ الرَّدِّ أَخَذَ عَلَى الْأَنَامِ وَأَحْمَدٌ لِلْعَاقِبَةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْبَعْضُ عَنْ سُوءِ رَوِيَّتِهِ أَنَّ كُلَّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ فِيهِ فَلَانٌ عَنْ فَلَانٍ وَقَدْ أَخَاطَ الْعِلْمُ بِأَنْهُمَا قَدْ كَانَا فِي عَصْرِ وَاحِدٍ وَخَالِئًا أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّوَايَ عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهُ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَمْ نَجِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُمَا التَّقِيًّا قَطُّ أَوْ تَشَافَهُمَا بِحَدِيثٍ أَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَقُومُ عِنْدَهُ بِكُلِّ غَيْرِ جَاءَ هَذَا الْمَحْيَا حَتَّى يَكُونَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِأَنْهُمَا قَدْ اجْتَمَعَا مِنْ ذَهْرِهِمَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ تَشَافَهُمَا بِالْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا أَوْ يَرِدَ خَبَرٌ فِيهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا وَتَلَاقِيهِمَا مَرَّةً مِنْ ذَهْرِهِمَا فَمَا فَوْقَهَا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عِلْمُ ذَلِكَ وَلَمْ تَأْتِ رَوَايَةٌ صَحِيحَةٌ تُخْبِرُ أَنَّ هَذَا الرَّوَايَ عَنْ صَاحِبِهِ قَدْ لَقِيَهِ مَرَّةً وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ فِي نَفْلِهِ الْخَبَرُ عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ عِلْمُ ذَلِكَ وَالْأَمْرُ كَمَا وَصَفْنَا حُجَّةً وَكَانَ الْخَبَرُ عِنْدَهُ مُوَفَّقًا حَتَّى يَرِدَ

عَلَيْهِ سَمَاعُهُ مِنْهُ لَيْشِيءٌ مِنَ الْحَدِيثِ قَلَّ أَوْ كَثُرَ
فِي رِوَايَةِ مِثْلِ مَا وَرَدَ.

وَهَذَا الْقَوْلُ يَرْحِمُكَ اللَّهُ فِي الطَّعْنِ فِي
الْأَسَانِيدِ قَوْلٌ مُخْتَرَعٌ مُسْتَحْذَرٌ غَيْرُ مَسْبُوقٍ
صَاحِبُهُ إِلَيْهِ وَلَا مُسَاعِدٌ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ
وَذَلِكَ أَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ أَهْلِ
الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا أَنَّ كُلَّ
رَجُلٍ تَقَعُ رَوَايَةُ عَنْ مِثْلِهِ حَدِيثًا وَحَدِيثًا مُسْكَنٌ
لَهُ لِقَاؤُهُ وَالسَّمَاعُ مِنْهُ لِكُونِهِمَا جَمِيعًا كَانَا فِي
عَصْرِ وَاحِدٍ وَإِنْ لَمْ يَأْتِ فِي خَبَرٍ قَطُّ أَنَّهُمَا
اجْتَمَعَا وَلَا تَشَافَهَا بِكَلَامٍ فَالرِّوَايَةُ ثَابِتَةٌ وَالْحُجَّةُ
بِهَا لَزِيْمَةٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ أَنَّ هَذَا
الرِّوَايَةَ لَمْ يَلْقَ مَنْ رَوَى عَنْهُ أَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ
شَيْئًا فَأَمَّا وَالْأَمْرُ مِنْهُمْ عَلَى الْإِمْكَانِ الَّذِي
فَسَّرْنَا فَالرِّوَايَةُ عَلَى السَّمَاعِ أَبَدًا حَتَّى تَكُونَ
الدَّلَالَةُ الَّتِي بَيَّنَّا.

فَيَقَالُ لِمُخْتَرَعِ هَذَا الْقَوْلِ الَّذِي وَصَفْنَا
مَقَالَتَهُ أَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ قَدْ أُعْطِيتَ فِي جُمْلَةٍ
قَوْلُكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ النِّقَةِ عَنْ الْوَاحِدِ النِّقَةِ
حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ أَدْخَلْتَ فِيهِ الشَّرْطَ بَعْدُ
فَقُلْتَ حَتَّى نَعْلَمَ أَنَّهُمَا قَدْ كَانَا النَّقِيًّا مَرَّةً
فَصَاعِدًا أَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ نَجِدُ هَذَا
الشَّرْطَ الَّذِي اشْتَرَطْتَهُ عَنْ أَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهُ وَإِلَّا
فَهَلْ دَلِيلًا عَلَى مَا زَعَمْتَ فَإِنْ ادَّعَى قَوْلَ أَحَدٍ
مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ بِمَا زَعَمَ مِنْ إِدْخَالِ الشَّرْطِ
فِي تَثْبِيهِ الْخَبَرِ طَوَّلَ بِوَ لَنْ يَجِدَ هُوَ وَلَا

اور یہ قول اسناد کے باب میں خدا تجھ پر رحم کرے ایک
نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہیں کہا نہ حدیث کے عالموں
نے اس کی موافقت کی ہے۔ اس لیے کہ مشہور مذہب جس پر اتفاق
ہے اہل علم کا پہلے اور بعد والوں کا وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص
کسی ثقہ شخص سے روایت کرے ایک حدیث کو اور ان دونوں کی
ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتماد سن اور عمر کے) اس وجہ سے کہ
وہ دونوں ایک زمانے میں موجود تھے اگرچہ کسی حدیث میں اس
بات کی تصریح نہ ہو کہ وہ دونوں ملے تھے یا ان میں روایات
چیت ہوئی تھی تو وہ حدیث حجت ہے اور وہ روایت ثابت ہے۔
البتہ اگر اس امر کی وہاں کوئی کھلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی
دوسرے راوی سے نہیں ملایا اس سے کچھ نہیں سنا تو وہ حدیث
حجت نہ ہوگی۔ لیکن جب تک یہ امر مبہم رہے (یعنی گول مول اور
کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہ ہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا
کافی ہوگا اور وہ روایت سماع پر محمول کی جائے گی۔

پھر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اس کی حمایت کرتا
ہے اس سے یوں گفتگو کریں گے کہ خود تیرے ہی سارے کلام
سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص
سے حجت ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے۔ پھر تو نے خود ایک شرط
بعد میں بڑھادی کہ جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ دونوں اپنی
عمر میں ایک بار ملے تھے یا زیادہ بار اور ایک نے دوسرے سے سنا تھا۔
اب اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے ملنا چاہئے جس کا
ماننا ضروری ہو۔ اگر ایسا قول نہیں ہے تو اور کوئی دلیل اپنے دعویٰ پر
لانا۔ اگر وہ یہ کہے کہ اس باب میں سلف کا قول ہے یعنی اس شرط
کے ثبوت کیلئے تو کہا جائے گا کہاں ہے؟ لا! پھر نہ اس کو کوئی قول

ملے گا اور نہ کسی اور کو اور اگر یہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پوچھیں گے وہ دلیل کیا ہے؟

پھر اگر وہ شخص یہ کہے کہ میں نے یہ مذہب اس لیے اختیار کیا ہے کہ میں نے حدیث کے تمام اگلے اور پچھلے راویوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ اس ایک نے دوسرے کو دیکھا ہے نہ اس سے سنا۔ تو جب میں نے دیکھا کہ انھوں نے جائز رکھا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارے اور اہل علم کے نزدیک حجت نہیں ہے تو ضرورت محسوس ہوئی مجھ کو راوی کے سماع دیکھنے کی جس کو وہ روایت کرتا ہے دوسرے سے۔ پھر اگر مجھے کہیں ذرا بھی ثابت ہو گیا کہ اس نے سنا ہے دوسرے راوی سے تو اس کی تمام روایتیں اس سے درست

عَمْرُوهُ إِلَىٰ إِيجَادِهِ سَبِيلًا وَإِنْ هُوَ ادَّعَىٰ فِيمَا رَوَىٰ دَلِيلًا يَخْتَلِفُ بِهِ قِبَلَ لَّهُ وَمَا ذَٰلِكَ الدَّلِيلُ ۚ فَإِنْ قَالَ قُلْتُمْ لِأَنِّي وَحَدَّثْتُ رُوَاةَ الْأَخْبَارِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا يَرْوِي أَحَدُهُمْ عَنْ الْأَخَرِ الْحَدِيثَ وَلَمَّا يُعَايَنُهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُمْ اسْتَحْزَرُوا رِوَايَةَ الْحَدِيثِ بَيْنَهُمْ هَكَذَا عَلَى الْإِزْسَالِ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ وَالْثَّرْسُلُ مِنَ الرُّوَايَاتِ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ اخْتَلَفَتْ لِمَا وَصَفْتُ مِنَ الْفَعْلَةِ إِلَى الْبُخْشِ عَنْ سَمَاعٍ رَاوِي كُلِّ عَصَبٍ عَنْ رَاوِيهِ فَإِذَا أَنَا هَجَمْتُ عَلَى سَمَاعِهِ مِنْهُ

☆ اس مقام پر امام مسلم نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا ہے۔ وہ ہے عمل کرنا خبر واحد پر۔ علماء نے کہا کہ حدیث یعنی خبر دو قسم کی ہے ایک متواتر اور ایک احاد۔ متواتر تو وہ ہے جس کے روایت کرنے والے اتنے آدمی ہوں کہ ان سب کا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقے میں اس کے راوی ایسی کثرت سے ہوں۔ اس قسم کی روایت سے تو علم بھی حاصل ہوتا ہے یعنی یقین اور اس پر عمل بھی واجب ہوتا ہے۔ خبر احاد وہ ہے جس کو ہر طبقے میں اس قدر راویوں نے نقل نہ کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعض طبقوں میں اس کے راوی کثرت سے ہوں۔ مثلاً ایک ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے لیکن بہت سے تابعین نے اس صحابی سے سنا ہے تو اگرچہ وہ حدیث مشہور ہوگی لیکن خبر احاد میں داخل ہے۔ خبر احاد کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے مگر جمہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد ائمہ محدثین اور فقہاء اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ قابل حجت ہے اور اس سے ظن حاصل ہوتا ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہیں ہوتا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اس کے مقابلے میں قیاس اور رائے کو ترک کرنا چاہئے اور اگر خبر احاد پر عمل واجب نہ ہو تو سارا حدیث کا علم بے کار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حدیثیں متواتر ایک یا دو سے زیادہ نہیں ہیں۔ باقی سب احاد ہیں پھر سوائے قرآن کے کچھ باقی نہیں رہتا۔ قدر یہ اور رافضیہ کا قول یہ ہے کہ خبر واحد پر عمل واجب نہیں اور بعض اہل حدیث کا قول یہ ہے کہ خبر واحد علم اور عمل دونوں کو موجب ہے مثل خبر متواتر کے اسلئے کہ راوی ثقہ اور معتبر ہے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی احاد حدیثیں علم کو موجب ہیں اور عمل کو بھی جبکہ باقی کتابوں کی احاد حدیثیں صرف عمل کو موجب ہیں۔ مگر یہ سب اقوال ضعیف ہیں اور صحیح دینی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب ہوتا ہے اور اس سے علم یعنی یقین حاصل نہیں ہوتا اسی واسطے اعتقادات میں خبر واحد پر بھروسہ نہیں ہو سکتا البتہ اگر اخبار احاد بہت سی ہوں جن سے ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہو جائے گا اور ایسی حدیث کو متواتر المعنی کہتے ہیں۔ اس میں اگرچہ ہر حدیث کے الفاظ متواتر نہیں ہوتے لیکن ان سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہے اور اس پر یقین کرنا لازم ہے۔ شفاعت علامات قیامت ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کے متعلق مضامین اسی قسم کے ہیں جن کے مضامین مختلف حدیثوں اور روایتوں سے متواتر ہو گئے ہیں۔

ہو گئیں۔ اگر بالکل مجھے معلوم نہ ہو کہ اس نے اس سے سنا ہے تو میں روایت کو موقوف رکھوں گا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہ ہوگی۔ اس لیے کہ ممکن ہے اس کا مرسل ہو نا دلیل ہو مخالف کی۔ (اب اس کا جواب آگے مذکور ہوتا ہے)

تو اس سے کہا جائے گا کہ اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنے کی اور اس کو حجت نہ سمجھنے کی علت صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہ ہو تو وہ روایت حجت نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے کہ وہ مرسل ہو) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد معنعن کو نہ مانے جب تک اول سے لے کر آخر تک اس میں تصریح نہ ہو سماع کی۔ (یعنی ہر راوی دوسرے سے یوں روایت کرے کہ میں نے اس سے سنا۔) مثلاً جو حدیث ہم کو پچنی ہشام کی روایت سے اس نے اپنے باپ عروہ سے اس نے حضرت عائشہ سے سنا ہے جیسے ہم اس بات کو بالیقین جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے باوجود اس کے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت میں ہشام یوں نہ کہے کہ میں نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھے خبر دی (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ میں ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے بن کر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اس کو مرسل روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعہ سے سنا اس کا ذکر مناسب نہ جانا اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ میں ہے ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہ کے بیچ

لَاذْنِي شَيْءٌ ثَبَتَ عَنْهُ عِنْدِي بِذَلِكَ جَمِيعٌ مَا يَرْوِي عَنْهُ بَعْدُ فَإِنْ عَزَبَ عَنِّي مَعْرِفَةُ ذَلِكَ أَوْفَقْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي مَوْضِعٌ حُجَّةٍ لِإِمْكَانِ الْإِرْسَالِ فِيهِ.

فَيَقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتْ الْعِلَّةُ فِي تَضْعِيفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الْإِحْتِجَاجَ بِهِ إِمْكَانَ الْإِرْسَالِ فِيهِ لِرِمَاكَ أَنْ لَا تُثَبِّتَ إِسْنَادًا مُنْعَنًا حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فَيَقِينُ نَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَاهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَحْزُرُ إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رَوَايَةٍ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ آخَرٌ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لَمَّا أَحَبَّ أَنْ يَرْوِيهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسَيِّدَهَا إِلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمَكِّنُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا مُمَكِّنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعٍ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ

یہ مرسل کہتے ہیں اس روایت کو جس کی اسناد میں اتصال نہ ہو یعنی کوئی راوی بیچ میں چھوٹ گیا ہو۔ مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ نے یوں فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نہ کرے جس سے اس تابعی نے سنا ہے۔ منقطع اور معطل بھی اس کی قسمیں ہیں مگر منقطع اکثر اس روایت کو کہتے ہیں جو تتبع تابعی صحابی سے روایت کرے یا نیچے کے راویوں میں سے کوئی راوی چھوٹ جائے اور معطل وہ جس میں دور راوی چھوٹ گئے ہوں۔ مرسل حدیث کے قبول کرنے میں علماء کا بہت زیادہ اختلاف ہے۔ مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ قابل حجت نہیں۔ اور یہی قول ہے شافعی اور ایک جماعت فقہاء کا اور مالک، ابو حنیفہ، احمد اور اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ مرسل روایت قابل حجت ہے جب اس کا راوی ثقہ ہو۔

میں بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک اسناد میں جس میں سماع کی تصریح نہیں اگرچہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ ایک نے دوسرے سے بہت سی روایتیں سنی ہیں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعض روایتیں اس سے نہ سنی ہوں بلکہ کسی اور کے ذریعہ سے سن کر اس کو مرسل نقل کیا ہو۔ لیکن جس کے ذریعہ سے سنا اس کا نام نہ لیا اور کبھی اس اجمال کو رفع کرنے کے لیے اس کا نام بھی لے دیا اور ارسال کو ترک کیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اہتمام جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہیں ہے) بلکہ حدیث میں موجود ہے اور جاری ہے۔ بہت سے ثقہ محدثین کی روایتوں میں ہم تھوڑی سی ایسی روایتیں بیان کرتے ہیں خدا چاہے تو ان سے دلیل پوری ہوگی بہت سی روایتوں پر۔ پہلی روایت وہ ہے جو ایوب سختیانی اور ابن مبارک اور وکیع اور ابن نمیر اور ان کے علاوہ ایک جماعت نے ہشام سے نقل کی اس نے اپنے باپ عروہ سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں خوشبو لگاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھولتے وقت اور احرام باندھتے وقت جو سب سے عمدہ مجھ کو ملتی۔ اسی روایت کو بیہتم لیث بن سعد اور داؤد عطاء اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابواسامہ نے ہشام سے روایت کیا۔ ہشام نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عثمان بن عروہ نے اس نے عروہ سے اس نے حضرت عائشہ

عُرِفَ فِي الْخُتْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا فَخَازِرَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضُ أَحَادِيثِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَلَا يُسَمِّي مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشِطُ أَحْيَانًا فَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ وَيَتْرُكُ الْبَارِسَالَ ۝

وَمَا قُلْنَا مِنْ هَذَا مَوْجُودٌ فِي الْحَدِيثِ مُسْتَفِضٌّ مِنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِينَ وَأَيُّمَةُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَتُسَدِّدُكَ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى أَكْثَرِ مِنْهَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى فَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةً غَيْرَهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَلْبِهِ وَلِحَرَمِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ فَرَوَى هَذِهِ الرِّوَايَةَ بَعِيْنُهَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَدَاوُدُ الْقَطَارُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَوَهْبِيُّ بْنُ عَالِيٍّ وَابْنُ أَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

۹ حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کے حجت نہ ہونے کے لیے کافی ہو تو احتمال تو وہاں بھی موجود ہے جہاں ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جائے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ تمام حدیثیں اس کی روایت کی ہوئی خود اسی سے سنی ہوں۔ جائز ہے کہ کچھ اس سے خود سنے کچھ اور لوگوں کے واسطے سے سنے۔ تو ملاقات کا حال معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہ ہو۔ پھر اس شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہو بلکہ اور ضرر پیدا ہو کہ ہزاروں صحیح متصل روایتیں جو عن عن کے ساتھ مروی ہیں ایک بے بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئیں۔ بخلاف اس کا جواب یہ دے سکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہیں جب ملاقات ثابت ہو گئی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال مرجوح تو اعتبار اتصال ہی کا ہو گا کیونکہ وہی ظاہر ہے اور ظن غالب بھی اسی کا ہے۔ اس لیے کہ راوی بدلس نہیں برخلاف اس صورت کے کہ جہاں ملاقات ایک بار بھی ثابت نہیں وہاں جانب اتصال اور ارسال دونوں مساوی ہیں۔ اس لیے شک اور تردد ہوا اور وہ مستلزم ہے روایت کے موقوف ہونے کو۔

رضی اللہ عنہا ہے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ۱۰

دوسری روایت ہشام کی ہے اپنے باپ عروہ سے اس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعکاف میں ہوتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے۔ میں آپ کے سر میں گنگھی کر دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔ اسی روایت کو یحییٰ بن ابی حاتم نے زہری سے روایت کیا ہے اس نے عروہ سے اس نے عروہ سے اس نے عائشہ سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

وَرَوَى هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَكَفَ بَدَّنِي إِلَى رَأْسِهِ فَأَرْحَلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ فَرَوَاهَا بَعِثْنَاهَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ۱۱

تیسری روایت وہ ہے جو زہری اور صالح بن ابی احسان نے ابو سلمہ سے نقل کی اس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے اس بوسہ کی حدیث کو یوں روایت کیا کہ خبر دی مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے ان کو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے ان کو خبر دی عروہ نے ان کو عائشہ صدیقہ نے کہ رسول اللہ ﷺ ان کا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے۔

وَرَوَى الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَّانٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ فِي الْقُبْلَةِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ. ۱۲

چوتھی روایت وہ ہے جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے عروہ بن ربیعہ سے کی انھوں نے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو گھوڑوں کا

وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

۱۰ ☆ تو ہشام اور عروہ کے بیچ میں عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد میں عثمان کا واسطہ نہیں ہے صرف ہشام عن عروہ ہے حالانکہ پہلی اسناد نقل کرنیوالے حدیث کے بڑے بڑے امام ہیں۔ ان سب سے غلطی نہیں ہو سکتی تو لازم آتا ہے کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہیں سنا بلکہ عثمان کے واسطے سے سنا۔ لیکن کبھی ہشام نے اس کو مرسل عروہ سے نقل کیا اور کبھی سند عثمان سے اگرچہ اس مقام میں یہ احتمال بھی ہے کہ ہشام نے اس کو پہلے عثمان کے واسطے سے سنا ہو پھر خود عروہ سے مل کر بلا واسطہ بھی ان سے سن لیا ہو۔

۱۱ ☆ تو امام مالک کی روایت میں عروہ اور عائشہ کے بیچ میں ایک واسطہ ہے عروہ کا جو پہلی اسناد میں نہیں ہے۔ نووی نے کہا کہ اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ حائضہ عورت کے اور اعضا پاک ہیں اور اس پر علماء کا اتفاق ہے اور ابو یوسف سے جو منقول ہے کہ حائضہ کا ہاتھ نجس ہے وہ روایت صحیح نہیں۔ دوسرا یہ کہ مختلف اپنے بالوں میں گنگھی کر سکتا ہے۔ تیسرا یہ کہ اپنی عورت کی طرف دیکھ سکتا ہے اور اس کو چھو سکتا ہے بغیر شہوت کے۔

۱۲ ☆ اور ایک نسخہ میں صالح بن کیسان ہے اور وہ غلط ہے صحیح صالح بن ابی احسان ہے۔ نسائی نے اس کو روایت کیا ابن وہب سے اس نے ابن ابی ذئب سے اس نے صالح بن ابی احسان سے اس نے ابو سلمہ سے۔ ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی احسان ثقہ ہے اور صالح بن احسان بصری ابو الحارث دوسرا شخص ہے۔ وہ بھی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہے اور وہ ضعیف ہے (نووی) تو یحییٰ بن کثیر نے ابو سلمہ اور عائشہ کے

گوشت کھلایا اور منع کیا پالتو گدھوں کے گوشت سے۔ اسی حدیث کو روایت کیا حماد بن زید نے عمرو سے، انھوں نے محمد بن علی (یعنی امام باقر) سے، انھوں نے جابر سے (تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ میں ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی اسناد میں نہیں) اور اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں جن کا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کیں وہ سمجھ والوں کے لئے کافی ہیں۔

پھر جب اس شخص کے نزدیک جس کا قول ہم نے اوپر بیان کیا حدیث کی خرابی اور توہین کی علت یہ ہے کہ ایک راوی کا سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہ ہو تو ارسال ممکن ہے تو اس کے قول کے بموجب اس کو لازم آتا ہے حجت کو ترک کرنا ان روایتوں کے ساتھ جن کے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم ہو چکا ہے۔ (لیکن خاص اس روایت میں سماع کی تصریح نہیں) البتہ اس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہوگی جس میں سماع کی تصریح ہے۔ کیونکہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ حدیث روایت کرنے والے اماموں کا حال مختلف ہوتا ہے۔ کبھی تو وہ ارسال کرتے اور جس سے انھوں نے سنا ہو اس کا نام نہیں لیتے اور کبھی خوش ہوتے اور حدیث کی پوری اسناد جس طرح سے انھوں نے سنی ہوتی ہے بیان کر دیتے۔ پھر اگر ان میں اتار ہوتا تو اتار بتلاتے اور اگر چھڑاؤ ہوتا تو چھڑاؤ بتلاتے جیسے ہم اوپر صاف بیان کر چکے ہیں۔ اور ہم نے سلف کے اماموں میں سے جو حدیث کو استعمال

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحُومَ الْحَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لَحُومِ الْحُمْرِ فَرَوَاهُ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ حُسَيْنِ بْنِ سَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا النَّحْوُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيرٌ يَكْتُمُ تَعْدَادَهُ وَبِمَا ذَكَرْنَا مِنْهَا كِفَايَةٌ لِلذَّوِي الْفَهْمِ.

فَإِذَا كَانَتْ الْبِلَّةُ عِنْدَ مَنْ وَصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلِ فِي فَسَادِ الْحَدِيثِ وَتَوَهِينِهِ إِذَا لَمْ يُعْلَمْ أَنَّ الرَّاَوِيَ قَدْ سَمِعَ مِنْ رَوَى عَنْهُ شَيْئًا إِمَّا كَانَ الْإِسْنَالُ فِيهِ لَزِمَةً تَرْكُ الْإِسْنَالِ فِي قِيَادِ قَوْلِهِ بِرَوَايَةٍ مَنْ يُعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ رَوَى عَنْهُ إِلَّا فِي نَفْسِ الْحَبِيرِ الَّذِي فِيهِ ذِكْرُ السَّمَاعِ لِمَا بَيْنَا مِنْ قَبْلُ عَنْ الْأُئِمَّةِ الَّذِينَ نَقَلُوا الْأَحْبَارَ أَنَّهُمْ كَانَتْ لَهُمْ تَارَاتُ يُرْسِلُونَ فِيهَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَالٍ وَلَا يَذْكُرُونَ مَنْ سَمِعُوهُ مِنْهُ وَتَارَاتُ يَنْشَطُونَ فِيهَا فَيَسْتَبْدُونَ الْخَبَرَ عَلَى هَيْئَةٍ مَا سَمِعُوا فَيُخْبِرُونَ بِالنُّزُولِ فِيهِ إِنْ نَزَلُوا وَبِالصُّعُودِ إِنْ صَعِدُوا كَمَا شَرَحْنَا ذَلِكَ عَنْهُمْ.

وَمَا عَلِمْنَا أَحَدًا مِنْ أَيْمَةِ السَّلَفِ مِنْ

تھ بیچ میں دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز اور عروہ کا اور یہ دونوں واسطے پہلی اسناد میں نہیں ہیں۔ اس اسناد میں ایک نادر بات یہ ہے کہ چاروں راوی یعنی یحییٰ ابوسلمہ عمر بن عبد العزیز اور عروہ تابعین میں سے ہیں اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرا لطف یہ ہے کہ ابو سلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین میں سے ہیں اور عمر بن عبد العزیز ان کی نسبت سن اور طبقہ میں کم ہیں لیکن وہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

۱۳ اتار اور چڑھاؤ سے یہ مقصود ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور واسطے کم ہوئے تو چڑھاؤ ہوا اور جو سند عالی نہ ہو اور واسطے زیادہ ہوں تو

اتار ہوا۔

کرتے تھے اور اسناد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے ایوب سختیانی، ابن عون، مالک بن انس، شعبہ بن حجاج، یحییٰ بن سعید قطان، عبد الرحمن بن مہدی اور جو ان کے بعد ہیں کسی کو نہیں سنا کہ وہ اسناد میں سماع کی تحقیق کرتے ہوں جیسے یہ شخص دعویٰ کرتا ہے جس کا قول اوپر ہم نے بیان کیا۔ البتہ جنہوں نے ان میں سے راویوں کے سماع کی تحقیق کی ہے تو وہ ان راویوں کے جو مشہور ہیں تدلیس میں اس وقت بیشک ایسے راویوں کے سماع سے بحث کرتے ہیں اور اس کی دریافت کرتے ہیں تاکہ ان سے تدلیس کا مرض دور ہو جائے لیکن سماع کی تحقیق اس راوی میں جو تدلیس نہ ہو جس طرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہم نے کسی امام سے نہیں سنا ان اماموں میں سے جن کا ذکر ہم نے کیا اور جن کا نہیں کیا۔

اس قسم کی روایت میں سے عبد اللہ بن یزید انصاری کی روایت ہے۔ (جو خود صحابی ہیں) انہوں نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو اور روایت کی ہے حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری بدری) سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث کو جس کو انہوں نے مستند کیا ہے رسول اللہ ﷺ تک۔ لیکن ان روایتوں میں اس بات کی تصریح نہیں کہ عبد اللہ بن یزید نے سنا ان دونوں سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے سنا) اور نہ کسی روایت میں ہم نے یہ بات پائی کہ عبد اللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے رو بروئے اور ان سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہیں ہم نے پایا کہ عبد اللہ نے ان دونوں کو دیکھا کسی خالص روایت میں (مگر چونکہ عبد اللہ خود صحابی تھے اور اس کا سن اتنا تھا کہ ملاقات ان کی حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن ہے۔ اس لیے روایت عن کے ساتھ محمول ہے اتصال پر تو صرف امکان ملاقات کافی ہو جیسے امام مسلم کا مذہب ہے اور کسی علم والے

يَسْتَعْمِلُ الْأَخْبَارَ وَيَتَفَقَّدُ صِحَّةَ الْأَسَانِيدِ وَتَقَعُ فِيهِ مِثْلُ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَابْنِ عَوْنٍ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَيَحْيَى بْنَ سَبِيحٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ فَتَشْتَبَهُوا عَنْ مَوْضِعِ السَّمَاعِ فِي الْأَسَانِيدِ كَمَا أَدْعَاهُ الَّذِي وَصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّمَا كَانَ تَفَقُّدُ مَنْ تَفَقَّدَ مِنْهُمْ سَمَاعَ رَوَاةِ الْحَدِيثِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُمْ إِذَا كَانَ الرَّاوي مِمَّنْ عُرِفَ بِالتَّدْلِيسِ فِي الْحَدِيثِ وَشَهَرَ بِهِ فَحِينَئِذٍ يَبْحَثُونَ عَنْ سَمَاعِهِ فِي رَوَايَتِهِ وَيَتَفَقَّدُونَ ذَلِكَ مِنْهُ كَمَا تَنَزَّاهُ عَنْهُمْ عِلَّةُ التَّدْلِيسِ فَمَنْ ابْتَغَى ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ مُدْلِسٍ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي زَعَمَ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهُ فَمَا سَمِعْنَا ذَلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِمَّنْ سَمِعْنَا وَلَمْ نُسَمِّ مِنْ الْأَثَمَةِ.

فَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوَى عَنْ حَذِيفَةَ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثًا يُسْنِدُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِي رَوَايَتِهِ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا حَفِظْنَا فِي شَيْءٍ مِنَ الرُّوَايَاتِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ شَافَهُ حَذِيفَةَ وَأَبَا مَسْعُودٍ بِحَدِيثٍ قَطُّ وَلَا وَجَدْنَا ذِكْرَ رَوَايَتِهِ إِيَّاهُمَا فِي رَوَايَةٍ بَعَيْنَهَا وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَضَى وَلَا مِمَّنْ أَدْرَكْنَا أَنَّهُ طَعَنَ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ اللَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حَذِيفَةَ وَأَبِي مَسْعُودٍ بِضَعْفٍ فِيهِمَا

سے نہیں سنا گیا نہ پہلے لوگوں سے نہ ان سے جن سے ہم ملے ہیں کہ انھوں نے طعن کیا ہو ان دونوں حدیثوں میں جن کو عبد اللہ نے روایت کیا حدیفہ اور ابی مسعود سے کہ یہ ضعیف ہیں بلکہ یہ حدیثیں اور جو ان کے مشابہ ہیں صحیح حدیثوں میں سے ہیں اور قوی ہیں ان اماموں کے نزدیک جن سے ہم ملے ہیں اور وہ ان کا استعمال جائز رکھتے ہیں اور ان سے حجت لیتے ہیں حالانکہ یہی حدیثیں اس شخص کے نزدیک جس کا قول اوپر ہم نے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط کرتا ہے) وہی ہیں اور بے کار ہیں جب تک سماع عبد اللہ کا حدیفہ اور ابو مسعود سے متحقق نہ ہو۔

اور اگر ہم سب ایسی حدیثوں کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہیں بیان کریں تو ان کو ذکر کرتے کرتے ہم تھک جائیں گے۔ (اس قدر کثرت سے ہیں) لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تھوڑی سی ان میں سے بیان کر دیں تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہوں۔

ابو عثمان نہدی (عبدالرحمن بن مل جو ایک سوتیں برس کے ہو کر مرے) اور ابو رافع صالح (نقیع مدنی) ان دونوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے (لیکن رسول اللہ ﷺ کی صحبت میسر نہ ہوئی ایسے لوگوں کو خضر کہتے ہیں۔) اور رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے بدری صحابیوں سے ملے ہیں اور روایتیں کی ہیں۔ پھر ان سے ہٹ کر اور صحابہ سے یہاں تک کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر اور ان کے مانند صحابیوں سے۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت کی ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ ان دونوں نے ابی بن

بَلْ هُمَا وَمَا أَشَبَّهُهُمَا عِنْدَ مَنْ لَدَيْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيدِ وَقَوِيهَا يَزِيدُونَ اسْتِعْمَالُ مَا نُقِلَ بِهَا وَالْإِخْتِجَاجُ بِمَا أَنتَ مِنْ سُنَنِ وَأَثَارٍ وَهِيَ فِي زَعْمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلِ وَاهِيَةٍ مُهْمَلَةٌ حَتَّى يُصِيبَ سَمَاعُ الرَّوَايِ عَمَّنْ رَوَى.

وَلَوْ دَهَبْنَا نَعْدُدُ الْأَخْبَارَ الصَّحَاحَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يَهْنُ بِزَعْمِ هَذَا الْقَائِلِ وَنُحْصِيهَا لَعَجَزْنَا عَنْ تَقْصِي ذِكْرِهَا وَإِخْصَائِهَا كُلِّهَا وَلَكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ نَنْصِبَ مِنْهَا عَدَدًا يَكُونُ سِمَةً لِمَا سَكَنَّا عَنْهُ مِنْهَا.

وَهَذَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ وَأَبُو رَافِعٍ الصَّالِحُ وَهُمَا مِنْ أَذْرَاكِ الْجَاهِلِيَّةِ وَصَحَابَا أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ هَلُمَّ جَرًّا وَنَقَلَا عَنْهُمْ الْأَخْبَارَ حَتَّى نَزَلَا إِلَى مِثْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي عُمَرَ وَذَوَيْهِمَا قَدْ أَسْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي نَبِي كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَلَمْ نَسْمَعْ فِي رِوَايَةٍ بَعْثِيهَا أَنَّهُمَا عَيْنَا أَيْبًا أَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا.

ابو مسعود سے انھوں نے "نفقة الرجل على اهله" کی حدیث روایت کی ہے جس کو بخاری اور مسلم دونوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا اور حدیفہ سے یہ حدیث روایت کی ہے "اخبرني النبي صلى الله عليه وسلم بما هو كائن" اخیر تک جس کو مسلم نے نقل کیا ہے تو عبد اللہ بن یزید صحابی ہیں انھوں نے روایت کی حدیفہ اور ابو مسعود سے جو مشہور صحابی ہیں۔

کعبہ کو دکھایا ان سے کچھ سنا ہے۔

اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن ایاس) نے جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ان مرد تھا اور ابو معمر عبد اللہ بن سخرہ نے ہر ایک نے ان میں سے دو۔ دو حدیثیں ابو مسعود انصاریؓ سے روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عمیرؓ نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید پیدا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور قیس بن ابی حازمؓ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود انصاریؓ سے تین حدیثیں روایت کیں اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰؓ جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ایک حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ربیع بن حراشؓ نے عمران بن حصینؓ سے دو حدیثیں روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکرہؓ سے ایک حدیث، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ربیع نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے روایت کی ہے اور نافع بن جبیرؓ بن مطعمؓ نے ابو شریح خزاعیؓ سے ایک حدیث روایت کی۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نعمان بن ابی عیاشؓ نے ابو سعید خدریؓ رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عطاء بن یزیدؓ نے تمیم داریؓ سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سلیمان بن یسارؓ نے رافع بن خدیجؓ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عبد الرحمن حمیریؓ

وَأَسْنَدُ أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَخْرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَيْنِ وَأَسْنَدُ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَدَلَّ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْنَدُ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةَ أَحْكَامٍ وَأَسْنَدُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَقَدْ حَفِظَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحْبٍ عَلَيْهِمَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدُ رَبِيعُ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثَيْنِ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَقَدْ سَمِعَ رَبِيعُ مِنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَرَوَى عَنْهُ وَأَسْنَدُ نَافِعُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْخَزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدُ النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ثَلَاثَةَ أَحَادِيثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَسْنَدُ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدُ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدُ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی حدیثیں روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

پھر یہ سب تابعین جنھوں نے صحابہ سے روایت کی ہے، جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا، ان کا سماع ان صحابہ سے کسی معین روایت میں معلوم نہیں ہوا نہ ملاقات ہی ان صحابہ کے ساتھ روایت سے ظاہر ہوئی باوجود اس کے یہ سب روایتیں حدیث اور روایت کے پہچانتے والوں کے نزدیک (یعنی ائمہ حدیث کے نزدیک) صحیح السند ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ کسی نے ان میں سے کسی روایت کو ضعیف کہا ہو یا اس میں سماع کی تلاش کی ہو۔ اس لیے کہ سماع ممکن ہے، اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ دونوں ایک زمانہ میں موجود تھے اور یہ قول جس کو اس شخص نے نکالا ہے جس کا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کیلئے اس علت کی وجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہیں کہ اس طرف التفات کریں یا اس کا ذکر کریں اس لیے کہ یہ قول نیا نکالا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہے۔ کوئی اہل علم سلف میں سے اس کا قائل نہیں ہوا اور جو لوگ سلف کے بعد گزرے انھوں نے اس کا انکار کیا تو اس سے اس کے رد کرنے کی حاجت نہیں جب اس قول کی اور اس کے کہنے والے کی یہ وقعت ہے جیسے بیان ہوئی اور اللہ مدد کرنے والا ہے اس بات کو رد کرنے کے لیے جو عالموں کے مذہب کے خلاف ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ تمام ہوا مقدمہ مسلم کا۔ اب شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جس پر موقوف ہے نجات آخرت کے عذاب سے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا إِتِّفَاقُ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ. ۱۵

فَكُلُّ هَؤُلَاءِ التَّابِعِينَ الَّذِينَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ سَمِعْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِي رِوَايَةِ بَعْضِهَا وَلَا أَنَّهُمْ لَفَوْهُمْ فِي نَفْسٍ خَيْرٌ بَعْضُهُ وَهِيَ أَسَانِيدُ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ وَالرَّوَابِاتِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَنُوا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا التَّمَسُّوْا فِيهَا سَمَاعٌ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ بِذِ السَّمَاعِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُتَكِنٌ مِنْ صَاحِبِهِ غَيْرُ مُسْتَنَكِرٍ لِكُونِهِمْ جَمِيعًا كَانُوا فِي الْعَصْرِ الَّذِي اتَّفَقُوا فِيهِ وَكَانَ هَذَا الْقَوْلُ الَّذِي أَخَذَهُ الْقَائِلُ الَّذِي حَكَيْنَاهُ فِي تَوْهِيهِ الْحَدِيثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِي وَصَفَ أَقْلٌ مِنْ أَنْ يُعْرَجَ عَلَيْهِ وَيُخَارَ ذِكْرُهُ إِذْ كَانَ قَوْلًا مُحَدَّثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقْلَهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ وَيَسْتَنْكِرُهُ مَنْ بَعْدَهُمْ خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِي رَدِّهِ بِأَكْثَرِ مِمَّا شَرَحْنَا إِذْ كَانَ قَدَرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلُهَا الْقَدَرُ الَّذِي وَصَفْنَاهُ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

۱۵ ان سب حدیثوں کو نووی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثیں ان میں سے مسلم نے آگے نقل کی ہیں اس لیے بخوف طوالت ہم نے ان کو یہاں نہیں لکھا اور غرض ان سب راویوں کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ سب راوی با اعتبار سن اور عمر کے جن لوگوں سے روایت کی ہے ان سے سن سکتے ہیں۔ لیکن ان کا سنا اہل ملاقات کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حالانکہ محدثین نے ان روایتوں کو قبول کیا ہے اور ان کو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف اہل سماع کافی ہے، ثبوت سماع ضروری نہیں۔

کِتَابُ الْإِيمَانِ

ایمان کا بیان

خطابی نے کہا اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہے اور زہری نے کہا اسلام زبان سے اقرار کرنا ہے اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص۔ تو ہر مومن مسلم ہے لیکن ہر مسلم کا مومن ہونا ضروری نہیں۔ ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے یعنی اطاعت کرنا۔ تو کبھی آدمی ظاہر میں مطیع ہوتا ہے پر دل میں اس کے یقین نہیں ہوتا۔ وہ مسلم ہے نہ مومن۔ پھر ایمان اصطلاح شرع میں یہ ہے کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو ہاتھ پاؤں سے ادا کرے اس لیے ایمان گھٹنا بڑھتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل حدیث کا اور اس کی دلیل بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں۔ اور مرجیہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان میں داخل نہیں اسی لیے ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ بھی اس باب میں موافق ہوئے ہیں مرجیہ کے مگر فرق یہ ہے حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سے بچنے کے لیے ضروری جانتے ہیں اور مرجیہ کہتے ہیں اعمال کی ضرورت نہیں اور ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرانیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ ایمان میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی اس لیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہیں انہوں نے غور نہیں کیا۔ اس لیے کہ تصدیق اور یقین دونوں صفات نفسانی میں سے ہیں اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج، غصہ، محبت اور عداوت میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے۔ پس اسی طرح دلائل میں غور کرنے سے یقین میں بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضوں نے کہا ہے کمی اور بیشی نہ ہونے سے یہ غرض ہے کہ کیت میں کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن کیفیت میں تو کمی اور بیشی ہونا ضروری ہے کیونکہ مقلد کا ایمان ہر گز محقق کے ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان ادنیٰ عامی آدمی کا اور ایمان انبیاء اور اولیاء کا کیوں کر برابر ہو سکتا ہے؟ اب علماء نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ مومن جس پر حکم کیا جاوے گا اہل قبلہ ہونے کا اور جو ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا وہ وہ شخص ہے جو اپنے قلب سے یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اس میں شک نہ رکھے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی توحید اور آنحضرت کی رسالت کا۔ اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہو گا اور اس سے کہا جائے گا رسالت کے اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار کرے تو مرتد واجب القتل ہو گا۔ اسی طرح جو شخص اہل قبلہ میں سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ ہو گا۔ البتہ اگر اسلام کے کسی ضروری رکن کا انکار کرے اور عمل نہ کرے جس کا ثبوت بتواتر اور اتفاق ہے جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا خمر کی حرمت کا یا زنا کا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جائے گا۔ (نودی باختصار مع زیادہ)

بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ
وَوُجُوبِ الْإِيمَانِ بِاثْبَاتِ قَدْرِ اللَّهِ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَبَيَانِ الدَّلِيلِ عَلَى
التَّبَرِّيِّ مِمَّنْ لَا يُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ وَإِعْلَاطِ
الْقَوْلِ فِي حَقِّهِ

باب: ایمان اور اسلام اور احسان اور
اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تقدیر کے اثبات کے
بیان میں

امام ابو الحسین مسلم الحجاج اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں ہم
شروع کرتے ہیں کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اسی کو کافی سمجھ کر
اور نہیں ہے ہم کو توفیق دینے والا مگر اللہ تعالیٰ بڑا ہے جلال اس کا۔
۹۳- یحییٰ بن یحمر سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے تقدیر
میں گفتگو کی بصرے میں (جو ایک شہر ہے دہانہ خلیج فارس پر۔ آباد
کیا تھا اس کو عقبہ بن غزو ان نے حضرت عمرؓ کی خلافت میں۔ سمعانی
نے کہا بصرہ قہ ہے اہل اسلام کا اور خزانہ ہے عرب کا اور درحقیقت
بصرہ ایک شہر ہے جس سے تجارت اہل ہند اور فارس کے ساتھ
بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سے اس شہر کی بنا ہوئی
ہوگی۔) وہ معبد جمنی تھا۔ تو میں اور حمید بن عبد الرحمن حیمیری

قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ بْنُ الْحَجَّاجِ
الْقُسَيْرِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ بَعَوْنِ اللَّهِ نَبْتَدِئُ وَإِيَّاهُ
نَسْتَكْفِي وَمَا تَوْفِيقُنَا إِلَّا بِاللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ
۹۳- عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْمَرَ قَالَ كَانَ أَوَّلُ
مَنْ قَالَ فِي الْقَدْرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبُدُ الْجُهَنِيِّ
فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الْحِمَيْرِيُّ حَاجِّينَ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقَلْنَا لَوْ
لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ
فِي الْقَدْرِ فَوَفَّقَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ

۱۔ اب یہاں سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمے میں اختصار کے واسطے حدیث کی اسناد کو نہیں لکھا کیونکہ اسناد سے وہی
لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اہل عمل اور اہل معرفت ہیں اور عادی آدمی کو صرف یہی کافی ہے کہ علماء حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہیں اس پر عمل
کرے۔ امام مسلمؒ اسناد میں کہیں حد ثا اور اخیر تا کہتے ہیں اور کہیں حد ثنی اور اخیر ثنی اس سے امام مسلمؒ کی کمال احتیاط حدیث کی روایت میں معلوم
ہوتی ہے۔ حد ثنی اور اخیر ثنی وہاں کہا جاتا ہے جہاں امام مسلمؒ نے اکیلے کسی شیخ سے حدیث سنی یا اکیلے پڑھ کر سنائی اور حد ثا اور اخیر ثا وہاں
جہاں اور لوگوں کے ساتھ حدیث سنی یا پڑھ کر سنائی۔

(۹۳) یعنی تقدیر کی نفی کی نفی کی اور بدعت نکالی اور مخالفت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہیں یعنی یوں کہتے ہیں کہ اللہ جل
جلالہ نے ازل میں سب چیزوں کا اندازہ کر دیا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ فلاں چیز فلاں وقت میں فلاں طرح پر واقع ہوگی پھر اسی کے موافق جیسے خدا
کے علم میں تھا وہ چیزیں واقع ہوئیں تو اس وقت خدا کو ان کا علم ہوا۔ اور یہ ان کا جھوٹ ہے خدا نے عزوجل پر۔ اس فرقہ کو قدریہ اس لیے کہتے ہیں
کہ وہ انکار کرتا ہے قدر کا۔ صاحب مقالات نے کہا کہ یہ فرقہ قدریہ کا تمام ہو گیا اور کوئی اہل قبلہ میں سے اس قول کا قائل نہ رہا اور اخیر زمانہ میں
جو قدریہ کہلاتے ہیں وہ تقدیر الہی کو ثابت کرتے ہیں پر یہ کہتے ہیں کہ خیر اللہ کی طرف سے ہے اور شر شیطان اور بندے کی طرف سے ہے۔ اور
معتزلہ کو بھی قدریہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ بندہ بالکل قادر ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خیر ہوں یا شر خالق ہے اور
رافضی بھی اس بات میں معتزلہ کے شریک ہوئے ہیں اور اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ خالق کوئی نہیں ہے سوائے خدا کے۔ خدا ہی تمام

الْخَطَّابِ ذَا جِلْدًا الْمَسْجِدَ فَاسْتَفْتَهُ أَنَا
وَصَاحِبِي أَخَذَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ
شِمَالِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ
إِلَيَّ فَقُلْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ
قَبْلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَفَقَّرُونَ الْعِلْمَ
وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ وَأَنْتُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ لَكَ
قَدْرٌ وَأَنَّ الْأَمْرَ أَنْفَ قَالَ فَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ
فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ وَأَنْتُمْ بَرَاءٌ مِنِّي
وَالَّذِي يُخَلِّفُ بِي عَبْدُ اللَّهِ مِنْ عُمَرَ لَوْ أَنَّ

دونوں مل کر چلے حج یا عمرے کے لیے اور ہم نے کہا کاش ہم کو کوئی
صحابی رسول اللہ ﷺ کا مل جائے جس سے ہم ذکر کریں اس بات
کا جو یہ لوگ کہتے ہیں تقدیر میں۔ تو مل گئے ہم کو اتفاق سے عبد اللہ
بن عمر بن خطاب مسجد کو جاتے ہوئے۔ ہم نے ان کو بیچ میں کر لیا
یعنی میں اور میرا ساتھی داہنے اور بائیں بازو ہو گئے۔ میں سمجھا کہ
میرا ساتھی (حمید) مجھ کو بات کرنے دے گا (اس لیے کہ میری
گفتگو اچھی تھی) تو میں نے کہا اے ابا عبد الرحمن! (یہ کنیت ہے ابن
عمرؓ) ہمارے ملک میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو قرآن کو
پڑھتے ہیں اور علم کا شوق رکھتے ہیں یا اس کی باریکیاں نکالتے ہیں

لے چیزوں کا خالق یہاں تک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادے کا بھی۔ پر خدا نے بندے کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جس پر عذاب
اور ثواب منحصر ہے پر اس اختیار کو خلق نہیں کہتے۔ خود قرآن مجید میں یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا
اور تمہارے عملوں کو اور فرمایا: هل من خالق غیر اللہ یعنی کوئی خالق نہیں سوائے خدا کے۔ ابو محمد بن قتیبہ نے غریب الحدیث میں اور
ابو العالی امام الحرمین نے ارشاد میں یوں لکھا ہے کہ بعض قدر یہ کہتے ہیں ہم قدر یہ نہیں ہیں بلکہ اہلسنت قدر یہ ہیں کیونکہ وہ قدر اور قضا ثابت
کرتے ہیں۔ اور یہ محض دھوکا اور فریب ہے۔ اس لیے کہ اہل حق تمام کاموں کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اور قدر اور افعال کو خدا کی طرف نسبت
کرتے ہیں اور یہ جالبین اپنی طرف نسبت کرتے ہیں اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ اولیٰ ہے کہ نام رکھا جائے اس چیز کے
ساتھ یہ نسبت اس شخص کے جو اس چیز کو اپنے سے نفی کرے اور غیر کے لیے ثابت کرے۔ امام الحرمین نے کہا رسول اللہ نے فرمایا قدر یہ مجھ سے
ہیں اس امت کے۔ تو مشابہت دی قدر یہ کو مجھ سے مجھ کے ساتھ جیسے مجھ سے (فارسی لوگوں) نے دو خالق ثابت کئے ہیں۔ ایک خیر کا اس کو
”یزدان“ کہتے ہیں اور ایک شر کا اس کو ”اہرمین“ کہتے ہیں۔ اسی طرح قدریوں نے بھی شر کا خالق بندے کو قرار دیا بلکہ وہ بدتر ہیں مجھ سے
کیونکہ مجھ سے تو دو خالق نکالے اور انھوں نے ہزاروں ملاکوں کو ڈوں خالق کر دیے۔

نووی نے کہا یہ حدیث کہ قدر یہ مجھ سے اس امت کے روایت کیا اس کو ابو حازم نے ابن عمرؓ سے انھوں نے رسول اللہ سے اور
روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا کہ صحیح بخاری اور مسلم کی شرط پر اگر ابو حازم کا سماع ابن عمر سے
ثابت ہو جائے۔ خطابی نے کہا رسول اللہ نے قدر یہ کو مجھ سے اس لیے کہا کہ ان کا قول مشابہ ہے مجھ سے مذہب کے کیونکہ مجھ سے دو اصولوں کے
قائل ہیں۔ ایک نور یعنی روشنی دوسری ظلمت یعنی تاریکی۔ اور کہتے ہیں کہ خیر نور کا فعل ہے اور شر ظلمت کا۔ تو وہ بت پرست اور مشرک ہوئے۔
اسی طرح قدر یہ نسبت کرتے ہیں خیر کی اللہ کی طرف اور شر کی دوسرے کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق ہے خیر اور شر کا اور کوئی کام برا
ہو یا بھلا بغیر اس کی مشیت اور ارادے کے نہیں ہوتا۔ تو خیر اور شر دونوں باعتبار خلق کے منسوب ہیں اللہ کی طرف۔ اور باعتبار کسب اور قاعدیت
کے بندے کی طرف اور بعض آدمی قضا اور قدر کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ بالکل مجبور ہے خدا کی قدر اور قضا کے سامنے اور اس کو کسی طرح کا
اختیار نہیں۔ یہ فرقہ جبر یہ کہلاتا ہے جو قدر یہ کی طرح گمراہ ہے اور اہل سنت سے خارج ہے حالانکہ قضا و قدر کا یہ مطلب نہیں بلکہ قضا و قدر اللہ
تعالیٰ کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کرے گا برے یا بھلے اور کب کرے گا پر بندے کو اس کا علم نہیں اسی واسطے وہ سب کام اپنے اختیار سے کرتا ہے

لَا أَخَذَهُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ يَنْتَمِي نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْنَيْهِ إِلَى رُكْنَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَقَالَ يَا

اور بیان کیا حال ان کا اور کہا کہ وہ کہتے ہیں تقدیر کوئی چیز نہیں اور سب کام ناگہاں ہو گئے ہیں۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا تو جب ایسے لوگوں سے ملے تو کہہ دے ان سے میں چیز ہوں اور وہ مجھ سے اور قسم ہے اللہ جل جلالہ کی کہ ایسے لوگوں میں سے (جن کا ذکر تو نے کیا جو تقدیر کے قائل نہیں) اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پھر وہ اس کو خرچ کرے خدا کی راہ میں تو خدا قبول نہ کرے گا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ پھر کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ عمر بن الخطاب نے کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آن پہنچا جس کے

لہ ہے اور اس کا ثواب یا عذاب ملتا ہے۔ (نووی مع زیادة)

سمعی نے کتاب الانسان میں لکھا ہے کہ جہنمی نسبت ہے جہنم کی طرف جو ایک قبیلہ ہے قضاہ میں سے اور اس کا نام زید بن لیث بن اسود بن اسلم بن الحاف بن قضاہ تھا۔ کچھ لوگ اس کے کوفے کے ایک محلہ میں اترے جو منسوب ہے جہنم کی طرف اور کچھ بصرے میں اور بصرے والوں میں تھا معبد بن خالد جہنمی جو حسن بصری کا شاگرد تھا اور سب سے پہلے اس نے گفتگو کی تقدیر میں بصرے میں پھر بصرہ والے اس کی راہ چلنے لگے۔ حجاج بن یوسف نے اس کو قتل کیا باندھ کر۔ قریب میں ہے کہ بعضوں نے کہا اس کے باپ کا نام عبد اللہ بن عقیم ہے اور بعضوں نے کہا اس کا دادا عویمر تھا۔ وہ سچا ہے۔ مسکین بدعتی تھا۔ اس نے اول تقدیر میں گفتگو کی بصرے میں اور قتل کیا گیا ۸۰ھ میں۔

حدیث میں یہاں بتفقہون ہے بتقدیم قاف برقاء جس کے معنی یہ ہیں کہ طلب کرتے ہیں علم کو اور شوق رکھتے ہیں اور بعض نسخوں میں بتفقہون ہے بتقدیم قاف برقاء۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ باریکیاں نکالتے ہیں اور موشگافیاں کرتے ہیں اور بعضوں نے مسلم کے سوا یہ لفظ روایت کیا ہے بتفقہون بخلاف الراء یعنی ببردی کرتے ہیں علم کی۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے بتفقہون پڑھا تفقہ سے یعنی گہری باتیں نکالتے ہیں۔ اور ابو یعلیٰ کی روایت میں بتفقہون ہے یعنی فقہ حاصل کرتے ہیں۔ (نووی)

یعنی ابتدائی ایسا ایک ہی ہے سوچے سمجھے ہو گئے اللہ تعالیٰ کو جیشت سے انکا علم نہ تھا نہ اس نے پہلے سے کوئی اندازہ کیا تھا بلکہ وقوع کے بعد خدا کو علم ہوا۔ جیسے اوپر گزرا کہ یہ قول غلاۃ قدر یہ کا ہے اور سب قدر یہ کا نہیں اور قائل اس کا گمراہ اور جھوٹا ہے۔ خدا سب مسلمانوں کو اس اعتقاد سے بچائے یعنی علاقہ اسلام کا اس لیے کہ وہ سب کافر ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا کہ مراد وہ قدر یہ ہیں جو خدا کا علم مخلوق کے ساتھ نفی کرتے ہیں وہ بالاتفاق کافر ہیں اور یہ لوگ درحقیقت فلاسفہ ہیں جو کہتے ہیں خدا تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں ہو سکتا اگر ہو بھی تو ایک طرح کا اجمالی علم ہو گا نہ کہ تفصیلی۔ بعضوں نے کہا کہ ابن عمرؓ کا یہ قول صاف دلالت کرتا ہے قدر یہ کے کافر ہونے پر اور احتمال ہے کہ مراد کفر سے ناشکری ہے لیکن آگے کی عبارت سے صاف ان کا کفر معلوم ہوتا ہے۔ اس ایک فقرے میں رسول اللہ نے سارے تصوف اور سلوک کو بیان کر دیا۔

تصوف کی تعریف:

خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل میں رہے۔ تو اعلیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کے تصور میں ایسا غرق ہو جائے کہ سوا خدا کے کچھ نہ نظر آئے۔ گو ظاہری آنکھوں سے دنیا کی چیزیں دیکھے

مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي عَنْ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ كَبُرَ نَهَايَتُ سَفِيدَتِهِ وَأُورْبَالُ نَهَايَتِ كَالَيْ تَحْتَهُ يَهْ نَهْ مَعْلُومْ هُوَ تَا تَحَا كَهْ وَهْ سَفَرُ سَ آيَا هَ اُورْ كُوِيْ هَمْ مِيْ سَ اِسْ كُوْ پِچَا نَسَانَهْ تَحَا۔ وَهْ بِيْئَهْ گِيَا آ نَحْضَرْتِ مَبْنِيَّ كَهْ پَاسْ آ كَرْ اُورْ اِپْنِ گُھْنْتِ حَضْرَتْ كَهْ گُھْنُوْ سَ مَلَا دِيْ كَهْ اُورْ دُونُوْ هَاتَهْ اِپْنِيْ رَانُوْ پَر رَكْھِے (جِيْسَ شَاگَرْدِ اسْتَاَد كَهْ سَا مَنِيْ بِيْئَتَا هَے) پَحْر بُولَا اے عُمْدَا بِلَاؤْ جُھْ كُو

ظہ اور کانوں سے سننے پر جب دل خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان مردے کی آنکھ اور کان کی طرح کھلے ہیں۔ آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور لومٹی کی طرف ہے۔ اس کو وحدۃ الشہود کہتے ہیں جو اعلیٰ درجہ کے فقیروں اور صوفیوں اور خدا کے پاک بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اور ایک مرتبہ اس سے اونٹنی ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے۔ وہ یہ کہ ہر وقت خدا کو حاضر اور ناظر سمجھے اور یہ یقین کرے کہ خدا اس کی تمام حرکات اور سکناات یہاں تک کہ قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے۔ پھر اس کی عبادت کے وقت دوسری چیز میں دل لگانا اور بیہودہ وسوسوں کو اور بنا شیطان کا کام ہے جس سے پناہ مانگنا چاہیے۔

نوی نے کہا مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ بندہ عبادت میں اخلاص کرے اور دل لگاوے یعنی عبادت بہت خضوع اور خشوع سے کرے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کے علوم اس سے نکل سکتے ہیں۔ یعنی قیامت کا آنا کسی کو معلوم نہیں سوا خدا کے۔ نوی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوے جس کو وہ نہیں جانتا تو یوں کہنا چاہیے کہ مجھ کو معلوم نہیں اور یہ کہنا اس کی ذلت اور نقصان کا باعث نہ ہو گا بلکہ دلیل ہے اس کے کمال علم اور ورع اور تقویٰ کی۔ بڑے بڑے اماموں نے جیسے ابو حنیفہ اور مالک نے بہت سے مسائل میں سکوت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں۔

یہ ترجمہ ہے ان تِلْكَ الْأُمَمَةِ رَتَبَهَا كَمَا جِئِے اس روایت میں ہے اور ایک روایت میں رَتَبَهَا كَهْ بَدَلِے رَتَبَهَا هَے تَدْ كَبِرْ كَهْ سَا تَحَا۔ تَوْ ترجمہ یہ ہو گا کہ جنے گی لومٹی اپنے میاں کو۔ اور ایک روایت میں بعلہا ہے یعنی جنے گی لومٹی اپنے خاوند کو۔

اس فقرہ کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ لومٹیاں بہت پکڑی جائیں گی اور اور ان کی اولاد بہت پھیلے گی۔ اور ظاہر ہے کہ لومٹی بھی شریعت کی رو سے ایک مال ہے اور باپ کا مال اس کے بعد بیٹے کا ہو تا ہے اور بیٹا بیٹی اپنی ماں کے میاں بی بی اور مالک ہو گئے۔ بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ لومٹیاں بادشاہوں کی مائیں ہو گئی۔ کیونکہ اس زمانہ کے بادشاہ موافق شریعت کے نکاح کے پابند نہ ہوں گے بلکہ بہت سے نکاح ہی نہ کریں گے لومٹیاں اور خواہیں رکھیں گے پھر انکے لڑکے اور لڑکیاں تخت پر بیٹھ کر بادشاہ بنیں گے اور اپنی ماں کو اپنی رعیت میں شامل کریں گے۔ بعضوں نے کہا غرض یہ ہے کہ لومگوں کا حال تباہ ہو گا اور ام ولد کو بیچنا شروع کر دیں گے۔ آخر بکتے بکتے کبھی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتھ آں کر کے گی اور اس کو معلوم نہ ہو گا کہ میری ماں ہے اور یہ صورت سوا ام ولد کے اور لومٹیوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک لومٹی کا لڑکا سوا اس کے مالک کے کسی اور سے ہو نکاح یا شہ یا زنا سے پھر وہ لومٹی بکتے بکتے اس لڑکے کے ہاتھ میں جا پڑے اور وہ نہ پہچانے۔ اور بعل کے معنی بھی مالک سید کے آئے ہیں جیسے اندھون بعل یعنی تم بکارتے ہو مالک کو اور بعضوں نے کہا بعل سے مراد خاوند ہے یعنی خصم۔ وہ کہتے ہیں لومٹیوں کی خرید و فروخت اس کثرت سے ہو گی کہ کبھی ایک شخص اپنی ماں سے نکاح کر لے گا اور اس کو معلوم نہ ہو گا۔ اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ لوگ ماؤں کی عزت و حرمت چھوڑ دیں گے اور ماں سے وہ سلوک کریں گے جو لومٹی سے کرتے ہیں۔

خدا اپنی پناہ میں رکھے اس زمانہ میں بھی بہت سے لوگ ایسے نکلے ہیں جو ماں باپ کا ادب نہیں کرتے اور ان کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ لومٹی غلاموں کی طرح ان کو جھڑکتے ہیں۔

اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے (یعنی زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہیں سوا خدا کے اور محمد اُس کے بھیجے ہوئے ہیں اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوٰۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھ سے ہو سکے۔ (یعنی راہ خرچ ہو اور راستے میں خوف نہ ہو) وہ بولا حج کہا تم نے۔ ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا ہے کہ حج کہا۔ (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور حج کہنے والا وہ ہوتا ہے جس کو علم ہو تو یہ دونوں کام ایک شخص کیوں کرے گا؟) پھر وہ شخص بولا مجھ کو بتلاؤ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر (کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہیں اور اس کا حکم بجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی طاقت دی ہے) اور اس کے پیغمبروں پر (جن کو اس نے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کیلئے) اور پچھلے دن پر (یعنی قیامت کے دن جس روز حساب کتاب ہو گا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہو گی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب خدا پاک کی طرف سے ہے۔ (یعنی سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا حج کہا تم نے۔ پھر اس شخص نے پوچھا مجھ کو بتلاؤ احسان کیا ہے؟ آپ نے

وَتَحُجُّ الْبَيْتَ إِذْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ((قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجَبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيَصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبَرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبَرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ ((أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَمَا نَظَرْتَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ فَأَخْبَرْنِي عَنِ السَّاعَةِ قَالَ ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)) قَالَ فَأَخْبَرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا قَالَ ((أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْخِفَاءَ الْغُرَاءَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّيْءِ يَتَطَوَّلُونَ فِي الْبُيُوتِ)) قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي ((يَا عُمَرُ أَتَذْكُرِي مَنْ السَّائِلُ)) قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ))

لہ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی ہے کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہے اور جن لوگوں نے استدلال کیا اس امر پر اس حدیث سے تعجب ہوتا ہے۔ اسلئے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اس کا حرام یا نہ موم ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ اونچے اونچے مکان بنانا، دولت بہت کمانا، پچاس پچاس عورتیں رکھنا حرام نہیں حالانکہ وہ بھی قیامت کی نشانیاں ہیں۔ یعنی دنیا کی حالت میں ایک بڑا انقلاب ہو گا کہ جو لوگ مفلس فلاں، بھوکے تھے وہ امیر و مالدار ہو جائیں گے اور جو امیر و مالدار تھے وہ مفلس و محتاج ہو جائیں گے۔ اگرچہ ایسے انقلاب دنیا میں بڑی جنگوں سے کئی بار ہو چکے ہیں پر قیامت کے قریب وہ ساری دنیا میں ہو گئے اور اب تک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصہ میں ہوئے۔ جیسے دوسری روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب کشت و خون بہت ہو گا اور قساواں ہو جائیں گے۔ بعضوں نے کہا کہ مراد ان ننگوں کنگالوں سے عرب کے لوگ ہیں اور یہ ایک پیشین گوئی تھی ان کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہو گی اور عربوں کی شوکت بڑھے گی اور وہ محتاجی اور غربت سے نکل کر مالدار اور امیر بن جائیں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کے تھوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح ہوئے اور عرب کے لوگ مالا مال ہو گئے۔

فرمایا احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا بتائیے مجھ کو قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا اس کو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ وہ شخص بولا تو مجھے اس کی نشانیاں بتلائیں؟ آپ نے فرمایا ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو جنے گی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکھے گا تنگوں کو جن کے پاؤں میں جو تانہ تھا، تن کو کپڑا نہ تھا، کنگال بڑی بڑی عمارتیں ٹھونک رہے ہیں۔ راوی نے کہا پھر وہ شخص چلا گیا میں بڑی دیر تک ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا اے عمر! تو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جبریل تھے تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

۹۴- اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے کچھ الفاظ کی کمی اور بیشی کے ساتھ۔

۹۴- عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمْتُ مَعَهُ بِمَا تَكَلَّمْتُ بِهِ فِي شَأْنِ الْقَدْرِ أَنْكَرْنَا ذَلِكَ قَالَ فَحَاجَّتْ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُمَيْرِيُّ حَاجَةً وَسَأَلُوا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ كَثْمَسٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ أُخْرَفَ.

یہ ترجمہ ہے فلبيت مليا کا اور بعض نسخوں میں فليت مليا یعنی بہت دیر تک چپ رہے۔ ابو داؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے تین دن کے بعد حضرت مجھ سے ملے۔ لیکن یہ بظاہر مخالف ہے ابو ہریرہ کی روایت کے کہ وہ شخص بیٹھ موڑ کر چلا آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ لوگ دوڑے تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ اس وقت رسول اللہ نے فرمایا یہ جبریل تھے۔ اور ممکن ہے توفیق اس طور پر کہ حضرت عمرؓ اس وقت مجلس سے اٹھ کر چلے گئے ہوں تو آپ نے اور لوگوں سے اسی وقت کہا ہو اور حضرت عمرؓ سے تین دن کے بعد۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین میں داخل ہے۔

اور یہ حدیث علوم اور معارف کی بہت سی قسموں پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسے ہم نے قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچھ فائدے اس کے اوپر مذکور ہوئے۔ ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو ان کو معلوم کرانے کے لیے پوچھنا درست ہے تاکہ سب واقف ہو جاویں۔ دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچھنے والے کو اچھی طرح سے جواب دینا چاہیے کہ اس کی تشفی ہو جائے۔

۹۵- یحییٰ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ اور حمید بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے اور ہم نے ان سے تقدیر کے مسئلہ کا ذکر کیا اور ان باتوں کا بھی جو لوگ اس بارے میں کر رہے تھے تو انہوں نے یہی حدیث بیان کی جو گذر چکی ہے چند الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ۔

۹۵- عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرٍ وَحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا لَقِينَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرْنَا الْقَدْرَ وَمَا يَقُولُونَ فِيهِ فَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ كَنَحْوِ حَدِيثِهِمْ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ شَيْءٌ مِنْ زِيَادَةٍ وَقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَيْئًا.

۹۶- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۹۶- عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ.

باب: ایمان کی حقیقت اور اس کے خصال کا بیان

۹۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں میں برآمد تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ! ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر۔ اور اس سے ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے پچھلے جی اٹھنے پر پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوٰۃ کو جس قدر

بَابُ الْإِيمَانِ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ

۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَأَنَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِيَ الزَّكَاةَ الْمَقْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ)) قَالَ يَا

(۹۷) خدا سے ملنا تو مرنے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے اور پچھلے جی اٹھنے سے مراد قیامت کا اٹھنا ہے۔ بعضوں نے کہا خدا سے ملنا صاحبِ دو کتاب کے بعد ہو گا لیکن ملنے سے خدا کا دیدار مراد نہیں کیونکہ وہ خاص لوگوں کو ہو گا۔ (نووی) یعنی خدا کے برابر کسی کو نہ سمجھے نہ قدرت میں نہ تصرف میں نہ عبادت میں نہ دعا میں بلکہ پوجے تو خدا ہی کو پوجے، مانگے تو خدا سے مانگے، سوا خدا کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے۔ اگرچہ بعض بندوں کا اور غلاموں کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور ان کو بہت کچھ سرفراز فرمایا ہے پر خدا کے سامنے وہ بندے اور غلام ہی ہیں۔ البتہ بندوں میں ان کو امتیاز ہے۔ یہ سب چیزیں عبادت میں داخل ہیں مگر چونکہ یہ چیزیں عبادت میں اعلیٰ درجے کی تھیں اس لیے ان کو علیحدہ بیان کیا اور بعضوں نے کہا عبادت سے مراد معرفت الہی ہے اور اقرار ہے اس کی وحدانیت کا۔ نماز میں قید لگائی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف فرض کا ادا کرنا کافی ہے، سنن اور مستحبات کا ادا کرنا لازم نہیں۔ اسی طرح نفل صدقات کا دینا لازم نہیں اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کو پڑھے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ اس کو پورا کرے۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں عرب اور ہند اور روم اور مصر اور ایران میں ایک طرح کی تہذیب اور شائستگی تھی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی، جاہل، گنوار جانوروں کی طرح

فرض ہے اور وزے رکھے رمضان کے۔ پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! احسان کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھتا (یعنی اتنا استغفرق نہ ہو اور یہ درجہ نہ ہو سکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کا وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا لیکن اس کی نشانیاں میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے بدن ننگے پاؤں پھرنے والے لوگ سردار بنیں تو قیامت کی نشانی ہے اور جب بکریاں یا بھیڑیں چرانے والے بڑی بڑی حویلیاں بناویں تو یہ بھی قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کو کوئی نہیں جانتا سوا خدا کے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور اتار تا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے رحم میں ہے (یعنی زیادہ) اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس ملک میں رہے گا۔ اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے۔“ راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پھیر لے آؤ۔ لوگ چلے اس کو لینے کو لیکن وہاں کچھ نہ پایا۔ (یعنی اس شخص کا نشان بھی نہ ملا) تب آپ نے فرمایا یہ جبریلؑ تھے تم کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔

۹۸- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور ”اب“ کے بجائے ”بعل“ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ ((أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ سَأَخْبُثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتْ الْأَمَّةُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا سَكَبَتْ الْعَرَاءُ الْخُفَاةَ رُعُوسُ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رِغَاءُ الْبَنَانِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خُمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ)) ثُمَّ تَلَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَازَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رُدُّوْا عَلَيَّ الرَّجُلَ)) فَأَعْبَدُوا لِيَرُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ))

۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِنْهُ غَيْرُ أَنْ فِي رَوَاتِهِ ((إِذَا وَلَدَتْ الْأَمَّةُ بَعْلَهَا يَعْنِي الْمُسْرَارِيَّ))

طرح تھے۔ خصوصاً انگلینڈ کے لوگ اور روم کے لوگ تو انسانیت سے بہت تھوڑا حصہ رکھتے تھے اور جانوروں کی طرح جھاڑوں اور پہاڑوں میں رہتے تھے۔ ان میں بادشاہت یا ملک داری کا سلیقہ بالکل نہ تھا۔ اب ہمارے زمانے میں چند روز سے انجی دحشی لوگوں نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہیں۔ پس شاید یہ بھی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد ہو اس حدیث سے۔

۹۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سَلُونِي)) فَهَابُوهُ أَنْ يَسْأَلُوهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ ((لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا)) وَتَقِيمُ ((الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ ((أَنْ تَخْشَى اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ تَرَاهُ إِنْ لَا تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ قَالَ ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)) وَنَاخَذْتُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا رَأَيْتِ الْمَرْأَةَ تَلِدُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَيْتِ الْخَفَاةَ الْعُرَاةَ الصَّمَّ الْبَيْكَمَ مُلُوكَ الْأَرْضِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَيْتِ رِعَاءَ الْبَهْمِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبَنِيَانِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ)) ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَآذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

۹۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پوچھو مجھ سے دین کی باتیں جو ضروری ہیں البتہ بے ضرورت پوچھنا منع ہے۔ لوگوں نے خوف کیا پوچھنے میں (یعنی ان پر رعب آپ کا چھا گیا) تو ایک شخص آیا اور آپ کے گھٹنوں کے پاس بیٹھا اور بولایا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے۔ وہ بولا سچ کہا آپ نے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس سے ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے توحی اٹھنے پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر۔ وہ بولا سچ کہا آپ نے پھر بولایا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرے جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ وہ بولا سچ کہا آپ نے۔ پھر بولایا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں تجھ سے اس کی نشانیاں بیان کرتا ہوں۔ جب تو لوٹری کو دیکھے (یا عورت کو) وہ اپنے مالک اور میاں کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے ننگے پاؤں، ننگے بدن بہروں، گولگوں (یعنی احق اور نادانوں کو) وہ بادشاہ ہیں ملک کے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے بکریاں چرانے والوں کو بڑی بڑی عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت غیب کی پانچ باتوں میں سے ہے جن کا علم کسی کو نہیں سوا خدا کے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان اللہ عنده علم الساعة اخر تک یعنی اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہے پانی اور جانتا ہے جوماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کس ملک میں مرے گا۔ پھر وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ میرے پاس۔ لوگوں نے ڈھونڈا تو کہیں نہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رُدُّوهُ عَلَيَّ فَالتَّمَسَّ فَلَمْ يَجِدُوهُ)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَذَا جِبْرِيلُ أَرَادَ أَنْ تَعْلَمُوا بِذَلِكَ تَسْأَلُوا))

بَابُ بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِي هِيَ أَحَدُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

۱۰۰- عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ نَابِرُ الرَّاسِ نَسْتَمِعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ وَصِيَامٌ شَهْرَ رَمَضَانَ)) فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ فَقَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ)) وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پایا اس کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبریل تھے۔ انھوں نے چاہا۔ تم کو علم ہو جاوے جب تم نے نہ پوچھا۔ (یعنی تم نے سوال نہ کیا) رعب میں آگئے تو حضرت جبریل آدمی کے بھیس میں آئے اور ضروری باتیں پوچھ کر گئے تاکہ تم کو علم ہو جائے۔

باب: نمازوں کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے

۱۰۰- طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے نجد والوں (نجد عرب میں ایک ملک ہے) میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس کے بال پریشان تھے اس کی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تھی لیکن سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہتا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آیا۔ تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ وہ بولا ان کے سوا میرے اوپر اور کوئی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے اور رمضان کے روزے ہیں۔ وہ بولا مجھ پر رمضان کے سوا اور کوئی روزہ ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے۔ پھر آپ نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا۔ وہ بولا مجھ پر اس کے سوا اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو

(۱۰۰) یعنی سوال پانچ نمازوں کے اور کوئی نماز فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے یا مستحب۔ وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گھن کی نماز یہ سب سنت ہیں اور جو کوئی ان کو واجب کہتا ہے اس پر یہ حدیث حجت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شاید اس وقت تک وتر اور عید کی نماز واجب نہ ہوئی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہے۔

رمضان کے سوا کوئی روزہ فرض نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے تو قضا کا روزہ رمضان کا روزہ ہے اور ظہار وغیرہ کے کفاروں میں روزہ متعین نہیں اور چیزوں سے کفارہ ادا ہو سکتا ہے۔

بولا زکوٰۃ کے سوا مجھ پر اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہے۔ تو صدقہ فطر واجب نہ ہوا اور جو واجب کہتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ اس وقت تک واجب نہ ہوا ہوگا۔

اس شخص کے دواہیں جاتے ہوئے یہ کہتے پر کہ خدا کی قسم میں نے ان سے زیادہ کروں گا نہ ان میں کی کروں گا آپ نے فرمایا مراد پائی اس نے اگر سچا ہے۔ یعنی اگر بجالایا ان سب باتوں کو پور کی نہ کی ان میں جیسے زبان سے کہتا ہے تو آخرت میں نجات پاوے گا اپنی مراد کو پہنچے گا اور جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اس کے لیے۔

نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہیے۔ راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا خدا کی قسم میں نہ ان سے زیادہ کروں گا نہ ان میں کسی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد اپائی اس نے اگر سچا ہے۔

۱۰۱۔ طلحہ بن عبید اللہ سے وہ نبی سے۔ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری اتنا فرق ہے کہ جب اس شخص نے کہا قسم خدا کی میں اس میں نہ کسی کروں گا نہ بیشی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نجات پائی اس نے، قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے یا جنت میں جائے گا، قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے۔

الرَّسَّاءَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطْلُوْعَ)) قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ))۔

۱۰۱۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوُ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ))۔

اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بھی ہیں پھر اس شخص نے یہ کیوں کہا اس سے زیادہ نہ کروں گا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے اس کو شریعت کی باتیں بتادیں اور وہ کہتا جاتا تھا قسم خدا کی جس قدر اللہ نے مجھ پر فرض کیا ہے میں اس میں کسی بیشی نہ کروں گا تو فرض میں اور دین کی باتوں میں سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور نوافل اور سنن کا ذکر نجات کے لیے ضروری نہیں گو ہمیشہ کے لیے سنتوں کا ترک کرنا برا ہے اور ایسے شخص کی گواہی مقبول نہ ہوگی پر وہ گنہگار نہیں ہو سکتا اور نجات ضرور پائے گا اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں اور بعض روایتوں میں روزہ کا ذکر نہیں کسی میں زکوٰۃ کا ذکر نہیں۔

قاضی عیاض نے کہا کہ یہ راویوں کا قصور ہے جیسا کسی کو یاد رہا ویسا اس نے بیان کیا اور چونکہ زیادتی اللہ کی مقبول ہے تو سارے اعمال اور ارکان جو سب روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوئے ہیں ضروری ٹھہرے۔ بعض روایتوں میں نا تا ملانا یعنی عزیزداروں سے سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا بھی اسلام کے ارکان میں سے بیان کیا ہے اور احتمال ہے کہ آنحضرت نے موقع اور محل و کچھ کر جو ارکان جس قوم کے لیے زیادہ ضروری ہوں وہی بیان کئے ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ارکان کو جن کی فرضیت ان کو معلوم ہو جائے خواہ پیشتر سے معلوم نہ تھی بجا نہ لائیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۱) اس حدیث میں حضرت نے قسم کھائی اس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث میں ہے جو شخص قسم کھانا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے تم کو باپ دادوں کی قسم کھانے سے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت کا یہ فرمانا بطریق عادت اور تکیہ کلام کے تھا کیونکہ عرب کے لوگ باتوں میں اس قسم کی کھایا کرتے ہیں نہ بطور حلف کے جس میں تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور نہ مشابہ کرنا اس کا اللہ جل جلالہ کے ساتھ۔ یہی جواب صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اس وقت ہو گا جب خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا منع نہ تھا اور صحیح یہ ہے کہ قسم کھانا اللہ کے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو برابر نہ کیا جائے یعنی جیسے خدا کے نام کی عظمت اور بڑائی دل میں ہے ویسی کسی اور کی نہ ہو نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لازم اور ضروری سمجھا جاوے جیسے خدا کے نام کی قسم کو پھر اگر کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجھ کر جیسے خدا کو سمجھتا ہے اس کی قسم کھائے تو وہ شخص مشرک ہو جائے گا اور جو ایسا نہ سمجھے۔ صرف بطور تکیہ کلام یا عادت کے بطور نفو کسی کی قسم کھائے تو وہ مشرک نہیں ہے۔ مگر چونکہ مشابہ ہے مشرکوں کے افعال کے اس سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ کا جو آپ نے فرمایا جو قسم کھاوے کسی اور کی سوائے خدا کے اس نے شرک کیا۔

بَابُ السُّؤَالِ عَنْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

باب: اسلام کے ارکان کو پوچھنے کا بیان

۱۰۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نُهَيْتُمَا أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَحْيِيَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْغَافِلُ فَيَسْأَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَتَانَا رَسُولُكَ فَرَعَمَ لَنَا أَنْتَ تَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَكَ قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللَّهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ قَالَ ((اللَّهُ)) قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ قَالَ اللَّهُ قَالَ فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالَ أَلَلَهُ أَرْسَلَكَ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا

۱۰۲- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم کو ممانعت ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنے کی تو ہم کو اچھا معلوم ہوتا کہ جنگل کے رہنے والوں میں سے کوئی شخص آئے مگر سمجھ دار ہو، آپ سے پوچھے اور ہم سنیں۔ تو جنگل کے رہنے والوں میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے محمد! آپ کا اپنی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اس اپنی نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ پھر اس نے کہا پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا اور ان میں جو چیزیں ہیں وہ کس نے پیدا کیں؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ تب اس شخص نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آسمان کو پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑوں کو کھڑا کیا اللہ تعالیٰ نے سچ سچ آپ کو بھیجا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپ کے اپنی نے ہم سے کہا کہ ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں ہر دن اور رات میں۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا قسم ہے اس

(۱۰۲) ☆ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم نسوکم الخیر تک یعنی اے ایمان والو! مت پوچھو بہت چیزیں اگر تم پر کھلیں تو تم کو بری لگیں اور اگر پوچھو گے جس وقت قرآن اترتا ہے تو کھولی جائیں گی اللہ نے ان سے درگزر کی ہے اور اللہ بخشتا ہے غفل والا۔ ویسی باتیں پوچھ چکے ہیں کچھ لوگ تم سے اس پر عمل کرو جو نہ فرمایا اس کو معاف جانو تاکہ دین آسان رہے اور جو ہر بات کا جواب آوے تو دین تنگ ہو جاوے گا پھر عمل نہ کر سکو گے جیسے اگلے لوگ نہ کر سکے پھر کفر کی رسیں بتائیں کہ پوچھنے کی حاجت نہیں ابو اللہ نے نہ فرمایا ہو بے اصل ہے اور اسی طرح بے فائدہ باتیں پوچھتی۔ کسی نے پوچھا میرا باپ کون تھا یا میری عورت گھر میں کس طرح ہے؟ اگر پیغمبر ہر بات کا جواب دے تو شاید برا جواب آوے اور پشیمانی حاصل ہو۔ (موضح القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن میں امام عالی جاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کثرت سوال سے منع کیا اس لیے کہ کبھی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تھا واجب ہو جاتا ہے اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے خطبہ پڑھا یا کہ کبھی کسی نے ایسا خطبہ نہ سنا تھا ایک شخص بولا میرا باپ کون تھا؟ اس وقت یہ آیت اتری۔ بخاری نے ابن عباس سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ پوچھنے والا عبد اللہ بن حذافہ تھا۔ اس نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا میرا باپ حذافہ ہے۔ ابن حبان نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال یا رسول اللہ! آپ چپ رہے۔ اس نے تین بار یہی پوچھا۔ جب آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا پھر تم اس کو ادا نہ کر سکتے۔ جو بات میں بیان نہ کروں تم بھی اس کو چھوڑ دو۔ یعنی نہ طے

قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي أُرْسَلْتَ اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِي أَمْوَالِنَا قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي أُرْسَلْتَ اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سَنَتَيْنَا قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي أُرْسَلْتَ اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ

کی جس نے آپ کو بھیجا کیا اللہ نے آپ کو ان نمازوں کا حکم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپ کے ایلچی نے کہا کہ ہم پر ہمارے مالوں کی زکوٰۃ ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے اللہ نے آپ کو زکوٰۃ کا حکم کیا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپ کے ایلچی نے کہا ہم پر رمضان کے روزے فرض ہیں ہر سال۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا اللہ نے آپ کو ان روزوں کا حکم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر

لاہ پوچھو اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ تباہ ہوئے اسی بہت پوچھنے کی وجہ سے اور اختلاف کرنے سے اپنے پیغمبروں پر۔ جب میں تم کو کسی بات سے منع کروں تو اس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کروں تو اس کو بجالاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اور یہ آیت اسی باب میں اتری۔ بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایات کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوتی اور پوچھتے پھر پوچھتے یہاں تک کہ وہ شے حرام ہو جاتی جب حرام ہو جاتی تو اس کو کرنے لگتے۔ ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شے کو اور وہ حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے سے حرام ہوئی اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ثعلبہ خثعمی سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ نے حدیں باندھ دیں ہیں پھر اس سے آگے مت بڑھو اور فرض بتا دے ہیں ان کو ادا کرو اور حرام کر دیا ہے جن چیزوں کو ان کو مت کرو اور جن باتوں کو نہیں بیان کیا ان کو وہ بھولا نہیں بلکہ رحمت ہے اس کی تمہارے اوپر تو چپ ہو رہو اور ان کی بحث مت کرو۔ احمی

اگرچہ یہ ممانعت بے فائدہ سوال کرنے سے اور بیکار چیزوں کے پوچھنے سے تھی اور یہ مطلب حضرت کا نہ تھا کہ لوگ ایمان کی باتیں یا ضروری کام دین کے نہ پوچھیں کیونکہ ان باتوں کے بتلانے کے لیے تو خود حضرت بھیجے گئے تھے پر صحابہ کرام ڈر کر بعض وقت پوچھنے کی بات کو بھی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ کوئی نیا ناواقف شخص آئے اور وہ پوچھے تو ہم بھی سن لیں اور سمجھ لیں۔

پہلے اس شخص نے خدا کی بابت دریافت کیا پھر رسالت کی تصدیق کی بعد اس کے اعمال کو دریافت کیا۔ یہ تہیہ نہایت عمدہ ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ پوچھنے والا اگرچہ جنگلی تھا پر عاقل اور سمجھدار تھا۔ ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے ان لوگوں کے لیے جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہیں اس لیے کہ عوام کو بھی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور وہ تذبذب نہیں رہتا برخلاف معتزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ حدیث حجت ہے ان پر کیونکہ آپ نے ان کے ایمان کو جائز رکھا اور یہ نہیں کہا کہ تجھ کو ان باتوں پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزہ کا دیکھنا ضروری ہے۔ معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اس کی مضبوطی پر بھروسہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس نے بغیر دلیل کے ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہے اور اگر کوئی دوسرا اس میں شک ڈال دے تو اس کا اعتقاد پلٹ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک اس کو شک پیدا نہ ہو اس وقت تک تو اس کا ایمان صحیح ہے کیونکہ وہ برابر ہے محقق کے ایمان کے جس نے دلائل میں غور کر کے حاصل کیا ہے۔ اب مقلد القلوب خدائے عز وجل ہے وہ چاہے تو ایمان پر ثابت رکھے چاہے تو ڈر لگائے۔ بڑے بڑے محقق و موسوسوں میں پڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں اور مقلد کا سیاق ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اعلیٰ درجہ تحقیق کا ہے اور جہاں تک تحقیق ممکن ہو تقلید کی راہ چلنا بہتر نہیں نہ تقلید میں کچھ حلاوت اور زانقہ ہے پر اس سزے کو وہی سمجھتے ہیں جو محقق ہیں۔

وہ شخص بولا آپ کے اپنی نے کہا کہ ہم پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکھے۔ (یعنی خرچ راہ اور سواری ہو اور راستہ میں امن ہو) آپ نے فرمایا اس نے حج کہا۔ یہ سن کر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہنے لگا قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا میں ان باتوں سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت میں جائے گا۔

۱۰۳- انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قرآن میں ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ باقی حدیث وہی ہے۔

باب: بیان اس ایمان کا جس سے آدمی جنت میں جائے گا اور بیان اس بات کا کہ حکم بجالانے والا جنت میں جائے گا ۱۰۴- ابی ایوب (خالد بن زید) انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں جا رہے تھے اتنے میں ایک جنگلی آیا اور آڑے آکر آپ کی اونٹنی کی رسی یا ٹکلی پکڑ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! یا یوں کہا یا محمد! مجھے وہ چیز بتلائیے جو مجھے جنت کے نزدیک اور جہنم سے دور کرے؟ آپ یہ سن کر رک گئے اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھا پھر فرمایا اس کو توفیق دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنی خدا نے اس کی مدد کی اور اس بات کے پوچھنے کی طاقت دی۔ توفیق کہتے ہیں نیک بات

وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ ثُمَّ وَلَّى قَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَيْهِمْ وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَنْ صَدَقَ لِيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ))

۱۰۳- عَنْ أَنَسٍ كُنَّا نُهَيَّا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَأَلَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ.

بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ الَّذِي يُدْخِلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَأَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۰۴- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَأَخَذَ بِحِطَامٍ نَاقِبِهِ أَوْ بِرِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي بِمَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يَبْعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَرَ فِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ ((لَقَدْ

لہ امام نوویؒ نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ جب تو آپ نے دین کی باتیں بتلانے کے لیے ایک اپنی روانہ کیا اور یہ شخص جو آیا تھا اس کا نام ضمام بن ثعلبہ تھا۔ قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص مسلمان ہو کر آیا تھا مگر اسلام کی باتوں کو اچھی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت سے خود پوچھ لیا۔ حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفہ میں کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ علما و طلبہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتیں دین کی اپنی کے واسطے سے سنی تھیں پھر وہ واسطہ نکال کر خود حضرت سے سننے کو آیا۔

(۱۰۴) اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر چلتے چلتے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو ٹھہرنا چاہیے اور اس کو بتلانا چاہیے اور دین کی بات بتلانے میں علم ہوتے ہوئے سستی کرنا بری بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہے حق بات سے وہ گونگا شیطان ہے۔

وَفَقَّ أَوْ لَقَدْ هَدَيْتِ)) قَالَ ((كَيْفَ قُلْتَ)) قَالَ فَأَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَغَ النَّاقَةِ)).

کی قدرت دینے کو اور خدا ان بری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے (اس جنگلی سے) فرمایا تو نے کیا کہا؟ اس نے پھر وہی کہا۔ (یعنی مجھ کو وہ بات بتلائیے جو جنت کے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کو پوج اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور ادا کر نماز اور دے زکوٰۃ اور ناتے کو ملا (یعنی عزیزوں، رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کر، اگر وہ برائی کریں یا ملاقات ترک کریں تو تو نیکی کر اور ان سے ملتا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو۔ (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا)

۱۵۵- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۰۵- وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ قَالَا حَدَّثَنَا بِهِمْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ

۱۰۶- ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا مجھے کوئی ایسا کام بتلائیے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دیوے؟ آپ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو اللہ کو پوجے اور کسی کو اس کا شریک نہ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور ناتے کو ملا دے۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ ان باتوں پر چلا جن کا حکم کیا گیا یا میں نے جن کا حکم کیا تو جنت میں جائے گا۔

۱۰۶- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَلَّلْنِي عَلَى عَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْنِيَنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ)) فَلَمَّا أَذْهَبَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أَمَرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ((إِنْ تَمَسَّكَ بِهِ)).

۱۰۷- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا یا رسول اللہ

۱۰۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا

(۱۰۷) شاید اللہ عزوجل نے آپ کو آگاہ کر دیا ہو گا کہ یہ شخص ضرور جنت میں جائے گا کیونکہ یہ ان کاموں کو بجالائے گا اور ہمیشہ کرے گا یہاں تک کہ اس کا خاتمہ بالغیر ہو گا۔

صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو بتلائیے کوئی ایسا کام جس کے کرنے سے میں جنت میں چلا جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ پوچھے تو اللہ کو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوٰۃ جو فرض ہے اور رمضان کے روزے رکھے۔ وہ شخص بولا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ اس سے کم۔ تب وہ پیٹھ کر چلا۔ آپؐ نے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے کہ وہ جنتی کو دیکھے تو اس کو دیکھے۔

باب: ایمان اور شریعت کا پابند جنت میں

جائے گا

۱۰۸- جابرؓ سے روایت ہے کہ نعمان بن قوقل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں فرض نماز ادا کروں اور حرام کو حرام سمجھوں اور اس سے باز رہوں اور حلال کو حلال سمجھوں اگرچہ اس کو نہ کروں تو میں جنت میں جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

۱۰۹- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۱۰- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اگر فرض نمازوں کو ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال سمجھوں اور حرام کو حرام اس سے زیادہ کچھ نہ کروں تو جنت میں جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ وہ شخص بولا قسم خدا کی میں اس سے زیادہ کچھ نہ کروں گا۔

رَسُولَ اللَّهِ دُلِّي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمَلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أُرِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا أَبَدًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ قُلَمًا وَلَيَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا))

بَابُ مَنْ قَامَ عَلَى الْإِيمَانِ وَالشَّرَائِعِ

دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۰۸- عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَةَ وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ وَأَخْلَلْتُ الْحَلَالَ أَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ))

۱۰۹- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِمِثْلِهِ وَزَادَا فِيهِ وَلَمْ أَرِ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا.

۱۱۰- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَأَخْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَرِ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا أَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللَّهِ لَا أُرِيدُ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا.

بَابُ بَيَانِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامِ

باب: اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستونوں کا بیان

۱۱۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسَةٍ عَلَى أَنْ يُؤْخَذَ اللَّهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ)) فَقَالَ رَجُلٌ الْحَجُّ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ لَا صِيَامَ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ هَكَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۱۱- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبیؐ سے سنا آپؐ نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر یعنی پانچ ستونوں پر اسلام کھڑا ہے۔ (یہ تشبیہ ہے اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا چھت جس میں پانچ کھمبے ہوں) اللہ جل جلالہ کی توحید، نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، حج کرنا۔ ایک شخص بولا حج اور رمضان کے روزے۔ (یعنی حج کو پہلے کیا اور روزوں کو بعد) ابن عمرؓ نے کہا رمضان کے روزے اور حج میں نے رسول اللہ ﷺ سے یوں ہی سنا۔

۱۱۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَيُكْفَرَ بِمَا ذُوْنَهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ

۱۱۲- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام پانچ ستونوں پر کھڑا کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا تمام جھوٹے خداؤں کا انکار کیا جائے دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے بیت اللہ کا حج کرنا،

(۱۱۱) مگر دوسری روایت خود ابن عمرؓ سے بتقدیم حج مروی ہے پھر انھوں نے اس شخص پر کیے انکار کیا؟ اس کا جواب علماء نے یوں دیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو رسول اللہ سے سنا ایک بار بتقدیم صوم اور ایک بار بتقدیم حج پھر اس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو بتقدیم صوم تھی جب اس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمرؓ نے اس پر انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرتؓ نے یوں فرمایا بتقدیم صوم اور اس سے یہ بات نہیں نکلتی کہ انھوں نے دوسری طرح سے یہ روایت نہیں سنی اور احتمال ہے کہ ابن عمرؓ اس وقت بتقدیم حج کی روایت کو فراموش کر گئے ہوں اس لیے انھوں نے انکار کیا پھر یاد پئی تو اس کو روایت کیا۔ حافظ ابن الصلاح نے کہا ابن عمرؓ کی حفاظت اس ترتیب سے دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ واوکلام عرب میں ترتیب کے لیے آتا ہے اور یہ مذہب ہے بہت سے فقہائے شافعیہ اور بعض غویوں کا لیکن جو لوگ واو سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جمہور کا قول ہے اور وہی مختار ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ کا یہ انکار اس لیے نہ تھا کہ واو ترتیب کو مقتضی ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان کے روزے ۲ھ میں فرض ہوئے اور حج ۱ھ یا ۹ھ میں فرض ہوا تو روزہ کو پہلے ذکر کرنا مناسب ہے پھر اللہ ہم حج کی روایت بالمعنی ہے اور اس میں تصرف ہوا ہے تقدیم اور تاخیر سے۔

نووی نے کہا ابن الصلاح کی یہ تقریر مسلم نہیں کیونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور دونوں میں منافات نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات میں بے فائدہ قدح پیدا کرتا ہے اور ابو عوانہ اسراکینی نے کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمرؓ کا صیام کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے۔ لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دوبارہ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم۔ (نووی)

وَصَوْمَ رَمَضَانَ))

پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔

۱۱۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

۱۱۳- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمدؐ اس کے بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے حج کرنا خانہ کعبہ کا، پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔

۱۱۴- عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَا تَغْزُو فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنْ الْإِسْلَامُ بُنِيَ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ))

۱۱۴- طاؤس سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے کہا کہ تم جہاد کیوں نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے اسلام کے پانچ تھم (ستون) ہیں ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے خدا کے، دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے رمضان کے روزے رکھنا، پانچویں خانہ کعبہ کا حج کرنا۔

بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَائِعِ الدِّينِ وَالِدُّعَاءِ إِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهِ وَتَبْلِيغِهِ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ

باب: اللہ ورسولؐ اور دینی احکام پر ایمان لانے کا حکم کرنا اور اس کی طرف لوگوں کو بلانا، دین کی باتوں کو پوچھنا، یاد رکھنا اور دوسروں کو پہنچانا۔

۱۱۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ سَعْدٍ رَوَايَتُهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

(۱۱۳) جہاد اور جہاد اس قسم کا کہ نہیں کہ ہر مسلمان کو اس کا کارنامہ ضروری ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے کیا تو سب کی طرف سے الزام جاتا رہا۔ البتہ اگر کوئی نہ کرے تو سب کے سب گنہگار ہونگے۔ یہ اس وقت ہے جب جہاد میں سب مسلمانوں کے شریک ہونے کی ضرورت نہ ہو اور جو جماعت جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلہ کے لیے کافی ہو اور جب کافر ہجوم کر آویں اور جہاد کرنے والے ان کے مقابلہ سے عاجز ہوں تو اس وقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمرؓ رسول اللہؐ کے ساتھ جہاد میں شریک ہو چکے تھے پھر یہ واقعہ اس وقت کا ہو گا جب وہ بوڑھے ہونگے یا اور کسی عذر سے ان کو جہاد میں جانے کی طاقت نہ ہوگی یا وہ فتنہ کا وقت ہو گا جب کہ خود مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ ایسے وقت میں تو گھر بیٹھ رہنا بہت عمدہ ہے۔

(۱۱۵) وفد کہتے ہیں ان لوگوں کو جو ایک جماعت یا قوم کی طرف سے منتخب ہو کر بھیجے جاویں کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار کی طرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جس کی اولاد کو بنی عبد القیس کہتے ہیں اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا قبیلہ تھا عرب میں۔ یہ لوگ رسول اللہؐ کے پاس آئے تھے چودہ سو اترتے تھے جن کا سردار اشج عسری تھا اور ان لوگوں میں تھے مزیدہ بن مالک بخاری اور عبیدہ بن جراح

قَالَ قَدِمَ وَقَدْ عَبْدَ الْقَيْسَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رِبْعَةٍ وَقَدْ خَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌّ فَلَا نَحْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَعْمَلُ بِهِ وَنَدْعُو

ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! ہم ربيعہ کے قبیلہ میں سے ہیں اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کے کافر روک ہیں (مضر بھی ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اس کے لوگ کافر تھے اور وہ عبد القیس اور مدینہ کے بیچ میں رہتے تھے عبد القیس کے لوگوں کو آنے نہ دیتے تھے) اور ہم آپ تک نہیں آسکتے مگر حرام مہینے میں۔

لہذا ہم بخاری اور صحابہ بن عباس مری اور عمرو بن محروم عصری اور حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگوں کا نام معلوم نہیں ہوا اور ان لوگوں کے آنے کا یہ سبب تھا کہ منقذ بن حیان ایک شخص تھا جو اکثر مدینہ منورہ میں تجارت کے لیے آیا کرتا جاہلیت کے زمانہ میں۔ ایک بار وہ چادریں اور کھجوریں بھر (ایک ہستی کا نام ہے) سے مدینہ میں لے کر آیا۔ اس وقت رسول اللہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔ منقذ راہ میں بیٹھا تھا کہ رسول اللہ ادھر سے گزرے۔ منقذ آپ کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے فرمایا منقذ تمہاری قوم کے سب لوگوں کا کیا حال ہے پھر آپ نے اس کی قوم کے بڑوں بڑوں میں سے ہر ایک کا نام لیا۔ منقذ یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہوا اور اسی وقت اسلام لایا اور سورۃ فاتحہ اور اقراء سیکھی پھر ہجرت کی طرف جانے لگا رسول اللہ نے اس کے ساتھ ایک خط روانہ کیا عبد القیس کے لوگوں کو۔ وہ خط منقذ نے عبد القیس کے لوگوں کو نہیں دیا اور اپنے پاس چھپا رکھا۔ ایک بار منقذ کی بیوی جو شیخ عصری کی بیٹی تھی شیخ کا نام منذر بن عائد تھا لیکن حضرت نے اس کا نام شیخ رکھا (کیونکہ اس کی پیشانی میں چوٹ کا نشان تھا) اس نے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑھتے دیکھ کر اپنے باپ منذر سے اس کا تذکرہ کیا اور یہ کہا کہ میرے خاوند کا جب سے وہ مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے عجب حال ہو گیا ہے ہاتھ پاؤں دھو رہا ہے پھر ایک طرف (یعنی قبل کی طرف) منہ کر کے کبھی پیچھ جھکا رہا ہے (ارکوع) کبھی زمین پر گر رہا ہے۔ (سجدہ) جب منذر اس کے خاوند سے ملا اور دونوں کی باتیں ہوئیں تو شیخ کے دل میں اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس آیا اور پڑھ کر سنایا۔ ان سب کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا اور انھوں نے ایک جماعت رسول اللہ کی طرف روانہ کی جس کا سردار شیخ کو کیا۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا تمہارے پاس عبد القیس کے لوگ آتے ہیں جو پورب والوں میں سب سے بہتر ہیں اور ان میں شیخ بھی ہے وہ لوگ پھرنے والے نہیں نہ شک کرنے والے۔

دوسری روایت میں پانچ باتیں مذکور ہیں چار تو یہی (توحید و رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، مال غنیمت میں سے پانچویں حصہ کی ادائیگی) اور ایک رمضان کے روزے۔ اور بخاری کی روایت میں بھی پانچ باتیں ہیں۔ اس مقام پر یہ اشکار ہوتا ہے کہ آپ نے چار باتیں فرمائیں اور ذکر کیا پانچ کو علماء نے۔ اس کا جواب کئی طرح سے دیا ہے سب سے ظاہر وہ ہے جو ابن بطال نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتیں تھیں یعنی توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ مگر ایک بات غنیمت کے خمس کی زیادہ بتلائی اس لیے کہ وہ لوگ کفار مضر کے قریب رہتے تھے اور ان کو جہاد کرنا پڑتا تھا اور غنیمتیں ملتی تھیں اور ابن الصلاح نے کہا و ان تو دوا کا عطف شهادة ان لا اله الا الله پر نہیں ہے تاکہ پانچ باتیں ہوں بلکہ اربع پر ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور ایک اور بات کا۔

(فرمایا میں تم کو منع کرتا ہوں دہائے اور حتم سے) حتم کی تفسیر میں علماء کے کئی اقوال ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حتم کہتے ہیں ہز لا کھی گھڑوں کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم میں کتاب الاثر بہ میں ابو ہریرہ سے منقول ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن مغفل اور اکثر اہل لغت کا اور بعضوں نے کہا کہ حتم ہر ایک گھڑے (فصلیا) کو کہتے ہیں یہ عبد اللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ہے اور بعضوں نے کہا کہ حتم ایک قسم کے گھڑے ہیں جو مصر سے آتے ہیں دھروغنی ہوتے ہیں اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلیٰ سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ وہ لال ہوتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ حتم لال رنگ کے گھڑے ہیں ان میں مصر سے شراب آیا کرتی تھی یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی لیلیٰ لہ

(عرب کے نزدیک چار مہینے حرام تھے یعنی ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب۔ ان مہینوں میں وہ لوٹ مار نہ کرتے اور مسافروں کو نہ ستاتے اس وجہ سے ان مہینوں میں مسافر سفر کیا کرتے اور بے کھنگلے راہ چلتے) تو ہم کو کوئی ایسی بات بتلائے جس پر ہم عمل کریں اور اپنی طرف سے لوگوں کو بھی اس طرف بلا دیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تم کو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور منع کرتا ہوں چار باتوں سے پھر بیان کیا ان کو حکم کرتا ہوں کہ گواہی دو اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور منع کرتا ہوں دباہ سے (یعنی کدو کے توبے) اور حنتم^۱ سے اور نفیر سے (یعنی چوٹی برتن سے) ایک لکڑی کو لے کر اس کو کھود کر گڑھا سا بنا لیتے تھے) اور مقیر سے۔ خلف بن ہشام نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینی اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور اشارہ کیا آپؐ نے انگلی سے ایک کا۔

إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ ((أَمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَأَكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ ثُمَّ فُسِّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ تَزُودُوا خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَأَكُمْ عَنِ الدُّبَاةِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّفِيرِ وَالْمَقِيرِ)) زَادَ حَلَفَ فِي رِوَايَتِهِ ((شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقْدٌ وَاحِدَةٌ))

نے کہا کہ طائف سے اس میں شراب آتی تھی اور کچھ لوگ ان میں فیض بنایا کرتے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ حنتم وہ گھڑے ہیں جو مٹی اور بال اور خون سے بنتے ہیں اور یہ عطاء سے منقول ہے۔ (نودی)

(فرمایا میں تم کو مقیر سے منع کرتا ہوں) مقیر قار سے نکلا ہے یعنی جس برتن پر قار چڑھا ہو۔ قار زفت کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمرؓ سے یہ سند صحیح منقول ہے کہ زفت اور مقیر ایک چیز ہے اور قار اور زفت کو ہندی میں رال کہتے ہیں۔ یہ جو ان چاروں قسم کے برتنوں سے ممانعت کی اس سے غرض یہ ہے کہ ان برتنوں میں شربت نہ بناؤ یعنی کھجور اور انگور نہ بھگوؤ۔ اس لیے کہ ان برتنوں میں شراب تیار ہوا کرتی تھی اور نشہ ان میں جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چمڑے میں شربت بھگونے کی ممانعت نہیں کیونکہ چمڑا لطیف ہے۔ اس میں نشہ والی چیز نہیں چھتی بلکہ اکثر چیز اتیز شراب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بھی اوائلی اسلام میں تھی پھر بریدہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی۔ اس میں یہ ہے کہ میں نے تم کو منع کیا تھا شربت بھگونے سے سوا چمڑے کے اور برتنوں میں لیکن اب بھگوؤ ہر برتن میں اور نہ پیو اس شراب کو جو نشہ لاوے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور خطابی نے کہا ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور علماء کی ایک جماعت نے اس ممانعت کو قائم رکھا ہے اور یہی قول مالک اور احمد اور اسحاق کا ہے اور یہی منقول ہے عمرؓ اور ابن عباسؓ۔ (نودی)

۱۔ حنتم (دو غنی گھڑے) نفیر (کھوکھلی لکڑی یا سوراخ کیا ہوا پتھر) مقیر (تار کو لیا رال چڑھایا ہوا برتن)

۱۱۶- عَنْ أَبِي حُمَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أُرْجِمُ بَيْنَ يَدَيْهِ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَبَيْنَ النَّاسِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيِّ الْحَرِّ فَقَالَ إِنَّ وَقَدْ عَبْدَ الْفَيْسِ أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ الْوَفْدُ أَوْ مَنْ الْقَوْمُ)) قَالُوا رِبِيعَةُ قَالَ ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا الدَّامِي)) قَالَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شَقَةِ بَعِيدَةٍ وَإِنَّا بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيَّ مِنْ كُفَّارٍ مُضَرٍّ وَإِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصَلَّ نُحْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْحَنَةَ قَالَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ قَالَ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحَدُّهُ وَقَالَ ((هَلْ تَذَرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ)) قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تَوَدُّوا حُمُسًا مِنَ الْمَغْنَمِ)) وَنَهَاهُمْ عَنْ الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُرْقَةِ قَالَ شُعْبَةُ وَرَبِّمَا

۱۱۶- ابو حمزہ (نصر بن عمران) روایت ہے کہ میں ابن عباسؓ کے سامنے ان کے اور لوگوں کے بیچ میں مترجم تھا (یعنی اوروں کی بات کو عربی میں ترجمہ کر کے ابن عباسؓ کو سمجھاتا) اتنے میں ایک عورت آئی جو آپ کو پوچھتی تھی گھڑے کی نیذ کے بارے میں۔ ابن عباسؓ نے کہا عبد الفیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گزر چکے ہیں) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے پوچھا یہ وفد کون ہیں یا یہ کس قوم کے لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا ربیعہ کے لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو جو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ۔ (کیونکہ بغیر لڑائی کے خود مسلمان ہونے کے لیے آئے۔ اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو وہ رسوا ہوتے 'لوٹری غلام بنائے جاتے' مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں یہ قبیلہ ہے مضر کے کافروں کا تو ہم نہیں آسکتے آپ تک مگر حرام کے مہینہ میں۔ (جب لوٹ مار نہیں ہوتی) اس لیے ہم کو حکم کیجئے ایک صاف بات کا جس کو ہم بتلاویں اور لوگوں کو بھی اور جاویں اس کے سبب سے جنت میں۔ آپ نے ان کو چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ ان کو حکم کیا اللہ کی توحید پر ایمان لانے کا اور ان سے پوچھا کہ جانتے ہو ایمان کیا ہے؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کا قائم

(۱۱۶) ☆ ایک عورت نیذ کے گھڑے کے بارے میں دریافت کرتی تھی یعنی مٹی کی مٹھوریا یا بلٹری یا گھڑے میں جو بھجور یا انگور کا شربت بنایا جائے اس کا پینا کیسا ہے؟ نووی نے کہا اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورت انہی اور غیر مردوں سے بات کر سکتی ہے اور ان کی آواز سن سکتی ہے اور وہ اس کی آواز سن سکتے ہیں احتیاج کے وقت۔

مرحبا ایک کلمہ ہے جس کو عرب کے لوگ ملاقات کے وقت بولتے ہیں یعنی جب کوئی ملنے کو آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اچھی جگہ آئے 'وسعت اور کشائش کی جگہ میں۔

کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا (یہ چار باتیں ہو گئیں اب ایک پانچویں بات اور ہے) اور غنیمت کے مال میں سے پانچویں حصہ کا ادا کرنا (یعنی جو کافروں کی لوٹ میں سے مال ملے اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول کے لیے نکالنا) اور منع فرمایا ان کو کدو کے تو بے اور سبز لاکھی گھرے اور روغنی برتن سے 'شعبہ' نے کبھی یوں کہا اور نقیر سے اور کبھی کہا مقیر سے۔ (دونوں کے معنی اوپر گزر چکے ہیں) اور فرمایا اس کو یاد رکھو اور ان باتوں کی ان لوگوں کو بھی خبر دو جو تمہارے پیچھے ہیں۔ اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے من و راء کم کہا بدلے من و راء کم کے (اور مطلب دونوں کا ایک ہے) اور ان کی روایت میں مقیر کا ذکر نہیں ہے۔

قَالَ النَّقِيرُ قَالَ شُعْبَةُ وَرَبِّمَا قَالَ الْمُقِيرُ وَقَالَ ((اخْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوا بِهِ مِنْ وَرَائِكُمْ)) وَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايِهِ ((مَنْ وَرَاءَكُمْ)) وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ الْمُقِيرِ.

۱۱۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَقَالَ ((أَنَهَاكُمْ عَمَّا يُبْنَدُ فِي الدُّبَاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَتَمِ وَالْمُزَفَّتِ)) وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَشْجِ أَشَجَّ عَبْدُ الْقَيْسِ ((إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُجِبُهُمَا اللَّهُ الْجَنَّمَ وَاللَّانَةَ))

۱۱۸- عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْ لَقِيَ الْوَفْدَ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

۱۱۷- دوسری روایت بھی ابن عباسؓ سے اسی طرح ہے۔ اس میں یہ ہے کہ میں تم کو منع کرتا ہوں اس بنید سے جو بھگوئی جاوے کدو کے تو بے اور چوٹی اور سبز لاکھی اور روغنی برتن میں۔ ابن معاذ نے اپنی روایت میں اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ عبد القیس کے لُج سے (جس کا نام منذر بن حارث بن زیاد تھا یا منذر بن عبید یا عائد بن منذر یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجھ میں دو عادتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک تو عقل مندی دوسرے دیر میں سوچ سمجھ کر کام کرنا جلدی نہ کرنا۔

۱۱۸- قتادہ سے روایت ہے کہ مجھ سے یہ حدیث بیان کی اس شخص نے جو ملا تھا اس وفد سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے

(۱۱۷) ☆ یہ رسول اللہ نے اس لیے فرمایا کہ جب عبد القیس کے لوگ مدینہ میں پہنچے تو جھٹ پٹ رسول اللہ کے پاس آگئے مگر ان مسلمان کے پاس کھڑے رہے اور سب مسلمان اکٹھا کیا اور اونٹ کو باندھا پھر اچھے کپڑے بدلے اس کے بعد آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو نزدیک بلایا اور اپنے بازو کی طرف بٹھایا پھر یہ فرمایا کہ حقیقت میں عقیقہ دی اور اطمینان یہ دونوں صفیں ایسی ہیں جو تمام خوبیوں کی جڑ ہیں۔ بعض آدمی عقیقہ ہوتے ہیں لیکن جلد باز۔ ان سے بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں پھر شرمندہ ہوتے ہیں۔ عمدہ بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اس میں خوب فکر کرے اور اس کے فائدوں اور نقصانوں پر نظر ڈالے پھر جب فائدے زیادہ معلوم ہوں اور اس کا انجام بھی اچھا ہو تو اس کو کرے۔ اگر خود سے یہ کام نہ ہو سکے تو اور عقیقہ دوستوں سے مشورہ لے۔ حکماء نے کہا ہے کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر بیٹھتا ہے اس میں اور جانور میں کچھ فرق نہیں۔ جانور کی عقل اسی قدر ہے کہ جو خیال آیا اسی طرف دوڑا فکر و تامل اور انجام بینی کچھ نہیں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ سَعِيدٌ
وَذَكَرَ قَتَادَةُ أَبَا نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
فِي حَدِيثِهِ هَذَا أَنَّ أَنَسًا مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا
نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّا حَيٌّ مِنْ رِبْعَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفْرًا
مُضَرٌّ وَلَا تَقْدِرُ عَلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَرَمِ فَمُرْنَا
بِأَمْرٍ نَأْمُرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْحِجَّةَ إِذَا
نَحْنُ أَخَذْنَا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ((أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ
اغْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَقِيمُوا
الصَّلَاةَ وَأَتُوا الزَّكَاةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ
وَأَعْطُوا الْخُمْسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ
أَرْبَعٍ عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَتَمِ وَالْمَزَقَةِ وَالنَّقِيرِ))
قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا عَلِمْتُكَ بِالنَّقِيرِ قَالَ ((بَلَى
جَذَعٌ تَقْفَرُونَهُ فَتَقْدِفُونَ فِيهِ مِنَ الْقَطِيعَاءِ))
قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنْ الثَّمَرِ ثُمَّ تَصْبُونَ فِيهِ مِنَ
الْمَاءِ حَتَّى إِذَا سَكَنَ عَلَيْهِ شَرِبْتُمُوهُ حَتَّى إِنْ
أَحَدَكُمْ أَوْ إِنْ أَحَدُهُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهِ
بِالسَّيْفِ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ
كَذَلِكَ قَالَ وَكُنْتُ أَحِبُّهَا حَيَاءً مِنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَنَقِمَ نَشْرَبُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فِي أَسْقِيَةِ الْآدَمِ النَّبِيِّ يُلَاقُ
عَلَى أَفْوَاهِهَا)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَرْضَانَا
كَثِيرَةُ الْجِرْدَانِ وَلَا تَبْقَى بِهَا أَسْقِيَةُ الْآدَمِ فَقَالَ
نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَإِنْ أَكَلْتَهَا
الْجِرْدَانِ وَإِنْ أَكَلْتَهَا الْجِرْدَانِ وَإِنْ أَكَلْتَهَا

عبد القیس کے قبیلہ میں سے) اور قتادہ نے نام نہ لیا اس شخص کا
جس سے یہ حدیث سنی۔ اس کو تہ لیس کہتے ہیں (سعید نے کہا قتادہ
نے ابو نصرہ کا نام لیا انھوں نے سنا ابو سعید خدری سے تو قتادہ نے
اس حدیث کو ابو نصرہ (منذر بن مالک بن قطعہ) سے سنا انھوں
نے ابو سعید خدری سے (سعید بن مالک سنان سے) کہ کچھ لوگ
عبد القیس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے نبی
اللہ کے! ہم ایک شاخ ہیں ربیعہ کی اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں
مضر کے کافر ہیں اور ہم نہیں آسکتے آپ تک مگر حرام مہینوں میں
تو حکم کیجئے ہم کو ایسے کام کا جس کو ہم بتلا دیں اور لوگوں کو جو
ہمارے پیچھے ہیں اور ہم اس کی وجہ سے جنت میں جاویں جب ہم
اس پر عمل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم کو چار چیزوں کا
حکم کرتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ (جن چار چیزوں
کا حکم کرتا ہوں وہ یہ ہیں کہ) اللہ کو پوجو اور اس کے ساتھ کسی کو
شریک نہ کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے
روزے رکھو اور غنیمت کے مالوں میں سے پانچواں حصہ ادا کرو اور
منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے، کدو کے توسے اور سبز لا کھی
برتن اور روغنی برتن اور نقیر سے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! نقیر آپ
نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں جانتا نقیر ایک لکڑی ہے
جس کو تم کھود لیتے ہو پھر اس میں قطیعا (ایک قسم کی چھوٹی کھجور
اس کو شہریر بھی کہتے ہیں) بھگوتے ہو سعید نے کہا یا تر بھگوتے
ہو پھر اس میں پانی ڈالتے ہو جس سے اس کا جوش تھم جاتا ہے تو
اس کو پیتے ہو یہاں تک کہ ایک تم میں اپنے چچا کے بیٹے کو تلوار
سے مارتا ہے۔ (نشر میں آکر۔ جب عقل جاتی رہتی ہے تو دوست
دشمن کی شناخت نہیں رہتی اپنے بھائی کو جس کو سب سے زیادہ
چاہتا ہے تلوار سے مارتا ہے۔ شراب کی برائیوں میں سے یہ ایک
بڑی برائی ہے جس کو آپ نے بیان کیا) راوی نے کہا ہمارے لوگوں

الْجُرْذَانُ)) قَالَ وَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ ((إِنَّ فَيْكَ تَخَصُّلَيْنِ يُجِبُهُمَا اللَّهُ الْجَلْمَ وَالْأَنَانَةَ))

میں اس وقت ایک شخص موجود تھا (جس کا نام جہم تھا) اس کو اسی نشہ کی بدولت ایک زخم لگ چکا تھا اس نے کہا کہ لیکن میں اس کو چھپاتا تھا رسول اللہ ﷺ سے شرم کے مارے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! پھر کس برتن میں ہم شربت پیئیں؟ آپ نے فرمایا پیو چڑے کے برتنوں میں، مشکوں میں جن کا منہ باندھا جاتا ہے۔ (ڈوری یا تسمہ سے) لوگوں نے کہا اے نبی اللہ کے! ہمارے ملک میں چوہے بہت ہیں وہاں چڑے کے برتن نہیں رہ سکتے۔ آپ نے فرمایا پیو چڑے کے برتنوں میں اگر چہ چوہے ان کو کاٹ ڈالیں۔ (یعنی جس طور سے ہو سکے چڑے ہی کے برتن میں پیو۔ چوہوں سے حفاظت کرو لیکن ان برتنوں میں پینا درست نہیں کیونکہ وہ شراب کے برتن ہیں) راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے عبد القیس کے ارشاد سے فرمایا تجھ میں دو نخصلیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور اطمینان، جلدی نہ کرنا۔

۱۱۹- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ صرف سند اور چند الفاظ کا رد و بدل ہے۔

۱۱۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَقَدْ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِحَدِيثِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنِ أَنَّ فِيهِ ((وَتَذِيقُونَ فِيهِ مِنَ الْقَطِيعَاءِ أَوْ التَّمْرِ وَالْمَاءِ)) وَلَمْ يَقُلْ قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ.

۱۲۰- ابو سعید خدری سے روایت ہے عبد القیس کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو کہنے لگا اے نبی اللہ کے! اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے، کوئی شراب ہم کو درست ہے؟ آپ نے فرمایا تھیر میں نہ پیو۔ انھوں نے کہا اے نبی اللہ کے! اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا

۱۲۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ وَقَدْ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا نَبِيُّ اللَّهِ جَعَلْنَا اللَّهُ فِدَاكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْرَبَةِ فَقَالَ

(۱۲۰) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے (یعنی اس حدیث سے جو کئی راویوں سے مختلف طریقوں سے اوپر روایت کی گئی ہے) بہت سے مسائل معلوم ہوئے جو جاہجاہ اور پر مذکور ہوئے اور میں اختصار سے ان کو یہاں بیان کرتا ہوں۔ ایک تور و سماء اور اشراف کی سفارت روانہ کرنا ضروری اور ہم کاموں کے لیے۔ دوسرے سوال سے پہلے عذر ظاہر کرنا۔ تیسرے مہمات اسلام اور ارکان اسلام کا بیان سوانح کے اور اوپر ہم کہہ چکے ہیں کہ اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔ چوتھے عالم کا مدد چاہنا دوسروں کے سمجھانے کے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباس کے مترجم اللہ

آپ جانتے ہیں تفسیر کو؟ آپ نے فرمایا ہاں تفسیر ایک لکڑی ہے جس کے بیچ میں کھود کر گڑھا کر لیتے ہیں اور کندہ کے توپے میں نہ پیو اور سبز لاکھی برتن میں نہ پیو اور پیو (چمڑے کی) مشکوں میں جن کا منہ ڈوری یا تسمہ سے بندھا ہو۔

((لَا تَشْرَبُوا فِي النِّعْرِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلْنَا اللَّهُ فِدَاءَكَ أَوْ تَذَرِي مَا النِّعْرُ قَالَ ((نَعَمْ الْجَذَعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ وَلَا فِي الدُّبَاءِ وَلَا فِي الْخِصْمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمُوكَى))

باب: لوگوں کو شہادتین کی طرف بلائے اور اسلام کے ارکان کا بیان

بَابُ الدُّعَاءِ إِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ

۱۲۱- ابن عباسؓ سے روایت ہے معاذ بن جبلؓ نے کہا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے (یمن کی طرف حاکم کر کے) بھیجا تو فرمایا تم ملو گے کچھ لوگوں سے اہل کتاب کے تو بلانا ان کو اس بات کی گواہی کی طرف کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں۔ (یعنی حضرت محمدؐ) اگر وہ اس کو مان لیں تو بلانا ان کو یہ بات کہ اللہ نے ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو یہ بات بلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی

۱۲۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَأَذْغُهُمْ إِلَى شَهَادَةٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ

ابو جرحہ تھے۔ پانچویں ترجمہ اور فتویٰ اور خبر میں ایک شخص کا قول کافی ہوتا۔ چھٹے مہمان کے لیے مہمانوں کے لیے مہمانوں کے لیے خوش کرنے کے لیے اس کی تعریف کرنا۔ ساتویں منہ پر تعریف کرنا جب کہ اس میں فتنہ کا خوف نہ ہو اور منہ پر تعریف کرنا یعنی مدح جو منع ہے وہ اسی وقت ہے جب کہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔ ورنہ خود رسول اللہ سے بہت سے مقاموں میں مدح ثابت ہے۔ آپ نے ازار لگانے کی حدیث میں ابو بکرؓ سے فرمایا تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہیں اور فرمایا ابوبکرؓ استروا سب لوگوں سے زیادہ احسان صحبت اور مال کی وجہ سے مجھ پر حیرا ہے اور جو میں کسی کو دوست بنانا (سوا خدا کے) تو ابوبکرؓ کو بنانا اور ایسی ہی حدیثیں اور آثار منقول ہیں۔ آنھوں نے پوچھنے والے پر عتاب نہ کرنا اگر وہ کہے مجھ سے کھول کر بیان کرو۔ نویں صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہوتا شہر رمضان کہنا ضروری نہیں۔ دسویں عالم سے دوبارہ سمجھنے کے لیے پوچھنا۔ گیارہویں تاکید کرنا کلام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے۔ بارھویں یہ کہنا درست ہے کہ خدا مجھے تم پر قربان اور فدا کرے۔ ابھی مختصر۔

(۱۲۱) یعنی نور اللہ تک پہنچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بہت باتیں نکلتی ہیں قبول کرنا خبر واحد کا اور واجب ہونا عمل اس پر اور وتر کا واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذؓ رسول اللہ کی وفات سے چند روز پہلے یمن کی طرف بھیجے گئے تھے پھر اگر وتر واجب ہوتا تو آپؐ اس کو بھی نمازوں میں شریک کرتے اور مسنون ہونا دعوت کفار کا طرف توحید کے جنگ سے پہلے اور حکم نہ ہونا اسلام کا جب تک شہادتین کا زبان سے اقرار نہ کرے اور یمنی مذہب ہے اہل سنت کا اور واجب ہونا پانچوں نمازوں کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کا نصیحت کرنا اپنے عالموں کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوٰۃ وصول کرنے والے پر عمدہ مال چھانٹ لینا۔ اسی طرح صاحب مال پر بر مال دینا اور زکوٰۃ نہ دینا کافر کو نہ مالدار کو۔ اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے خطابی اور ہمارے اصحاب نے کہ ظلم

ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی، پھر انہی کے فقیروں اور محتاجوں کو دی جائے گی۔ اگر وہ اس بات کو مان لیں تو خبردار نہ لینا عمدہ مال ان کے (یعنی زکوٰۃ میں متوسط جانور لینا، عمدہ دودھ والا اور پر گوشت فر بہ چھانٹ کر نہ لینا) اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں۔

۱۲۲- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

أَطَاعُوا لَذَلِكَ فَأَعْلِمَهُمْ أَنَّ اللَّهَ اقْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُوْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَأَتَى دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ))

۱۲۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ((إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا)) بِعَثَلٍ حَدِيثٍ وَكَيْفٍ.

۱۲۳- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب معاذؓ کو یمن بھیجا تو ان سے کہا تم جاؤ گے اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس تو سب سے پہلے جس طرف تم ان کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے، پھر جب وہ خدا کو پہچان لیں تو ان کو بلاؤ کہ

۱۲۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ ((إِنَّكَ تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلُ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا

تو زکوٰۃ کا نقل جائز نہیں یعنی ایک ملک کی زکوٰۃ دوسرے ملک کے فقیروں کو نہ بھیجی جائے اور یہ استدلال قوی نہیں کیونکہ اس سے مراد مسلمانوں کے فقیروں کو بھیج سکتے ہیں۔ اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز، روزہ کے ساتھ مخاطب نہیں ہیں یعنی ان کو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لاویں اور اسی امر کے نہ کرنے پر ان کو عذاب ہوگا۔ نماز، روزہ وغیرہ ان پر جب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہوں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت نے اس حدیث میں یوں فرمایا اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو یہ بتلاؤ۔ تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتیں ہی کو نہ مانیں تو اور ارکان اسلام ان پر واجب نہیں اور یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب وہ شہادتیں کا اقرار کریں تو ان کو بتلاؤ کہ نماز کا مطالبہ ان سے ہوگا دینا میں اور دینا میں تو ارکان اسلام کا مطالبہ جب ہی ہوگا جب وہ اسلام لائیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آخرت میں بھی ان کو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہ ہو اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ حضرت نے ایک ایک بات بہ ترتیب بتلائی۔ پہلے جو بہت ضروری تھی پھر جو اس سے کم، پھر جو اس سے کم اور خود اسی حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لیں تو بتلاؤ ان کو زکوٰۃ کی فرضیت حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہوا کہ پہلے انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پھر اس کے بعد زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

(۱۲۳) قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ خدا کو نہیں پہچانتے اور یہی قول سے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر میں خدا کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے خدا کو پہچانا اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ جو شخص رسول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا جو شخص خدا کو اور مخلوقات کے مشابہ سمجھتا ہے یا خدا کو مجسم جانتا ہے اور اجسام کی طرح یہودیوں میں سے۔ یا خدا کی اولاد ہونا جائز جانتا ہے یا اس کی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا طول اور انتقال اور استخراج اجسام کی طرح اس کے لیے جائز سمجھتا ہے نصاریٰ میں سے۔ یا اس کے اوصاف ایسے بیان کرتا ہے جو اس کو لائق نہیں یا اس کے لیے شریک یا مخالف برابر والا ثابت کرتا ہے جو اس اور بت پرستوں میں سے۔ ان سب کا معبود در حقیقت خدا نہیں اگرچہ وہ اس کا نام خدا رکھیں۔ تو در حقیقت انھوں نے سچے خدا کو نہیں پہچانا۔ اس نکتہ کو سمجھ کر یاد رکھنا چاہیے۔ (نودی) رحمہ اللہ

اللہ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں ہر رات و دن میں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو ان کو بلاؤ کہ اللہ عز و جل نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالوں میں سے لی جائے گی پھر انہی کے فقیروں کو دی جائے گی۔ جب وہ یہ بھی مان لیں تو ان سے زکوٰۃ لے اور ان کے عمدہ مالوں سے بچ۔

باب: جب تک لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہیں ان سے لڑنے کا حکم

عَرَفُوا اللَّهَ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوا فَأْخَبَرَهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَرَزُّوا عَلَىٰ فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخَذَ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ))

بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

۱۲۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہوئے تھے وہ کافر ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کہا تم ان

۱۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَحْلَفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنْ

یہ جو فرمایا ان کے مال میں سے زکوٰۃ لی جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان زکوٰۃ نہ دیوے تو جبراً اس کے مال میں سے وصول کی جائے گی۔ اس میں اختلاف نہیں ہے مگر اختلاف اس میں ہے کہ آیا وہ باطناً مینہ و مین اللہ زکوٰۃ سے بری ہو گا یا نہ ہو گا۔ اس میں ہمارے اصحاب کے دو قول ہیں۔ (نووی)

(۱۲۳) خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے۔ ایک تو وہ جو بالکل دین اسلام کو چھوڑ کر اپنی کفری حالت کی طرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابو ہریرہؓ نے جو کہا کافر ہو گئے عرب کے لوگ جو کافر ہوئے تھے اس سے مراد اسی قسم کے لوگ ہیں اور ایسے لوگوں میں بھی دو گروہ تھے۔ ایک گروہ تو مسلمان کذاب کو کافر جانتا تھا اور اسود عتسی کو رسول مانتا تھا اور اس کے قبول کرنے والے بہن کے لوگوں میں سے تھے اور ایک گروہ اس کے برعکس۔ یہ فرقتے تو بالکل ہمارے پیغمبر کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور مسلمان اسود کو پیغمبر سمجھتے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ نے ان سے لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ مسلمان یہاں سے اور اسود عتسی صنعا میں مارا گیا اور ان کی جماعتیں ٹوٹ گئیں اور اکثر ان میں سے مارے گئے۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرائع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزہ کو چھوڑ چکا تھا اور پھر اسی جاہلیت کے طریق پر چلنے لگا تھا۔ اس وقت خدا کو سجدہ صرف تین مسجدوں میں ہوتا تھا۔ ایک مکہ کی مسجد، دوسری مدینہ کی مسجد، تیسری عبد القیس کی مسجد بحرین میں۔ دوسری طرح کے وہ لوگ تھے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق نکالا تو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ یہ لوگ درحقیقت ایک قسم کے باغی تھے۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کو شبہ ہوا۔ (السرارج الوہاب)

حضرت عمرؓ کا اعتراض نظر ظاہر حدیث کے تھا کہ جب حضرت نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے بچا لیا اپنے مال اور جان کو اور یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں پھر ان سے لڑنا اور ان کی مال و جان لینا کیوں کر درست ہو گا۔ مطلب حضرت ابو بکرؓ کا یہ تھا کہ رسول اللہ نے مال اور جان کی حفاظت دو شرطوں پر معلق کی ہے اور جو حکم دو شرطوں پر معلق ہو وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہیں ہوتا جب دوسری شرط نہ ہو پھر قیاس کیا اس کا نماز سے بعد اس کے زکوٰۃ کو مثل نماز کے قرار دیا اور اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ جو شخص نماز چھوڑ دے باجماع صحابہؓ اس سے لڑائی درست ہے۔ جب ابو بکرؓ نے زکوٰۃ جو مختلف فیہ تھی نماز کے مثل قرار دیا جو متفق علیہ تھی۔ تو اس معاملہ میں حضرت عمرؓ نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابو بکرؓ نے قیاس سے اور معلوم

الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّْي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَيَّ)) لوگوں سے کیونکر لڑو گے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مجھ کو حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو بچا لیا مگر کسی نے حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو پکڑا جاوے گا) پھر حساب اس کا اللہ پر ہے۔

اور ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہو سکتی ہے۔

مسلم میں عقلاً مردی ہے اور ایسا ہی بخاری میں اور بعض روایتوں میں عقال کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہیں بکری کے بچہ کو اور دونوں صحیح ہیں اور محمول ہیں اس امر پر کہ ابو بکرؓ نے یہ کلام دوسرے کہا ہو گا۔ ایک بار عقال کہا اور ایک بار عناق تو روایت کئے گئے ان سے دونوں لفظ۔ تو عناق سے مراد بکریوں کے بچے ہیں جن کی مائیں مر چکی ہوں اور عقال سے مراد ایک سال کی زکوٰۃ ہے اور بعضوں نے کہا کہ عقال وہی رسی ہے جس سے اونٹ کو باندھتے ہیں اور نووی نے اس کو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور مبالغہ کا ہے۔ تو جہاں تک عقال کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب ایک سال کی زکوٰۃ مراد لیں تو یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ (السراج الوہاج)

نوویؒ نے کہا عمرؓ نے ابو بکرؓ کی تقلید نہیں کی اس واسطے کہ عمرؓ خود مجتہد تھے اور مجتہد کو درست نہیں دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور ردائے فیض نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ کی تقلید کی اور بناءً اس کی ان کے خیال فاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضروری ہے۔ یہ ان کی کھلی ہوئی جہالت ہے۔ (السراج الوہاج) نوویؒ نے کہا بعض راہبوں نے یہ خیال کیا ہے ابو بکرؓ نے سب سے پہلے مسلمانوں کو قید اور قتل کیا حالانکہ وہ لوگ زکوٰۃ کے باب میں تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے قرآن میں یہ جو حکم ہے خذ من اموالہم صدقة الا یہ تو یہ خطاب رسول اللہ کے لیے خاص ہے اس واسطے کہ تطہیر یعنی گناہوں سے پاک کرنا اور تزکیہ اور صلوة دوسرے سے نہیں ہو سکتا۔ خطاب نے کہا یہ خیال ایسے لوگوں کا ہے جن کو دین سے ذرا واسطہ نہیں اور ان کے عمدہ مقاصد افتراء اور بہتان اور سلف کی برائی ہیں اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اسلام سے مرتد ہو جانے والے لوگ کئی طرح کے ہیں۔ بعض تو دین سے بالکل پھر گئے تھے اور مسلہ وغیرہ کو پیغمبر جانے لگے تھے اور بعضوں نے نماز اور زکوٰۃ اور تمام شرائع کو ترک کر دیا تھا پھر ان ہی لوگوں کو صحابہ نے کافر سمجھا اور ابو بکرؓ نے ان سے لڑائی کی اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا اور اکثر صحابہ نے اس بات میں ابو بکرؓ کی موافقت کی خود حضرت علیؓ نے بنی حنیفہ کے قیدیوں میں سے ایک عورت کو لونڈی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن حنیفہ پیدا ہوئے۔ پھر صحابہ کا زمانہ گزرنے سے پہلے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پر قائم تھے پر باغی تھے اور اگرچہ ان میں سے بعض زکوٰۃ دینے پر راضی ہوتے تھے پر ان کے سرداروں نے ان کو زکوٰۃ دینے سے روکا۔۔۔ جیسے بنی یربوع وہ زکوٰۃ دینے پر مستعد ہو گئے تھے اور مال زکوٰۃ جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے ان کو روکا پر ان لوگوں کو خاص کر کے کافر نہیں کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگوں میں شریک ہو گئے تھے دین کی بعض باتیں موقوف کرنے میں اس لیے کہ مرتد کا اطلاق ہر گمراہ پر ہوتا ہے اور ہر اس شخص پر جو پہلے ایک کام کی طرف توجہ رکھتا ہو پھر اس سے پھر جاوے اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو رد کرتے تھے۔ تو یہ قبیح لقب مرتد کا ان کے ساتھ بھی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی اور یہ جو انہوں نے استدلال کیا تھا قرآن سے کہ قرآن میں خذ من اموالہم خطاب خاص ہے رسول اللہ سے تو قرآن کے خطاب تین طرح کے ہیں۔ ایک خطاب عام جیسے یا ایہا الذین امنوا اذقمتکم الی الصلوٰۃ یعنی اے ایمان والو! جب تم کھڑے ہو نماز کے لیے۔ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام اے ایمان والو! فرض ہیں تم پر روزے اور ایک خطاب خاص حضرت کے لیے ہے جس میں

اللہ)) فقال أبو بكر واللہ لأقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ نُوُّ مَنْعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ (اگر اس کے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں ڈر کے مارے مسلمان ہو گیا ہو تو قیامت میں اللہ اس سے سمجھ لے گا۔ دنیا ظاہر پر ہے۔ دنیا میں اس سے کوئی مواخذہ نہ ہو گا) حضرت ابو بکرؓ نے کہا قسم خدا

میں ہو سکتا اور وہ جب ہے کہ آیت میں صاف ارشاد ہوا کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے جیسے ومن الليل فنهجد به نافلة لك اور جیسے فرمایا خالصه لك من دون المؤمنين۔ اور ایک خطاب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خطاب کیا ہے پر اس میں پیغمبر اور سب امت کے لوگ برابر ہیں جیسے اقم الصلوة لدلوك الشمس قائم کر نماز کو آفتاب کے ڈھلنے ہی اور جیسے فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم یعنی جب تو قرآن پڑھنے لگے تو پناہ مانگ شیطان مردود سے اور جیسے واذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوة اور یہ خطاب ہوا چہاد میں جو رسول اللہ سے خاص نہیں بلکہ سب امت اس میں شریک ہے۔ اسی طرح یہ خطاب بھی ہے خذ من اموالهم صدقة لايت۔ تو یہ جو شخص رسول اللہ کی وفات کے بعد آپ کا قائم مقام ہو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے اور اسی کے مثل ہے یہ آیت یا ايها النبی اذا طلقتم النساء کہ خطاب ہے نبی کی طرف اور حکم ہے سب مسلمانوں کو بلکہ بعض مقاموں میں خطاب ہے پیغمبر کی طرف اور مراد اور لوگ ہیں جیسے فان كنت في شك مما انزلنا اليك۔ اسلئے کہ حضرت کو شک نہ تھا اس میں جو آپ پڑتا تھا۔ رہا تفسیر اور ترکیہ اور دعا تو یہ ہر ایک امام کر سکتا ہے صاحب صدقہ کے لیے اور جو ثواب جس عمل پر وارد ہوا ہے وہ قائم ہے آپ کی وفات سے موقوف نہیں ہو گیا اور امام اور عامل کو مستحب ہے کہ صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرے تاکہ اس کے مال کی ترقی اور برکت رہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور اس کے سوال کو رد نہ کرے گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جن لوگوں نے اس زمانہ میں زکوٰۃ نہ دینے کے لیے تاویل کی تھی وہ باقی قرار پائے۔ اب اگر اس زمانہ میں کوئی زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور اس کو ادا نہ کرے تو کیا اس کا حکم مثل باغیوں کے ہو گا تو جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں اس زمانہ میں جو کوئی زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ معذور تھے کئی وجوہوں سے۔ ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت کا ان سے قریب تھا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ لوگ نادان تھے اور نئے مسلمان ہوئے تھے اس لیے شبہ میں پڑ گئے۔ اب تو دین اسلام شائع اور مشہور ہو گیا اور دین کی باتیں خلص اور عام سب کو معلوم ہو گئیں۔ اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہو گا اس کے انکار میں۔ اسی طرح حکم ہے ہر ایک شخص کو جو انکار کرے امت کے اجماعی کاموں میں سے کسی کام کا جو مشہور ہو جیسے پانچوں نمازوں کا یا رمضان کے روزوں کا یا جنابت سے غسل کا یا زنا کے حرام ہونے کا یا شراب کے حرام ہونے کا یا محرم عورتوں سے نکاح حرام ہونے کا البتہ اگر کوئی اس زمانہ میں بھی نو مسلم ہو اور ارکان اسلام کو اچھی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے ناواستہ تو کافر نہ ہو گا اور اسلام کا اطلاق اس پر باقی رہے گا اور جو باتیں امت کی اجماعی ہیں پر خاص و عام میں مشہور نہیں ان کا انکار کفر نہ ہو گا جیسے پھوپھی اور بھتیجی کو جمع کرنا یا خال اور بھانجی کو یا قاتل کو میراث نہ دلانا یا ادوی کو چھنا حصہ ملنا۔ (انہی باختصار)

السراج الوہاج میں ہے کہ ابو بکرؓ جو دلیل لائے اور عمرؓ نے جو اعتراض کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دوسری روایت کی خبر نہیں ہوئی جس کو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور یقین لادیں میرے اوپر اور اس پر جو میں لایا۔ جب ایسا کریں گے تو بچالیا انھوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے پھر حساب ان کا اللہ پر ہے اور ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور اگر میں نماز کو اور دیویں زکوٰۃ کو اور انسؓ کی روایت میں ہے کہ منہ کریں نماز میں ہمارے قبلہ کی طرف اور کھائیں ہمارا ذبح کیا ہو ا جانور اور ہماری ہی نماز پڑھیں۔ اس لیے کہ اگر حضرت عمرؓ کو ان روایتوں کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نہ کرتے اور ابو بکرؓ کو اگر خبر ہوتی تو

کی میں تو لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوٰۃ میں۔ اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ قسم خدا کی اگر وہ ایک عقلمند ہو تو اس کے جو دیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو تو میں لڑوں گا ان سے اس کے نہ دینے پر۔ حضرت عمرؓ نے کہا قسم خدا کی پھر وہ کچھ نہ تھا مگر میں نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابو بکرؓ کا سینہ کھول دیا ہے لڑائی کے لیے۔ (یعنی ان کے دل میں یہ بات ڈال دی) تب میں نے جانا کہ یہی حق ہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتْنَهُمْ عَلَى مَنْبِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَذُ شَرَحَ صَدْرُ أَبِي بَكْرٍ لِلْغَيْثِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

۱۲۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے بچا لیا مجھ سے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اس کا اللہ پر ہے۔

۱۲۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابِهِ عَلَى اللَّهِ)).

۱۲۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم

۱۲۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ

وہ حدیث سے دلیل لاتے قیاس کیوں کرتے۔

اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو قیاس کا جوت ہو نا اور اس پر عمل کرنا۔ دوسرے نماز یا زکوٰۃ یا اور فرض اسلام کو ادا نہ کرنے والوں سے لڑنا۔ تیسرے باغیوں سے لڑنے کی اجازت۔ چوتھے امام کو ضرورت کے وقت اجتہاد درست ہو نا اور امام سے بحث کرنا۔ نوویؒ نے کہا قاضی عیاضؒ نے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر جان اور مال محفوظ رہنا عرب کے مشرک اور بت پرستوں کے لیے ہے ان کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہیں جیسے اہل کتاب وغیرہ وہ صرف توحید کی وجہ سے بچ نہیں سکتے۔ اس لیے دوسری حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو رسول مانیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں ان سب کو مانیں۔ پھر نوویؒ نے کہا کہ علماء نے اختلاف کیا ہے زندیق کی توبہ قبول کرنے میں یعنی جو بالکل شریعت الہی کا منکر ہو۔ (جیسا ہمارے اس دجالی زمانہ میں ایک فرقہ نکلا ہے جس کو نیچری یا طبعی کہتے ہیں) تو اس میں پانچ قول ہیں سب میں صحیح اور صواب یہ ہے کہ توبہ اس کی قبول ہے بہ سبب احادیث صحیحہ مطلقہ کے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی توبہ ہرگز قبول نہیں بلکہ اس کو قتل کرنا چاہیے پھر اگر وہ درحقیقت سچا ہو گا تو آخرت میں اس کی نجات ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی توبہ قبول ہے پھر اگر کفر اختیار کرے تو مقبول نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود توبہ کرے تو مقبول ہے اور تلواریں کے ذریعے سے کرے تو مقبول نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں ورنہ قبول ہے۔ اجماعی

(۱۲۶) نوویؒ نے کہا اس حدیث میں بیان ہے اس بات کا جو دوسری روایتوں میں اختصار کیا گیا صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے یعنی اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتیں جن سے صرف لا الہ الا اللہ کہنے کا بیان ہے مختصر اور مجمل ہیں۔ جان اور مال بچانے کے لیے

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَانِهِمْ عَلَى اللَّهِ))

ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور ایمان لاویں مجھ پر (کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں) اور اس پر جس کو میں لے کر آیا۔ (یعنی قرآن پر اور شریعت کے تمام احکام پر جن کو میں لایا) جب وہ ایسا کریں گے تو انھوں نے مجھ سے بچالیا اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔

۱۲۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ)) بِحِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۱۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا۔ باقی حدیث وہی ہے۔

۱۲۸- عَنْ جَابِرٍ وَ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَانِهِمْ عَلَى اللَّهِ)) ثُمَّ قَرَأَ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصْطَبِرٍ.

۱۲۸- جابر اور ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جب انھوں نے لا الہ الا اللہ کہا تو بچالیا مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی انما انت مذکر ○ لست علیہم بمصیطر ○ یعنی تو تو نصیحت کرنے والا ہے لوگوں کو۔ تیرا کچھ زور ان پر نہیں۔ (یہ آیت اس وقت کی ہے جب جہاد فرض نہ ہوا تھا)

۱۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ

۱۲۹- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ گواہی دیں اس بات

کہ جیسے لا الہ الا اللہ کا اقرار ضروری ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ بھی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت کا ماننا جن کا ثبوت بتواتر یقین کو پہنچ گیا ہے ضروری ہے اور اس بیان کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھے اور شک نہ کرے تو وہ مومن ہے اور موحّد۔ یہ ضروری نہیں کہ اہل کلام کے دلائل دریافت کرے اور خدا کو ان دلیلوں سے پہچانے۔ یہی قول ہے تحقیق اور جمہور سلف کا اور بعض لوگوں کے نزدیک ایمان پورا ہونے کے لیے دلائل پہنچانا ضروری ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہے اس لیے کہ مقصود یقین ہے اور وہ حاصل ہو گیا تقلید سے بھی۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ نے بھی صرف یقین کو کافی سمجھا اور دلائل دریافت کرنے کی شرط نہیں کی۔

(۱۲۹) السراج الوہاج میں ہے کہ امام شوکانی سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل میں رہتے ہیں اور کوئی حکم شرعی نہیں بجالاتے نہ نماز نہ روزہ صرف زبان سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں وہ کافر ہیں یا مسلمان اور آیا مسلمانوں کو ان سے جہاد کرنا چاہیے یا نہیں؟ تو جواب دیا انھوں نے "ارشادہ السائل" میں ہے کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو سوا زبان سے لا الہ الا اللہ محمد ﷺ

النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ))

۱۳۰- عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرَّمَ مَالُهُ وَدَمُهُ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ))

کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور بے شک محمد اس کے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور دیویں زکوٰۃ کو۔ پھر جب یہ کریں تو بچالیا انھوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔

۱۳۱- رَوَى أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو حَالِدٍ الْأَخْمَرِيُّ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ وَحَّدَ اللَّهَ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ

۱۳۰- ابومالک سے روایت ہے اس نے سنا اپنے باپ سے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے 'آپ فرماتے تھے جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور انکار کیا ان چیزوں کا جن کو پوجتے ہیں سوا خدا کے آدمی ہوں یا جن 'اوتار یا جھاڑ' پہاڑ یا بت وغیرہ تو حرام ہو گیا مال اس کا اور خون اس کا اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

۱۳۱- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ لا الہ الا اللہ کے بجائے یہاں توحید کے الفاظ ہیں۔

باب الدلیل علی صحۃ اسلام من حضرہ الموت ما لم یشرع فی النزع وهو

باب بیان اس بات کا کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اس کا اسلام صحیح ہے جب تک حالت نزع نہ ہو یعنی

لہر رسول اللہ کہنے کے تو بیٹک دو کافر ہے اور شدید الگ۔ اس کا جان اور مال حلال ہے۔ اس لیے کہ صحیح حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جان اور مال اس وقت بچے گی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو ایسے کافروں کے قریب جو مسلمان رہتے ہوں ان پر واجب ہے کہ ان کافروں کو اسلام کے احکام بتلائیں اور ان کے بجالانے کے لیے ان کو دعوت کریں اور پہلے نرمی اور سہولت سے ثواب کی رغبت دلا کر اور عذاب سے ڈرا کر ان کو سمجھادیں اور اگر وہ مان لیں اور ارکان اسلام کو ادا کرنے لگیں تو خیر اور جو انکار کریں اور مانیں تو مسلمانوں کو جہاد کرنا چاہیے ان پر اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لائیں ان کا خون اور مال حلال ہے اور ان کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگوں کا اور رسول اللہ نے ہم سے کھول کر بیان کر دیا ہے ان باتوں کو جو کافروں کے ساتھ لڑنے سے متعلق ہیں اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی اس باب میں بہت ہیں ہر شخص کو معلوم ہیں بلکہ خاص اسی امر کے لیے اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول اللہ کو بھیجا اور کتابیں اتاریں اور اس کا زیادہ بیان کرنا بے فائدہ طول ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے اصرار کیا کفر پر تو وہ ملک دار الحرب ہے بلا شک اور بلا شبہ اور جو احکام دار الحرب کے ہیں وہ احکام ان کے ملک کے ہونگے۔ اور اختلاف دنیا ہے مسلمانوں نے کہ کافروں کے ملک پر جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ لیکن حق یہ ہے کہ ضروری نہیں اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی مطلق ہیں ان میں کوئی قید نہیں۔ اچھی۔

جان کنی نہ شروع ہو اور مشرکین کے لئے دعا کرنا منع ہے اور جو شرک پر مرے گا وہ جہنمی ہے، کوئی وسیلہ اس کے کام نہ آئے گا۔

الْعَرَّ غَرَقُوا نَسَخَ جَوَازِ الْإِسْتِغْفَارِ
لِلْمُشْرِكِينَ وَالذَّلِيلِ عَلَى أَنْ مَنْ مَاتَ
عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ فِي أَصْحَابِ الْجَحِيمِ
وَلَا يُنْقِذُهُ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ مِنَ الْوَسَائِلِ

۱۳۲- سعید بن مسیب (جو مشہور تابعین میں سے ہیں۔ امین مدنی نے کہا میں نے ان سے زیادہ علم میں کوئی تابعی نہیں پایا۔ فقیہ ہیں امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں) انھوں نے کہا جب ابو طالب بن عبدالمطلب (رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا اور پرورش کرنے والے) مرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل (عمرو بن ہشام) اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے چچا میرے اتم کہہ لو لا الہ الا اللہ ایک کلمہ میں اللہ کے پاس اس کا گواہ رہوں گا تمہارے لیے۔ (یعنی خدائے عزوجل سے قیامت کے روز عرض کروں گا کہ ابو طالب موصد تھے اور ان کو جہنم سے نجات ہوئی چاہیے انھوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید

۱۳۲- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةَ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعِنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا عَمَّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)) فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتُرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْكَلِمَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمْتُهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(۱۳۲) ☆ سعید روایت کرتے ہیں اپنے باپ مسیب سے جو صحابی ہیں۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ مسیب سے اس کاروی کوئی نہیں سوائے ان کے بیٹے سعید کے تو رد ہو گیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث ایسی روایت نہیں کی جس کا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد ان کی یہ ہے کہ سوا صحابہ کے اور شخصوں سے روایت کرنے والے کم سے کم دو چاہئیں۔ (نودی)

نبی نے کہا اپنے چچا ابو طالب سے جب وہ مرنے لگے یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا یقین ہو گیا یہ مراد نہیں ہے کہ سکران شروع ہو گئی کیونکہ نزع اور سکران کے وقت توبہ قبول نہیں۔ فرمایا اللہ جل جلالہ نے وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم الموت قال اني تبت الان يعني نہیں ہے توبہ ان لوگوں کے لیے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو طالب سے حضرت نے گفتگو کی اور مشرکوں نے آپ کے خلاف ان کو سمجھایا۔ آخر ابو طالب نے مشرکوں کا کہنا مانا تو معلوم ہوا کہ نزع کی حالت نہ تھی۔ قاضی عیاض نے کہا بعض متکلمین نے یہاں معنی کے ہیں کہ نزع کی حالت ابو طالب پر طاری ہوئی اور یہ صحیح نہیں تو ابو طالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم کو اختیار کیا۔

السران الوہاب میں ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبدالمطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابو طالب۔ امام ابو حنیفہ رحمہ

کا اقرار کیا تھا) ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے اے ابو طالب! عبد المطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ ﷺ برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنی کلمہ توحید پڑھنے کے لیے۔ اور ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہاں تک کہ ابو طالب نے اخیر بات جو کہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی میں تمہارے لیے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک منع نہ ہو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ما کان للنبی والذین امنوا اخیر تک یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو درست نہیں کہ مشرکوں کے لیے دعا کریں اگرچہ وہ نائے دالے ہوں جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آیت اتاری رسول اللہ ﷺ سے فرمایا انک لا تہدی من احببت اخیر تک یعنی تم راہ پر نہیں لا سکتے جس کو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جس کو چاہے اور وہ جانتا ہے ان لوگوں کو جن کی قسمت میں ہدایت ہے۔

۱۳۳- مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں دونوں آیات ذکر کریں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَمَّا وَاللّٰهُ لَاَسْتَغْفِرُكَ لَكَ مَا لَمْ اَنْهَ عَنْكَ)) فَانْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا اَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُولٰٓئِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنْهُمْ اَصْحَابُ الْحَجِيْمِ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْ اٰیِی طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ

۱۳۳- وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرُ ح وَ حَدَّثَنَا حَسَنُ الْحُلُوْا نِیُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِي

نے فقہ اکبر میں صاف لکھا ہے کہ ابو طالب کفر پر مرے۔

رسول اللہ نے فرمایا قسم خدا کی میں تو تمہارے لیے دعا کروں گا۔ نو دینی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانا خود بخود بغیر اس کے کہ دوسرا قسم کھلاوے درست ہے اور اس جگہ قسم سے تاکید مقصود ہے کہ میں تمہارے لیے ضرور استغفار کروں گا اور یہ آپ نے ابو طالب کو خوش کرنے کے لیے فرمایا اور ان کی وفات مکہ میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی تھی۔ ابن فارس نے کہا ابو طالب جب مرے تو رسول اللہ کی عمر شریف انچاس برس آٹھ مہینے گیارہ دن کی تھی اور ابو طالب کی وفات کے تین روز بعد ام المومنین خدیجہ کا انتقال ہوا رسول اللہ کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا۔ اسی واسطے اس سال کو "عام الحزن" کہتے ہیں۔

نو دینی نے کہا مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت انک لا تہدی من احببت ابو طالب کے باب میں اتری ہے۔ زجاج نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

عَنْ صَالِحٍ كَلَامُهُمَا عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ
غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ صَالِحٍ انْتَهَى عِنْدَ قَوْلِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ وَلَمْ يَذْكُرْ الْآيَتَيْنِ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ
وَيَعُودَانِ فِي بَلِّكَ الْمَقَالَةَ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ
مَكَانَ هَذِهِ الْكَلِمَةِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ.

۱۳۴- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے مرتے وقت کہا تم لا الہ الا اللہ کہو میں قیامت کے دن تمہارے لیے اس کا گواہ ہوں گا۔ انھوں نے انکار کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری انک لا تہدی من احببت اخر تک۔

۱۳۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ النَّاتِيَةَ

۱۳۵- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ میں اس بات کی گواہی دوں گا تمہارے لیے قیامت کے دن انھوں نے کہا اگر قریش میرے اوپر عیب نہ رکھتے وہ کہیں گے ابو طالب ڈر گیا یا دہشت میں آگیا البتہ میں ٹھنڈی کر تا تمہاری آنکھ یہ کہہ کر (یعنی تم کو خوش کر دینا اور لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگوں سے مجھے شرم آتی ہے۔ وہ کہیں گے ابو طالب ایسا دل کا بودا اور کچا تھا کہ مرتے وقت ڈر کے مارے اپنا دین بدل ڈالا۔) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری انک لا

۱۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِي قُرَيْشٌ يَقُولُونَ إِنَّمَا حَمَلُهُ عَلَى ذَلِكَ الْخَزْعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ.

تہدی من احببت ولكن الله يهدي من يشاء ○

باب: موحد قطعی جنتی ہے

يَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا

۱۳۶- حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

☆ ایک نہ ایک روز اگرچہ تھوڑے دنوں عذاب پاوے گا اپنے اور گناہوں پر پر وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہ سکتا۔ نووی نے کہا اہل سنت اور اہل حق کا سلف اور خلف میں سے یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہر حال میں جنت میں جاوے گا۔ پھر اگر گناہوں سے پاک ہو جیسے نابالغ بچوں جو بالغ ہوتے ہی مجنون ہو گیا ہو یا اس نے صحیح توبہ کی ہو تمام گناہوں سے اور پھر توبہ کے بعد کوئی گناہ نہ کیا ہو یا خدا کی طرف سے اس کو گناہوں سے بچنے کی توفیق ہوئی ہو وہ توحید میں جاوے گا اور جہنم میں بالکل نہ جاوے گا اور یہ جو آیت ہے کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر جہنم

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا)) جو شخص مر جاوے اور اس کو اس بات کا یقین ہو کہ کوئی لائق

نہی پر اس کا درود ہو گا۔ تو درود سے مراد مرد ہے یعنی اس پر سے گزرتا اور گزر تو سب کے لیے ہے کیونکہ صراط یعنی پل جہنم کے اوپر سے ہے۔ اللہ ہم کو جہنم سے اور سب آفتوں سے بچا دے اور اگر اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں گے اور بغیر توبہ کے مرا ہے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے تو اس کا قصور معاف کر دے اور اس کو جنت میں لیجائے اور اگر چاہے تو تھوڑے دنوں اس کے قصور کے لائق عذاب دے کر پھر جنت میں لے جائے پر وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا۔ تو جو شخص توحید پر مرے وہ کیسے بھی گناہ کرے ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا جیسے وہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جنت میں نہ جائے گا۔ یہ مختصر بیان ہے اہل حق کے عقیدہ کا اس مسئلہ میں اور کتاب اور سنت اور اجماع امت وکیل ہیں اس اعتقاد کی اور نصوص متواترہ ہیں اس باب میں جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر جب یہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جتنی حدیثیں وارد ہوں اگرچہ ظاہر میں کچھ اس قاعدہ کے خلاف ہوں پر ان کو اسی قاعدہ پر حل کرنا چاہیے تاکہ نصوص شرعیہ میں تقاضا اور تخالف نہ ہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثوں کی تاویل بیان کریں گے جن سے اور حدیثوں کی تاویل بھی معلوم ہو جائے گی۔ انہی۔

(۱۳۶) نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس شخص کے باب میں جو شہادتین کا قائل ہو یعنی توحید و رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مرجیہ (ایک گمراہ فرقہ ہے وہ) یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور خوارج کہتے ہیں کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا کبیرہ گناہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور نہ اس کو مومن کہیں گے نہ کافر بلکہ فاسق کہیں گے اور اشاعرہ کے نزدیک جو اہل سنت ہیں وہ شخص مومن ہے۔ اب اگر اس کا گناہ نہ بخشا جائے اور اس کو عذاب ہو تو ہمیشہ نہ ہو گا ایک نہ ایک دن وہ جنت میں جاوے گا۔ تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوارج اور معتزلہ کا اور مرجیہ جو دلیل لائے ہیں اس حدیث سے ان کا جواب یہ ہے کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہاں نکلتا ہے۔ اس حدیث میں توبہ ہے کہ موحد جنت میں جائے گا پھر ہو سکتا ہے کہ اس کا گناہ بخش دیا جائے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے مقدار عذاب پا کر جنت میں جائے گا اور یہ تاویل ضروری ہے اس لیے کہ بہت سی آیات اور احادیث سے گناہگاروں کے لیے عذاب نکلتا ہے پر نصوص شریعت کو ایک دوسرے کے مطابق کرنا لازم ہے اور جو فرمایا اس حدیث میں کہ اس کو یقین ہو توحید کا ثور ہو گیا بعض کئے مرجیہ کا جو کہتے ہیں شہادتین کو صرف زبان سے کہنے والا جنت میں جاوے گا گو دل سے اس پر اعتقاد نہ ہو اور دوسری حدیث میں اس کی اور تاکید مروی ہے یعنی اس کو شک نہ ہو اور یہ مؤید ہے ہمارے مذہب کے۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے وہ شخص بھی حجت لاتا ہے جو کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں مگر اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا دونوں ضروری ہیں اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہیں۔ البتہ جب زبان میں کوئی آفت ہو جیسے گویائی نہ رہے یا مہلت نہ ہو زبان سے کہنے سے پہلے مر جائے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور اس حدیث میں حجت نہیں اس شخص کی جس نے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا۔ اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف وارد ہے کہ جس نے کہا لا الہ الا اللہ اور جس نے گواہی دی لا الہ الا اللہ کی اور معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جس کی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہو گی وہ جنت میں جاوے گا اور ایک روایت میں ہے جو اللہ سے ملے گا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو جنت میں جائے گا اور ایک روایت میں ہے کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں مگر اللہ حرام کر دے گا اس کو جہنم پر اور ایسا ہی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے اعمال چاہے جیسے ہوں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ اللہ سے ملے اور اس کو شہادتین میں شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے۔ ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ تو سلف کی ایک جماعت سے ظہر

إِلَّا إِلَهُ اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) عبادت نہیں سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت میں جائے گا۔

جن میں سعید بن مسیبؓ بھی ہیں یہ منقول ہے کہ یہ حدیثیں اس وقت کی ہیں جب اور فرائض اور اوامر اور نواہی نہ تھے اور بعضوں نے کہا یہ حدیثیں مجمل ہیں شرح کی محتاج ہیں اور مطلب ان کا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور ان کے حقوق و فرائض سب کو ادا کرے اور یہ قول حسن بصریؒ کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ اس شخص کے لیے ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہو کر اس کا اقرار کرے پھر مر جائے یہ قول بخاریؒ کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت اسی وقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر رکھیں لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبہ پر لے جائیں تو تاویل مشکل نہیں جیسے علماء محققین نے بیان کیا ہے۔ تو پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ تمام اہل سنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہاء اور متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ گناہگار اللہ کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتین کا وہ جنت میں جاوے گا پھر اگر اس نے گناہوں سے توبہ کر لی ہو یا گناہوں سے پاک ہو وہ تو اپنے پروردگار کی رحمت سے جنت میں جائے گا اور جہنم پر حرام کیا جائے گا پھر اگر ہم ان حدیثوں کو ایسے شخصوں پر محمول کریں تو مطلب صاف ہو گا اور حسن بصریؒ اور بخاریؒ کی یہی مراد ہے اور اگر وہ شخص گناہوں کے ساتھ آلودہ ہو واجباً ترک کیا ہو یا حرام کا ارتکاب تو وہ اللہ کی مشیت پر ہے اس کا یقین نہیں ہو سکتا کہ وہ جہنم میں بالکل نہ جائے گا اور پہلے ہی پہل جنت میں چلا جائے گا لیکن اس کا یقین ہے کہ وہ ایک دن آخر کو ضرور جنت میں جائے گا اور خدا تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اس کا گناہ معاف کر دیوے اور چاہے اس کو چند روز عذاب دے کر پھر جنت میں لے جائے اور ممکن ہے کہ سب احادیث اپنے معنی پر قائم ہیں اور جمع بھی ہو جاویں اس طرح پر کہ جنت میں جانے سے یہ مراد ہو کہ جنت کا استحقاق اسے ہو گیا ہو یا بالفعل بغضاً آئندہ بعد عذاب اور جہنم حرام ہونے سے یہ فرض ہو کہ ہمیشہ کا جہنم اس پر حرام ہے اور دونوں مسئلوں میں خوارج اور معتزلہ کا خلاف ہے اور احتمال ہے کہ حدیث من کان آخر کل لعمد لا الہ الا اللہ یعنی جس کی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں جائے گا یہ اس شخص کے لیے ہو جس کی زبان سے مرتے وقت اخیر میں یہ کلمہ نکلے اور پھر بعد اس کے دوسری بات نہ کرے اگرچہ اس سے پہلے گناہ کر چکا ہو پر شائد خاتمہ کلام کی وجہ سے خدا کی رحمت شامل حال ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پاوے برخلاف ان گناہگاروں کے جن کی آخری بات یہ کلمہ نہ ہو۔ اسی طرح پر جو عبادہ کی حدیث میں ہے کہ وہ جنت کے جس دروازہ میں سے چاہے جائے وہ خاص ہے اس کے لیے جو شہادتین کے ساتھ ایمان اور توحید حقیقی کے ساتھ متصف ہو اور اس کا ثواب اس قدر ہو جائے کہ اس کے گناہوں سے بڑھ جائے اور مغفرت اور رحمت کو واجب کرے تمام ہواکلام قاضی عیاضؒ کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن ابن مسیبؓ سے جو تاویل منقول ہے وہ ضعیف اور باطل ہے۔ اس لیے کہ ابو ہریرہؓ بہت دیر میں اسلام لائے تھے جس سال خیبر فتح ہوا ۷ھ میں اور اس وقت تو تمام احکام شریعت جاری ہو چکے تھے اور سب فرائض مثل نماز اور روزے اور زکوٰۃ کے فرض ہو چکے تھے اور حج بھی فرض ہو گیا تھا اس قول کے موافق جو کہتا ہے حج ۵ یا ۶ھ میں فرض ہوا اور شیخ ابن الصلاحؒ نے اس مقام پر ایک اور تاویل بیان کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ شاید یہ قصور راویوں کے حفظ اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے نہ رسول اللہؐ کی طرف سے۔ آپؐ نے تو پورا پورا بیان دوسری حدیثوں میں کیا ہے اور جائز ہے کہ یہ اختصار رسول اللہؐ نے کیا ہو بت پرستوں کے ساتھ خطاب کرنے میں کیونکہ توحید ان کے لیے دین کی تمام باتوں کو لازم کرتی تھی اور جو کافر توحید کا قائل نہ ہو جیسے بت پرست یا پارسی پھر وہ لا الہ الا اللہ کہے اور اس کا وہ حال ہو جو اوپر ہم نے بیان کیا تو حکم کیا جائے گا اس کے اسلام کا اور ہم وہ کہیں گے اس حال میں جیسے ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس کے اسلام کا حکم کیا جاوے گا پھر اس پر جبر کریں گے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس لیے کہ اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کے لیے اس پر جبر کریں گے اور اس کا حکم مثل مرتد کے ہو گا۔ اگر وہ باقی احکام کو بجا نہ لائے اور نفس الامر اور آخرت کے احکام میں وہ مسلمان نہ ہو گا حالانکہ ہم نے جس کو بیان کیا وہ نفس الامر اور آخرت کے احکام میں مسلمان ہیں۔ واللہ اعلم (نووی)

۱۳۷- عَنْ الْوَلِيدِ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَاءً.

۱۳۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ قَالَ فَتَفِدْتُ أَرْوَاحَ الْقَوْمِ قَالَ حَتَّى هُمْ يَنْخَرُ بَعْضُ حَمَائِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ جَمَعْتُ مَا بَقِيَ مِنْ أَرْوَاحِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتُ اللَّهَ عَلَيْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِرَّهٍ وَذُو النَّمْرِ بِنَمْرِهِ قَالَ وَقَالَ مُحَاهِدٌ وَذُو النَّوَاةِ بَنَوَاهُ قُلْتُ وَمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ بِالنَّوَى قَالَ كَانُوا يَمْصُونَهُ وَيَشْرَبُونَهُ عَلَيْهِ الْمَاءُ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهَا حَتَّى مَلَأَ الْقَوْمُ أَرْوَاحَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذَلِكَ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يَلْقَى اللَّهُ بِهِمَا عِنْدَ غَيْرِ شَاكٍ فِيهِمَا إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

۱۳۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں (جنگ تبوک میں) تو لوگوں کے توشے تمام ہو گئے اور آپؐ نے قصد کیا لوگوں کے بعض لونٹ کاٹ ڈالنے کا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کاش! آپؐ جمع کرتے لوگوں کے سب توشے اور پھر اس پر اللہ سے دعا کرتے۔ (تاکہ اس میں برکت ہو اور سب کے لیے کافی ہو جائے) آپؐ نے ایسا ہی کیا تو جس کے پاس گےہوں تھی لے کر آیا اور جس کے پاس کھجور تھی وہ کھجور لے کر آیا اور جس کے پاس گٹھلی تھی وہ گٹھلی لے کر آیا۔ میں نے کہا گٹھلی کو کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا اس کو چوستے تھے پھر اس پر پانی پی لیتے تھے۔ راوی نے کہا آپؐ نے ان سب توشوں پر دعا کی تو لوگوں نے اپنے اپنے توشہ کے برتنوں کو بھر لیا۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے وہی سچا خدا ہے اور سب جھوٹے خدا ہیں اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو بندہ اللہ سے ملے اور ان دونوں باتوں میں اس کو شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

(۱۳۸) حدیث میں حمائلہم ہے حائے طہی سے یا جمائلہم جیم سے دونوں مقول ہیں۔ صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونوں کو ذکر کیا ہے۔ لیکن صاحب تحریر نے جمائلہم جیم سے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض نے حائے طہی سے۔ شیخ ابو عمرو نے کہا دونوں صحیح ہیں۔ تو جب حائے طہی سے ہو تو ہما کل جمع ہے حمولہ کی یعنی وہ لونٹ جس پر لاداجاوے سامان وغیرہ اور جب جیم سے ہو تو جمع ہے جمالہ کی اور جمالہ جمع ہے جمل کی، جمل لونٹ کو کہتے ہیں۔

نوٹی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافروں کو اپنے اپنے توشے ملا دینا اور ساتھ لے کر کھانا درست ہے اگرچہ کوئی زیادہ کھائے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا یہ سنت ہے۔

جب لوگ اپنے اپنے توشہ کے برتنوں کو لے آئے تو آپؐ نے دعا کی تو توشہ میں آپؐ کی دعا کی برکت سے ایسی افزائش ہو گئی کہ یا تو تمام ہونے کے قریب تھا یا سب کے برتن پھر سے بھر گئے اور اطمینان حاصل ہوا۔ یہ ایک معجزہ تھا آپؐ کے معجزوں میں سے۔

۱۳۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ شَكَّ الْأَعْمَشُ قَالَ لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَذْنَتَ لَنَا فَتَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((افْعَلُوا)) قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ فَعَلْتَ قُلَّ الظُّهْرُ وَلَكِنْ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَاجِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللَّهُ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ)) قَالَ فَدَعَا بِنَطْعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَاجِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفٍّ ذُرَّةٍ قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفٍّ نَمْرٍ قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكُسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النَّطْعِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيرٌ قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ((خُذُوا فِي أَوْعِيَّتِكُمْ)) قَالَ فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَّتِهِمْ حَتَّى سَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وَغَاءَ إِلَّا مَلَكُوءٌ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ فَضْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

۱۳۹- ابو ہریرہؓ یا ابو سعیدؓ سے روایت ہے (یہ شک ہے اعمش کو جو راوی ہے اس حدیث کا) جب غزوہ تبوک کا وقت آیا (تبوک شام میں ایک مقام کا نام ہے) تو لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کاش! آپ ہم کو اجازت دیتے تو ہم اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے۔ آپ نے فرمایا اچھا کانٹو۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ اگر ایسا کیجئے گا تو سواریاں کم ہو جائیں گیں لیکن سب لوگوں کو بلا بھیجئے اور کہئے اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لے کر آویں پھر خدا سے دعا کیجئے کہ توشہ میں برکت دیوے۔ شاید اس میں اللہ کوئی راستہ نکال دے۔ (یعنی برکت اور بہتری عطا فرمائے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا پھر ایک دسترخوان منگایا اس کو بچھا دیا اور سب کا بچا ہوا توشہ منگایا کوئی مٹھی بھر جو اڑ لایا کوئی مٹھی بھر کھجور لایا کوئی ردی کا ٹکڑا یہاں تک کہ سب مل کو تھوڑا سا دسترخوان پر اکٹھا ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے برکت کیلئے دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اپنے اپنے برتنوں میں توشہ بھر دو سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے یہاں تک کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا جس کو نہ بھرا ہو۔ پھر سب نے کھانا شروع کیا اور سیر ہو گئے اس پر بھی کچھ بچ رہا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی

(۱۳۹) دارقطنی نے اس حدیث کی اسناد میں طعن کیا ہے کہ اس میں اعمش سے اختلاف ہے اور بھی اعمش سے کبھی عن ابی صالح عن جابر بھی روایت کیا گیا ہے پر حدیث کی صحت میں یہ طعن کچھ قدر نہیں کرتا ہے۔ اس لیے کہ اعمش کو صحابی کے نام میں شک ہے اور صحابہ سب ثقہ ہیں۔ نووی نے کہا جب کوئی راوی نام لے کر یوں کہے کہ مجھ سے فلاں نے یا فلاں نے حدیث بیان کی اور وہ دونوں ثقہ ہوں تو روایت حجت ہے بلا خلاف۔ اس لیے کہ غرض یہ ہے کہ روایت ثقہ سے ہو اور وہ حاصل ہے۔ اس قاعدہ کو خطیب بغدادی نے کفایہ میں اور اور لوگوں نے بیان کیا ہے اور یہ غیر صحابہ میں ہے تو صحابہ میں تو بطریق اولیٰ ہو گا اس لیے کہ صحابہ سب عادل ہیں۔ پھر راوی کے تعیین نہ کرنے سے مقصود فوت نہیں ہوتا۔

صحابہ نے سخت بھوک کی وجہ سے خواہش ظاہر کی کہ کاش! آپ ہم کو اجازت دیتے تو اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے۔ یہ ایک عمدہ طریقہ ہے ادب کی جگہ پر سوال کرنے کا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگوں کو اپنے جانور جو لڑائی میں مدد دیتے ہیں کاٹنا درست نہیں جب تک امام اجازت نہ دے۔ (السراج الوہاج) اللہ

وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يُلْقِي اللَّهُ بِهِمَا غَيْرَ شَاكٍ فَيُخْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ))

سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو شخص ان دونوں باتوں پر یقین کر کے اللہ سے ملے وہ جنت سے محروم نہ ہوگا۔

۱۴۰- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَابْنُ أُمِّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَنِيَّةِ شَاءَ))

عبادہ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد اس کے بندے اور بھیجے ہوئے ہیں اور بے شک حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں اور اس کی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہیں اور اس کی بات سے پیدا ہوئے جو اس نے مریم میں ڈال دی (یعنی حکم کر دیا کن کے ساتھ پھر وہ ہو گئے بن باپ کے) اور رحمت ہیں خدا کی یا روح ہیں خدا کی (یعنی حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہتے ہیں)

آپ نے فرمایا اچھا اپنے اونٹوں کو کاٹو اتنے میں حضرت عمرؓ آئے اور نبیؐ سے کہا اگر ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم میں اعتراض کرنا جائز ہے اور کم درجہ والے کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وقتی مصلحت کے مطابق بڑے درجہ والے کو عمدہ مشورہ دے اور ان کے احکام کو منسوخ کرنے کے لیے کہے۔

(۱۴۰) نوویؒ نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد میں جو جامع ہے تمام ضروری باتوں کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی باتوں کا اختصار کے ساتھ۔ بعض لوگ ہمارے زمانہ میں یہ شبہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے کیوں کر پیدا ہوئے؟ حالانکہ فطرہ کے قاعدہ سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث؟ اگر حادث مانتے ہو تو ابتداء آفرینش میں نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہو گا جو نہ باپ رکھتا تھا نہ ماں پھر جب خدا نے بغیر ماں اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اس کے نزدیک کیا دشوار ہے۔ اگر قدیم جانتے ہو تو قدیم سے یہ مراد نہیں کہ عالم اسی طرح جو وضع خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار میں ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کے کرات متفرق اور پریشان ہو سکتے ہیں اور ان کے اجزاء پھر دوبارہ مل کر ایک نیا کرہ ظاہر کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے ابی قور اور دیو جانس اور فلاسفہ کی ایک جماعت نے جو قدیم عالم کے قائل تھے یہ لکھا ہے کہ اوائلی ترکیب زمین میں زمین سے اعلیٰ اعلیٰ قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تھے۔ آخر زمانہ دراز کے بعد زمین کی قوت کھٹکتے کھٹکتے اب یہ نوبت پہنچی ہے کہ سوانبات اور کم درجہ کے حیوانات جیسے چوہے گھونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہیں ہوتے۔

پھر جس خدا نے زمین میں یہ استعداد رکھی ہے کہ آدمی اور سب طرح کے جانور اس میں سے پیدا کر دیوے اس کے نزدیک خود انسان میں سے ایک دوسرا انسان پیدا کرنا نہ مشکل ہے نہ عقل کے خلاف ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسیٰ کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفہ کا دم بھرتے ہیں اور حکیموں اور فلسفیوں کی لغویات کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں اور قرآن وحدیث کی چچی قرین قیاس باتوں میں شبہ کرتے ہیں۔ خود حکیم اور فلسفی انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش میں اس قدر اختلاف رکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہے۔

ہیں اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے ان کی روح کو پیدا کیا۔ اگرچہ سب روحوں کو خدا ہی نے بنایا ہے پر حضرت عیسیٰ کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اس لیے خدا کی طرف نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہیں اور بے شک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو لے جاوے گا اس کو اللہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس میں سے چاہے جائے۔

۱۴۱- یہ حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ اس کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ اس کو اس کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ جنت میں لے جائیں گے۔

۱۴۲- صناجی سے روایت ہے میں عبادہ بن صامتؓ کے پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے میں رونے لگا۔ انھوں نے کہا مجھ کو مہلت دو (یعنی مجھ کو بات کرنے میں) کیوں روتا ہے؟ قسم خدا کی اگر میں گواہ بنایا جاؤں گا تو تیرے لیے ایمان کی گواہی دوں گا اور اگر میری سفارش کام آئے گی تو تیری سفارش کروں گا اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو تجھ کو فائدہ دوں گا۔ پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث

۱۴۱- وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورَقِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ)) وَلَمْ يَذْكُرْ ((مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ)).

۱۴۲- سَنَنْ لَصَّنَابُحِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَهْلًا لِيَمْ تَبْكِي فَوَاللَّهِ لَنْ أَسْتَهْدُكَ لَأَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَنْ أَسْتَعْفُكَ لَأَنْفَعَنَّكَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

(۱۴۲) صناجی سے روایت ہے) صناجی صناع کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ مراد کی ایک شاخ ہے اور نام ان کا ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن عسلیہ ہے۔ نووی نے کہا یہ جلیل القدر تابعی تھے۔ یہ رسول اللہ سے ملنے کے لیے جا رہے تھے ابھی یہ راہ میں تھے ہی میں تھے کہ آپؐ کی وفات ہو گئی۔ آپؐ کی وفات کے پانچ یا چھ دن بعد یہ مدینہ میں آئے اور ابو بکر صدیقؓ اور بہت سے صحابہ سے ملے اور روایتیں کیں۔ "تقریب" میں ہے کہ عبد الملک کی خلافت میں انھوں نے انتقال کیا۔ نووی نے کہا جس کو حدیث میں اشتغال نہیں ہے وہ اس صناجی کو صناع بن عمر خیال کرتا ہے حالانکہ صناع بن عمر صحابی ہیں۔

عبادہ بن صامتؓ نے صناجی سے قسم کھا کر کہا کوئی حدیث میں نے رسول اللہ سے نہیں سنی جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے وہ حدیثیں چھپائیں جن کے بیان کرنے میں انکو نقصان یا فتنہ معلوم ہوا۔ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہیں جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے اور اس میں کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہوگی نہ کوئی حد ہوگی شریعت کی حدود میں سے۔ اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہیں کیا یا اس حدیث کو جس سے لوگوں میں فساد پھیلنے کا خوف تھا اس وجہ سے کہ اس کے سمجھنے سے ان کی عقل قاصر تھی۔ ایسے ہی وہ حدیثیں جو منافقوں کے بیان میں یا قیامت کی علامات میں یا

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا حَدَّثَكُمْوَهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أَخَذْتُكُمْوَهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أَحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ))

میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا البتہ ایک حدیث میں نے اب تک بیان نہیں کی وہ آج بیان کرتا ہوں کس لیے کہ میری جان جانے کو ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنی دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کہ خدا کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔ (یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنے کو یا جہنم کے اس طبقہ کو جس میں ہمیشہ رہنے والے کافر ڈالے جائیں گے۔

۱۴۳- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رَدِفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مَوْحِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ يَا مُعَاذُ

۱۴۳- معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بیچھے بیٹھا ہوا تھا میرے اور آپ کے درمیان میں سوائے پالان کی کچھلی لکڑی کے کچھ نہ تھا آپ نے فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں آپ کی خدمت میں اور آپ کا فرمانبردار ہوں یا رسول اللہ! پھر آپ تھوڑی دیر چلے اسکے بعد فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یا رسول اللہ فرمانبردار خدمت میں حاضر ہے۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلے اس کے بعد فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یا رسول اللہ فرمانبردار آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کو پوجیں اور اس کے ساتھ کسی کو

نہ کسی قوم کے برے اوصاف میں یا ان کی مذمت اور لعنت میں نہیں (نودی)

(۱۴۳) ☆ صاحب "تحریر" نے کہا حق کہتے ہیں ہر موجود کو جو پایا جائے یا جس کا پایا جانا آئندہ ضروری ہو اور اللہ سبحانہ حق ہے موجود ہے ازلی ہے باقی ہے ابدی ہے موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہیں کیا معنی وہ ضروری پائی جائیں گی اور ہوگی اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہیں یعنی وہ پائی گئی ہے اور اس کا وجود ہے۔ اسی طرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہیں جس میں اختیار نہ ہو جیسے فرائض اللہ کے جن کا کرنا لازم ہے یا کسی کا قرض جس کا ادا کرنا لازم ہے یا اور کوئی حق حقوق میں سے۔ تو جب یوں کہیں اللہ کا حق بند پر تو اس کے معنی یہ ہیں جو بندہ پر کرنا لازم اور واجب ہے اللہ کے لیے اور جب یوں کہیں بندوں کا حق اللہ پر تو وہاں حق سے مراد اس کا تحقق ہے یعنی وہ ضرور پایا جاوے گا۔ یہ نہیں کہ حق

بُنْ حَبْلٍ قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ)) قَالِي قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ لَا يُغَذِبَهُمْ))

شریک نہ کریں۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر چلے فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یا رسول اللہ! میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپؐ کا فرمانبردار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ جب بندے یہ کام کریں یعنی اسی کی عبادت کریں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔

۱۴۴- عَنْ مُعَاذِ بْنِ حَبْلٍ قَالَ كُنْتُ رَدِفَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُمَيْرٌ قَالَ فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يُعْبَدُوا اللَّهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُغَذِبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ ((لَا تُبَشِّرُهُمْ فَيَتَكَلَّمُوا))

۱۴۴- معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گدھے پر سوار تھا جس کا نام ”عُمَیر“ تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! تو جانتا ہے اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں شریک کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے اللہ اس کو عذاب نہ دیوے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں خوش نہ کر دوں لوگوں کو یہ سنا کر؟ آپؐ نے فرمایا مت سنالو کہ ایسا نہ ہو کہ وہ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں۔

لن اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی کام لازم اور واجب نہیں اور نہ کوئی اس پر کسی کام کو واجب کر سکتا ہے۔ وہ خود بادشاہ ہے مالک ہے صاحب ہے سارے جہاں کا جو چاہے کرے جو نہ چاہے کرے۔ پر اپنے وعدہ اور قول کا سچا ہے۔ اس کی بات ٹٹنے والی نہیں۔ اس نے جیسا فرمایا اس کے نیک بندے جنت میں ضرور جائیں گے۔ لیکن اگر وہ چاہے تو نیکیوں کو بھی دوزخ میں ڈال دے کسی کی کیا مجال جو اس کو کچھ بھی کہہ سکے۔

(۱۴۴) عُمَیر بن مہملہ اور فتح فاموحدہ یہی صحیح ہے اور یہی معتبر نسخوں میں ہے اور قاضی عیاض نے جو اس کو عین معجم سے کہا ہے وہ متروک ہے۔ نووی نے کہا یہ وہ گدھا تھا جو رسول اللہ کی سواری کا تھا۔ بعضوں نے کہا وہ حجۃ الوداع میں مر گیا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث میں جو مذکور ہے وہ بار کا ہے۔ اس لیے کہ پہلی حدیث میں پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتا ہے۔ اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو کہ میرے اور آپؐ کے درمیان میں صرف اتنا فاصلہ تھا جیسے پالان کی لکڑی۔

آپؐ نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا لوگوں کو خوشخبری مت سننا۔ ایسا نہ ہو وہ اس خوشخبری پر بھروسہ کر بیٹھیں پھر اور نیک کام کرنا اور گناہوں سے بچنا چھوڑ دیں۔ اگرچہ تو حید نجات کے لیے کافی ہے پر جہنم سے بالکل محفوظ رہنے کے لیے اور جنت میں اعلیٰ درجہ پانے کے لیے اقبال صالحہ کرنا اور برے کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

۱۴۵- معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تو جانتا ہے اللہ کا حق بندہ پر کیا ہے؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوجا جاوے خدا اور شریک نہ کیا جاوے اس کے ساتھ کوئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔ (یعنی ہمیشہ کا عذاب جیسے شرکوں کو ہوگا)

۱۴۶- ابوہریرہؓ کی طرح حدیث ہے لیکن ایک اور سند سے مروی ہے۔

۱۴۵- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ)) قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَلَا يُشْرَكَ بِهِ شَيْءٌ)) قَالَ ((أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ)) فَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ))

۱۴۶- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكْرِيَاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَيْدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ جِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى النَّاسِ)) نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

۱۴۷- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ ابو بکر اور عمرؓ بھی تھے اور آدمیوں میں اُتے میں رسول اللہ ﷺ اٹھے اور باہر تشریف لے گئے پھر آپؐ نے ہمارے پاس آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپؐ کو اکیلا پا کر نہ مار ڈالیں۔ ہم گھبرا گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے میں گھبرایا تو میں آپؐ کو ڈھونڈنے کے لیے نکلا اور بنی نجار

۱۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا وَحَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا وَفَرَعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرَعَ

(۱۴۵) ☆ اور بعض نسخوں میں عیناً ہے بصب تو ترجمہ یہ ہو گا کہ پوجے بندہ اللہ کو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرے کسی کو۔

(۱۴۶) ☆ حضرت ابوہریرہؓ نے دیکھا کہ ایک نالی بیہر خارجہ یعنی باہر کنویں سے بارخ کے اندر جاری ہے تو خارجہ کنویں کی صفت ہے اور بعضوں نے کہا کہ خارجہ ایک شخص کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہو گا خارجہ کے کنویں سے یعنی پانی کی وہ نالی خارجہ کے کنویں سے آتی تھی۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے بنی کاخو شجری والا پیغام عمو کو سنایا تو حضرت عمرؓ نے میری چھاتیوں کے بیچ میں ایک ہاتھ مارا جس سے میں سرین کے بل گر پڑا اس سے حضرت عمرؓ کا قصد نہ تھا کہ ابوہریرہؓ کو گرا دیں یا لہذا پہنچائیں بلکہ ان کو اس کام سے باز رکھنا مقصود تھا اور ہاتھ سینہ پر اس لیے مارا کہ ان کو تنبیہ ہو اور وہ یہ کہنے سے باز ہیں۔ قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا یہ فعل بطور اعتراض کے نہ تھا رسول اللہؐ پر کیونکہ ابوہریرہؓ کے پیغام میں سوا امت کے خوش کرنے کے اور کوئی بری بات نہ تھی۔ مگر حضرت عمرؓ نے ایسے پیغام کو فاش کر دینا خلاف مصلحت کے جانا کیونکہ وہ وقت سعی اور کوشش کا تھا دین میں اور تمام احکام الہی کا بجالانا علی الخصوص جہاد وغیرہ کا ترقی دین کے لیے اس وقت نہایت ضروری تھا اور اگر یہ خوش خبری سب کو پہنچ جاتی تو احتمال تھا کہ بہت لوگ تن آسانی کرتے اور اس پر بھروسہ کر کے سست ہو جاتے تھے

کے باغ کے پاس پہنچا۔ بنی نجار انصار میں سے ایک قبیلہ تھا۔ اس کے چاروں طرف دروازہ کو دیکھتا ہوا پھرا کہ دروازہ پاؤں تو اندر جاؤں۔ (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ اس کے اندر تشریف لے گئے ہوں) دروازہ ملا ہی نہیں۔ (شاید اس باغ میں دروازہ ہی نہ ہو گیا اگر ہوگا تو ابوہریرہؓ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا ہوگا) دیکھا کہ باہر کنویں سے ایک نالی باغ کے اندر جاتی ہے۔ میں لومڑی کی طرح سمٹ کر اس نالی کے اندر گھسا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپؐ نے فرمایا ابوہریرہؓ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا کیا حال ہے تیرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے پھر آپؐ تشریف لے گئے اور آپؐ نے آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپؐ کو ہم سے جدا دیکھ کر نہ ستائیں۔ ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے میں گھبرا کر اٹھا اور اس باغ کے پاس آیا (دروازہ نہ ملا) تو اس طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور سب لوگ میرے پیچھے آتے ہیں۔ آپؐ نے کہا اے ابوہریرہؓ! اور عنایت کیس مجھ کو اپنی جوتیاں (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابوہریرہؓ کی بات کو سچ سمجھیں) اور فرمایا میری یہ دونوں جوتیاں لے کر جا اور جو کوئی تجھے اس باغ کے پیچھے ملے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس بات پر دل سے یقین رکھتا ہو تو اس کو یہ سنا کر خوش کر دے کہ اس کے لیے جنت ہے۔ (ابوہریرہؓ نے کہا میں جوتیاں لے کر چلا) تو سب

فَخَرَجْتُ أَبْغِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِيَنِي النَّجَّارِ فَدَوْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ بَابًا فَلَمْ أَجِدْ فَإِذَا رَيْعٌ يَدْخُلُ فِي حَوْفٍ حَائِطٍ مِنْ بَنِي عَارِجَةَ وَالرَّيْعُ الْحَذُولُ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((أَبُو هُرَيْرَةَ)) فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((مَا شَأْنُكَ)) قُلْتُ كُنْتُ نَبِيْنِ أَطْهَرُنَا فَقُمْتُ فَأَبْطَأْتُ عَلَيْنَا فَخَشِينَا أَنْ نَقْطَعَ دُونَنَا فَمَرَعْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرَعَ فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ قَالَ ((اذهَبْ بِنَعْلَيْ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ فَسِرَّهُ بِالْجَنَّةِ)) فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ فَقَالَ مَا هَاتَانِ الثَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ

اللہ اور اسی وجہ سے حضرت عمرؓ حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ آئے اور حضرت سے یہ مصلحت بیان کی۔ آپؐ نے ان کی رائے کو ٹھیک سمجھا اور اسی پر عمل کیا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکم پر اعتراض کرنا پہنچتا ہے اور امام کو چاہیے کہ یا تو اس اعتراض کا مقبول جواب دے کر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکھے۔ (نودی)

نودی نے کہا یہ حدیث بہت سے فائدوں پر مشتمل ہے۔ ایک عالم کا بیٹھنا لوگوں کو سمجھانے اور دین کی باتیں بتانے کے لیے۔ دوسرے غیر کے ملک کے اندر جانا بغیر اس کی اجازت کے درست ہے جب یقین ہو اس بات کا کہ وہ ناراض نہ ہوگا۔ کیونکہ ابوہریرہؓ باغ کے اندر تھے

سے پہلے میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا انھوں نے پوچھا اے ابو ہریرہؓ جو تیاں کیسی ہیں؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں ہیں۔ آپؐ نے یہ دے کر مجھ کو بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کر کے تو اس کو جنت کی خوشخبری دوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے ایک ہاتھ میری چھاتیوں کے بیچ میں مارا تو میں سرین کے بل گرا۔ پھر کہا اے ابو ہریرہؓ! رسول اللہ کے پاس لوٹ جا۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر چلا گیا اور رونے والا ہی تھا کہ میرے ساتھ پیچھے سے عمرؓ بھی آ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! تجھے کیا ہوا۔ میں نے کہا میں عمرؓ سے ملا اور جو پیغام آپؐ نے مجھے دے کر بھیجا تھا پہنچایا۔ انھوں نے میری چھاتیوں کے بیچ میں ایسا مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا لوٹ جا؟ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے کہا تو نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ابو ہریرہؓ کو آپؐ نے اپنی جوتیاں دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھ کر تو خوشخبری دو اس کو جنت کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ایسا نہ کیجئے کیونکہ میں ڈرتا ہوں لوگ اس پر تکیہ کر بیٹھیں گے۔ ان کو عمل کرنے دیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ان کو عمل کرنے دو۔

بَشِّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ
فَحَزَزْتُ لِاسْتَيْ قَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ
فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَخْبَشْتُ بُكَاءُ وَرَكِبَنِي عُمَرُ فَبَادَا
هُوَ عَلَيَّ أَتْرِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ))
قُلْتُ لَقِيتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثَنِي بِهِ
فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيْ ضَرْبَةً حَزَزْتُ لِاسْتَيْ
قَالَ ارْجِعْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ((يَا عُمَرُ
مَا حَمَلَكَ عَلَيَّ مَا فَعَلْتَ)) قَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَبْعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ
بِنَعْلِكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ بَشِّرُهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ
((نَعَمْ)) قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخَشِي أَنْ
يَتَكَلَّمَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلَّيْهُمْ يَعْمَلُونَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
((فَخَلَّيْهُمْ))

للہ چلے گئے اور حضرت نے بھی منع نہیں کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہتھیار سے فائدہ اٹھانا اور دوسرے کا کھانا کھالینا اور اس کے جانور پر سواری کرنا اور کھانا اپنے گھر لے جانا اور اس کے مثل اور باتیں جو اس کو ناگوار نہ ہوں لیکن روپیہ پیسہ لینا درست نہیں جو ناگوار ہو۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ اس کی رضامندی کا یقین ہو اور جو شک ہو تو بغیر وزن کے تصرف درست نہیں۔ تیسرے امام کو نشانی دے کر کسی کو بھیجا۔ چوتھے بعض دین کی باتیں چھپانا نظر مصلحت یا خوف فساد۔ پانچویں تابع کا اعتراض کرنا متبوع پر اور تابع کی رائے قبول کرنا جب رائے ٹھیک ہو۔ چھٹے یہ قول درست ہو تا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں اور بعض سلف نے اس کو مکروہ رکھا ہے مگر وہ صحیح نہیں۔

۱۴۸- انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبلؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے سواری پر آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انھوں نے کہا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور فرمانبردار ہوں آپ کا یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انھوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ! اور فرمانبردار ہوں آپ کا۔ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انھوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ! اور فرمانبردار ہوں آپ کا۔ آپؐ نے فرمایا جو بندہ گواہی دے اس بات کی کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ حرام کرے گا اس کو جہنم پر۔ معاذؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کی لوگوں کو خبر کر دوں وہ خوش ہو جاویں۔ آپؐ نے فرمایا تب تو وہ تمہیہ کر لیں گے اس پر۔ پھر معاذؓ نے گناہ سے بچنے کے لیے مرتے وقت یہ حدیث بیان کی۔

۱۴۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيقُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا حَرَمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَشِيرُوا قَالَ ((إِذَا يَتَكَلَّمُوا)) فَأَخْبِرْ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأْتِمًا.

(۱۴۸) کیونکہ علم کا چھپانا اس طرح کہ وہ ضائع ہو جائے منع ہے۔ معاذؓ جب تک زندہ تھے تو یہ حدیث ضائع نہیں ہو سکتی تھی اور جب مرنے لگے تو دور ہوا کہ یہ حدیث بالکل تلف ہو جائے گی اس لیے انھوں نے بیان کر دیا اور حضرتؐ نے جو بیان کرنے سے منع کیا تھا وہ بطور تحریم کے نہ تھا بلکہ بطور مصلحت کے تھا یا ممانعت مشہور کرنے سے تھی نہ کہ خاص لوگوں سے بیان کرنے کی۔ ورنہ معاذؓ کو کیوں بتلاتے۔ شیخ ابن الصلاح نے کہا کہ رسول اللہؐ نے معاذؓ کو عام خوشخبری دینے سے منع کیا تھا اس ڈر سے کہ کہیں جاہل اور بے خبر آدمی سن کر دھوکہ نہ کھاوے اور تمہیہ کر بیٹھے اور خود آپؐ نے یہ حدیث ان لوگوں کو بتلائی جن کے دھوکے میں پڑنے کا ڈر نہ تھا اور وہ صاحب علم اور معرفت تھے جیسے معاذ بن جبلؓ تو معاذؓ بھی اسی راہ پر چلے۔ انھوں نے بھی خاص آدمیوں کو جن کو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابو ہریرہؓ کی روایت میں جو یہ منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے ان کو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تھا تو یہ پہلی رائے تھی جس کے بعد رائے بدل گئی اور رائے دینا یعنی اجتہاد رسول اللہؐ کو بھی درست تھا جیسے اور مجتہدوں کو درست ہے۔ پر آپؐ کو اور مجتہدوں پر فضیلت ہے کہ آپؐ خطا پر قائم نہیں رہتے تھے فی الفور وحی سے اس کی اصلاح ہو جاتی برخلاف اور مجتہدوں کے کہ وہ خطا پر قائم رہتے ہیں اور جس شخص نے دین کی باتوں میں رسول اللہؐ کے لیے اجتہاد جائز نہیں رکھا وہ یہ کہتا ہے کہ شاید ابو ہریرہؓ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلے اتر اہو پھر حضرت عمرؓ کے سوال کے وقت دوسرا حکم اتر اہو جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ نووی نے کہا کہ رسول اللہؐ کے اجتہاد میں تفصیل ہے جو مشہور ہے لیکن دنیاوی امور میں تو آپؐ بالاتفاق اجتہاد کرتے تھے اور دین کی باتوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر جاز کہتے ہیں اجتہاد کو دین کی باتوں میں بھی کیونکہ آپؐ خدا سے پوچھ کر یقین حاصل کر سکتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ لڑائی کے کاموں میں اجتہاد جائز تھا اور باتوں میں نہیں۔ پھر جن علماء نے اجتہاد دین کی باتوں میں جائز رکھا ہے انھوں نے اختلاف کیا ہے کہ آیا اجتہاد آپؐ نے کیا بھی یا نہیں؟ اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کیا اور بعضوں نے توقف کیا اس مسئلہ میں۔ پھر جن لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انھوں نے اختلاف کیا ہے کہ خطا آپؐ سے ہو سکتی تھی یا نہیں؟ محققین کا یہ قول ہے کہ خطا آپؐ سے نہیں ہو سکتی تھی اور اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ خطا ہوتی تھی پر آپؐ اس خطا پر قائم نہیں رہتے تھے اور یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں ہے۔

۱۳۹- انس بن مالکؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انھوں نے سنا عقبان بن مالکؓ سے۔ محمودؓ نے کہا کہ میں مدینہ میں آیا تو عقبانؓ سے ملا اور میں نے کہا ایک حدیث ہے جو مجھے پہنچی ہے تم سے تو بیان کرو اس کو۔ عقبانؓ نے کہا میری نگاہ میں فتور ہو گیا۔ (دوسری روایت میں ہے کہ وہ اندھے ہو گئے اور شاید ضعف بصارت مراد ہو) میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں آپ میرے مکان پر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو مصلیٰ بنالوں (یعنی ہمیشہ وہیں نماز پڑھا کروں اور یہ درخواست اس لیے کی کہ آنکھ میں فتور ہو جانے کی وجہ سے مسجد نبویؐ میں ان کا آنا دشوار تھا) تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور جن کو خدا نے چاہا اپنے اصحاب میں سے ساتھ لائے۔ آپ اندر آئے اور نماز پڑھنے لگے اور آپ کے اصحاب آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ (منافقوں کا ذکر چھڑ گیا تو ان کا حال بیان کرنے لگے اور ان کی بری باتیں اور بری عادتیں ذکر کرتے تھے) پھر انھوں نے بڑا منافق مالک بن دحشم کو کہا یا مالک بن دحشم یا مالک بن دحشم یا دحشم اور چاہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے لیے بد دعا کریں وہ مر جائے اور اس پر کوئی آفت اترے۔ (تو معلوم ہوا کہ بدکاروں کے تباہ ہونے کی آرزو کرنا برا نہیں) اتنے میں رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنی مالک بن دحشم) اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا

۱۴۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عَقْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عَقْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ أَصَابَنِي فِي بَصَرِي بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَحِبُّ أَنْ تَأْتِيَنِي فَقَصَلَنِي فِي مَنْزِلِي فَأَتَيْتُهُ مُصَلًّى قَالَ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي مَنْزِلِي وَأَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُونَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اسْتَدُوا عَظَمَ ذَلِكَ وَكَثُرَ إِلَى مَالِكِ بْنِ دَحْشَمٍ قَالُوا وَدُّوا أَنَّهُ ذَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوا أَنَّهُ أَصَابَهُ شَرٌّ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ وَقَالَ ((أَلَيْسَ بِشَهْدٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ)) قَالُوا إِنَّهُ يَقُولُ ذَلِكَ وَمَا هُوَ فِي قَلْبِهِ قَالَ ((لَا يَشْهَدُ أَخَذَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ أَوْ تَقَطَّعَتْ)) قَالَ أَنَسٌ فَأَعْنَيْتَنِي هَذَا الْحَدِيثُ فَقُلْتُ لِإِنِّي اكْتَبَيْتُهُ فَكُتِبَ.

(۱۳۹) نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں دو عجیب باتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں وہ انسؓ ہیں اور محمودؓ اور عقبانؓ۔ دوسرے یہ کہ بڑے نے چھوٹے سے روایت کی۔ انسؓ بڑے ہیں محمودؓ سے سن اور علم اور مرتبہ میں۔

(انھوں نے یعنی صحابہ نے مالک بن دحشمؓ کو بڑا منافق کہا) صحابہ نے نفاق میں اول درجہ کا اس شخص کو قرار دیا حالانکہ یہ بدر میں شریک تھا اور لڑائیوں میں اور نفاق اس کا ثابت نہیں ہوا بلکہ خود حضرتؐ نے اس کو مومن قرار دیا۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ محض خدا کے واسطے کہتا ہے۔

وہ تو اس بات کو زبان سے کہتا ہے لیکن دل میں اس کے یقین نہیں۔ آپؐ نے فرمایا جو گواہی دیوے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پھر وہ جہنم میں نہ جائے گا یا اس کو انگارے نہ کھائیں گے۔ انسؓ نے کہا یہ حدیث مجھ کو بہت اچھی معلوم ہوئی تو میں نے اپنے بیٹے سے کہا اس کو لکھ لے۔ اس نے لکھ لیا۔

۱۵۰۔ انسؓ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے عثمان بن مالکؓ نے۔ وہ اندھے ہو گئے تھے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے مکان پر تشریف لائیے اور مسجد کی ایک جگہ مقرر کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ آئے اور آپؐ کے لوگ آئے پر ایک شخص غائب تھا جس کو مالک بن دھیم کہتے تھے۔ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

باب : جو شخص اللہ کی خدائی، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کی پیغمبری پر راضی ہو وہ مومن ہے اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے

۱۵۰۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِثْبَانُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ غَمِيَ فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَحُطُّ لِي مَسْجِدًا فَحَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهُ وَنُعِيَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّحْشَمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سَلِيمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ.

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَإِنْ ارْتَكَبَ الْمَعَاصِيَ الْكَبَائِرَ

۱۵۱۔ عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ ۱۵۱۔ عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَمِعَ

(۱۵۰) ہمدانی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں کچھ اوپر گزریں۔ ایک بات یہ ہے کہ آثار صالحین کے ساتھ تہرک کرنا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ علماء اور فضلاء اور مشائخ کو اپنے مریدوں اور شاگردوں کے گھر جانا اور ان سے ملنا بہتر ہے۔ تیسرے مفصول کو فاضل سے کچھ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے۔ چوتھے نماز پڑھنے والے کے سامنے باتیں کرنا درست ہے اگر نمازی کا حرج نہ ہو۔ پانچویں جو شخص ملاقات کو جائے اس کو امانت درست ہے اگر صاحب خانہ رضامند ہو۔ چھٹے حاکم اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کر دینا جب اس سے ضرر کا خوف ہو درست ہے۔ ساتویں حدیث کا لکھنا درست ہے کیونکہ انسؓ نے اپنے بیٹے سے کہا لکھ لے اس کو۔ لکھ لینا مستحب ہے اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت بھی۔ ممانعت تو اس کے لیے ہے جو یاد نہ کرے صرف لکھنے پر بھروسہ رکھے حالانکہ اس کو یاد کرنے کی طاقت ہو اور اجازت اس کے لیے ہے جو یاد نہ رکھ سکے اور بعضوں نے کہا ممانعت اس وقت تھی جب حدیث کے مل جانے کا ڈر تھا قرآن کے ساتھ پھر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہؓ اور تابعین میں اختلاف تھا حدیث کی کتابت میں لیکن بعد میں کتابت کے درست ہونے پر امت کا اجماع ہو گیا۔ آٹھویں امام یا عالم کو اپنے آدمی کے ساتھ لے جانا درست ہے ملاقات کے لیے یا دعوت میں۔ انتہی بااختصار۔

(۱۵۱) ہمدانی نے نقل کیا صاحب ”تحریر“ سے راضی ہونا یعنی قناعت کرنا اور کافی جانا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا خدا کے اور کسی کو طلب نہ کرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے راستوں پر نہ چلے اور حضرت کی شریعت کے موافق رہے پھر جس میں لطف

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((ذَاقْ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَيُمَحَمَّدَ رَسُولًا))

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایمان کا مزہ اچکھا اس نے جو راضی ہو گیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کی پیغمبری پر۔

لہٰذا یہ صفات ہو گئی بے شک ایمان کی علامات اس کے دل میں معلوم ہو گی اور وہ اس کا مزہ اچکھے گا۔

قاضی عیاضؒ نے کہا مزہ اچکھنے سے یہ مراد ہے کہ اس کا ایمان صحیح ہو گا اور اس کے دل کو اطمینان ہو گا۔ اس واسطے کہ جب وہ ان چیزوں سے راضی ہو تو یہ دلیل ہے اس کے کمال معرفت اور نفاذ بصیرت کی اور اس کے ساتھ اس کا دل بھی خوش ہو گا اس لیے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہوتا ہے تو وہ اس پر کھل ہوتی ہے۔ اسی طرح جب مومن کے دل میں ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتیں اور اطاعتیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں اور لذت دیتی ہیں۔ تختہ الاختیار میں ہے کہ خدا کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اس کی قضا اور قدر پر راضی رہے رنج اور تکلیف اور مصیبت میں اس کا گلہ شکوہ نہ کرے اور دین اسلام پر راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جائے کفر کی رسومات کے گرد نہ پھٹکے اور حضرت کی پیغمبری پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہیں اس کو ایمان کے مزے کی خبر نہیں۔ اچھی

مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث میں آنحضرتؐ نے ایک بڑے مرتبہ کی طرف اشارہ کیا جو عام مومنوں اور مسلمانوں کو حاصل نہیں پھر دنیا میں ان کو ایمان کی علامات اور لذت کچھ نہیں ہے۔ وہ تمام عبادتیں اور طاعتیں جو کرتے ہیں تو جہنم کے دُور سے نفس پر زور ڈال کے کرتے ہیں اور دین کے احکام بجالانا ان کے نزدیک ایسے ہی دشوار ہیں جیسے ہماری پتھر ڈھونا اور کوئی محنت شاق کرتا جس کو دل نہ چاہتا ہو پر بیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے۔ تہر درویش بر جان درویش پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت اور محنت کر کے نفس کی بری خواہشوں اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے۔ پر ان باتوں کا مزہ بہت آگے چل کر کتنے دنوں کے بعد حاصل ہو گا جب اس کا نفس نکرار عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے ان کاموں کا عادی ہو جائے گا تو اس کو ان کاموں میں ایک لذت پیدا ہو گی اور ایک مزہ حاصل ہو گا۔ جیسے انسان پہلے کسرت کرتا، ڈنڈ پیلٹا یا گدہ ہلاتا ہے تو چند روز کیسے ناگوار گزرتے ہیں پھر ان میں ایسا مزہ آنے لگتا ہے کہ انکا چھوڑنا دشوار گزرتا ہے اور بے کسرت کے چھین نہیں پڑتا۔ یہ تو جسمانی قوی اور حرکات کی لذت ہے جو عادات ہونے کے بعد چھوٹ نہیں سکتی۔ ایمان جو روحانی لذت ہے اس کا مزہ اور ذائقہ کس قدر ہو گا؟ قیاس کرنا چاہیے۔ پر اس کا بیان کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اس کو تو وہی جانے جس نے اس کا مزہ اچکھا ہو۔ آدمی جب دنیا میں مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات اور حرکات اور تغیرات میں غور کرتا رہتا ہے تو اس کو ایک خلجان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اسباب خیر اور راحت اور خوشی کی جمع کرنا چاہتا ہے پر اسباب کی تشخیص شناخت میں غلطی کرتا ہے تو ہر مرتبہ اس کی کوشش رائیگاں اور اس کی سعی برباد ہونے سے اس کو وحشت پیدا ہوتی جاتی ہے اخیر میں ایک ایسا تختہ اور اضطراب اس کے دل کو ہو جاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر دنیا دار اسی عارضے میں گرفتار ہیں ان کو دم بھر چین نہیں ان کی زندگی موت سے بدتر ہے۔ ان کو دنیا ہی میں وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ۔ جب کسی شخص کا یہ حال ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ برائے نام مومن ہے جو کلمات ایمان کو طوطے کی طرح کہتا ہے پر دل میں اس کے نور ایمان بالکل نہیں اور رضا بالقدر کامر تہ اس کو حاصل نہیں جس نے خداوند کریم کو اپنا مالک پروردگار مری سرپرست ہر طرح کی حاجتیں بر لانے والا سب کے کام نکالنے والا برے اور اچھے کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بند و بست کرنے والا تمام ایدہ اؤں اور تکلیفوں سے بچانے والا سمجھا اور دل سے اس پر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی سے راضی اور خوش ہوا۔ اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اس کو رتی برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو وہ تو اپنے مالک کے ارادوں پر اور اس کے کاموں پر ذل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرنا وہی اس کا عین مطلب اور مقصد ہے۔ پھر اس کو کیا تکلیف اور رنج کیسا اور حقائق کیسا۔ کار ساز مالک کارما فکر مادر کارما آزاد با

بَابُ بَيَانِ عَدَدِ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَأَفْضَلِهَا
وَأَدْنَاهَا وَفَضِيلَةِ الْحَيَاءِ وَكَوْنِهِ مِنْ

باب: ایمان کی شاخوں کا بیان، کون سی شاخ افضل ہے
اور کون سی ادنیٰ، شرم و حیا کی فضیلت اور اس کا ایمان

میں داخل ہونے کا بیان

الْإِيمَانِ

۱۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَتَسْبَعُونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ))
۱۵۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر پر کئی شاخیں ہیں اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(۱۵۲) دوسری روایت میں ساتھ پر کئی شاخیں ہیں مگر اس میں راوی کو شک ہے کہ ستر پر کئی شاخیں ہیں یا ساتھ پر کئی شاخیں اور بخاری نے بغیر شک کے ساتھ پر کی روایت کی اور ابوداؤد اور ترمذی نے ستر پر کئی بغیر شک کے اور ایک روایت میں ترمذی کی ایمان کے چونسٹھ دروازے منقول ہیں اور علماء نے اختلاف کیا ہے کہ صحیح کون سی روایت ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ صحیح ساتھ پر کئی شاخیں ہیں۔ شیخ ابن الصلاح نے کہا کہ یہ شک سہیل راوی کی طرف سے واقع ہوا۔ ایسا ہی کہا تہمتی نے اور سہیل سے ستر پر کئی شاخیں بغیر شک کے بھی منقول ہیں اور راجح کون سی روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے۔ کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی ہے کسی نے زیادہ کی روایت کو۔

حدیث میں بضع کا جو لفظ آیا ہے تو اس کے معنوں میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ کسی نے کہا بضع تین سے دس تک کو کہتے ہیں۔ کسی نے کہا تین سے نو تک کو۔ خلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہیں۔ کسی نے کہا دس سے دس تک کو اور بارہ سے بیس تک کو اور شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ ایمان ستر پر کئی خصلتوں کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا اوپر یہ بات گزر چکی ہے کہ ایمان لغت میں یقین کرنے کو کہتے ہیں اور شرع میں دل سے یقین کرنے کو اور زبان سے اقرار کرنے کو۔ اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو کہتے ہیں جیسے ایک حدیث میں ہے کہ سب سے افضل خصلت ایمان کی کلہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ میں سے ایذا دینے والی چیز ہٹا دینا۔

اور ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ کمال ایمان کا اعمال سے اور اتمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کرنا اور ان سب شاخوں کا ملنا تصدیق کا تتمہ ہے اور دلیل ہے تصدیق کی اور یہ خصلتیں ان ہی کی ہیں جو تصدیق رکھتے ہیں تو وہ ایمان سے خارج نہیں ہیں نہ ایمان شرعی سے نہ لغوی سے اور رسول اللہ نے اس بات کو بتلایا کہ افضل ان سب خصلتوں میں توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتی گویا یہ جڑ ہے۔ اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانوں کو ضرر پہنچنے کا گمان ہو جیسے کاٹنا وغیرہ وہ راہ سے ہٹا دینا اور ان دونوں کے بیچ میں بہت سے خصلتیں ہیں جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور بعضوں نے اس میں کوشش کی ہے مگر ان پر یقین نہیں ہو سکتا کہ وہی رسول اللہ کے دل میں تھیں اور ان کا نہ پہچانا ایمان میں کچھ نقصان نہیں کرتا اس واسطے کہ اصول اور فروع ایمان کی سب معلوم اور محقق ہو چکی ہیں البتہ اجمالاً یقین کرنا کہ ایمان کے خصائل اس قدر ہیں ضروری ہے۔ قاضی عیاض کا کلام ختم ہوا۔

حافظ ابن حبان نے کہا میں نے اس حدیث میں ایک مدت تک غور کیا اور عبادت اور اطاعات کا شمار کیا تو وہ ستر پر کئی سے بہت زیادہ ہیں۔ پھر میں نے حدیثوں کی طرف رجوع کیا اور جن عبادتوں کو رسول اللہ نے ایمان میں شمار کیا ہے ان کو جوڑا تو وہ ستر پر کئی سے کم ہوتی ہیں۔ آخر میں رجوع ہوا اللہ کی کتاب کی طرف اور اس کو غور سے پڑھا اور جن عبادتوں کو اللہ نے ایمان میں داخل کیا ہے ان کو جوڑا تو وہ بھی ستر پر کئی سے کم ہوئی ہیں۔ پھر میں نے قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتیں مکرر ملیں ان کو نکال ڈالا تو اللہ اور اس کے رسول کی بیان کی ہوئی تھیں

۱۵۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَسِتْعُونَ أَوْ بَضْعٌ وَسِتْعُونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَذْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ))

۱۵۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر پر کئی یا ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں۔ ان سب میں افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور اونی ان سب میں راہ میں سے موذی چیز کا ہٹانا ہے اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔

۱۵۴- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَعْطُ أُنْعَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ ((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ))

۱۵۴- سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص اپنے بھائی کو حیاء کے باب میں نصیحت کر رہا تھا فرمایا (جانے دے یعنی حیاء سے مت منع کر)۔ (بخاری) حیا ایمان میں داخل ہے۔

دوسری روایت میں ہے: مَرَّ بِرَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَعْطُ أُنْعَاهُ

یعنی آپ ایک انصاری پر گزرے جو اپنے بھائی کو نصیحت کر رہا تھا۔

۱۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۵۵- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

اللہ عبادتیں ملا کر ستر پر نو ہوئیں نہ زیادہ نہ کم۔ جب میں نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتیں ہیں۔ اور ابن حبان نے ان سب عبادتوں کو اپنی کتاب شعب الایمان میں بیان کیا ہے اور اس فن میں سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے ابو عبد اللہ حلی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹھ پر کئی کی روایت بھی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گفتی بیان کرتے ہیں اور اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس سے بڑھ کر اور نہیں ہیں۔ (انتہی کلام النووی) السراج الوہاج میں مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پھر میں نے قزوینی کے خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اس کا نام الروض الخصب رکھا۔

(۱۵۳) اور ایک روایت میں ہے کہ حیا ایمان میں ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حیا سے نہیں ہوتی مگر بھلائی۔ ایک روایت میں ہے کہ حیا بالکل خیر ہے۔ واحدی نے کہا کہ حیا اور استیاء دونوں حیات سے نکلے ہیں اور حیا انسان کی قوت حیات ہے۔ تو جس شخص کا احساس لطیف اور حیات قوی ہے اسی کو حیا ہوتی ہے۔ جنید بغدادی نے کہا کہ حیا نعمتوں کا دیکھنا اور اپنے قصوروں پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جس کو حیا کہتے ہیں اخلاق میں فضائل نفس تیس رکھے ہیں عفت اور شجاعت اور عدالت پھر حیا عفت کا ایک شعبہ ہے۔ ابو علی بن مسکویہ نے کتاب الطہارۃ میں کہا کہ حیا نفس کا بری باتیں کرنے سے رک جانا ہے اور برائی سے پرہیز کرنا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا حیا تو ایک خلقی صفت ہے پھر اس کو ایمان میں داخل کیا اس لیے کہ کبھی حیا پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کسب سے جیسے اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل ہوتے ہیں اور کبھی خلقی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کسب اور نیت اور علم کی طرف تو وہ ایمان میں ہے اور دوسرے یہ کہ حیا نیک کام کراتی ہے اور گناہوں سے باز رکھتی ہے۔ لیکن یہ جو فرمایا کہ حیا بالکل خیر ہے اور نہیں ہوتی اس سے مگر خیر تو اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سے انسان حق بات کہنے سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبھی حیا کی وجہ سے اس کے حقوق تلف ہو جاتے ہیں تو خیر محض کیونکر ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حیا نہیں ہے یہ تو مجر اور ناتوانی ہے۔ اس کو حیا بعضوں نے مجازاً کہا ہے لیکن حقیقتاً حیا اس خلق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچھی بات کی طرف بلاتی ہے اور کسی حقدار کے حق میں قصور کرنے سے منع کرتی ہے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے۔ (نودوی)

الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَعْطُ أَخَاهُ.

۱۵۶- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ)) فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَكِينَةٌ فَقَالَ عِمْرَانُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صُحْبِكَ.

۱۵۶- عمران بن حصین حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہیں ہوتی مگر بہتری۔ بشیر بن کعب نے کہا حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سکینہ ہوتا ہے۔ عمران نے کہا میں تو تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے۔

۱۵۷- عَنْ أَبِي قَنَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي رَهْطٍ مِنَّا وَفِينَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ قَالَ أَوْ قَالَ ((الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ)) فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا

۱۵۷- ابو قتادہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین کے پاس ایک رھط میں تھے ہمارے لوگوں میں سے (رھط کہتے ہیں دس سے کم مردوں کی جماعت کو) اور ہمارے لوگوں میں بشیر بن کعب (ابن ابی النخعی عدوی ابو ایوب بصری) بھی تھے۔ عمران نے ایک دن حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حیا خیر ہے۔ بشیر بن کعب نے کہا ہم نے بعض کتابوں میں یا حکمت میں دیکھا ہے کہ حیا

(۱۵۶) ☆ وقار کہتے ہیں سوچ سمجھ کر ایک کام کرنے کو اور اس کے خلاف چھچھورا پن ہے کہ جلدی سے جو خیال میں آئے کرنے لگے اور اس کا انجام نہ سوچے جیسے جانوروں کا حال ہے اور سکینہ بھی وہی وقار کو کہتے ہیں یعنی سکون نفس اور ثبات حرکات کے وقت اور اس کے خلاف میں ہیں اضطراب اور غفلت۔

(عمران بن حصین نے بشیر بن کعب سے کہا کہ میں تو تجھ سے رسول اللہ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے) یعنی قرآن و حدیث کے سامنے حکیموں کے اقوال بیان کرنا بے موقع ہے۔ گو حکیم بڑے دانشمند اور عقلمند تھے مگر پھر بھی ان سے ہزاروں طرح کی غلطیاں ہوئی ہیں۔ حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے۔ اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے۔ پھر پیغمبر کا قول جب مل جائے تو اب حکیموں کی بات ڈھونڈنا بے کار ہے۔

(۱۵۷) ☆ ایک حیا ضعف نفس ہے یعنی بودا پن اور ڈر پوک پن اپست حوصلگی جس کے دل میں طاقت نہیں ہوتی خون اس میں کم ہوتا ہے۔ اس کو یہ صفت اکثر لاحق ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں بخز اور خور اور مہانتہ بھی کہتے ہیں۔ اس صفت کی وجہ سے انسان میں دنایت اور لجاجت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہیں کر سکتا ڈرنا ہے آخر جو مل جاتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہیں مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے میں کوشش بھی نہیں کرتا۔ اکثر ہندوستان کے لوگ اس بری صفت میں مبتلا ہیں اور یہ اخلاق بدمیہ میں سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہیں اور درحقیقت یہ حیا نہیں ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ میں سے ہے۔ پر بعضوں نے اس پر حیا کا اطلاق مغالطہ سے یا مجاز کیا ہے۔ دیو جانس حکیم جو یونان میں تھا اس نے بھی کہا ہے کہ حیا ضعف نفس سے پیدا ہوتی ہے اور اس کو ترک کرنا چاہیے۔ مراد اس کی لہجہ

تَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَوْ الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَوَقَارًا لِلَّهِ وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتَا عَيْنَاهُ وَقَالَ أَلَا أُرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُ فِيهِ قَالَ فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ قَالَ فَأَعَادَ بُشَيْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ فَمَا زِلْنَا نَقُولُ فِيهِ إِنَّهُ مِنَّا يَا أَبَا نُجَيْدٍ إِنَّهُ لَا يَأْمُرُ بِهِ

کی ایک قسم تو سکی نہ اور وقار ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور ایک حیا ضعیف نفس ہے۔ یہ سن کر عمران کو غصہ آیا ان کی آنکھیں لال ہو گئیں اور انھوں نے کہا میں تو رسول اللہ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بیان کرتا ہے ابو قتادہ نے کہا عمران نے پھر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا۔ بشیر نے پھر دوبارہ وہی بات کہی جب تو عمران غصے ہوئے۔ (اور انھوں نے قصد کیا بشیر کو سزا دینے کا) ہم سب کہنے لگے اے ابانجید! (یہ کنیت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم میں سے ہے (یعنی مسلمان ہے) اس میں کوئی عیب نہیں (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہیں جیسے تم نے خیال کیا)

۱۵۸- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۵۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النُّصْرُ حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ الْعَدَوِيُّ قَالَ سَمِعْتُ خَجِيرَ بْنَ الرَّبِيعِ الْعَدَوِيَّ يَقُولُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

لہ حیا سے بھی صفتِ رذیلہ ہے نہ کہ وہ حیا جو انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے۔ وہ تو بالاطفاق عمدہ صفت ہے۔

(عمران بن حصین نے بشیر بن کعب سے کہا میں تو رسول اللہ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بیان کرتا ہے) ہر چند حدیث میں جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے جس کا بیان ابھی ہوا اور جو انسان کو قباح اور معاصی سے روکتی ہے اور بالکل خیر ہے سراسر بہتری ہے اور حکمت کی رو سے جو امر ثابت ہے وہ بھی صحیح ہے۔ اس لیے کہ حکیموں نے اس حیا کو برا نہیں کہا بلکہ ضعیف نفس کو جو درحقیقت حیا میں داخل نہیں ہے اور دونوں قولوں میں کسی قسم کے تعارض کے خلاف نہیں ہے۔ پر چونکہ بشیر نے حیا کا اطلاق اس بری صفت پر بھی کیا اور حیا کو دو قسموں پر تقسیم کیا ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ حیا بالکل خیر ہے۔ تو بظاہر گویا حدیث کے خلاف میں ایک بات کہی اور حکمت کی بات کو حدیث کے مقابلہ میں بیان کیا اس لیے عمران غصہ ہوئے۔ السراج الوہاج میں ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کے صلحاء نے ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اس شخص پر جو رسول اللہ کے مقابلہ میں کسی اور کا قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجہ کا شخص ہو۔ اس لیے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت کے برابر نہیں ہو سکتا پھر اس کی بات بھی حضرت کے ارشاد کے خلاف میں محض ہے وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت کے اور جتنے لوگ ہیں سب کے اقوال میں سے کچھ لینے کے قابل ہیں اور کچھ چھوڑنے کے قابل بقول "خذ ما صفا ودع ما كدر" اور مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جو ایمان لادے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور قیامت پر کہ اس کا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لے رسول اللہ کی پھر اور کسی کی امت میں سے بات مانے یا سنے اور اس کی بات کو مقدم کرے رسالت مآب کی بات پر جن کی شان میں یہ آیت اتری وما ينطق عن

الہوی ان ہو الا وحی یوحی

بابُ جَامِعِ أَوْصَافِ الْإِسْلَامِ

باب: جامع اوصاف اسلام کا بیان

۱۵۹- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَنَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ غَيْرَكَ قَالَ ((قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ فَاسْتَقِيمْ))

۱۵۹- سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اس کو آپ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ نے فرمایا کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر جمارہ ابو اسامہ کی روایت میں ہے آپ کے سوا کسی سے۔

بابُ بَيَانِ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ وَأَيُّ أَمُورِهِ أَفْضَلُ

باب: خصائل اسلام کی فضیلت اور اس بات کا بیان کہ اسلام میں کون سے کام افضل ہیں۔

۱۶۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ

۱۶۰- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول

(۱۵۹) قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جو اصح الکلام میں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا کے مطابق ہے یعنی جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر رہے یعنی توحید سے ڈگے نہیں اور شرک میں نہ پھنسے اور انھوں نے اللہ جلالت کی اطاعت لازم کر لی یہاں تک کہ اسی حال میں مرے اور یہی تفسیر ہے اس آیت کی اکثر مفسرین صحابہ کرام فمن بعد ہم کے مطابق اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے قاضی کا کلام تمام ہوا۔

ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں فاستقم کما امرت کہ رسول اللہؐ پر سارے قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ دشوار اور سخت نہیں اتری اور اسی واسطے جب صحابہؓ نے آپ سے کہا آپ جلد بوڑھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے سورہ ہود اور اس کے مانند اور سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔

استاذ ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہیں اور اسی صفت سے تمام بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور ان کا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقلال نہ ہو اس کی کوشش سب رائیگاں ہے اور اس کی سب بے نتیجہ ہے بعضوں نے کہا استقامت ایسی صفت ہے کہ اس کو بڑے بڑے ہی لوگ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ رسومات کے ترک سے اور خلاف شریعت عادات کے چھوڑنے سے اور خلوص و صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے حاصل ہوتی ہے اسی واسطے رسول اللہؐ نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہر گز سب نیکیاں نہ کر سکو گے۔

واسطی نے کہا استقامت وہ خصلت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اس کے نہ ہونے سے سب نیکیاں بری ہو جاتی ہیں اور مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے صرف یہی حدیث روایت کی ہے اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے سب سے زیادہ کس چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اس سے کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور اکثر آفتیں اور بلائیں انسان پر زبان سے آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکماء میں یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی زبان کو قابو میں کرے اور دیکھتا رہے کہ اس کی زبان سے جو باتیں نکل رہی ہیں وہ مناسب ہیں یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ مصلحت کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکالے۔

(۱۶۰) کون سا اسلام بہتر ہے یعنی اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث سے بیان ہوئی کہ مسلمان

اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا (یہ کہ تو بھوکے اور مہمان کو) کھانا کھلاوے اور ہر شخص سے السلام علیکم کرے خواہ تو اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔

۱۶۱- عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے تھے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا وہ مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں (یعنی نہ زبان سے کسی مسلمان کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دیوے)

۱۶۲- جابرؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔

۱۶۳- ابو موسیٰ اشعرئؓ سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

۱۶۴- حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ ((تَطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ))

۱۶۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

۱۶۲- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

۱۶۳- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

۱۶۴- وَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

تھ سے السلام علیکم کرے خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگوں نے اختیار کی ہے اسی شخص کو سلام کرتے ہیں جس سے پہچان ہو اچھی نہیں۔

(۱۶۳) ☆ نودی نے کہا بھی حضرتؐ نے افضل اس مسلمان کو قرار دیا جو کھانا کھلائے اور ہر شخص کو سلام کرے اور کبھی اس کو جس کی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان بچے رہیں۔ یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال ساکنین اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام میں سلام اور طعام یعنی کھانا کھلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپؐ نے اسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع پر ایذا دہی سے روکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اسی کو بیان فرمایا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں تو مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جس میں یہ صفت ہو اور یہ غرض نہیں کہ جس میں یہ صفت نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں ہے اور ان حدیثوں میں بہت سے فوائد ہیں ایک تو یہ کہ کھانا کھانا اور سخاوت کرنا اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا دین کا بہت ضروری کام ہے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو ایذا دینے سے بچنا چاہیے خواہ زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے۔ کسی کی توہین یا حقارت نہ کرنا چاہیے۔ تیسرے اس میں مسلمانوں کو یک دلی اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت رکھنے کی ترغیب ہے قاضی عیاضؒ نے کہا باہم الفت رکھنا اور اتفاق کرنا دین کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے اور شریعت کا بڑا رکن ہے اور اسی سے اسلام کا انتظام ہے۔ چوتھے حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام خاص کیا گیا ہے اور کافر کو سلام کرنا ضروری نہیں۔ پانچویں ہدایت ہے اخلاص عمل کے واسطے۔ چھٹے ارشاد ہے تواضع اور انکساری کی طرف جو شعار ہے اسلام کا۔

بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ سَيِّدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

بَابُ بَيَانِ خِصَالِ مَنْ اتَّصَفَ بِهِ

وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ

باب: ان خصلتوں کا بیان جن سے ایمان کا

مزا ملتا ہے

۱۶۵- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں ہیں جس میں ہو گئی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پائے گا۔ ایک تو یہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے دوسرے سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھے۔ دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے دوستی رکھے (یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اس سے ڈر ہو) تیسرے کہ کفر کو پھر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اس کو نجات دی اس سے اتنا برا جاننا جیسے آگ میں پڑنا۔

۱۶۵- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَذَفَ فِي النَّارِ))

(۶۵: ۱) نو دئی نے کہا یہ حدیث بہت بڑی ہے اور اسلام کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔ علماء نے کہا ہے حلاوت ایمان کے معنی یہ ہیں کہ عبادت میں اور تکلیف اٹھانے میں خدا اور رسول کی رضامندی کے لیے لذت اور مزہ پیدا ہو اور دنیا کے فوائد اور منافع پر خدا اور رسول کی رضامندی کو مقدم رکھے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اس کا حکم مانے اور اس کی مخالفت کو ترک کرے ایسی ہی رسول اللہ کی محبت ہے۔

قاضی عیاضؒ نے کہا یہ حدیث اسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گزری۔ ایک حدیث کہ ایمان کا مزا چکھا اس نے جو خدا کی خدائی کے ساتھ اور محمدؐ کی پیغمبری کے اور اسلام کے دین کے ساتھ راضی ہو اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خالص خدا کے لیے دوسرے مسلمان سے محبت اسی طرح کفر کو پھر اختیار کرنے کی نفرت نہیں ہوگی مگر اس شخص کو جس کا ایمان اور یقین زور دار ہے اور اس کے دل کو اطمینان ہے اور اس کا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں اثر کر گیا ہے۔ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے ایمان کی مٹھاس پائی۔ اور خدا کیلئے کسی سے محبت رکھنا پھل ہے خدا کی محبت کا۔ اور بعضوں نے کہا خدا کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دیوے خدا کی مرضی کے تو جو خدا کو پسند ہے وہی اس کو بھی پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند ہے وہ اس کو بھی ناپسند ہو۔ اور اس باب میں متکلمین کی عبارتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پھر یہ میل کبھی تو ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب ہیں جیسے خوبصورتی خوش آوازی، کھانے کا لذت اور کبھی ان چیزوں کی طرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبھی یہ میل اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کسی نے اس پر احسان کیا ہو یا مصیبت سے بچایا ہو اور یہ سب باتیں ہمارے رسول کریمؐ میں موجود ہیں کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی آپ میں جمع تھے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ میں موجود تھے اور آپ کا احسان اور فیض تو اتنا عام ہے کہ سب مسلمانوں کی گردن پر ہے۔ ان کو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلویا، جہنم کے عذاب سے بچایا۔ پھر خداوند کریمؐ کا احسان تو سب سے زیادہ ہے کیونکہ اسی نے حضرت کو پیدا کیا پھر پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بھیجا۔ پس درحقیقت اصل الاصول محبت ہے اللہ جل جلالہ کی محبت رسول اللہ اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ اور آئمہ دین کی راجع ہے اللہ کی محبت کی طرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب کی بالعرض لہذا

۱۶۶- انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ جو شخص کسی سے دوستی رکھے پھر اس سے دوستی نہ رکھتا ہو مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے اور سب لوگوں سے یا چیزوں سے زیادہ اور جو آگ میں ڈالا جانا پسند کرے مگر پھر کفر اختیار کرنا پسند نہ کرے جب خدا نے اس کو کفر سے نجات دی۔

۱۶۷- انسؓ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں وہی حدیث جو اوپر گزر چکی سوائے اس کے کہ اس میں ہے کہ یہودی یا نصرانی ہو نا پسند نہ کرے۔

باب: رسول اللہ ﷺ سے بی بی اولاد ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھنا واجب ہے اور جس کو ایسی محبت نہ ہو وہ مومن نہیں۔

۱۶۸- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبت گھر والوں اور مال اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو اور عبد الوارث کی روایت میں ہے کوئی

۱۶۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنْ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَمَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجَعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ))

۱۶۷- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْخُورُ حَدِيثُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مِنْ أَنْ يَرْجَعَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا))

بَابُ وَجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَإِطْلَاقِ عَدَمِ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ لَمْ يُحِبَّهُ هَذِهِ الْمَحَبَّةُ

۱۶۸- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ وَلِيَّيْ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ

اللہ یعنی خدا کی محبت کے ذیل میں اور جو کوئی سوا خدا کے کسی اور شے سے بالذات محبت رکھے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے بحیوہہم کحب اللہ یہ صفت ہے مشرکین کی اور مومنوں کی یہ صفت ہے والذین امنوا اشد حبا للہ (نودی مع زیادہ)

(۱۶۶) ☆ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو پہلے کافر یا مشرک تھے پھر خدا نے ان کو اسلام سے مشرف فرمایا تو ان کا اسلام ان کو جب ہی مزہ دے گا جب وہ کفر کے دین سے اس قدر بیزار ہوں کہ آگ میں گرنا قبول کریں پر کفر قبول نہ کریں۔

(۱۶۸) ☆ خطاب نے کہا مراد وہ محبت نہیں ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہے تو مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ کی اطاعت اور آپ کے ارشاد کی تعمیل سب چیزوں پر مقدم رکھے ماں باپ، بی بی، اولاد، دوست، آشنائے سب اگر ناراض ہو جائیں تو قبول کرے پر خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی ہرگز اختیار نہ کرے۔ یہی محبت صادقہ ہے جس پر ایمان کاملہ ہے۔ ابن بطلال اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو استاد سے۔ دوسری محبت شفقت اور پیار کی جیسے ماں باپ کو اولاد سے ہوتی ہے۔ تیسری محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونے کی جیسے دوست آشنائوں سے ہوتی ہے تو لفظ

آدمی مومن نہیں ہوتا۔

مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))۔

۱۶۹- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہو تا جب تک کہ اس کو میری محبت اولاد، مال، باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

۱۶۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))۔

باب: ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَىٰ أَنَّ مِنْ خِصَالِ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ

۱۷۰- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہو تا جب تک وہ نہ چاہے اپنے بھائی یا اپنے ہمسایہ کے لیے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔

۱۷۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ أَوْ قَالَ لِجَارِهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))۔

۱۷۱- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی آدمی مومن نہیں ہو تا جب تک اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لیے وہی نہ چاہے جو

۱۷۱- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِجَارِهِ)) أَوْ قَالَ ((لِأَخِيهِ مَا

حضرتؑ نے ان تمام محبتوں کو جمع کیا ہے۔ ابن بطال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا ایمان کامل ہو وہ اس بات کا یقین کرے گا کہ رسول اللہ کا حق اس پر زیادہ ہے اس کے باپ اور بیٹے کے حق سے۔ کیونکہ رسول اللہ کے طفیل سے ہم کو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکل کر ہدایت پائی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ کی محبت میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ کی سنت کی مدد کرنا اور آپ کی شریعت پر جو اعتراض کرے اس کا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق ہو جائے اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو یہ بات ثابت ہوئی کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے اور ایمان صحیح نہیں ہو تا جب تک رسول اللہ کی قدر و منزلت ماں باپ، بزرگ، محسن سب سے زیادہ دل میں نہ ہو اور جس کا یہ اعتقاد نہ ہو وہ مومن نہیں ہے۔ (نووی)

(۱۷۰) علماء نے کہا مراد یہ ہے کہ مومن کامل نہیں ہو تا نہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی تمام وہ چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے۔ نسائی کی روایت میں ہے بھلائی اور خوبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعضوں نے اس صفت کے حاصل کرنے کو دشوار اور محال بھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ مراد یہ ہے تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہو تا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنی اس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا چاہا جائے اگر خود کا نقصان نہ ہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنی جس کا دل صاف ہو البتہ جس کے دل میں کینہ اور حسد بھرا ہو اس پر بہت دشوار ہے۔ خدا ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو اپنے خراب دل سے بچائے۔ (نووی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی مسلمان بھائی کی بھلائی ہوتی ہو اور اپنا اس میں کچھ ضرر نہ ہو تو اس پر خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیر خواہی اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہیے۔

يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

اپنے لیے چاہتا ہے۔

بَابُ بَيَانِ تَحْرِيمِ إِذَاءِ الْجَارِ

باب: ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے۔

۱۷۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارَهُ بَوَالِقَهُ))

۱۷۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا ہمسایہ اس کے مکروفساد سے محفوظ نہیں ہے۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى إِكْرَامِ الْجَارِ

باب: ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب اور

وَالضَّيْفِ وَلِزُومِ الصَّمْتِ إِلَّا عَنِ

چپ رہنے کی فضیلت اور ان باتوں کا ایمان میں داخل

الْخَيْرِ وَكَوْنِ ذَلِكَ كُلِّهِ مِنَ الْإِيمَانِ

ہونا۔

۱۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ

۱۷۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور پیچھے دن (قیامت) پر یقین رکھتا ہے اس کو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے اور جو شخص اللہ پر اور پیچھے دن پر

(۱۷۲) یعنی اس کی بدی اور ظلم سے اسن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہیں مجھ کو صدمہ نہ پہنچے اس کی طرف سے۔ علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو ہمسایہ کو ستانا درست سمجھے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی جنت میں نہ جائے گا۔ یا یہ غرض ہے کہ اس کو جنت کھلتے ہی جنت میں جانا نصیب نہ ہو گا بلکہ روکا جائے گا یہاں تک کہ اس کے گناہ پر عذاب ہو یا معاف کیا جائے اور ضرورت ان تادیبوں کی یہ ہے جو اوپر گذر کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مڑے اگرچہ کبیرہ گناہ کر تا ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ چند روز عذاب دیا جائے گا یا معاف کیا جائے گا پھر جنت میں جائے گا۔ بہر حال ہمسایہ کو رنج دینا اور ناحق اس کو ستانا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے۔

(۱۷۳) سبحان اللہ کیا عمدہ فصاحت ہے۔ نوویؒ نے کہا غرض یہ ہے کہ جب بات کرنے کا ارادہ کرے تو سوچ لے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات واجب ہے یا مستحب اس وقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہیں تو چپ ہو رہے۔ پھر چاہے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح ہو جس میں نہ ثواب ہے نہ عذاب ہر حال میں خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر ہے اور اولیٰ ہے کیونکہ مباح باتیں لے جاتی ہیں انسان کو حرام اور مکروہ کی طرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا مَا يُلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ یعنی جو بات انسان منہ سے نکالتا ہے اس کے پاس ایک شخص ہے جو رواد دیکھتا ہے تیار ہے اس کے لکھنے کو۔ اور اختلاف کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلہ میں کہ انسان کی سب قسم کی باتیں اگرچہ مباح ہوں لکھی جاتی ہیں یا صرف وہی باتیں جن میں ثواب یا عذاب ہو۔

ابن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ صرف وہی باتیں لکھی جاتی ہیں جن کا بدلہ ملے گا ثواب یا عذاب۔ اس صورت میں آیت کو خاص کرنا پڑے گا اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ مباح باتیں بہت کرنا اچھا نہیں کیونکہ انسان اکثر بہت باتیں کرنے سے گو مباح ہوں حرام یا مکروہ باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

امام شافعیؒ نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ انسان کو بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پھر اگر اس کو یہ امر متحقق ہو کہ اس بات سے کچھ نقصان نہیں تو اس بات کو کہے اور اگر یہ امر متحقق ہو کہ اس سے ضرر ہو گا یا ضرر اور عدم ضرر میں شک ہو تو چپ رہے۔ امام حن

لَيُصْنِتُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ صَئِفَهُ))۔
ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کی خاطر داری کرے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے۔

۱۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

لَا يَنْهَى ابْنُ زَيْدٍ مَالِكِيٌّ نَعْنَاهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ))۔
ابن ابی زید مالکی نے کہا تمام آداب اور اخلاق حسنہ چار حدیثوں سے نکلتے ہیں ایک تو یہی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا اچھا اسلام یہ ہے کہ اس بات کو چھوڑ دے جو کام نہ آئے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لا تَغْضَبْ یعنی غصہ مت کر۔ چوتھی وہ حدیث جو اوپر گزری کہ انسان کو چاہیے اپنے بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے خاص چاہتا ہے۔ اور استاد ابو القاسم قشیری نے فرمایا کہ موقع پر چپ رہنا مردوں کی صفت ہے جیسے موقع پر بولنا نہایت عمدہ خصلت ہے اور میں نے ابو علی وفاق سے سنا وہ کہتے تھے جو شخص چپ ہو رہے حق بات سے (یعنی جہاں حق بات بیان کرنے کا موقع ہو) تو وہ گونگا شیطان ہے لیکن اگر باب مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے وہ اس لیے کہ باتیں کرنے میں طرح طرح کی آفتیں ہیں اور اس میں نفس کو حظ ہوتا ہے۔ وہ اپنی تعریف کرتا ہے اور کبھی اپنی فصاحت اور شیریں بیانی لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت و خاموشی تہذیب و اخلاق کا ایک بڑا رکن ہے۔ فضیل بن عیاض نے یوں بیان کیا کہ جو شخص بات کو اپنے اعمال میں سے ایک عمل سمجھے گا وہ بے فائدہ بات کہہ کرے گا اور ذوالنون مصری نے کہا کہ سب سے زیادہ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والا وہ شخص ہے جو اپنی زبان کو زیادہ روکے۔

جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کرے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلتا چاہے اس کو ہمسایہ اور مہمان کے ساتھ سلوک کرنا ضروری ہے اور اللہ نے اپنی کتاب میں ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم کیا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جبرئیلؑ ہمیشہ مجھ کو وصیت کرتے تھے ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کے لیے یہاں تک کہ میں سمجھا کہ جبرئیلؑ اس کو ترک بھی دلائیں گے۔ اسی طرح مہمان داری کرنا بھی اسلام کا طریقہ ہے اور پیغمبروں اور صالحوں کی خصلت ہے اور لیث نے کہا کہ ایک رات مہمان داری کرنا واجب ہے اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے ہر مسلمان پر واجب ہے اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم کسی قوم پر اترو پھر وہ بطور مہمانی تم کو کچھ دیں تو اس کو قبول کرو اور جو نہ دیں تو ان سے اپنی مہمانی کا حق لے لو۔ اور اکثر فقہاء اس بات پر ہیں کہ مہمانی کرنا اخلاق میں داخل ہے پر واجب نہیں اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے کہ ضیافت کا جائزہ ایک رات ہے اور جائزہ کہتے ہیں عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اختیار ہی ہوتے ہیں نہ کہ وجوبی۔ اور بھی حضرات نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ مہمانی واجب نہیں کیونکہ ایسے الفاظ کا استعمال واجب میں نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسایہ ایک ساتھ بیان کیا حالانکہ ہمسایہ کے ساتھ سلوک واجب نہیں اور اگلی حدیثوں کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ احوال اسلام کی حدیثیں ہیں جب دل داری اور خاطر داری واجب تھی۔ پھر اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مہمان داری بستی والوں اور جنگل والوں دونوں پر واجب ہے یا صرف جنگل میں رہنے والوں پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ ہے کہ دونوں پر واجب ہے اور مالک اور حنوف نے کہا کہ صرف جنگل والوں پر واجب ہے اس لیے کہ بستی یا شہر میں مسافر کو ٹھہرنے کی جگہ مل جاتی ہے سرائے وغیرہ میں اور کھانے پینے کی چیزیں بھی سب بازار سے ملتی ہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ضیافت جنگل میں رہنے والوں پر ہے نہ بستی والوں پر۔ لیکن یہ حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے۔ (نودی)

پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا چپ رہے۔

۱۷۵- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔ فرق ہے اتنا کہ خاطر داری کے بجائے اچھا سلوک کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۷۶- ابو شریح خزاعی (خولید بن عمرو یا عبد الرحمن یا عمرو بن خولید یا ہانی بن عمرو یا کعب) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کے ساتھ احسان کرے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے (جس میں بھلائی ہو یا ثواب ہو) یا چپ رہے۔

باب: بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔

۱۷۷- طارق بن شہاب سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا وہ مروان تھا (حکم کا بیٹا جو

فَلْيُكْرِمَ صَنَفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لَيْسَ كُنْتُ))

۱۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي حَصِينٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلْيُحْسِنِ إِلَى جَارِهِ.

۱۷۶- عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْخَزَاعِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنِ إِلَى جَارِهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمَ صَنَفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لَيْسَ كُنْتُ))

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ
الْإِيمَانِ وَأَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ وَأَنَّ الْأَمْرَ
بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبَانِ

۱۷۷- عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ

(۱۷۷) ☆ عید کے دن سب سے پہلے جس نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا وہ مروان تھا۔ قاضی عیاض نے کہا اس بات میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمانؓ نے پڑھا ہے اور بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ نے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ نماز ختم ہوتے ہی چل دیتے تھے اور خطبہ کے ختم ہونے کا انتظار کرتے اور بعضوں نے کہا اس میں یہ مصلحت تھی کہ دور رہنے والوں کو بھی نماز مل جائے اور جو لوگ دیر میں آئیں ان کو بھی نماز ملے اور بعضوں نے کہا کہ یہ فعل سب سے پہلے معاویہؓ نے کیا اور بعضوں نے کہا عبد اللہ بن زبیرؓ نے کیا (پر یہ سب روایتیں ثابت نہیں ہیں) اور جو رسول اللہؐ اور ابو بکرؓ اور عثمانؓ و علیؓ سے ثابت ہوا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے نماز عید پڑھی پھر خطبہ شروع کیا اور یہی قول ہے تمام ملکوں کے فقہاء اور بعضوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع اختلاف کے بعد ہوا یا یہ کہ التفات نہیں کیا گیا یعنی اس پر اختلاف کی طرف کیونکہ تمام خلفائے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہو چکا تھا۔ اور اس روایت میں ابو سعید نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کر دیا سب لوگوں کے سامنے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ لوگوں کے نزدیک سنت ثابت ہو چکی تھی برخلاف اس کے جو مروان نے کیا تھا اور یہ بھی ابو سعید نے کہا میں نے رسول اللہؐ سے سنا جو شخص تم میں سے کوئی کام خلاف شرع دیکھے اس کو منادے اور لے

قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرَوَانٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلَاةُ
قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تَرَكْتُ مَا هُنَالِكَ فَقَالَ أَبُو
خلفاء بنی امیہ میں سے پہلا خلیفہ ہے) اس وقت ایک شخص کھڑا ہوا
اور کہنے لگا خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا چاہیے۔ مروان نے کہا یہ بات

ظہر خلاف شرع دہی کام ہو گا جو سنت کے خلاف ہو گا اور اس پر عمل نہ ہوا ہو گا زمانہ سابق میں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ سوامروان کے اور کسی
خلیفہ نے ایسا نہیں کیا تھا اور عثمان اور عمر اور معاویہ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ (نودی)

ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا چاہیے۔ مروان نے کہا یہ بات سوقوف کردی گئی اس مقام پر یہ اعتراض
ہوتا ہے کہ ابو سعید خدریؓ نے خود کیوں نہیں منع کیا اس برے کام سے یہاں تک کہ ایک دوسرا شخص اٹھا اور اس نے کہا۔ اب اس کا جواب یہ ہے
کہ شاید ابو سعید خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہو گئے تو اس شخص نے اعتراض کیا۔ پھر ابو سعید پہلے سے موجود ہوں لیکن انھوں نے خوف کیا ہو
ضرر کا اپنے لیے یا فتنے کا تو ساقط ہو گیا ان سے انکار جو واجب تھا اور اس شخص نے خوف نہ کیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو صرف اپنے نفس
پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت میں بلکہ مستحب ہے اور احتمال ہے کہ ابو سعیدؓ نے اس کی تائید کی اور دوسری روایت میں جس کو بخاری اور مسلم
دونوں نے نکالا باب صلوة العید میں یہ ہے کہ ابو سعید نے خود مروان کا ہاتھ کھینچا جب اس کو منبر پر جاتے دیکھا اور مروان اور ابو سعید ساتھ
آئے تھے پھر مروان نے ابو سعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہے کہ یہ موقع دوبارہ ہوا ہو۔

اگر زبان سے منع یعنی روکنے کی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے یہ سب سے کم درجہ کا ایمان ہے اگر یہ بھی نہ ہو اور دل میں بھی
خلاف شرع کام سے نفرت نہ آئے تو سمجھنا چاہیے کہ ایمان رخصت ہو گیا اور کفر جم گیا لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ نودی نے
کہا کہ یہ جو حضرت نے فرمایا برے اور خلاف شرع کام کو مٹائے اور بگاڑے ہاتھ یا زبان سے تو یہ امر باجماع امت وجوب کے لیے ہے اور امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر کتاب و سنت اور اجماع امت سے دلیل ہے اور یہ نصیحت میں داخل ہے جو خود دین ہے اور اس
میں سوا چند رافضیوں کے کسی نے خلاف نہیں کیا اور ان کے خلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔

امام الحرمین نے بھی کہا کہ ان کے خلاف کا اس مسئلہ میں اعتبار نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ مسلمانوں کا اس کے وجوب پر رافضیوں کے
پیدا ہونے سے پہلے اتفاق ہو چکا تھا اور وجوب اس کا شرع سے ہے نہ کہ عقل سے اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے ہے اور یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے
کہ لا یبصرکم من ضل اذا هتد بتم یعنی اے ایمان والو تم اپنے تئیں سنبھالو تم کو دوسرے کے گمراہ ہونے سے کچھ نقصان نہ ہو گا جب تم ہدایت
پاؤ گے تو یہ ہمارے مذہب کے خلاف میں نہیں کیونکہ آیت کے معنی مذہب صحیح پر یہ ہیں کہ جب تم سب احکام کو جو تم پر واجب ہیں بجالاؤ گے
تو دوسروں کی تقصیر سے تم کو ضرر نہ ہو گا۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا ولا تزدوا زدة وزر اخوی یعنی ایک کا بوجھ دوسرا نہ اٹھائے گا پھر جب کسی نے
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اس پر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہی پر رہے گا جس نے برا کام کیا۔ یہ بھی جانتا چاہیے کہ اچھی بات کا حکم
کرنا اور بری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے کر دیا تو سب کے ذمہ سے یہ فرض ادا ہو گیا اور نہ سب گنہگار ہو گئے۔ اور بعض
مقاموں میں یہ فرض ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے اس مقام میں کوئی نہ ہو سوا اس کے یا اسی کے حکم سے وہ کلام مٹا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے
یا غلام کو کوئی برا کام کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے۔

علماء نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہ ہو گا تو بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ نصیحت سے
مسلمانوں کو کچھ فائدہ ضرور ہو گا اور اوپر ہم کہہ چکے ہیں کہ اس شخص کا کام حکم کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے برے کام سے اب چاہے
وہ مانے یا نہ مانے سوا اس کا فرض نہیں جیسے اللہ جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہیں مگر پہنچا دینا۔ علماء نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن
المنکر میں یہ شرط نہیں ہے کہ حکم کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلتا ہو اور بری باتوں سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ خود تقصیر دار ہو تو حق

سَعِيدٌ أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ كَسَى مُنْكَرًا) (خلاف شرع) کام کو دیکھے تو اس کو مٹا دیوے اپنے ہاتھ

لہ بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے پھر ایک میں خلل ہونے سے دوسرے کو بھی ضائع کرنا ضروری نہیں اور یہ کام حاکموں سے خاص نہیں ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اس کو کر سکتا ہے۔

امام الحرمین نے کہا اس پر مسلمانوں کا اجماع دلیل ہے اس لیے کہ صدر اول میں اور اس کے قریب زمانہ میں اونی اونی مسلمان خود حاکموں کو بری باتوں سے منع کرتے اور اچھے کاموں کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان ان کو اس کام سے نہ روکتے اور اس پر زجر نہ کرتے۔ پھر اگر حکومت شرط ہوتی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے تو البتہ اور مسلمان اس کو سمجھا دیتے کہ تمہارا یہ عہدہ نہیں ہے یہ بات ضروری ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اس مسئلہ کو جانتا ہو اگر وہ بات مشہور واجبات یا محرمات سے ہو جیسے نماز، روزہ، زنا، شراب، غیر تو ہر ایک مسلمان کو ان باتوں کا علم ہے وہ حکم اور منع کر سکتا ہے اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اس میں مداخلت نہیں پہنچتی اور نہ ان کو انکار پہنچتا ہے بلکہ یہ منصب علماء کا ہے پھر علماء کو بھی اس کام کا انکار کرنا حکم کرنا چاہیے جو اجماعی ہو اور جو کام اختلافی ہو اس میں کسی فریق کو دوسرے فریق سے جھگڑا کرنا درست نہیں اس لیے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بعضوں کے نزدیک اور کھلی بھی ہے اور بعضوں کے نزدیک ایک مصیب ہے اور باقی کھلی لیکن کھلی معین نہیں ہو سکتا اور جو معین بھی ہو تو بوجہ خطائے اجتہادی کے اس پر گناہ نہیں پر اگر نصیحت کے طور پر اس کو نرمی سے سمجھائے تو وہ بہتر ہے اس لیے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اختلاف سے نکل جانا چاہیے حتی المقدور جب کسی سنت میں خلل نہ آئے یا کسی اور دوسرے اختلاف میں نہ پڑ جائے۔ قاضی القضاۃ ابوالحسن ماوردی بصری شافعی نے اپنی کتاب ”احکام سلطانہ“ میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ اگر بادشاہ کسی کو مختص بنائے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لا سکتا ہے اختلافی مسائل میں جس فقیہ کا چاہے مذہب اختیار کرے اور ہمیشہ فروعات میں صحابہ اور تابعین اور من بعد ہم کا اختلاف رہا تو نہ مختص پر کوئی انکار کرے نہ مختص دوسرے پر نہ اور کوئی دوسرے پر۔ اسی طرح علماء نے کہا ہے کہ مفتی اور قاضی کو نہیں پہنچتا کہ اپنے مخالف پر اعتراض کرے جب وہ نص یا اجماع یا قیاس جلی کی مخالفت نہ کرے اور جان تو کہ یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت ضائع ہو گیا بہت مدت دراز سے اور اس زمانہ میں جو کچھ باقی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک بڑا باب تھا جس پر دین کا مدار تھا اور جب برائیاں بہت پھیلیں گی تو عذاب الہی عام ہوگا نیک و بد پر اور جب لوگ ظالم کو ظلم سے نہ روکیں گے تو خدا تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ إِلَهٍ يُمْسِكُ بِالنَّفْسِ مَنْ يَشَاءُ مِنْكُمْ فَلَا ضَرَرَ فِي شَيْءٍ مِمَّا سَفَّاهْتُمْ وَلَا يَسْتَفْهِمُ أَلَمْ يَكُنْ عَلِيمًا بِمَا تُفْعَلُونَ (توبہ ۱۲۷) یعنی وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے پہنچے گا ان کو فتنہ یا دکھ کا عذاب۔

تو جو شخص آخرت کا طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ اس بات کا خیال رکھے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس لیے کہ اس کا بڑا فائدہ ہے خاص کر اس حالت میں کہ جب وہ موقوف ہو گیا ہے اور اپنی نیت خالص رکھے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع اس سے خوف نہ کرے اس خیال سے کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا البتہ خدا مدد کرے گا اس کی جس نے خدا کی مدد کی اور فرمایا جو شخص بھروسہ کرے اللہ پر اس کو سیدھی راہ ملی اور فرمایا جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ان کو اپنی راہ بتلائیں گے اور فرمایا لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور انکی آزمائش نہ ہوگی۔ ان سے پہلے جو لوگ گزر گئے ان کو بھی ہم نے آزمایا تو البتہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانے کا جو سچ ہیں اور ان لوگوں کو جو جھوٹے ہیں اور یہ بات خیال کر لینا چاہیے کہ ہمیشہ ثواب اتنا ہی زیادہ ملتا ہے جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نہ کرنا چاہیے ویسے ہی اللہ

فَلَيْسَانِہِ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ سے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل ہی نے سہی (دل میں اس کو برا جانے اور اس سے بیزار ہو) یہ (الایمان)۔
سب سے کم درجے کا ایمان ہے۔

لہ دوستی اور محبت اور سستی کی وجہ سے ترک نہ کرنا چاہیے اور اپنی سرخروئی اور مرتبہ بڑھانے کے لیے بھی نہیں۔ اس لیے کہ دوستی اور محبت سے تو اس کا حق اس پر ہو گیا اور وہ حق یہ ہے کہ اس کو نصیحت کرے اور آخرت کی بھلائی بتلائے اور مسخر اور مہلک باتوں سے بچائے۔ اور آدمی کا دوست اور عزیز وہی ہے جو اس کی آخرت کی بھلائی میں کوشش کرے اگرچہ دنیا میں اس کی وجہ سے نقصان واقع ہو اور دشمن وہ ہے جو اس کی آخرت کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اس سے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگوں کا دشمن گنا جاتا ہے وہ اسی وجہ سے۔ پیغمبر جو مومنوں کے دوست سمجھے جاتے ہیں وہ اسی سبب سے کہ وہ ان کی آخرت کے درست کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔ یا اللہ تو ہم کو اور ہمارے دوستوں کو اور سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے میں کوشش کریں اور اپنی رحمت و عنایت ہم سب پر عام کر دے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اس کو چاہیے کہ نرمی کرے تاکہ اس پر لوگ جلدی عمل کریں۔

امام شافعیؒ نے فرمایا جس شخص نے اپنے بھائی کو پوشیدہ نصیحت کی اس نے اس کو درست کیا اور آراستہ کیا اور جس نے کھلم کھلا نصیحت کی اس نے اپنے بھائی کو رسوا کیا۔ اور اس باب میں سے ایک کام وہ ہے جس میں اکثر لوگ سستی کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو عیب دار چیز بیچتے ہوئے دیکھتے ہیں پھر اس کو منع نہیں کرتے اس عیب سے اور یہ ایک بڑی خطا ہے اور علماء نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جو شخص اس امر کو جانتا ہے کہ اس چیز میں یہ عیب ہے تو اس پر واجب ہے کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اس عیب سے آگاہ کر دے لیکن طریقہ منع کرنے کا تو وہ خود حضرت نے بتا دیا کہ اس کو (یعنی برے کام کو) ہاتھ سے بگاڑے اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو دل سے۔ دل سے بگاڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو برا جانے اور اگرچہ برا جانا اس کا بگاڑنا نہیں ہو سکتا پر کیا کرنا چاہیے اس کا اختیار اسی قدر ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا سب سے کم درجہ کا ایمان یہ ہے یعنی یہ ایک ادنیٰ ثمرہ ہے ایمان کا کہ دل سے برے کام کو برا جانے اور اس سے نفرت کرے۔

قاضی عیاضؒ نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے برے کام کے بگاڑنے میں تو بگاڑنے والے پر واجب ہے کہ جس طرح سے ہو سکے بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہوں ان کو ہاتھ سے توڑے اور شراب اور مسکرات کو بہادیوے یا دوسرے سے کپے وہ بہادے اور زبردستی سے چھینی ہوئی چیز چھین کر خود اس کے مالک کو واپس کر دیوے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہے کہ بگاڑنے میں نرمی کرے جاہل پر اور اس ظالم پر جس سے شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہے کہ اس کو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے مستحب ہے یہ بات کہ بگاڑنے والا خود صالح اور صاحب فضیلت ہو اور جو شخص انتہاء درجہ پر گمراہ ہو یا اپنے کام میں اصرار کرتا ہو اس پر سختی بھی کرے جب یہ معلوم ہو کہ اس کی سختی سے فائدہ ہو گا اور خوف نہ ہو۔

دوسرے مفہدہ کا اگر اس کو گمان غالب ہو کہ ہاتھ سے بگاڑنے میں اور کوئی بڑا فساد ہو گا یعنی کسی کا خون ہو گا خود بگاڑنے والے کا یا اور کسی کا تو باز رہے اور صرف زبان سے نصیحت کرے اور خدا کے عذاب سے ڈرے اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سے کہنے میں بھی اس قسم کا شر ہو گا تو صرف دل سے اس کو برا سمجھے اور چپ ہو رہے اور یہی مقصود ہے حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور جو اس کو کوئی مددگار ملے تو اس سے مدد لیوے پر ہتھیار نہ اٹھائے اور لڑائی شروع نہ کرے اور چاہے کہ اطلاع کرے اس کی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا حق

۱۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ
 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ
 بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ
 قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي
 سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِيثِ أَبِي
 سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثِ
 حَدِيثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ.

۱۷۸- یہ حدیث بالکل وہی ہے جو اوپر گزری ہے مگر ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

فہ صرف دل سے اس کو برا سمجھے۔ یہی مسئلہ ہے اور یہی تحقیق علماء کے نزدیک صواب ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر حال میں زبان سے کہہ دے پھر اگر قتل کیا جائے یا ایذا دیا جائے تو مبرا کرے۔ قاضی عیاض کا کلام تمام ہوا۔

امام الحرمین نے کہا کہ رعیت میں سے ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو روکے اس گناہ سے پر لڑائی شروع نہ کرے اور ہتھیار نہ اٹھائے اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے۔ پھر اگر بادشاہ بھی ظلم پر مستعد ہو اور شریعت کی مخالفت سے باز نہ آئے اور سمجھائے نہ سمجھے تو سب مسلمان جو صاحب الرائے ہوں مل کر اس بادشاہ کو تخت سے اتار دیں اگرچہ اس میں ہتھیار اٹھانے کی ضرورت پڑے اور خون ریزی اور لڑائی ہو۔ یہ کلام ہے امام الحرمین کا۔ اور قاضی القضاہ ماوردی نے کہا مختب کو بحث کرنا نہیں چاہیے ان گناہوں سے جو ظاہر نہ ہوں پھر اگر گمان غالب ہو کہ بعض لوگ ایسے کاموں کو پوشیدہ کیا کرتے ہیں تو اس میں دو قسمیں ہیں۔

ایک قسم تو یہ ہے کہ جس کا تدارک بعد وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص مختب کو خبر کرے کہ فلاں شخص فلاں عورت کے ساتھ تنہائی میں زنا کرنا چاہتا ہے یا فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فوراً مختب کو تجسس کرنا چاہیے اور اس واقعہ کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر مختب کے سوا اور لوگوں کو خبر ہو ان کو بھی بندوبست کرنا چاہیے۔

دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اس میں تجسس اور کھوج جائز نہیں جیسے کسی مکان سے باجے بجانے کی آواز آئے تو باہر سے پکار کر منع کرے اور گھر کے اندر نہ گھسے اور ماوردی نے ”احکام سلطانہ“ کے آخر میں ایک عمدہ باب احتساب کے باب میں لکھا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قاعدوں پر مشتمل ہے اور ہم نے اس مقام پر اس کے مطالب بیان کر دیے اور کلام کو طول دی اس لیے کہ مفید ہے اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اس کی بہت حاجت پڑتی ہے۔ (نودی)

السراج الوہاج میں ہے مسلمانوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں دین کے بڑے ستون ہیں اور یہ واجب ہیں ہر مسلمان پر۔ القول الجلیل میں ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کلاب یہ ہے کہ نرمی اور ملائمت کے ساتھ ہو اور سختی اور شدت بادشاہوں کو زیبا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا و جادلہم بالتي هي احسن بحث کر ان سے اچھے طور سے۔ وضو اور نماز میں امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسی کو دیکھے وہ پاؤں اچھی طرح نہیں دھوتا تو یہ حدیث سنائے خرابی ہے کوچوں کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہیں پڑھتا تو یہ حدیث سنائے کہ پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور لباس اور کلام وغیرہ میں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون۔ یعنی تم میں سے ہونے چاہیں کچھ لوگ جو نیکی کی طرف بلائیں اچھی بات کا حکم کریں اور بری بات سے منع کریں اور وہی لوگ ہیں چھ کار پانے والے۔

۱۷۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلَفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةٌ))

۱۷۹- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں اور اصحاب نہ ہوں جو اس کے طریقے پر چلتے ہیں اور اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور ان کاموں کو کرتے ہیں جن کا حکم نہیں۔ پھر جو کوئی ان نالائقوں سے لڑے ہاتھ سے وہ مومن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (ان کو برا کہے ان کی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو کوئی لڑے دل سے (ان کو برا جانے)

(۱۷۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں۔ حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ لوگ جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہوں یا مددگار یا جہاد کرنے والے یا پیغمبر کے بعد خلافت کے مستحق ہوں۔

عبد اللہ بن مسعود آئے اور قنہ میں اترے نووی نے کہا قنہ فتح قاف ایسا ہی ذکر کیا اس کو حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں اور اکثر نسخوں میں بھی یہی ہے اور مسلم کی اکثر روایت کرنے والوں نے ہفتابہ روایت کیا ہے فام موحده سے اور فناء کہتے ہیں اس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے۔ ایسا ہی روایت کیا ابو عوانہ اسراکی نے قاضی عیاض نے کہا سمرقندی کی روایت قنہ قاف سے ٹھیک ہے اور جمہور کی روایت فناء خطا ہے اور تصحیف۔

صالح بن کیسان نے کہا اسی طرح یہ حدیث ابو رافع سے روایت کی گئی ہے یعنی صالح بن کیسان نے کہا کہ یہ حدیث ابو رافع سے اس نے رسول اللہ سے روایت کی ہے اور اس میں عبد اللہ بن مسعود کا ذکر نہیں۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں اسی طرح باختصار ابو رافع سے اس نے رسول اللہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ ابو علی جبیلانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا یہ حدیث محفوظ نہیں ہے اور یہ کلام ابن مسعود کے کلام سے نہیں ملتا تو یہ روایت کرتے ہیں کہ ایسے وقت صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔ یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اس حدیث کا انکار کیا ہے امام احمد نے اور اس کی اسناد میں حارث بن فضیل انصاری ہے۔

ابو عبد اللہ مدنی بکلی نے کہا وہ ثقہ ہے اور روایت کیا اس سے ایک جماعت ثقات نے اور ہم نے اس کا ذکر ضعفاء کی کتابوں میں نہیں پایا۔ اس کے علاوہ حارث منفرد نہیں ہے اس حدیث کے ساتھ بلکہ متابعت کی ہے اس کی دوسرے نے جیسا کہ صالح بن کیسان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ دارقطنی نے کتاب العلل میں کہا کہ یہ حدیث اور طریقوں سے بھی مروی ہے ان میں سے ایک روایت ہے ابو داؤد لیثی کی ابن مسعود سے انھوں نے رسول اللہ سے اور یہ جو ابن مسعود سے مروی ہے کہ تم صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے ملو تو یہ اس موقع پر ہے جہاں قتل اور خون ریزی اور فتنوں کا ڈر ہو اور اس حدیث میں جو حکم ہے نالائقوں سے جہاد کرنے کا ہاتھ سے اور زبان سے وہ اس موقع پر ہے جہاں کسی فتنے کے اٹھ کھڑے ہوئے کا ڈر نہ ہو علاوہ اس کے اس حدیث میں اگلی امتوں کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہیں ہے۔ تمام ہو اکلام ابو عمرو کا اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد کا قدرح اس حدیث میں بہت عجیب ہے۔ (انجی ما قال النووی)

السر الذی الوہابہ میں ہے کہ اگرچہ حدیث میں اس امت کا ذکر نہیں لیکن حضرت نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ کی امت میں بھی ہے

وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں (یعنی اگر دل سے بھی برانہ جانے تو اس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں) ابو رافع (جنہوں نے اس حدیث کو ابن مسعود سے روایت کیا اور نام ان کا اسلم یا ابراہیم یا ہر مزیا ثابت یا زید تھا مولیٰ تھے رسول اللہ ﷺ کے) نے کہا میں نے یہ حدیث عبد اللہ بن عمر سے روایت کی انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا۔ اتفاق سے میرے پاس عبد اللہ بن مسعود آئے اور قناتہ (مدینہ کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے) میں اترے تو عبد اللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھ لے گئے عبد اللہ بن مسعود کی عیادت کو۔ میں ان کے ساتھ گیا۔ جب ہم بیٹھے تو میں نے عبد اللہ بن مسعود سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر سے بیان کیا تھا۔ صالح بن کیسان نے کہ یہ حدیث ابو رافع سے اسی طرح بیان کی گئی ہے۔

خَرَدَلُ)) قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَحَدَّثْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَأُنْكِرَهُ عَلَيَّ فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَتَزَلَّ بِقَنَآةٍ فَاسْتَتَبَعَنِي إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بَعُوْدَهُ فَأَنطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ وَقَدْ تَحَدَّثَ بِهَذَا ذَلِكَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ.

۱۸۰- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے حوالہ نہ ہوں وہ اس کی (یعنی اپنے نبی کی) راہ پر چلتے ہیں اور اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں پھر روایت کو اس طرح بیان کیا جیسے اوپر گزری مگر اس میں ابن مسعود کے آنے کا اور ان سے ابن عمر کے ملنے کا ذکر نہیں۔

۱۸۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ كَانَ لَهُ خَوَارِثُونَ يَهْتَدُونَ بِهَدْيِهِ وَيَسْتَنُونَ بِسُنَّتِهِ)) مِثْلَ حَدِيثِ صَالِحٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قُلُومَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهُ.

لے ہوگا۔ اس قول سے فمن جاهدہم یعنی جو کوئی ان سے جہاد کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ امت شامل نہ ہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے دوسرے یہ کہ مطلب اس حدیث کا دوسری حدیثوں میں بھی منقول ہے آپ نے فرمایا اخیر القرون غریبی اخیر حدیث تک۔ نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں چار تابعی ہیں ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے صالح اور حارث اور جعفر اور عبد الرحمن اور ایسے ہی ایک اسناد پہلے گزر چکی ہے اور میں نے ایک رسالہ بنایا ہے اسی قسم کی رباعی اسنادوں میں ان میں سے بعض اسناد ایسی ہیں جن میں چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور چار تابعی ایک دوسرے سے۔

بابُ تَفَاضُلِ أَهْلِ الْإِيمَانِ فِيهِ وَرُجْحَانِ أَهْلِ الْيَمَنِ فِيهِ

باب: ایمان داروں کا ایک دوسرے سے کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگوں کا ایمان زیادہ ہونا

۱۸۱- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ ((أَلَا إِنَّ الْإِيمَانَ هَهُنَا وَإِنَّ الْقِسْوَةَ وَغِلْظَ الْقُلُوبِ فِي الْقَدَادِينِ عِنْدَ أَصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ فِي رِبْعَةٍ وَمَضَرٍّ))

۱۸۱- ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب میں جنوبی مشرقی جانب مدینہ سے اس میں بہت سے شہر اور بستیاں ہیں صنعاء وہاں کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا خبردار رہو ایمان ادھر ہے اور کڑا پین اور دلوں کی سختی ان لوگوں میں ہے جو چلایا کرتے ہیں اونٹوں کی دم کی جڑ کے پاس جدھر سے شیطان نکلتے ہیں یعنی قوم ربیعہ اور مضر۔

۱۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((جَاءَ أَهْلُ

۱۸۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ

(۱۸۱) غیث اللغات میں ہے کہ یمن اقلیم اول اور دوم میں ایک مشہور ملک ہے اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے۔ اس واسطے اس کو یمن کہتے ہیں کیونکہ کعبہ کو عربوں نے ایک شخص قرار دیا ہے جس کا منہ پورب کی طرف ہے اور پیٹھ اس کی پیچھم کی طرف۔ اول حضرت نے یمن کی طرف اشارہ کر کے ان کی تعریف کی اس واسطے کہ وہاں کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کی طرف اشارہ کیا اور ان کی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور مضر جن کے پاس اونٹ بہت تھے اس واسطے کہ وہ اسلام کے بہت مخالف رہے۔ شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج ہے اس واسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونوں سینگ (یعنی سر کے دونوں کونے) اس پر رکھ دیتا ہے کہ کافروں کا سجدہ اسی کو ہو۔ (تحفۃ الاخیار)

نودی نے کہا شیطان کے قرن سے مراد اس کے سر کے دونوں کونے ہیں اور بعضوں نے کہا اس کی دونوں جماعتیں جن کو وہ بھیجتا ہے لوگوں کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے دونوں گردہ کافروں میں سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کی طرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے کفر کا سر مشرق کی طرف ہے اور حضرت کے زمانہ میں یہی حال تھا کیونکہ اس وقت پورب کی جنوب جو ملک واقع تھے جیسے ہند اور چین اور خود عرب کے ملک میں سے نجد وغیرہ وہاں ایمان بالکل نہ تھا اور زرا کفر ہی کفر تھا اور جس وقت وہاں نکلے گا تو وہ بھی مشرق سے نکلے گا اس وقت بھی کفر کا زور مشرق ہی کی طرف ہو گا اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسی طرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکوں کا جو اجتہاد چہ کے جنگی اور فساد کی ہوتے ہیں اور فتنہ ان ترکوں کا "ہلاکو" کے زمانہ میں غارت کرنا ان کا بعد او کو اور ختم کر دینا خلافت عباسی کو اور قتل ہونا لاکھوں مسلمانوں کا ان کے ہاتھ سے تاریخ میں مشہور ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ ہے جس کے مثل اسلام میں بہت کم ہوا ہے پھر فتنہ تیمور لنگ کا اور ان فتنوں کی دوسری حدیثوں میں بھی حضرت نے خبر دی ہے۔

(۱۸۲) نودی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اس کو علماء نے ظاہر سے پھیرا ہے اس لیے کہ ایمان کا شروع مکہ سے ہوا پھر مدینہ سے۔ ابو عبید مغرب کے امام نے اس باب میں چند قول بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے کیونکہ تہامہ میں ہے اور تہامہ ملک

الْيَمَنُ هُمْ أَرْقُ أَفِيدَةُ الْإِيمَانِ يَمَانٍ وَالْفَقْهُ
يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ))
یمن کی۔

لے یمن میں داخل ہے دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونوں ہیں اس لیے کہ یہ حدیث آپ نے تبوک میں کہی اور مکہ اور مدینہ تبوک اور یمن کے درمیان ہیں تو اشارہ کیا آپ نے یمن کی طرف یعنی یمن کی سمت کی طرف اور مراد آپ کی مکہ اور مدینہ سے تھی۔ اس لیے آپ نے فرمایا ایمان یمن کا ہے کیونکہ اس وقت مکہ اور مدینہ دونوں یمن کی سمت میں تھے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ رکن یمانی مکہ میں واقع ہے اور اس کو یمانی کہتے ہیں اس لیے وہ یمن کی جانب واقع ہے۔ تیسرے یہ کہ یمن سے مراد انصار کے لوگ ہیں اس لیے کہ انصار اصل میں یمن کے رہنے والے تھے پھر ایمان نسبت دیا گیا انصار کی طرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تھے اور یہ اختیار کیا بہت لوگوں نے اور سب میں یہی قول اچھا ہے۔ شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اگر ابو عبید اور جو اسکے تابع ہوئے حدیث کے الفاظ کو دیکھتے اور اس میں تاہل کرتے تو یہ تاویل نہ کرتے اور ظاہر حدیث کو نہ چھوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہیں اس لیے کہ ایک روایت میں ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے۔ اور یہ خطاب ہے انصار کی طرف تو ضرور یمن والوں سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہو گئے۔ اسی طرح اس روایت میں جو ہے کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اس وقت انصار نہیں آئے تھے دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے ان کے عمدہ صفات بیان کئے کہ وہ نرم دل ہیں پھر اس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بھی یمن کا ہے تو یہ اشارہ ہے ان لوگوں کی طرف جو یمن سے آئے تھے مکہ اور مدینہ کی طرف اور حدیث کو ظاہر پر رکھنے سے کوئی مانع نہیں ہے اس واسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہو تا ہے اور اچھی طرح اس پر قائم ہو تا ہے اس کو نسبت دیتے ہیں اس شخص کی طرف اور یمن والوں کا ایسا ہی حال تھا اس وقت ایمان میں اور ان لوگوں کا جو رسول اللہ کے پاس آئے تھے یمن والوں میں سے اور آپ کی وفات کے بعد بھی بعض یمن والے ایمان میں ایسے ہی کامل گزرے ہیں جیسے اوہی قرنی اور ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہما اور ان کے ہاتھ اور لوگ جن کے قلب سلیم تھے اور ایمان قوی تھا تو ایمان کی نسبت ان کی طرف اس وجہ سے ہے کہ وہ ایمان میں کامل تھے اور اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ ان کے سوا اور لوگ ممکن نہیں ہیں اس صورت میں اس حدیث میں کہ ایمان حجاز میں ہے منافات بھی نہ ہوگی پھر مراد اس حدیث میں یمن والوں سے وہی یمن والے ہیں جو اس وقت موجود تھے نہ کہ ہر زمانہ کے یمن والے۔ اس لیے کہ لفظ سے یہ نہیں نکلتا اور یہی حق ہے اور ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو سیدھی راہ بتلائی۔ اچھی

السرارج الوہاب میں ہے کہ لفظ سے نہ نکلتا کچھ یمن والوں سے خاص نہیں بلکہ یہ حکم ہر حدیث میں چل سکتا ہے جس میں کسی ملک والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح صحیح روایتیں جو یمن والوں کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت میں آئی ہیں ان روایتوں سے اب تک لوگ اس ملک والوں کی فضیلت نکالتے ہیں اس لیے کہ اصول کی تاثیر فروع میں ضرور ہوتی ہے پھر تجربہ سے بھی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جیسا ایمان اور حکمت اور فقہ یمن میں ہر زمانہ میں رہا ہے ایسا اور کسی ملک میں نہیں رہا جیسے اس کی طرف آئندہ اشارہ ہو گا اور اس قدر کافی ہے حدیث کے مضمون کی صحت کے لیے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جن کو چاہتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ حدیث کو خاص کریں ان لوگوں سے جو موجود تھے اس زمانہ میں اور اللہ کی رحمت اس سے زیادہ وسیع ہے۔ اچھی

یہ جو فرمایا کہ فقہ بھی یمن کی ہے تو فقہ سے مراد یہاں دین کی سمجھ بوجھ ہے پھر اصطلاح شرع میں اہل اصول نے فقہ کے یہ معنی قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کا ان کے دلائل کے ساتھ۔

پھر فرمایا حکمت بھی یمن کی ہے حکمت کے باب میں کئی قول ہیں لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبادت ہے اس علم سے جو اللہ کی معرفت پر مشتمل ہے اور اس کی وجہ سے بصیرت کھل جاتی ہے اور نفس درست ہو جاتا ہے اور حق معلوم ہو جاتا ہے اور توفیق عمل کی لے

۱۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَ حَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا

إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثِلِهِ

۱۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ

أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرْقُ أَفِيدَةً الْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ))

لگتی ہوتی ہے اور خواہش نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جس میں یہ سب باتیں موجود ہوں۔ ابو بکر بن درید نے کہا جو کلمہ فصاحت کا ہوا زجر کا اور جو بات بہتری کی طرف لے جائے اور برائی سے بچائے وہ حکمت ہے اور وہ حکم ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث میں ان من الشعیر لحکمة یعنی بعض شعر حکمت ہوتا ہے۔ کذا قال النووی۔ اور السراج الوہاج میں ہے کہ حکمت رسول اللہ کی حدیث کو کہتے ہیں جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آپہ يعلمہم الکتب والحکمة کی تفسیروں کی ہے اسی طرح اس آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنیہ کی تو صاف حدیث کے معنوں میں یہی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی مراد ہے جس پر حدیث کی کتابیں مشتمل ہیں اور فرمایا کہ بعض شعر حکمت ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شعر حدیث کے موافق ہوتا ہے وہ اچھا اور جو حدیث کے خلاف ہو وہ قبیح ہے اور وہ جو ابن الصلاح وغیرہ نے حکمت کے معنی بیان کیے ہیں وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتے ہیں اور اس سے قریب ہیں اور ایک دلیل اس بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہے یہ ہے کہ اس کے ساتھ فقہ کو بیان کیا اور یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور اس میں رسول اللہ کی طرف سے یمن اور اہل یمن پر شہادت ہے کہ ان میں ایمان ہے اور حدیث ہے اور فقہ ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس سے بڑھ کر دوسری فضیلت نہیں اور کئی آیتیں اور حدیثیں ان کی شان میں اور ان کے ایمان کی صفت میں وارد ہوئی ہیں ان کو علامہ شوکانی نے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے اور میں نے ان کو سلسلۃ العجد وغیرہ میں ذکر کیا ہے اور یمن اور صنعاء کا بیان کئی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان میں سے ظہیرۃ القدس اور ریاض المرآض ہیں اور میں نے یمن والوں میں سے چند علماء کا حال جو کتاب و سنت پر چلنے والے تھے کتاب "اتحاف النیلاء" اور "الانجاء المکمل" میں ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم میں ہم کو اہل یمن سے تو سل ہے۔ اجمعی۔

(۲۸۳) فواد اور قلب دونوں شہرت کی بنا پر ایک ہیں اور بعضوں نے کہا فواد مغائر ہے قلب کے اور یمن ہے قلب کی اور بعضوں نے کہا کہ فواد باطن قلب ہے اور بعضوں نے کہا کہ قلب کا پردہ ہے اور قلب ضعیف ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس میں خدا کا خوف اور تواضع ہے اور وہ نصیحت پانے کے قابل ہے اور سختی اور قسوت سے سالم ہے جیسے اور لوگوں کے دل میں ہے اور وہ ضعف قلب مراد نہیں جو حکیموں کے نزدیک بڑا عیب ہے۔

۱۸۵- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفر کی چوٹی مشرق کی طرف ہے اور بڑائی و شجی مارنا اور فخر و گھمنڈ کرنا گھوڑے والوں اور اونٹ والوں میں ہے جو چلاتے ہیں اور در والے ہیں اور غریبی اور نرمی بکری والوں میں ہے۔

۱۸۶- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان یمن میں ہے اور کفر پورب کی طرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں میں ہے اور گھمنڈ اور دکھاوا شور کرنے والوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں۔

۱۸۷- ابوہریرہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا بڑائی اور گھمنڈ کرنا شور کرنے والوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور مسکینی بکری والوں میں ہے۔

۱۸۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے اتنا اضافہ ہے کہ ایمان یمن والوں میں ہے، حکمت یمن والوں میں ہے۔

۱۸۹- ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یمن والے آگے ہیں یہ لوگ نرم دل اور کمزور دل والے ہیں۔ ایمان یمن والوں میں ہے، حکمت یمن والوں میں ہے، مسکینی بکریاں چرانے والوں میں ہے اور فخر و غرور اور شور و

۱۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْبَابِلُ الْفُتَادِ فِي أَهْلِ الْوَبْرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ))

۱۸۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْكَفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّبَاءُ فِي الْفُتَادِ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبْرِ))

۱۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((الْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي الْفُتَادِ فِي أَهْلِ الْوَبْرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ))

۱۸۸- وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ ((الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ))

۱۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرْقُ أَفْئِدَةً وَأَضْعَفُ قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ السَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي

(۱۸۵) حدیث میں فتادین کا لفظ ہے اسکے معنوں میں اختلاف ہے ابو عمرو شیبانی نے کہا یہ فتاد کی جمع ہے جشیدہ دال اور فتاد گائے بیل کو کہتے ہیں جن سے کھیتی میں کام لیا جاتا ہے اس سے مراد کاشتکار اور زمیندار ملکی لوگ ہیں لیکن اوروں نے اس کا انکار کیا اور کہا فتادین فدیہ سے ہے جس کے معنی ہیں چلانا اور شور کرنا اور مراد وہی لوگ ہیں جو اونٹوں اور گھوڑوں اور کھیتوں میں چلایا کرتے اور حد درجہ کے بد خلقی اور سخت ہوتے ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا فتادین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس بہت اونٹ ہیں دو سو سے لے کر ہزار تک (نوی) تجھ الاخیار میں ہے کہ جانوروں کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے۔ سائیں اور شتر بان اکثر بد خلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والے بیشتر مسکین ہوتے ہیں اسی واسطے پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا۔

(اور وردالے ہیں) اور کہتے ہیں اونٹ کے بالوں کو اور یہ اونٹ والوں کے پاس ہوں گے نہ کہ گھوڑے والوں کے پاس اور شاید مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ دونوں ہوں۔

- نوعاً اونٹ چرانے والوں میں ہے جو مشرق کی جانب رہتے ہیں۔
- ۱۹۰- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یہی آئے ہیں یہ بہت نرم دل اور رقیق القلب ہیں حکمت اور ایمان یمن میں ہے اور کفر کاسر چشمہ مشرق میں ہے۔
- ۱۹۱- و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ)).
- ۱۹۲- و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ عَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ جَرِيرٍ وَزَادَ ((وَالْفَخْرُ وَالْخِلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْبَابِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَصْحَابِ الشَّاءِ)).
- ۱۹۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((غِلْظُ الْقُلُوبِ وَالْخِفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ)).
- ۱۹۳- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلوں کی سختی اور کھر کھراپن پورب والوں میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں۔

(۱۹۳) ☆ مدینہ سے مشرق کی طرف مصر کے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے اور حضرت کے پاس آنے والے لوگوں کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جس میں مکہ اور مدینہ اور طائف واقع ہیں۔

السرراج الوہاب میں ہے کہ اس حدیث میں مشرق کی مذمت اور حجاز کی تعریف ہے اور یمن حجاز میں داخل ہے اور ہندوستان مشرق میں ہے اور یہ ایک گزشتہ زمانہ کی حکایت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر اپنا فضل کیا اور اس میں اسلام اور مسلمانوں کو پھیلایا اور ہند کے بہت سے لوگ اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علماء اور فضلاء گزرے ہیں اور بہت سے محدث جو کتاب اور سنت پر عمل کرتے تھے اور ہند کے رہنے والے وہ بعض بدعتی جو اس حدیث سے بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہیں اور یہ حدیث نجد والوں پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہیں شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی جو نجد سے نکل کر حجاز میں آئے تھے اور انھوں نے توحید کو پھیلایا تھا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ متبدعین ہند کا تعصب اور عناد ہے اس لیے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ کفر کی چوٹی پورب میں ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے تمام ان ممالک کو شامل ہے جو مدینہ سے پورب کی جانب واقع ہیں ہند ہوا سندھ اور شیخ محمد بن عبد الوہاب مسلمان تھے عالم تھے حق بات کی دعوت دیا کرتے تھے۔ وہ نہ کافر تھے نہ اسلام سے خارج تھے۔ پھر وہ اس لئے

بابُ یَیَّان أَنَّهُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ
وَأَنَّ مَحَبَّةَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْإِيمَانِ وَأَنَّ إِفْشَاءَ
السَّلَامِ سَبِيلُ الْخُصُولِ لَهَا

باب: جنت میں مومن ہی جائیں گے اور مومنوں سے
محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور سلام کا رواج دینا
محبت کا سبب ہے

۱۹۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوْلَا أَدْلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))

۱۹۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم
بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایماندار نہ بنو
گے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو گے
اور میں تم کو وہ چیز نہ بتلا دوں جب تم اس کو کرو تو آپس میں محبت
ہو جائے۔ سلام کو آپس میں رائج کرو۔

۱۹۴- حدیث سے کیوں کر مراد ہو گئے اس حال میں جب کہ بعض احادیث صحیحہ میں نجد والوں کی فضیلت موجود ہے آپ نے ایک شخص کے باب
میں جو نجد کا رہنے والا تھا فرمایا کہ اس نے نجات پائی اگر وہ سچا ہے۔ اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو اس صفت کا ہو یعنی سخت دل اور کافر ہو
اور جس میں یہ صفت نہیں وہ حدیث میں داخل نہیں ہے خواہ مشرقی نجد کی یا ہند کی ہو یا مغربی اندلس کی ہو اور حدیث کا مفہوم یہی ہے۔

مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم فتوحی سے سنا فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد ”بدایوں“ کا لقب ہے جو مدینہ منورہ
سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہاں سے شیطان کا قرن نکلا جس نے دنیا میں بدعت کا رواج دیا اور علمائے موحدین کو کافر اور فاسق قرار دیا۔ اللہ
تعالیٰ اس کے شر سے تمام مسلمانوں کو بچائے۔ آمین یا رب العالمین۔

(۱۹۴) ایماندار نہ بنو گے یعنی پورے ایمان دار نہ ہوں گے جب تک محبت نہ رکھو گے۔ آپس میں ایک دوسرے سے اور سلام رائج کرنے
کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور سلام الفت کا سبب ہے اور دوستی پیدا کرنے کی کنجی ہے اور سلام
کے رائج کرنے میں مسلمانوں کے دلوں میں الفت جمتی ہے اور ان کی علامت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلام مسلمانوں کی نشانی ہے جو ان کو
اور قوموں سے ممتاز کر دیتی ہے اور اس میں نفس کی ریاضت ہے اور تواضع ہے اور دوسرے مسلمانوں کی تعظیم ہے۔

بخاری نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر سے روایت کیا انھوں نے کہا تین باتیں ہیں جس نے ان کو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا۔ ایک
تو انصاف اپنے نفس سے دوسرے سب کو سلام کرنا، تیسرے غلگی کے وقت خرچ کرنا اور بخاری کے سوا اور لوگوں نے اس قول کو مرفوعاً روایت
کیا ہے اور سلام میں ایک اور فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو نیکوں کا مانگنے والا
ہے مگر سلام خاص خدا کے واسطے کرے نہ کسی خواہش نفسانی سے اور نہ اپنے دوستوں اور احباب کو خاص کرے۔ کذا ذکرہ النووی۔

تختہ الاخیار میں ہے کہ بہشت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت پر موقوف ہے پھر
حضرت نے محبت حاصل کرنے کا آسان طریقہ السلام علیکم کرنا بتلایا۔ سلام سے اس واسطے محبت حاصل ہوتی ہے کہ دودعائے خیر ہے یعنی خدا تم
کو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہہ عامانگنے والے کو اپنا دوست چانتا اور سمجھتا ہے تو آپ بھی اس سے محبت کرتا
ہے۔ ہر چند سخاوت اور احسان بھی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور سخاوت تمام عالم کے مسلمانوں سے نہیں ہو سکتی اور سلام آسان بات ہے کہ
ہر ایک کو ہو سکتا ہے اس واسطے حضرت نے اسی کو خاص کر کے بتلایا ہے لیکن افسوس عجب الٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے
اب بعض لوگ سلام علیک کرنے سے ناخوش ہوتے اور عداوت پر کمر باندھتے ہیں محبت اور خیر خواہی کی چیز ان انوں کے نزدیک

۱۹۵- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا)) بِإِسْنَادٍ جَدِيدٍ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَزَكِيٍّ.

۱۹۵- دوسری روایت بھی ایسی ہے اس میں یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اخیر تک ابو معاویہ اور زکیہ کی حدیث کی طرح۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ

۱۹۶- عَنْ تميم الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الدِّينُ النَّصِيحَةُ)) قُلْنَا لِمَنْ

باب: دین خیر خواہی سچائی اور خلوص کو کہتے ہیں

۱۹۶- تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے ہم نے کہا کس کی خیر خواہی؟ آپ

لہے عداوت کا سبب ہو گئی ہے۔ اسی

مترجم کہتا ہے میں نے جن لوگوں کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکھا وہ لوگ ہیں جو اختیار و جد کے جاہل اور وحشی ہیں جن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ سلام علیک کے معنی کیا ہیں اگر انہی لوگوں سے کوئی اردو زبان میں کہے خدا آپ کو سلامت رکھے جو بعینہ سلام علیک کے معنی ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔ پس ایسے جاہلوں کا علاج یہ ہے کہ ان کو سلام علیک کے معنی بتا دیے جائیں اور یہ سمجھا دیا جائے کہ صحابہ کرام رسول اللہ کو جو دین و دنیا دونوں کے ہادی تھے سلام علیک کہا کرتے تھے اور یہ اسلام کا شعار ہے پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ کی سنت سے ناراض ہوتے ہو اور تمہارا درجہ بھی کیا ہے اور تم کو کون پوچھتا ہے اگر اس برے خیال کو ترک نہ کر دو گے تو اسلام سے خارج ہو جاؤ گے اور اس غرور اور جہالت کی بدولت دین اور دنیا دونوں تباہ ہوں گے۔

(۱۹۶) نووی نے کہا یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اس پر اسلام کا دار و مدار ہے اور وہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ یہ ان چار حدیثوں میں سے ایک حدیث ہے جو اسلام کی تمام باتوں کو جامع ہیں تو صحیح نہیں بلکہ صرف اسی حدیث پر اسلام کا دار و مدار ہے اور یہ حدیث مسلم کے افراد میں سے ہے اور تمیم داری سے صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں اور نہ مسلم میں اس کے سوا اور کوئی روایت ہے۔

اس روایت پر امام ابو سلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک جامع لفظ ہے جس کے مثل دوسرا لفظ زبان عرب میں بہت کم ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ سب بھلائیوں کا اکٹھا کرنا جس کے لیے نصیحت کی جائے ایسے ہی فلاح کا لفظ ہے عربی زبان میں جو دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیوں کو جامع ہے۔ بعضوں نے کہا نصیحت ماخوذ ہے نصح الرجل ثوبہ سے یعنی سیافلانے نے کپڑا پٹا تو نصیحت کرنے والے کے فعل کو مشابہت دی سینے سے پیسے سے کپڑا درست ہوا ہے ایسے ہی نصیحت سے دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہیں اور وہ درست ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا وہ ماخوذ ہے نصحت العسل سے یعنی صاف کیا میں نے شہد کو موم سے تو مشابہت دی صاف بات کو جس میں کھونا پین نہ ہو اس شہد کے ساتھ جو موم اور چرک سے صاف کیا جائے لیکن نصیحت کی تفسیر میں تو خطابی اور علماء نے اس باب میں ایک نفیس کلام کہا ہے اور میں سب کو ملا کر مختصر طور پر بیان کرتا ہوں اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اسکی صفات میں بے دینی اختیار نہ کرے جتنے صفات کمال اور جمال کے ہیں وہ سب اس کے لیے ثابت کرے اور اس کو پاک سمجھے تمام نیبیوں اور نقصانات سے اس کی عبادت کے لیے مستعد رہے اس کی نافرمانی سے بچتا رہے اس کے لیے دوستی رکھے اور اسی کے لیے دشمنی جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا انکار کرے اس سے جہاد کرے اس کے احسان کا اقرار کرے اس کا شکر گزار رہے تمام کاموں میں سچا اور مخلص رہے ان باتوں کی طرف لوگوں کو بلائے اور ان کی سب لوگوں کو یا جن پر اسے قدرت ہے

قَالَ ((لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْآيَمَةِ)) نے فرمایا اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور المسلمین و عاتمتہم))۔ مسلمانوں کے حاکموں کی اور سب مسلمانوں کی۔

لہ ہے ترغیب دے۔ خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو صحیح حاصل ہوتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کو کیونکہ اللہ بے پروا ہے ہر ناصح کی نصیح سے۔ دوم یہ کہ خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس بات پر یقین کرے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اسی نے اتارا ہے کسی مخلوق کا کلام اس کے مثل نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی مخلوق اس کے مثل جاسکتا ہے پھر اس کی بڑائی دل میں رکھے اس کی عظمت کرے جس طرح تلاوت کا حق ہے اس کو خوش آوازی سے پڑھے درد اور رقت کے ساتھ اس کے حروف اچھی طرح سے ادا کرے۔ جو لوگ اس میں تحریف کرنا چاہتے ہیں تاویلات سے ان کا رد کرے جو اس پر اعتراض اور طعن کرتے ہیں ان کا جواب دے جو مضمون اس میں ہیں ان کی تصدیق کرے اس کے احکام سے خبردار ہو اس کے علوم اور مثالوں کو سمجھے اس کی نصیحتوں پر غور کرے اس کے عجائب و غرائب میں غور و خوض کرے اس میں جو آیتیں محکم ہیں ان پر عمل کرے (یعنی حلال حرام کی آیتیں اور احکام کی آیتیں) اور جو آیتیں تشابہ ہیں (یعنی اعتقاد کی آیتیں) ان کو تسلیم کرے (یعنی ان کے ظاہری معنی پر یقین کرے) اس کی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اس میں تاویل یا تحریف یا انکار نہ کرے اس کے عام اور خاص اور ناخ اور منسوج کر پچانے اس کے علوم کو پھیلانے اس کی طرف دعوت کرے۔

رسول اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اس پر یقین رکھے اور جتنی باتیں آپ لے کر آئے ہیں ان سب پر ایمان لائے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اس سے باز رہے آپ کی مدد کرے گو آپ وفات پا چکے ہیں (جیسے زندگی میں آپ کی مدد کرتا اگر آپ دنیا میں تشریف رکھتے ہوئے) جو شخص آپ کا دشمن ہو اس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اس سے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی توقیر کرے آپ کے طریقے کو زندہ کرے آپ کی سنت کو چلائے آپ کی دعوت کو پھیلانے آپ کی شریعت کو مشہور کرے آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت لگائے اس کی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم کو پھیلانے آپ کی شریعت کے مضامین میں غور کرے۔ اس کی طرف لوگوں کو بلائے اس کے سیکھنے اور سکھانے میں کوشش اور نرمی کرے اس کی عظمت اور بزرگی کرے اور اس کو پڑھتے وقت ادب سے پڑھے لغو باتیں نہ کرے بغیر جانے بوجھے اس میں گفتگو نہ کرے جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہوں یعنی قرآن و حدیث کا ان کی عظمت اور بزرگی کرے آپ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرے آپ کے آداب پر چلے آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھے جو آپ کی شریعت میں بدعت نکالے اس سے علیحدہ رہے (یعنی اس کا شریک نہ ہو اس کی مدد نہ کرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اس سے جدا رہے۔

مسلمان حاکموں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات میں ان کی مدد کرے ان کی اطاعت کرے اور ان کو حق بات کا حکم کرے اور یاد دلائے اور نرمی اور ملائمت سے نصیحت کرے اور جس بات سے وہ غافل ہوں ان کو بتائے اور مسلمانوں کے کسی حق کی ان کو خبر نہ ہو تو اس سے مطلع کرے اور ان سے بے تکلف اور سرکش نہ کرے اور لوگوں کا دل ان کی اطاعت کی طرف مائل کرے۔

خطابی نے کہا یہ بھی ان کے لیے نصیحت ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھے ان کے ساتھ کافروں سے جہاد کرے زکوٰۃ ان کو ادا کرے نکواریں پر نہ اٹھائے جب وہ کچھ قلم کریں یا بد خلقی کریں اور جھوٹی خوشامد سے ان کو مغرور نہ کرے اور ان کے واسطے نیکی کی دعا کرے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ مسلمانوں کے اماموں سے خلفاء وغیرہ مراد ہوں جو مسلمانوں کے کاموں کا انتظام کرتے ہیں حکومت والوں میں سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسی کو نقل کیا پھر کہا اماموں سے کبھی دین کے علماء مراد لیے جاتے ہیں اور ان کے لیے نصیحت یہ ہے کہ ان کی باتوں کو مانیں جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں لیکن عام مسلمانوں کے لیے نصیحت وہ بات ہے کہ ان کو وہ بات بتلائے کہ جس میں ظن

۱۹۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّثَمِيِّ عَنْ تَعِيمِ الدَّارِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۱۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۹۸- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ تَعِيمِ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۱۹۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت کی گئی ہے۔

۱۹۹- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنَّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۱۹۹- جریر بن عبد اللہ بخلیؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

۲۰۰- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۲۰۰- جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کے لیے بیعت کی۔

۲۰۰- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

لے ان کی آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور ان کو ایذا نہ دے اور ان کو دین کی وہ بات سکھائے جو وہ نہیں جانتے اور زبان سے اور ہاتھ سے ان کی مدد کرے اور ان کے بیہوشی کو چھپائے اور ان کے ضرر کو دور کرے اور ان کی منفعت کے لئے کوشش کرے اور ان کو نیک بات کا حکم کرنے اور بری بات سے نرمی اور ملائمت اور شفقت سے منع کرے اور ان میں جو بزرگ بوڑھا ہو اس کی بزرگی کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اس پر شفقت اور ان کو اچھی پسند نصیحت کرے اور ان سے فریب نہ کرے اور ان سے حسد نہ کرے اور ان کے واسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور ان کے لیے برا جانے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور ان کے مال یا عزت کی محافظت کرے۔ اسی طرح جتنی باتیں ہم نے نصیحت کی بیان کیں ان سب کی ان کو دعوت دے ان کی ہمت کو عبادت کی طرف لگائے اور سلف صالحین میں بعض ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کے لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے۔

یہ خلاصہ ہے اس کا جو بیان کیا گیا نصیحت کی تفسیر میں۔ ابن بطلان نے کہا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہیں اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعض کریں گے تو کافی ہے باقی لوگوں کے اوپر مواخذہ نہ رہے گا اور نصیحت اپنی طاقت کے موافق لازم ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی اور اس کے حکم کی اطاعت کی جائے گی اور اس کی جان پر کوئی آفت نہ آنے لگی اگر کسی مصیبت یا آفت کا خوف ہو تو مختار ہے چاہے تو نصیحت چھوڑ دے۔

(۱۹۹) ☆ خاص کیا نماز اور زکوٰۃ کو کیونکہ یہ دونوں شہادتین کے بعد دین کے بڑے رکن ہیں اور روزہ کو ذکر نہیں کیا اس لیے کہ دوسری روایت میں ہے بیعت کی سنتیں اور مان لینے پر اور روزہ اس میں داخل ہے بلکہ دین کے تمام احکام اس میں آگئے۔

۲۰۱- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَنِي ((فِيمَا اسْتَطَعْتُ)) وَالنَّصِيحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قَالَ يَغْفِرُ فِي رَوَاتِهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ.

۲۰۱- جریر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرمائیں گے اس کو سنوں گا اور بجالاؤں گا) پھر آپ نے مجھے سکھلادیا اتنا اور کہہ جہاں تک مجھے قدرت ہے (یہ آپ کی کمال شفقت تھی اپنی امت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں غلط آوے اس لیے اتنا اور پڑھا دیا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے) اور اس بات پر میں نے بیعت کی کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

بَابُ بَيَانِ نَقْصَانِ الْإِيمَانِ بِالْمَعَاصِي وَتَفْيِهِ عَنِ الْمُتَلَبَسِ بِالْمَعْصِيَةِ عَلَى إِرَادَةِ نَفْيِ كَمَالِهِ

باب: گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے اور بوقت گناہ گنہگار سے ایمان کے جدا ہو جانے یعنی گناہ کرتے وقت ایمان کا کمال نہ رہنے کا بیان

۲۰۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَزِينِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

۲۰۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا مگر زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور نہ چور چراتے وقت مومن ہوتا ہے اور نہ شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن ہوتا

(۲۰۱) ☆ پھر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار اپنے غلام کو گھوڑا خریدنے کے لیے بھیجا وہ تین سو درہم میں ایک گھوڑا چکا لایا۔ اس کا مالک بھی دام لینے کے لیے ساتھ آیا جریر نے گھوڑے کے مالک سے کہا تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ۔ اس نے کہا میں نے تم کو اختیار دیا جو دام مناسب ہے دے دو۔ جریر نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے پانچ سو درہم کو بیچ۔ اسی طرح جریر سو سو درہم بڑھاتے گئے اور مالک کم پر راضی تھا یہاں تک کہ آٹھ سو درہم تک لگائے اور آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ لوگوں نے کہا یہ کیا کیا؟ جریر نے کہا میں نے رسول اللہ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی تو گھوڑا بیچنے والا بھی مسلمان تھا اور یہ بات خیر خواہی کی نہ تھی کہ میں اس کا مال کم قیمت میں خرید لوں اور اسے نقصان دوں۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

(۲۰۲) ☆ نووی نے کہا علمائے محققین نے اس حدیث کے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ ان افعال کو کرتے وقت اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایسا بخارہ بہت ہے کہ ایک شے کی نفی کرتے ہیں اور مراد اس کے کمال کی نفی ہوتی ہے جیسے یہ کہتے ہیں علم نہیں مگر وہ جو فائدہ دے مال نہیں مگر اونٹ عیش نہیں مگر آخرت کا عیش اور ہم نے یہ تاویل اس لیے کی کہ ابو ذر وغیرہ کی حدیث یوں آئی ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا یا چوری کرے اور عبادہ بن صامت کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ سے اس بات پر بیعت کی کہ چوری نہ کریں گے نہ زنا کریں گے نہ اور کوئی گناہ۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے اپنی بیعت کو پورا کرے اس کا تو ثواب اللہ پر ہے اور جس سے ان خطاؤں میں سے کوئی خطا ہو جائے پھر اس کو دنیا ہی میں سزا مل جائے تو یہی اس کا کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا نہ ملے تو آخرت میں خدا کو اختیار ہے چاہے اس کو معاف کرے چاہے عذاب دے۔ تو یہ دونوں حدیثیں مع اپنے ظہار کے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ان اللہ لا یغفر لہ

ہے۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عبد الملک بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث اس حدیث کو روایت کرتے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پھر کہتے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں اتنا اور ملا دیتے تھے نہ لوٹنے والا ایسی لوٹ جو بڑی ہو (یعنی حقیر چیز نہ ہو) جس کی طرف لوگوں کی نظر اٹھے لوٹتے وقت مومن ہوتا ہے۔

۲۰۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں زنا کرنا زانی- باقی حدیث وہی ہے جو گذر چکی ہے اس میں ”ذات شرف“ کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُمْ هَؤُلَاءِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُولُ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهُمْ ((وَلَمْ يَنْتَهَبْ نَهْبَةَ ذَاتِ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَنْبَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

۲۰۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزْنِي الزَّانِي)) وَأَقْصَصَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النَّهْبَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

لله ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء یعنی اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا اور سوا شرک کے جس کو چاہے گا گناہ بخش دے گا اور اہل حق کا اس بات پر اجماع ہے کہ زانی اور چور اور قاتل اور ان کے سوا اصحاب کبائر جو شرک اور کفر میں مبتلا نہ ہو مومن ہیں مگر ان کا ایمان ناقص ہے اگر توبہ کریں گے تو گناہ معاف ہو جائے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مر جائیں گے تو خدا کے اختیار پر ہے چاہے ان کو بخش دیوے اور جنت میں لے جائے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دے کر پھر جنت میں لیجائے ہم کو اس حدیث کی تاویل پر لاچار کرتی ہیں اور جو حدیث اس کے مشابہ آئی ہے۔ پھر یہ تاویل ظاہر ہے لغت سے بعید نہیں نہ استعمال سے اور جب دو حدیثیں ایسی وارد ہوں کہ بظاہر ان میں اختلاف ہو تو ان کی تاویل کرنا ضروری ہے اور جمع کرنا واجب ہے اور بعض علماء نے اس حدیث کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ جو شخص زنا کرے اس کو حلال جان کر یا چوری کرے اس کو حلال جان کر تو وہ مومن نہیں کیونکہ شرعی حرام کو حلال جاننا بافتاق علماء کفر ہے۔ اور حسن اور ابو جعفر طبری نے کہا مومن نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہیں رہتا کہ مومن اللہ کا دوست ہے وہ کسی اور برے لقب کا مستحق ہوتا ہے جیسے زانی یا چور یا لیر یا شرابی اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اس کے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے اور اس باب میں ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے اور مہلب نے کہا اس کی بصیرت اللہ کی عبادت میں جاتی رہتی ہے اور زہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثیں اس کے مثل آئی ہیں ان پر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئی ہیں اس پر رواں کرنا چاہیے اور اس کے معنی میں زیادہ غور نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہمیں اس کے معنی معلوم نہیں اور انھوں نے کہا کہ چلاؤ ان حدیثوں کو اسی طرح جیسے اگلے لوگوں نے ان کو چلایا اور بعضوں نے اس حدیث کے معنی میں اور اقوال بیان کیے ہیں جو ظاہر نہیں ہیں بلکہ بعض غلط ہیں اس لیے میں نے ان کو نقل نہیں کیا اور یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہیں اور صحیح وہی معنی ہیں جو ہم نے سب سے پہلے بیان کیے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کے معنی یہی بیان کیے ہیں کہ وہ مومن کامل نہیں ہوتا اور اس میں ایمان کا نور نہیں رہتا۔

وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ هَذَا إِلَّا النَّهْيَةَ.

۲۰۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں ”نہیہ“ کا ذکر ہے ”ذات شرف“ مذکور نہیں ہے۔

۲۰۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النَّهْيَةَ وَلَمْ يَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ.

۲۰۵- اس سند سے بھی تمام راویوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۲۰۵- وَ حَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۰۶- اس سند سے بھی وہی حدیث روایت کی گئی ہے۔

۲۰۶- وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۰۷- یہ حدیث بھی زہری کی روایت کی طرح ہے فرق صرف اتنا ہے کہ عطاء اور صفوان کی حدیث میں ”یرفع الناس الیہ فیہا ابصارہم“ کے الفاظ نہیں اور ہمام کی حدیث میں ”یرفع الیہ المؤمنون اعینہم“ کے الفاظ ہیں۔ اس میں اضافہ ہے کہ ”لا یغل... الخ پس تم بچتے رہو تم بچتے رہو۔“

۲۰۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ((يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارُهُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ أَعْيُنُهُمْ فِيهَا وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِيهَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا يَغْلُ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغْلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ)).

۲۰۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے وہ مومن

۲۰۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي

(۲۰۸) جزا نووی نے کہا علماء نے اجماع کیا ہے کہ توبہ قبول ہوتی ہے جب تک جان کٹی شردن نہ ہو اور توبہ کے تین رکن ہیں ایک توبہ گناہ سے جدا ہو جائے دوسرے اس کے کرنے پر شرمندہ ہو تیسرے قصد کرے کہ پھر کبھی نہ کروں گا۔ پھر اگر توبہ کی ایک گناہ سے اور اس کو دوبارہ کیا تو توبہ باطل نہ ہوگی اور جو ایک گناہ سے توبہ کی پھر دوسری قسم کا گناہ کیا تو پہلی توبہ صحیح ہے۔ اہل حق کا یہی مذہب ہے اور معتزلہ نے دونوں مسئلوں میں خلاف کیا ہے۔

وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرِبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ))

نہیں ہوتا۔ چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور توبہ اس کے بعد قبول ہوگی۔

۲۰۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُهَيْبُ بْنُ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ الزَّانِي)) ثُمَّ ذَكَرَ بَعْثًا حَدِيثَ شُعْبَةَ

۲۰۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ۔

باب بیان خصال المنافق

۲۱۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ

۲۱۰- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میں چار باتیں ہوں گی وہ تو نرا منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک ہی خو

لہ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے تمام گناہوں کی طرف اور ذرا گیا سب سے تو نرا اشارہ ہے ان تمام گناہوں کی طرف جو خواہش نفسانی سے ہوتے ہیں اور حرام کی خواہش سے اور شراب اشارہ ہے تمام گناہوں کی طرف جو خدا کی یاد سے روکتے ہیں اور اس کے حقوق سے غافل کرتے ہیں اور لوٹ اشارہ ہے ان تمام گناہوں کی طرف جس میں اللہ کے بندوں پر ظلم ہوتا ہے اور ان کی بے عزتی ہوتی اور دنیا جائز طریقوں سے انہی کی جاتی ہے۔

(۲۱۰) اور بعض روایتوں میں یہ ہے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ نووی نے کہا علماء نے اس حدیث کو مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ کبھی یہ خصلتیں اس مسلمان میں پائی جاتی ہیں جو ارکان ایمان پر یقین رکھتا ہے اور علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جو شخص دل سے یقین رکھے اور زبان سے ایمان کے ارکان کا اقرار کرے پھر یہ چاروں کام کرتا ہو تو وہ کافر نہیں نہ منافق ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس لیے کہ حضرت یوسف علی نبیہما علیہ السلام کے بھائیوں میں یہ چاروں خصلتیں موجود تھیں تو علمائے محققین نے یہ کہا ہے کہ وہی صبح اور مختار ہے کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں وہ ان خصال میں اور اخلاق میں منافقوں کے مشابہ ہے کیونکہ نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص میں یہ خصلتیں ہوگی اس کا ظاہر باطن کے خلاف ہو اور نفاق ان ہی لوگوں کے حق میں اثر کرے گا جن سے وہ وعدہ کرے گا یا گفتگو کرے گا یا جھگڑے گا یا امانت لے گا اور اسلام کے حق میں یہ نفاق اثر نہ کرے گا کیونکہ اسلام میں اس کا ظاہر باطن کے خلاف میں نہیں ہے اور رسول اللہ کا یہ مقصود نہیں ہے کہ ان خصلتوں کے رکھنے والا ایسا منافق ہے جو کافر ہوتا ہے جس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ وہ نرا منافق ہو گا اس سے غرض یہ ہے کہ ان خصلتوں کے سبب سے منافق کے بہت مشابہ ہو گا۔ بعض علماء نے کہا ہے یہ حدیث اس شخص کے باب میں ہے جس سے ایسی خصلتیں عموماً وقوع میں آتی ہوں لیکن جس سے شاذ و نادر یہ باتیں ہو جائیں وہ اس میں داخل نہیں ہے اور حدیث کے معنی میں یہی مختار ہے اور امام ابو عیسیٰ ترمذی نے علماء سے اس کے یہ معنی نقل کیے ہیں کہ حدیث سے مراد عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد کا نفاق اور علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے اس حدیث سے وہ منافق مراد ہیں جو رسول اللہ کے زمانہ میں تھے اور اللہ

ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دیوے۔ ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ دوسرا یہ کہ جب اقرار کرے تو اس کے خلاف کرے۔ تیسرا یہ کہ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے چوتھا یہ کہ جب جھگڑا کرے تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے۔

۲۱۱- ابی ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی نشانیاں تین ہیں جب بات کرے تو جھوٹی جب وعدہ کرے تو خلاف کرے جب لمانت لیوے تو اس میں خیانت کرے۔

۲۱۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافق کی تین خصلتیں ہیں جب بولے جھوٹ بولے وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب امان بنایا جائے تو خیانت کرے۔

۲۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اتنا اضافہ

نِفَاقٍ حَتَّى يَدْعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ ((غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ)) (وَإِنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُمْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ)).

۲۱۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أُوْتِمِنَ خَانَ)).

۲۱۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أُوْتِمِنَ خَانَ)).

۲۱۳- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعُمِيُّ حَدَّثَنَا

انہوں نے جھوٹ موت اپنا ایمان ظاہر کیا تھا اور دین کی امانت میں خیانت کی تھی اور دین کی مدد کا وعدہ کیا تھا پھر وعدہ کا خلاف کیا اور لڑائی جھگڑے میں ناحق بیرونی کی اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عطاء بن ابی رباح کا اور رجوع کیا اسی طرح حسن بھری نے اگرچہ پہلے اس کے خلاف پر تھے اور یہی مقول ہے ابن عباس اور ابن عمر سے اور انہوں نے روایت کیا اس کو رسول اللہ سے۔

قاضی عیاض نے کہا ہمارے بہت سے امام اسی قول کی طرف گئے ہیں اور خطابی نے ایک اور قول نقل کیا وہ یہ ہے کہ مقصود اس حدیث سے ڈرانا ہے مسلمانوں کو کہ وہ ان خصلتوں کی عادت نہ ڈالیں ورنہ خوف ہے کہ حقیقتاً منافق ہو جائے گا اور خطابی نے حکایت کی کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک خاص منافق کے باب میں اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ آپ صاف یوں نہ فرماتے کہ فلاں منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے جیسے آپ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسا کرتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے اللہ جل جلالہ نے مجھے الہام کیا کہ حدیث میں کوئی اشکال نہیں ہے اور نہ اس میں تاویل کی ضرورت ہے۔ بے شک جس شخص میں یہ چاروں باتیں جمع ہو گئی اور وہ ہمیشہ یہی کرتا ہو کہ بات کرتے وقت جھوٹ بولے، عہد کر کے توڑ ڈالے، لڑتے وقت ناحق چلے، امانت میں خیانت کرے تو وہ پکا منافق ہو گا اس لیے کہ دین کی باتوں میں بھی وہ یہی کرے گا زبان سے اقرار کرے گا پر دل میں خلاف ہو گا۔ دین کے احکام میں بھی خیانت کرے گا اس لیے کہ اس کا تو یہ قاعدہ ہو گیا ہے یہ نہیں کہ کبھی کبھی اس سے یہ باتیں سرزد ہوں اور وہ ان پر شرمندہ ہو۔ اس صورت میں اذا حدث کذب وغیرہ یہ سب قضایا کلیہ ہوں گے نہ کہ جزئیہ اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جس کا ہمیشہ یہ قاعدہ ہو ممکن نہیں ہو سکتا۔

تختہ الاخیار میں ہے کہ منافق کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ دل میں کفر ہو صرف زبان سے اقرار کرے۔ حضرت کے وقت میں جو منافق تھے اسی طرح کے تھے دوسرے یہ کہ دل میں کفر نہیں بلکہ اسلام ہے لیکن سست اعتقاد اور فسق و فجور میں گرفتار ہو اس حدیث میں دوسری قسم کا نفاق مراد ہے یعنی ایمان کے لائق تو یہ تھا کہ آدمی ان بد کاموں سے بچتا پھر جب ان بد کاموں میں گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اس میں کچھ ظاہر نہ ہوا اس واسطے اس کو منافق فرمایا۔ اجماعی۔

يَحْتَسِبُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ قَيْسٍ أَبُو زَكِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ))

ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو نماز پڑھتا ہو اور سمجھتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

۲۱۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثْتُ حَلِيبَ بْنَ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ذَكَرَ فِيهِ ((وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ))

۲۱۳- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ۔

بَابُ بَيَانِ خَالِ إِيمَانٍ مَنِ قَالَ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ يَا كَافِرُ

باب: مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان

۲۱۵- عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا كَفَرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا))

۲۱۵- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر دونوں میں سے کسی پر ضرور پلٹے گا۔

(۲۱۵) یعنی اگر وہ جس کو کافر کہا حقیقت میں کافر ہے تو بجا ہو اور اگر وہ کافر نہیں تو اس وقت کفر کہنے والے پر پلٹ پڑے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکے رکھے ہر ایک کو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے شاید اسی پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب میں گرفتار ہو۔ ہاں یوں کہنا مضائقہ نہیں کہ فلاں شخص کافروں کے سے کام کرتا ہے اگر اس کے عمل دین کے خلاف ہوں اور اگر کسی کا کفر بدلیل قطعی ثابت ہو گیا ہو اور ضروریات کا وہ انکار کرتا ہو تو اس کو شوق سے کافر کہے تاکہ کوئی اس کی راہ پر نہ چلے اور شریعت محمدیؐ میں خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانہ میں ملحد فقیر ظاہر ہوتے ہیں کہ شریعت محمدیؐ پر ہنستے ہیں بے شک وہ کافر ہیں۔ اچھی

مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں ایک نیا فرقہ مسلمانوں میں پھر پیدا ہوا ہے جن کو نیچری کہتے ہیں وہ گواہ تین عقل کے تابع کہتے ہیں پر عقل سلیم سے بہرہ نہیں رکھتے وہ تمام ضروریات دین جیسے فرشتوں کا، شیطان کا، وحی کا، معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہیں وہ بلاشبہ کافر ہیں اور کافر بھی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان ان کے کفر میں شبہ کرے تو میں ڈر تا ہوں کہیں وہ خود بھی کافر نہ ہو جائے۔

امام نوویؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کو بھی بعض علماء نے مشکلات میں سے خیال کیا ہے۔ اس لیے کہ ظاہری معنی مراد نہیں کیونکہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان گمراہ کرنے سے جیسے قتل یا زنا کرنے سے کافر نہیں ہوتا پس اسی طرح اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہنے سے بھی کافر نہ ہو گا جب تک دین اسلام کے بطلان کا اعتقاد نہ کرے اور جب یہ معلوم ہو تو حدیث کی تاویل کئی صورتوں سے کی گئی ہے ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس بات کو درست جانے کفر پلٹنے سے یہ مراد ہو گا کہ وہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہے دوسرے یہ کہ مراد کفر پلٹنے سے یہ ہو کہ اس کا گمراہ اور عیب کہنے والے پر لوٹ جائے گا تیسرے یہ کہ حدیث ان خوارج پر محمول ہے جو لوط

۲۱۶- عَنْ اَبْنِ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاخِيهِ يَا كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ))

۲۱۶- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہہ کر پکارے تو دونوں میں سے ایک پر کفر آجائے گا۔ اگر وہ شخص جس کو اس نے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اس پر رہے گا) ورنہ پکارنے والے پر لوٹ آئے گا۔

باب بیان حال ایمان من رغب عن أبيه وهو يعلم

باب : اپنے باپ کے سوا اور کا بیٹا کہلانے والا کافر ہے۔

۲۱۷- عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوُّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا خَارَ عَلَيْهِ))

۲۱۷- ابو ذر غفاریؓ (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے تئیں کس اور کا بیٹا کہے اور وہ جانتا ہو کہ اس کا بیٹا نہیں ہے (یعنی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلائے) وہ کافر ہو گیا اور جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلا دے یا خدا کا دشمن کہہ کر پھر وہ جس کو اس نام سے پکارا

وہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالکؒ سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بھی اور اہل بدعت کی طرح کافر نہیں ہیں۔ یہی مذہب صحیح اور مختار ہے۔ چونکہ تاویل یہ کہ مراد پلٹنے سے یہ ہے کہ انجام اس کافر ہو گا اس لیے کہ گناہ گویا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت کرے تو ڈر ہے کہ گناہوں کی نحوست اس کو کفر تک نہ لے جائے اور مؤید ہے اس تاویل کی دور روایت جو ابو عوانہ اسراہیلی نے اپنی کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں نکالی کہ پھر اگر وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا حقیقت میں کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ آئے گا اس پر اور ایک روایت میں ہے جب اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک پر کفر واجب ہو گیا۔

پانچویں تاویل یہ ہے کہ مراد پلٹنے سے اس کی تکفیر کا پلٹنا ہے یعنی اس نے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں تو اس نے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ مثل اس کے ایک مسلمان ہے۔ اتھی ما قال النووی۔

☆ (۲۱۷) جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتلائے تو وہ کافر ہو گیا۔ نووی نے کہا اس کی تاویل دو طرح پر ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہیں ہے جو اسلام کے مقابل ہے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہے یعنی ناشکری اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اس نے فراموش کر دیا اور غیر کو باپ بتایا اور اس کی نظیر دوسری حدیث میں ہے آپ نے فرمایا عورتوں کے بارے میں کہ وہ کفر کرتی ہیں یعنی خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ اتھی

جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے یعنی وہ جانتا ہے کہ یہ شے میری نہیں ہے خواہ دوسرے کسی کی ہو یا نہ ہو اس پر دعویٰ کرے کہ میری ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی ہماری راہ اور طریقہ پر نہیں ہے کیونکہ اسلام کی شان سے جھوٹا دعویٰ کرنا بہت بعید ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہیں ہے یعنی میری وضع اور چال

ہے ایسا نہ ہو (یعنی کافر نہ ہو) تو وہ کفر پکارنے والے پر پلٹ آئے گا۔

بَابُ بَيَانِ حَالِ إِيْمَانٍ مَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

باب: اپنے باپ سے پھر جانے، نفرت کرنے اور دانستہ دوسرے کو باپ بنانے والے کے ایمان کا بیان

۲۱۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَوَغَّبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ))

۲۱۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے باپوں سے نفرت مت کرو (یعنی اپنے باپ کو باپ کہو دوسرے کو باپ مت بناؤ) جو شخص اپنے باپ سے نفرت کرے وہ کافر ہو گیا (اس کے معنی اوپر گزر چکے ہیں)۔

۲۱۹- عَنْ أَبِي عَثْمَانَ قَالَ لَمَّا ادَّعَى زَيْدٌ لَقِيْتُ أَبَا بَكْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ إِنِّي سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أُذُنَايَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ ((مَنْ ادَّعَى أَبَا فِي الْإِسْلَامِ غَيْرَ

۲۱۹- ابو عثمان (نہدی عبد الرحمن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا تو میں ابو بکرہ سے ملا (زیاد ان کا مادری بھائی تھا) اور میں نے کہا تم نے یہ کیا کیا (یعنی تمہارے بھائی نے) میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس

کو پر نہیں ہے اور جہنم میں ٹھکانا بنانے سے یہ غرض ہے کہ اس قصور کی سزا جہنم ہے پھر اگر خدا چاہے تو معاف کر دے اور توبہ سے بھی معاف ہو سکتا ہے۔ (نووی)

(۲۱۹) جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا اصل میں زیاد عبید ثقفی کا بیٹا تھا اور حضرت علیؓ کے یاروں میں سے تھا۔ پھر معاویہؓ نے اس کو اپنے باپ ابوسفیان کا نطفہ قرار دیا اور زیاد نے قبول کر لیا اور معاویہؓ کا بھائی بن بیٹھا۔

فرمایا جس نے اسلام میں آن کر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت اس پر حرام ہے اور وہ اس امر کو درست جان کر کرے یا اس فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت اس پر اس وقت حرام ہوگی جب اچھے لوگ جنت میں داخل ہو گئے پھر خدا چاہے تو یہ جزا اس کو دیوے یا معاف کر دے۔ (نووی)

ابو بکرؓ نے کہا میں نے خود رسول اللہؐ سے سنا ہے اور ابو بکرؓ نے اس گناہ کی وجہ سے زیاد سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھائی کہ زیاد سے کبھی بات نہ کروں گا۔ (نووی)

سراج الوہاج میں ہے کہ لوگوں نے اس بات میں بڑی ذہیل کی ہے یہاں تک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد بن بیٹھے اور وہ جانتے ہیں کہ ہم ان کی اولاد نہیں اور بادشاہوں اور امیروں اور نوابوں میں حرام کی نسل بہت پھیلی ہے اور باوجود اس کے اپنے تئیں نسبت دیتے ہیں باپوں کی طرف حالانکہ وہ بنی فاطمہؓ نہیں ہیں اور وہ اس بات کو جانتے ہیں لیکن دنیا کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوفان جوڑتے ہیں اور اکثر ایسے ہلاکت اور تباہی میں امیر اور مفلس پڑ جاتے ہیں امیر تو اپنی شان بڑھانے کے لیے اور مفلس پیشہ کمانے کے لیے اور یہ نہیں ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے ان کی عقلوں کو مٹا دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے۔ خدا نیک راہ کی ہدایت کرے۔

أَبِيهِ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ ((
فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۲۰- عَنْ سَعْدِ وَأَبِي بَكْرَةَ كِلَاهُمَا يَقُولُ
سَمِعْتُهُ أَذْنَايَ وَوَعَاةَ قَلْبِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ ادَّعَى إِلَى هَيْبِ أَبِيهِ
وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)).

بَابُ بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَبَابَ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ
۲۲۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ((سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ
كُفْرٌ)) قَالَ زَيْدٌ فَقُلْتُ لِأَبِي وَإِلَى أَنْتَ
سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بِرُؤْيِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَكَيْسَ فِي
حَدِيثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زَيْدٍ لِأَبِي وَإِلَى.

نے اسلام میں آن کر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت
اس پر حرام ہے ابو بکرؓ نے کہا میں نے یہ خود سنا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۲۲۰- سعدؓ اور ابی بکرؓ دونوں سے روایت ہے ہم نے رسول اللہ
ﷺ سے سنا کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا آپ فرماتے تھے جو
شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بنائے تو اس پر جنت حرام
ہے (یعنی وہ جنت سے روکا جائے گا)۔

باب: مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور اس سے لڑنا
کفر ہے۔

۲۲۱- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اس کا عیب بیان
کرنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہو جاتا
ہے) اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ زبید نے کہا میں نے ابو داؤد کے
پوچھا آپ نے خود عبد اللہ بن مسعودؓ کو نبیؐ سے روایت کرتے
ہوئے سنا ہے؟ تو انھوں نے کہا ہاں اور نہیں ہے شعبہ کی حدیث
میں پوچھنا زبید کا ابو داؤد سے۔

(۲۲۰) ☆ مراد یہ ہے کہ اپنا کسی باپ کسی کو بتائے یعنی اپنے تئیں اس کے نطفے سے کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے۔
(۲۲۱) ☆ نووی نے کہا مسلمانوں کو ناقص برا کہنا باجماع امت حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہیں ہے اہل حق کے
نزدیک جیسے ہم اور کئی جگہ بیان کر چکے ہیں تو حدیث کی تاویل کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ حلال جان کر لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد
ناشکری ہے نہ کہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اس کا کفر ہے۔ چوتھے یہ کہ کافروں کا فعل ہے۔

السراج الوہاج میں ہے کہ حدیث دلیل ہے ردافض کے فسق کی اور جو انکے مثل اہل بدعت اور شرک اور تقلید میں سے ہیں جو
صحابہؓ اور علماء سلف اور اہل حدیث کو برا کہتے ہیں اور دلیل ہے ان لوگوں کے کفر کی جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ
اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت میں۔

مترجم کہتا ہے اس حدیث پر مسلمانوں کو التفات کرنا چاہیے اور ذرا اسی بات پر جو وہ مسلمانوں سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے ہیں
تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی ان کا درجہ کہاں تک پہنچاتی ہے۔ ایک امر مستحب یا سنت کے لیے لڑ کر اپنے تئیں کافر بنانا انہما درجہ کا جہل اور غلو
ہے خدا بچائے۔

۲۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۲۲۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

۲۲۳- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ((اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).

۲۲۳- جریر بن عبد اللہ بخلی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنی آخری حج میں)۔ وداع کا حج اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کو رخصت کیا۔ اس حج میں دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپ کی وفات ہوئی) چپ کراؤ لوگوں کو (تاکہ وہ اس ضروری بات کو سنیں) پھر فرمایا میرے بعد (میرے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافرنہ بن جانا۔

۲۲۴- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۲۲۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۲۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۲۲۵- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ویحکم یا ویلکم فرمایا

(۲۲۳) یعنی اتفاق سے رہنا اور سب مل کر کافروں سے لڑنا تاکہ اسلام کی ترقی ہو اور جو پھوٹ ڈالو گے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کافر ہو جاؤ گے۔

امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر میں سات قول ہیں ایک یہ کہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپس میں لڑنا اور ست جائیں تا حق وہ تو بلاشبہ کافر ہیں وہ سرے یہ کہ مراد کفر سے اسلام کے حق کی ناشکری ہے تیسرے یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جائیں گے اور یہ فعل ان کو کفر تک پہنچا دے گا چوتھے یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے۔ پانچویں یہ کہ مراد کفر ہے حقیقتاً اور غرض آپ کی یہ ہے کہ میرے بعد کافرنہ ہو جانا اسلام پر قائم رہنا۔

چھٹے وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلاح پوش ہیں یعنی ہتھیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوش کو بھی کہتے ہیں ساتویں یہ کہ ایک دوسرے کو کافر مت کہنا پھر کفر کے بہانے سے گردنیں مارو اور سب میں ظاہر چوتھی تاویل ہے اور قاضی عیاض نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۲۲۵) ویحکم یا ویلکم قاضی عیاض نے کہا یہ دونوں کلمے عرب کے لوگ تعجب اور درد میں استعمال کرتے ہیں۔ سیبویہ نے کہا ویل اس کے لیے کہتے ہیں جو تباہی میں پڑ جائے اور و تح رحم کے لیے اور منقول ہے ان سے کہ و تح زجر ہے اس شخص کے لیے جو بلاکت کے لئے

((وَيَحْكُمُ)) أَوْ قَالَ ((وَيَلْكُمُ لَّا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُم رِقَابَ بَعْضٍ)).
میرے بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

۲۲۶- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ.
۲۲۶- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطُّغْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّبَاحَةِ
باب: نسب میں طعن کرنے والے اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق

۲۲۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِثْنَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرُ الطُّغْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّبَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ)).
۲۲۷- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں دو باتیں موجود ہیں اور وہ کفر ہیں ایک نسب میں طعن کرنا، دوسری میت پر چلا کر رونا (اس کے اوصاف بیان کر کے جس کو نوحہ کہتے ہیں)۔

بَابُ تَسْمِيَةِ الْعَبْدِ الْيَاقِي كَافِرًا
باب: اپنے مولیٰ کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر کہنے کا بیان

۲۲۸- عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ ((أَيُّمَا عَبْدٍ...))
۲۲۸- منصور بن عبد الرحمن (واشکل عدابی بصری اس کو احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا اور اس کو ابو حاتم نے ضعیف

قریب ہو اور ان کلموں سے بدعا مقصود نہیں ہے فقط رحم اور تعجب مقصود ہے اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ حج رحمت کا کلمہ ہے اور ہر دینی نے کہا کہ وہ حج اس شخص کے لیے کہتے ہیں جو آخرت میں پہنچ جائے اور اس کے سزاوار نہ ہو اور وہی اس کے لیے جو سزاوار ہو تو وہ حج سے رحم مقصود ہوتا ہے اور وہی سے نہیں۔ (نووی)

(۲۲۷) * نسب میں طعن کرنا یعنی کسی کی ذات پر دھبہ لگانا کہ وہ شریف نہیں ہیں یا ان کا خاندان برا ہے یا لونڈی کے بچے ہیں یہ سب کافروں کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت میں اپنے حسب و نسب پر بڑا فخر کیا کرتے تھے اور دوسروں کے نسب پر طعن و تشنیع کرتے تھے مسلمانوں کو یہ بات ہرگز سزاوار نہیں اس لیے کہ سب بنی آدمی ہیں اور فضیلت و بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہے اور قیامت میں ہر شخص کو اس کے عمل کام آئیں گے ذات اور نسبت کچھ کام نہ آئے گی جیسے دوسری حدیث میں صاف مصرح ہے۔

میت پر چلا کر رونا یعنی اس کے اوصاف بیان کر کے رونا جسے نوحہ کہتے ہیں۔ نووی نے کہا ان دونوں کے کفر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ کافروں کے فعل ہیں اور جاہلیت کی عادات ہیں یا وہ کفر کی طرف مودی ہوتے ہیں یا مراد کفرانِ نعمت ہے اور ان کاموں کو حلال یا ناشکری جان کر کرنا وہ تو بلاشبہ کفر ہے اور اس حدیث سے نوحہ کی اور نسب میں طعن کرنے کی بڑی بروائی نکلی اور ہر ایک کے باب میں مشہور حدیثیں آئی ہیں۔

(۲۲۸) * یہ منصور نے خاص لوگوں سے کہہ دیا اور مر فوعار روایت کرنا انھوں نے اس لیے برا جانا کہ اس زمانہ میں بصرہ میں خوارج کا زور تھا

أَبَقَ مِنْ مَوَالِيهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ))
قَالَ مَنْصُورٌ قَدْ وَاللَّهِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنِّي أَسْكُرُهُ أَنْ يُرْوَى عَنِّي هَهُنَا
بِالْبَصَرَةِ.

کہا) نے شععی سے سنا انھوں نے جریر سے سنا وہ کہتے تھے جو غلام
اپنے مالکوں سے بھاگ جائے وہ کافر ہو گیا (یہاں کفر سے مراد
نا شکری ہے کیونکہ اس نے مالک کا حق ادا نہ کیا) جب تک لوٹ کر
ان کے پاس نہ آئے منصور نے کہا قسم خدا کی یہ حدیث تو مرفوعاً
رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے پر میں نے یہاں مرفوعاً بیان نہیں
کی جریر کا قول بتایا لیکن مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجھ
سے بیان کی جائے اس جگہ بصرہ میں۔

۲۲۹- عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَثِمًا غَنِي
أَبَقَ فَقَدْ بَرَأْتَ مِنْهُ الذَّمَّةُ)).

۲۲۹- جریر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو غلام
بھاگ جائے اس سے ذمہ اتر گیا (یعنی اسلام کی پناہ جاتی رہی یا پہلے
جو اس کی رعایت ہوتی تھی وہ نہ ہوگی اور مالک کو اختیار دیا جائے گا
اس کے ضرب اور جھس کا)۔

۲۳۰- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا أَبَقَ
الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ)).

۲۳۰- جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہ
ہوگی۔

بَابُ بَيَانِ كُفْرٍ مَنْ قَالَ مُطَرَّنًا بِالنَّوْءِ

باب: اس شخص کا کافر ہونا جو کہے کہ پانی تاروں کی گردش سے پڑا

۲۳۱- عَنْ زَيْدِ بْنِ عَالِيَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلَّى
بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً

۲۳۱- زید بن خالد جہنی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز
پڑھائی صبح کی ہمارے ساتھ حدیبیہ میں (جو ایک مقام کا نام ہے

جہاں کبیرہ گناہ کرنے والے کو کافر کہتے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق کرتے تو منصور کو ڈر ہوا کہیں خوارج اس حدیث سے سند نہ پکڑیں اور
اوپر ہم خوارج کا مذہب اور اس کا بطلان بیان کر چکے ہیں۔ (نووی)

(۲۳۰) ☆ امام ہاؤری نے اس کی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض نے ان کی پیروی کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس غلام پر جو بھاگنے کو
حلال سمجھے اس کی نماز قبول نہیں اور قبول نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا سقوط ثواب کا باعث ہے اور صحیح
نہ ہونا وجوب قضا کا باعث ہے۔ نووی نے کہا یہ کلام بیگانہ عمدہ ہے اور ہمارے جمہور علماء نے کہا ہے کہ مقصوب گھر میں نماز صحیح ہے مگر ثواب نہ
ہوگا۔ اور فتاویٰ اہل نصر میں نے دیکھا عراق کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے کہ مقصوب گھر میں نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے
گا پر ثواب نہ ہوگا۔ ابو منصور نے کہا کہ خراسان کے علماء نے اس میں اختلاف کیا بعضوں نے کہا نماز ہی صحیح نہ ہوگی۔ انجی۔

(۲۳۱) ☆ نووی نے کہا اختلاف کیا علماء نے اس شخص کے باب میں جو کہے پانی پڑا (بارش ہوئی) تاروں کی حرکت سے۔ بعضوں نے کہا وہ درحقیقت
کافر ہو گیا اور اسلام سے نکل گیا اور یہ اس صورت میں ہے کہ پانی تاروں کو فاعل اور مؤثر سمجھتا ہو پانی برسانے کے لیے جیسے جاہلیت

قریب مکہ کے) اور رات کو پانی پڑچکا تھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں سے بعضوں کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعضوں کی کفر پر تو جس نے کہا پانی پڑا اللہ کے فضل اور رحمت سے وہ ایمان لایا مجھ پر اور کافر ہوا تاروں سے اور جس نے کہا پانی پڑا تاروں کی گردش سے وہ کافر ہوا میرے ساتھ اور ایمان لایا تاروں پر۔

۲۳۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَلَمْ تَرَوْا إِلَى مَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ مَا أَنْعَمْتُ

لوگوں کے لوگوں کا اعتقاد تھا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اس کے کفر میں کچھ شک نہیں اور اسی قول کی طرف جمہور علماء گئے ہیں۔ ان میں سے ہیں امام شافعی اور یہی ظاہر ہے حدیث سے اور ان لوگوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی کہے تاروں کی گردش سے پانی پڑا لیکن اس کا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسانے والا اللہ ہے اور اسی کی رحمت سے پانی پڑتا ہے اور تار اگر کچھ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنے کی تو وہ کافر نہ ہو گا گویا کہنا مکروہ تنزیہی ہے پر گناہ نہیں ہے اس میں۔ اور سبب کراہت کا یہ ہے کہ یہ کلمہ مشابہ ہے کافروں کے کلمہ کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضوں نے کہا کفر سے مراد ناشکری ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس نے ناشکری کی خدا کی لیکن یہ اسی صورت میں ہے جب کہنے والا تاروں کو فاعل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت میں ہے کہ صبح کی بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کوئی نعمت اپنے بندوں کو نہیں دی پر بعضے ان میں سے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان سے کوئی برکت اللہ نے نہیں اتاری پر بعضے کافر ہوئے اس کے ساتھ۔ تو مراد اس سے کفر ان نعمت ہی ہے اور نوہ کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس میں بڑی گفتگو ہے۔ خلاصہ بیان کیا ہے اس کا شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے انھوں نے کہا نوہ تارے کو نہیں کہتے بلکہ نوہ کے معنی ڈوبنا یا ٹکنا ہے اور اصل یہ ہے کہ اٹھائیس تارے ایسے ہیں جن کا ٹکنا تمام سال میں معین اور معروف ہے اور وہی اغماکیں منازل ہیں قمر کی یعنی چاند کی ہر تیرہ رات کے بعد ایک تارہ ان میں سے مغرب کی طرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اس کے اسی وقت مشرق سے نکلتا ہے تو جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب پانی پڑتا تو اس تارے کی طرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصمعی نے کہا کہ اس تارے کی طرف جو نکلتا ہے مشرق سے۔ ابو عبید نے کہا نوہ سے ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے پھر کبھی نوہ خود تارے کو کہتے ہیں۔ زجاج نے کہا جو تارے مغرب میں ڈوبیں ان کو نوہ کہتے ہیں اور جو مشرق کی طرف نکلیں ان کو بارح کہتے ہیں۔ احمی ما قال النووی۔

(۲۳۲) یعنی تاروں کے پھرنے کو اس نعمت کی علت قرار دی اب تک دنیا میں ایسے ضعیف الاعتقادنا سمجھ لوگ موجود ہیں جو ہر شخص کی بھلائی برائی کو اس کے ستارے کی طرف منسوب کرتے ہیں اور قمر اور شمس اور سیارہ کی حرکات کو خاص خاص انسان اور آدمیوں کے لیے مفید اور مضر سمجھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بڑے بڑے جسموں کو بیکار پیدا نہیں کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے جملہ ہزاروں فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے پر یہ تاثیر سب نباتات و حیوانات پر ملتی

عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَهًا نَعْتِ نَحْنُ دِي اسے بندوں کو مگر ایک فرقے نے ان میں سے صبح

لق بطور عموم ہے جیسے انگار یا پانی کی تاثیر۔ انگار اور پانی کی طرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے۔ آفتاب یا چاند انسان کی طرح عقل نہیں رکھتے نہ جان کہ بعضوں کو نفع پہنچاویں اور بعضوں کو نقصان اور جو اجرام علویہ کو طاقتور اور صاحب قوت خیال کرتے ہوں تو زمین بیچاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہیں پہنچا سکتی حالانکہ بنا برہیت جدیدہ کے زمین اور سیاروں میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق میں جب آلات اور دور زمینیں ایسی نہ تھیں تو لوگوں نے صرف آنکھوں سے کام لیا تھا اور جہاں تک ان کی آنکھوں نے کام کیا وہ یہ تھا کہ انھوں نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بھی ایک ایک سیارہ خیال کیا اس طرح پانچ سیارے یعنی عطارد اور زہرہ مشتری، مریخ اور زحل اور چونکہ یہ اجسام نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آئے اور ان کے دور است ہمیشہ مختلف منازل میں زمین کے گرد پائے گئے اس لیے عوام کیا بہت سے خواص فلاسفہ اور حکماء کو بھی یہ خیال گزرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہیں انھوں نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جن کے اسباب پوشیدہ تھے ان سیاروں کی طرف منسوب کیا پر یہ خیال بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھا کہ صاحبین اور کلدانی اور مصری لوگوں نے چاند اور سورج اور سیاروں کی پرستش شروع کر دی اور شرک میں گرفتار ہوئے اللہ تعالیٰ نے جب اسلام کی روشنی دنیا میں پھیلائی اور یہ اعتقاد منہا شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا تمہیں جھوٹے ہیں۔ بعد اس کے جب بہت کی زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دور زمینیں ایجاد ہوئیں تب سے تو اس کی اعتقاد کی جزاکھڑ گئی کیونکہ سوائے ان سیاروں کے اور کئی سیارے نظام شمسی میں معلوم ہوئے جیسے میریز، اپالس، جو تو زحل اور یورانس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی ان سیاروں کی طرح ایک سیارہ قرار پائی اور چاند زمین کے تابع قرار پایا پھر سارا کائنات جو ہزاروں برس سے منجمن نے قائم کیا تھا الٹ پلٹ اور چوڑھٹ ہو گیا اور محال ہے کہ مشتری، مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیوں پر ہوتی ہو اور میریز، اپالس اور یورانس وغیرہ کی نہ ہوتی ہو حالانکہ وہ بھی ان کی طرح سیارے ہیں پھر محال ہے کہ زمین جس پر ہم سب بستے ہیں اور وہ بھی ایک سیارہ ہے اس کی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی باوصف اس قدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو دور کے وصول سہانے زمین بیچاری گھر کی مرغی ہے اس کی کوئی قدر اور منزلت نہیں۔ اس کو کھودتے ہیں، کومتے ہیں، مارتے ہیں، اس پر چلتے ہیں، پاؤں سے روندتے ہیں پھر دور کے تارے چمکتے اور اونچے دیکھ کر مقدس اور پاکیزہ خیال کئے جاتے ہیں حالانکہ ان سیاروں پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہو جائے کہ بعضے ان میں سے زمین سے بھی میلے اور کھلے اور پہاڑدار ہیں خود چاند میں دور زمین سے بہت بڑے بڑے غار معلوم ہوتے ہیں ہزار ہا صد ہائیل کی ان کی گہرائی ہے۔ معاذ اللہ وہ کیسے مہیب اور تاریک ہونگے۔ اور دور سے چاند کا وہ حسن ہے کہ معشوقوں کے منہ کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یہی حال ہے انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کئے ہوئے اور بغیر اپنے فکر کو میزان مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کو جہاں لیتا ہے اور اس کا پیرہ ہو جاتا ہے۔ خیر یہ تارے تو بڑے بڑے اجسام ہیں اور چمکتے اور روشن ہیں خدا کی مائیں لوگوں پر جو پتھروں اور دریاؤں اور پہاڑوں اور درختوں اور جانوروں کو پوجتے ہیں اور ان کو اپنا معبود، مالک اور متصرف خیال کرتے ہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بے جان پتھر مٹی یا تانبے یا چاندی یا سونے کا بنا کر اس کو پوجتے ہیں خدا کو اپنی خواہش کے موافق گھڑا کرتے ہیں افرء بت من اتخذ الہہ ہوا اور بعضے جو ان کی نسبت ذرا عاقل ہیں وہ آدمیوں اور جنوں کو پوجتے ہیں اور آدمی کی سی بے ثبات اور ناپائیدار ہستی کو معاذ اللہ خدا بنا دیتے ہیں آدمی کو خدا کا بیٹا یا محبوب خیال کر کے اس کو مقدس اور لائق عبادت کے جانتے ہیں حالانکہ وہ آدمی جب زندہ تھے تو دنیا کی کسی بات میں اور آدمیوں سے ممتاز نہ تھے کھاتے وہ تھے پیتے وہ تھے خواجہ ضرور یہ ان کو پیش آتی تھیں جیسے اور آدمی مرے وہ بھی مر گئے یا مرنے والے ہیں پھر ان کو خدا کی سے کیا علاقہ؟ وہ ہماری طرح خدا کی ایک مخلوق ہیں اور اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اب تک سچے خدا کو نہیں پہچانا اور اس کی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہیں کیا ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوئے ان کو شرم آتی اور سچے خداوند کی درگاہ میں ایسی بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اس کی مخلوقات میں تھے

كَافِرِينَ يَقُولُونَ الْكَوَاكِبُ وَالْكَوَاكِبُ ۖ) کو اس کا انکار کیا اور کہنے لگے تارے تارے۔

حق غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ زمین اس کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے جس کا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشتری جو ہمارے نظام شمسی میں ایک سیارہ ہے وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصے بڑا ہے اور اس کا قطر لاکھ میل ہے۔ اسی طرح زحل زمین سے قریب چھ سو درجے کے بڑا ہے اس کا قطر اسی ہزار میل اسی طرح اور سیارے کچھ زمین سے بڑے کچھ چھوٹے کچھ زمین کے برابر ہیں ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا ہے وہ بھی اس قدر بڑا ہے کہ اس کا قطر دو ہزار میل سے زیادہ ہے مشتری کو چار چاند اور زحل کو سات چاند اور یورانیس کو چھ چاند یو جہ اس کے کہ آفتاب سے بہت دور ہیں عنایت ہوئے ہیں۔ پھر آفتاب جو ان سب سیاروں کا مرکز ہے اس کی بڑائی اس قدر ہے کہ اکیلا ہماری زمین سے تیرہ لاکھ حصے بڑا ہے اور زمین سے نو کروڑ بیچیس لاکھ میل بعد رکھتا ہے۔ اگر آفتاب کی قدر کو برابر ایک گھڑے کے سمجھو تو زمین کی قدر ایک مزر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کے قریب سے توپ چھوڑ دی جاوے تو زمین تک اس کا گولہ انیس برس میں بھی نہیں پہنچے گا۔ اب یہ سب سیارے اس آفتاب کے گرد پھرتے ہیں اور اس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہیں زمین کی حرکت اس قدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا زیادہ توپ کے گولے سے حرکت کر رہی ہے اور اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے میں کرتی ہے اسی طرح اور تارے بھی اپنے مدار پر بڑی سرعت اور تیزی سے گھوم رہے ہیں پھر آفتاب ان سب بڑے بڑے جسموں کو لیے ہوئے معلوم نہیں کس کے گرد گھوم رہا ہے۔ اب سو ان سیاروں کے خود ہمارے نظام میں بڑے بڑے دمدار تارے ہیں جن کی عظمت پر خیال کرنے سے خدا کا خوف دل میں آجاتا ہے ایک دمدار تارے کی دم دس کروڑ میل سے بھی زیادہ لمبی حساب کی گئی ہے اور یہ دم دمدار تارے ایسے تیز رو ہیں کہ ان کی تیز روی خیال سے باہر ہے یہ آفتاب کے پاس آتے ہیں اور پھر کھلتے ہیں پھر اپنے کج رور استوں میں نہایت جلد چلے جاتے ہیں۔ ۱۵۵ء میں ایک دمدار تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تھا کہ چاند اور زمین کے بیچ میں ہو گیا تھا اور چاند کو نظر سے چھپا دیا تھا وہ دمدار تارہ جو ۱۵۵ء میں نمودار ہوا تھا۔ زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اس کے چلنے پر اثر کیا تھا اگر وہ دمدار تارہ ہماری اس زمین سے رگڑ کھا کر ایک صدمہ پہنچا تا تو زمین مع سمندروں اور پہاڑوں کے پانی کی ایک بوند کی طرح یا پتھر کے ایک ٹکڑے کی طرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر چا پڑتی لیکن وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندوں کے بیچ میں سے ہو کر نکل گیا اگر ان چاندوں میں سے کہ وہ آپ نہایت تیز رو ہیں کسی کو اس تیز رو دمدار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونوں ٹوٹ جاتے پر خدا کی نظر اپنی سب مخلوقات پر ہے اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے۔ اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیاروں اور دمدار تاروں وغیرہ کے خدا کی ان مصنوعات کے مقابلے میں جو آسمان پر بکثرت معلوم ہوتی ہیں بے قدر ہے اس لئے کہ یہ جو سب تارے صد ہا میل آسمان پر چمکتے نظر آتے ہیں ہر ایک ان میں سے بمنزلہ ایک آفتاب کے ہے اور اسی طور پر ہر ایک کو ان میں سے سیارے عنایت ہوئے ہیں پس کیا کیا عجب قدرت ادا کی ہے رات کو آسمان کی طرف دیکھ کر غور کرو کہ جتنے سیارے دور زمین سے نظر آتے ہیں وہ آٹھ کروڑ ہیں ان میں سے ایک ایک اس آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال میں یوں آتا ہے کہ ایک ایک ان میں سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے جلو میں سیاروں کو رکھتا ہے اور ان کو گرمی اور روشنی دیتا ہے۔ اسلئے شہنشاہ بے پرواہ قادر مطلق سچے خداوند کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ زمین اور دمدار ستاروں اور سیاروں اور لاکھوں کروڑوں آفتابوں سیاروں کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور اختیار سے ان بے شمار عالموں کو اپنی راہوں پر چلاتا ہے اور ایک سے دوسرے کو لڑنے اور ٹکر کھانے نہیں دیتا پھر ان ثابت کا بعد زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کوئی آدمی ان کے بعد کا حساب نہیں کر سکتا ستر لاکھ برس میں جتنی دور توپ کا گولہ جائے گا نزدیک کا ستارہ اس سے بھی زیادہ دور ہے پھر کون جنتو کر کے اللہ کی قدرت کو پاسکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کر سکتا ہے۔ اب ایسے خداوند عظیم الشان کے جلال اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اس کی ایک ادنیٰ مخلوق یعنی زمین کا کیزا ہے اور وہ کس منہ سے خدائی کا دعویٰ کرتا ہے

۲۳۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اتاری اللہ نے آسمان سے کوئی برکت مگر صبح کو ایک فرقہ اس کا انکار کرنے لگا۔ اللہ پانی برساتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں فلاں فلاں تارہ نکلا یا ڈوبا اس کی وجہ سے پانی برسا اور مرادی کی حدیث میں فلاں تارے فلاں تارے کے سبب سے۔

۲۳۴- ابن عباسؓ سے روایت ہے پانی پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو آپؐ نے فرمایا صبح کی لوگوں نے بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر تو جنہوں نے شکر پر کی انھوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انھوں نے کہا فلاں تو فلاں نوع سچ ہوئے پھر یہ آیت اتری فلا اقسّم بمواقع النجوم اخیر تک۔

باب: انصار اور حضرت علیؓ سے محبت رکھنا
ایمان میں داخل ہے اور ان سے بغض رکھنا
نفاق کی نشانی ہے

۲۳۵- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی رکھے اور مومن کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے محبت رکھے۔

۲۳۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَا أُنْزِلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ يُنْزِلُ اللَّهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا وَفِي حَدِيثِ الْمُرَادِيِّ بِكَوْكَبٍ كَذَا وَكَذَا))۔

۲۳۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مُطِرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوا هَذِهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ فَتَرَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ فَلَا أَقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ حَتَّى يَبْلُغَ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمْ تُكَذِّبُونَ۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ حُبَّ الْأَنْصَارِ وَعَلَى رِضَايِ اللَّهِ عَنْهُمْ مِنَ الْإِيمَانِ وَعَلَامَاتِهِ وَبُغْضِهِمْ مِنْ عِلَامَاتِ النِّفَاقِ
۲۳۵- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ))۔

لہذا یا چھڑ پھاڑ یا دیار یا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا قبر یا ولی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور اپنے ایسے خداوند عظیم الشان کی طرف اپنے دل کو متوجہ نہیں کرتا اور اس کو چھوڑ کر اوروں سے مدد چاہتا ہے اور اوروں سے اپنی حاجتیں مانگتا ہے۔ لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۳۳) نکلا یعنی میں قسم کھاتا ہوں تارے ڈبے کی بات کرنے کی اور یہ قسم اگر سمجھ تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہاں تک فرمایا کہ تم اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔ شیخ ابو عمرو نے کہا یہ مقصود نہیں کہ سب آیتیں نوء کے باب میں اتریں کیونکہ تفسیر اس کا انکار کرتی ہے بلکہ یہ آیت و تَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمْ تَكْذِبُونَ نوء کے باب میں اتری اور باقی اور باب میں اور ابن عباسؓ سے ایک روایت میں صرف یہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق کا شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو خدا کی رحمت سے اور نسبت کرتے ہو روزی کی تاروں کی طرف۔

(۲۳۵) نکلا کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہؐ کو مدینہ میں بلوایا پھر ہر طرح سے آپؐ کی مدد کی گویا اسلام کو جانے والے اور قائم کرنے والے انصار ہی ہیں تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۲۳۶- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضُهُمْ آيَةُ النِّفَاقِ))

۲۳۶- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔

۲۳۷- عَنْ عَبْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَنْصَارِ ((لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يَبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ)) قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَبْدِي سَمِعْتُهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ إِيَّايَ حَدَّثَ.

۲۳۷- عدی بن ثابت سے روایت ہے میں نے براء بن عازبؓ سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے انصار کے باب میں کہ ان کا دوست مومن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے گا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کرے گا۔ شعبہ نے کہا میں نے عدی سے پوچھا تم نے یہ حدیث براء سے سنی؟ انھوں نے کہا براء نے مجھ ہی سے یہ حدیث بیان کی۔

۲۳۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ))

۲۳۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھے گا وہ شخص جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر۔

۲۳۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ))

۲۳۹- وہی ہے جو اوپر گزرا یہ روایت ابو سعیدؓ سے ہے۔

۲۴۰- زُرَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كُوفِيٌّ جَوَاحِرُ سَوَاسِ يَسْتَأْنِسُ بَرَسَ كَا هُوَ كَرَمٌ أَوْ اسَ نَ جَاهِلِيَّةِ كَا زَمَانَهُ دِيكْهَاتَا نَ كَمَا حَضَرَتْ عَلِيٌّ نَ فَرَمَا قَسَمَ هَ اسَ كِي جَسَ نَ دَانَهُ حِيرَا (پھر اس نے گھاس اگائی) اور جان بنائی رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھے گا مجھ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔

۲۴۰- عَنْ زُرَّارٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَذِي قُلُقُ الْحَبَّةِ وَبَرَاءُ النَّسَمَةِ إِنَّهُ لَعَنَهُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ ((أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يَبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ))

(۲۴۰) ☆ حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے پچازاد بھائی اور آپ کے داماد تھے اور بچپن ہی سے ایمان لائے تھے اور آپ ان سے بہت محبت رکھتے تھے جب بڑے ہوئے تو بہت مدد کی انھوں نے آپ کی اور لڑائیوں میں بڑی بہادری اور جان بازی کی اور سخت کافروں کو مارا تو ان کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے اور ہر ایک مسلمان کو ان سے محبت رکھنا ضروری ہے۔

بَابُ بَيَانِ نَقْصَانِ الْإِيمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ
وَبَيَانِ إِطْلَاقِ لَفْظِ الْكُفْرِ عَلَى غَيْرِ
الْكُفْرِ بِاللَّهِ كَكُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحَقُوقِ

باب: عبادت کی کمی سے ایمان کا گھٹنا اور ناشکری اور
احسان فراموشی کو کفر کہنا

۲۴۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَتْ أُمُّ رَأْفَةَ مِنْهُنَّ خِزْلَةً وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ ((تَكْثِرْنَ اللَّغْنَ وَتُكْفِرْنَ الْغَشِيرَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلِ وَدِينٍ أَغْلَبَ لَدَيَّ لُبٌ مِنْكُنَّ)) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ

۲۴۱- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا جہنم میں اکثر عورتیں ہیں؟ ایک عقل مند عورت بولی یا رسول اللہ! کیا سبب ہے عورتیں کیوں زیادہ ہیں جہنم میں؟ آپ نے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں۔ اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ میں نے عقل اور دین میں کم اور عقل مند کو بے عقل کرنے والی تم سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا۔ وہ عورت بولی ہماری عقل اور دین میں کیا کمی ہے؟ آپ نے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ

(۲۴۱) نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کاموں کی اور استغفار بہت کرنے کی۔ دوسرے یہ کہ نیکیوں سے گناہ مٹ جاتے ہیں جیسے قرآن سے ثابت ہے۔ تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا وعدہ اسی گناہ میں ہوتا ہے جو کبیرہ ہو۔ چوتھی یہ کہ لعنت کرنا بھی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے۔ اور رسول اللہ نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے لعنت کے حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہیں اُقت میں دور کر دینے اور نکال دینے کو اور شرع میں اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہیں ہے یہ بات کہ دور کریں اللہ کی رحمت سے کسی کو جب تک اس کا حال اور اس کے خاتمہ کا حال یقیناً معلوم نہ ہو۔ اس لیے علماء نے کہا کہ کسی شخص خاص پر لعنت کرنا خواہ مسلمان ہو یا کافر درست نہیں یہاں تک کہ جانور پر بھی جب تک نص شرعی سے یہ بات معلوم نہ ہو کہ وہ کفر پر مرے یا کفر پر مرے گا جیسے ابو جہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا اوصاف کے ساتھ تو حرام نہیں ہے خود حدیث میں لعنت آئی ہے اس عورت پر جو بال جوڑے یا جوڑا دے گو دنا گودے یا گدا دے، سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، تصویر بنانے والوں پر، ظالموں پر، فاسقوں پر، کافروں پر جو زمین کی نشانی میٹے، اس پر جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسی کو مالک بنا دے جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنا دے جو اسلام میں بدعت نکالے یا بدعتی کی مدد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگوں پر۔ پانچویں یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری و احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے۔ چھٹی یہ کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے۔ ساتویں یہ کہ امام اور حاکم کو نصیحت کرنا اپنی رعایا کو اور انکو ڈرانا گناہوں سے رغبت دلانا عبادتوں کی درست ہے۔ آٹھویں یہ کہ شاگرد کو استاد اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آوے۔ نویں یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہے ماہ رمضان یا شہر رمضان کہنا ضروری نہیں۔ امام ابو عبد اللہ مازنی نے کہا یہ جو عورتوں کی عقل کی کمی ان کی گواہی سے نکالی یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ان تَصِلُ اِحْدَهُمَا اٰخِرُ تِلْكَ اَعْنِ اَمْرًا اِيَّكَ عَوْرَتٌ بِجَهْلٍ جَاوِزٌ تُوَدُّ مَرِيَّ اس کو یاد دلادے اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں میں ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلاف کیا ہے لوگوں نے عقل میں۔ بعضوں نے کہا عقل علم کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا عقل

دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین میں
کی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے میں) نماز نہیں
پڑھتی (حیض کی وجہ سے) اور رمضان میں روزے نہیں
رکھتی (حیض کے دنوں میں)۔

۲۴۲- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث مروی ہے۔

۲۴۳- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالذِّينِ قَالَ ((أَمَّا نُقْصَانُ
الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ
فَهَذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمَنُّكَ اللَّيَالِي مَا تُصَلِّي
وَتَقْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهَذَا نُقْصَانُ الذِّينِ))۔

۲۴۲- وَ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ زُهَيْرٍ
عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ ابْنِ الْهَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

۲۴۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ
وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ
الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

اللہ بعض علوم ضروریہ کو اور بعضوں نے کہا عقل ایک قوت ہے جس کی وجہ سے تمیز ہوتی ہے معلومات کے حقائق میں اور عقل کی حقیقت اور
اس کی اقسام میں بہت اختلاف ہے جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اس کے بیان کرنے کی اس مقام پر نہیں ہے پھر اختلاف کیا ہے لوگوں نے عقل
کی جگہ میں۔ شکمیں نے کہا کہ عقل کی جگہ دل ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ دماغ ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ حال کے حکیموں نے بہت دلائل سے بات ثابت کی ہے کہ عقل اور تمام قوائے مدد کہ کا ظرف دماغ ہے اور جس
شخص کو یہ دلائل دیکھنا ہو وہ حکمت کی کتابوں کی طرف رجوع کرے اور عمدہ معنی عقل کا یہ ہے کہ بوجہ مختلف تجارت اور واقعات کے جو قوت
مدد کہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ تمیز کر لیتا ہے برے اور بھلے صحیح اور فاسد میں۔

پھر امام نووی نے کہا کہ رسول اللہ نے جو عورتوں کے دین کی کمی حیض کے دنوں میں نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے سے بیان کی اس
کو بعض لوگوں نے مشکل سمجھا ہے حالانکہ یہ بات نہیں کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادات کو ایمان اور دین کہتے ہیں
اور جب یہ ثابت ہوا تو جس کی عبادات زیادہ ہیں اس کا ایمان اور دین بھی زیادہ ہے اور جس کی عبادات کم ہیں اس کا دین اور ایمان بھی کم ہے پھر
نقصان دین کا بھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اس کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے جیسے کوئی نماز یا روزہ ترک کرے بغیر عذر کے اور کبھی اس طرح
سے ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے گنہگار نہ ہو جیسے کوئی جہاد یا جمعہ ترک کرے بغیر عذر سے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اس کے ساتھ
جیسے حائضہ روزہ یا نماز ترک کرے۔ اگر کوئی کہے حائضہ جب معذور ہے تو چاہئے کہ حیض کی حالت میں اس کو نماز کا ثواب ہو اگرچہ وہ اس کو قضا
نہیں کرتی جیسے مریض یا مسافر کو نوافل کا جن کو وہ حالت صحت اور اقامت میں ادا کرتے تھے ثواب ہوتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہر
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہو گا اور فرق یہ ہے کہ مریض اور مسافر نوافل کو بہ نیت دوام ادا کرتے تھے اور وہ ان کے
لائق ہیں برخلاف حائضہ کے اور اس کی تو نیت بھی یہی ہے کہ حیض کی حالت میں نماز ترک کرے گی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حال میں حرام ہے
تو حائضہ کی نظیر وہ مریض یا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تھا اور بعض وقت نہیں ایسے مریض یا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ ملے گا اپنے
مرض یا سفر میں جب وہ ان کو ادا نہ کرے۔ اسی کا قول اللہ تعالیٰ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَثَلٍ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ
تَرَكَ الصَّلَاةَ

۲۴۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ
السُّجْدَةَ فَسَجَدَ اغْتَرَلَ الشَّيْطَانُ يَنْكِي يَقُولُ
يَا وَيْلَهُ وَفِي رَوَايَةٍ أَبِي كُرَيْبٍ يَا وَيْلِي أُمِرْتُ
ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ
بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ))

۲۴۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان
روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے خرابی ہو اس کی یا میری
آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا اب اس کو جنت ملے گی
اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے انکار کیا یا نافرمانی کی میرے لیے جہنم
ہے۔

۲۴۵- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ
حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ
((فَتَصَيْتُ فَلِيَ النَّارُ))

۲۴۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں
انکاری بجائے نافرمان کے الفاظ ہیں۔

۲۴۶- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ

۲۴۶- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے آدمی اور شرک اور کفر

(۲۴۳) نووی نے کہا امام مسلم کا مقصود اس حدیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ بعض افعال کے ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیقتاً
برائے نام اور شیطان کا کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے وَاذْقُنَا لِلْعَالَمِينَ اِسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا اِلَّا ابْلِسَ ابْنِ
وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ یعنی یاد کر اس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انھوں نے پھر ابلیس نے نہ
مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں سے۔ جمہور علماء نے یہ کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ کافر تھا اور بعض نے کہا کان
بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا کافروں میں سے جیسے و حال بينها الموج فكان من المعرفين۔

(۲۴۶) نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندہ اور شرک اور کفر کے بیچ میں
کوئی ردک نہ رہی اور شرک و کفر ایک ہے اور کبھی شرک خاص کیا جاتا ہے بت پرستوں سے تو کفر عام ہو گا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک
کرے اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اس صورت میں جب وہ نو مسلم ہو اور ارکان
اسلام سے واقف نہ ہو تو کافر نہ ہو گا اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کالی سے اس کو فرض جان کر تو اس کے باب میں علماء کا اختلاف ہے
امام مالک اور شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہو گا بلکہ فاسق ہو گا اس سے توبہ کرائی جاوے گی پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز
پڑھنے لگے تو خیر ورنہ اس کو قتل کر دیں گے حد ایسے زانی حصن کو سنگسار کرتے ہیں پر تارک الصلوٰۃ کو تلوار سے قتل کریں گے اور ایک جماعت
سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاوے گا اور یہی منقول ہے حضرت علیؓ سے اور یہی مروی ہے امام احمدؒ سے اور اسی طرف گئے ہیں

کے بیچ میں نماز کا ترک ہے۔

۲۴- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔

باب: اللہ پر ایمان لانا سب کاموں سے بڑھ کر ہے

۲۴۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا گیا کون سا کام افضل ہے؟ (یعنی سب سے بڑھ کر) آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا پھر پوچھا گیا اس کے بعد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حج مبرور۔

(۲۳۸) ☆ نووٹی نے کہا جج مبرور وہ ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعضوں نے کہا جج قبول ہو جاوے خدا کو یا جو صادق ہو خالصاً اللہ ہو پھر قبول ہونے کی نشانی یہ ہے کہ جج کے بعد ٹیک کام کرے اور ملنا ہوں سے بچتا ہے۔

۲۴۹- رَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۵۰- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ ((الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ)) قَالَ قُلْتُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ ((أَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا ثَمَنًا)) قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ ((نَعِيمٌ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ ((تَكْفُفْ شَرِّكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ))

(۲۵۰) میں نے پوچھا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا اطلاق ایمان پر بھی ہوتا ہے اور مراد اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے یقین کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہے شہادتیں کا۔ یقین تو دل کا عمل ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہاں ایمان میں اور اعمال داخل نہیں ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد وغیرہ کیونکہ ان کو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان اعمال کو ایمان نہ کہیں۔ (السراج الوہاج)

پوچھا گیا کونسا بردہ آزاد کرنا افضل ہے؟ فرمایا وہ جو اس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو۔ یہ جب ہے کہ ایک ہی بردہ آزاد کرنا چاہے اور جو اس کے پاس کچھ روپیہ ہو اور ان کے بدلے دو بردے اسے مل سکتے ہوں پر اعلیٰ بردہ ایک ہی آتا ہے تو دو کو لے کر آزاد کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزاد کرنے سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی میں ایک موٹی تازی بکری دو دہلی بکریوں سے بہتر ہے۔ (السراج الوہاج)

کہا گیا اگر میں یہ نہ کر سکوں؟ فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی۔ السراج الوہاج میں ہے کہ بعضے نسخوں میں بجائے صانع کے صانع ہے یعنی گھانے والا اور بعضے نسخوں میں صانع ہے مگر صحیح صانع ہے صادمہملہ سے جس صورت میں صانع ہو صادمہملہ اور نون سے تو معنی یہ ہو گئے کہ مدد کر کسی کارگر کی جو ہاتھ سے محنت اور مزدوری کرتا ہو جیسے بڑھئی یا لوہار یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمائیاں حلال ہیں اور مراد وہ پیشہ والا ہے جس کو اس کی کمائی بس نہ ہوتی ہو اور اس کے بال بچے بہت ہوں جن کی پرورش اس کی کمائی میں دشوار ہو تو اس کی مدد کرنا بڑا ثواب ہے اور جس صورت میں صانع ہو صادمہملہ اور غین مجملہ سے تو وہ ضیاع سے ہے جس کے معنی عیال کے ہیں یعنی جو عیال دار ہو اور مفلس ہو اس کی مدد کر اور جس صورت میں صانع ہو صادمہملہ اور غین مجملہ سے تو معنی نہیں بنتے کیونکہ صانع مومن چاندی کے گھانے والے کو کہیں گے پر اس کی خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور امام نووی نے اس مقام پر دو ہی لفظوں کو نقل کیا ہے ایک صانع صادمہملہ اور نون سے اور دوسرے صانع ضادمہملہ اور غین مجملہ سے پھر یہ کہا کہ صحیح علماء کے نزدیک صانع صادمہملہ اور نون سے ہے اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ مقابلہ کیا اس کا اخرق سے اور اخرق اسے کہتے ہیں جسے کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار میں بھی صرف دو لفظوں کو نقل کیا ہے پھر یہ کہا ہے کہ بعضوں نے صانع صادمہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے تو معلوم نہیں کہ السراج الوہاج میں تیسرا لفظ صانع صادمہملہ اور غین مجملہ سے کہا ہے یا نقل کیا ہے اور

غلیٰ تفسیک))۔
کرسکوں؟ آپ نے فرمایا تو کسی سے برائی نہ کریں تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر۔

۲۵۱- عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحَوُّهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَتَعِينُ الصَّانِعَ أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقِ))۔

۲۵۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ ((الصَّلَاةُ لَوْ قَبِلَهَا)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) فَمَا تَرَكْتُ أُسْتَرِيدُهُ إِلَّا بِإِزْعَاءٍ عَلَيْهِ۔

۲۵۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَقْرَبُ إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ ((الصَّلَاةُ عَلَى مَوَاقِيتِهَا)) قُلْتُ وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))۔

۲۵۴- عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلَيَّ دَارَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۵۵- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ۔

۲۵۲- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا کام افضل ہے؟ (یعنی سب سے بڑھ کر ہے ثواب میں) آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے (یعنی ان کو خوش اور راضی رکھنا اور ان کے ساتھ احسان کرنا اور ان کے دوستوں کے ساتھ بھی سلوک کرنا)۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ میں۔ پھر میں نے زیادہ پوچھنا چھوڑ دیا آپ کی رعایت کر کے (تاکہ آپ پر بار نہ گزرے)۔

۲۵۳- عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے نبی کون سے اعمال جنت کے قریب کرنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ میں نے پوچھا اور کیا؟ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ میں نے پوچھا اور بتائیں۔ کہا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

۲۵۴- ابو عمرو شیبانی سے روایت ہے مجھ سے بیان کیا اس گھر والے نے اور اشارہ کیا عبد اللہ بن مسعود کے گھر کی طرف کہا پوچھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کون سا کام بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ کو؟ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی جو اوپر گزری۔

۲۵۵- دوسری روایت بھی ایسی ہے اس میں یہ ہے ابو عمرو شیبانی

لہ شاید یہ سہو ہو۔ واللہ اعلم۔

یہ جو فرمایا کسی سے برائی نہ کریں تیرا صدقہ یہی ہے اپنے نفس پر یعنی جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح برائی نہ کرنے سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا میں آرام ملتا ہے اور آخرت میں ثواب ملے گا۔

وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللَّهِ وَمَا سَمَّاهُ لَنَا.

نے اشارہ کیا عبد اللہ بن مسعودؓ کے گھر کی طرف اور ان کا نام نہ لیا۔
۲۵۶- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب کاموں سے بڑھ کر یا سب سے بڑھ کر کام نماز پڑھنا ہے اپنے وقت پر اور نیکی کرنا ہے ماں باپ سے۔

۲۵۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَوْ الْعَمَلِ الصَّلَاةُ لَوْ قُبِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ)).

باب : شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور اس کے بعد کون سا گناہ ہے اس کا بیان

بَابُ كَوْنِ الشِّرْكِ أَفْبَحُ الذُّنُوبِ وَبَيَانَ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ

۲۵۷- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ

۲۵۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ

(۳۵۶) ☆ نو دئی نے کہا اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعضی روایتوں میں سب سے افضل ایمان کو قرار دیا پھر جہاد کو پھر حج کو اور بعض میں ایمان اور جہاد کو اور نماز کو پھر ماں باپ سے سلوک کرنے کو پھر جہاد کو اور بعض میں کھانا کھلانے اور ہر ایک کو سلام کرنے اور بعض میں قرآن سیکھنے اور سکھانے کو اور اس کے مثل بہت سی صحیح حدیثوں میں مذکور ہے تو اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیونکر جمع ہو گا ان اختلافوں کا۔ علی نے فقال۔۔۔ شامی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہیں یہ بات سب سے بہتر ہے اور یہ مراد نہیں ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے حج نہیں کیا اس کے لیے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جس نے جہاد نہیں کیا اس کے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے۔ دوسری یہ کہ افضل الاعمال سے پہلے من کا لفظ محذوف ہو تو ترجمہ یہ ہو گا کہ افضل کاموں میں سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہیں جیسے کہتے ہیں فلاں شخص ان میں سے عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ ان کے عاقلوں یا افضلوں میں سے ہے اور ایسے ہی قول ہے رسول اللہؐ کا بہتر تم میں سے وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگوں کے لیے اور معلوم ہے یہ بات کہ گھروالوں کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگوں سے بہتر نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی لوگ کہتے ہیں سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنے والے اس کے ہمسائے ہوتے ہیں حالانکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کے ہمسایوں سے بھی زیادہ اس کی پرواہ نہ کرتا ہو۔ یہ کلام ہے فقال کا اس صورت میں ایمان سب سے افضل ہو گا اور باقی اعمال برابر ہوں گے فضیلت میں پر بعضے خاص صورتوں میں یا خاص شخصوں میں ایک عمل دوسرے سے فضیلت رکھے گا اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتوں میں ہے اس سے کسی ایک عمل کی دوسرے سے فضیلت میں مقصود نہیں بلکہ محض ترتیب ذکر کے لیے ہے جیسے ثم کان من الذین امنوا اور قاضی عیاضؒ نے جمع کے لیے دو جہیں بیان کی ہیں ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انھوں نے کہا کہ جواب میں اختلاف بوجہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپ نے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تھا ان کے لیے یا جس کو انھوں نے حاصل نہیں کیا تھا یا پہچانا نہ تھا دوسرے یہ کہ آپ نے مقدم کیا جہاد کو حج پر اس لیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تھی اس زمانہ میں بوجہ شروع زمانہ اسلام کے اور صاحب تحریر نے ایک یہ وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب میں ترتیب کو مقتضی نہیں اور یہ قول شاذ ہے اہل عربیت اور اصول کے نزدیک پھر صاحب تحریر نے کہا صحیح ہے کہ جہاد کو آپ نے مقدم کیا اس واسطے کہ مراد آپ کی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافروں کا ہجوم ہو جائے اس وقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے اور جہاد میں فائدہ ہے تمام مسلمانوں کا اور حج تو دوسرے وقت میں بھی ادا ہو سکتا ہے۔ اسی ما قال النوویؒ ملخصاً۔

(۲۵۷) ☆ یعنی مفلس ہو اور تجھے خود اپنی بی بی کے کھانے کی تکلیف ہو تو یہ خیال کر کے کہ اولاد کو کہاں سے کھلاؤں گا ان کو مار ڈالے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدَاءً وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ))

صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بنادے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا (پھر تو اپنے صاحب پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر دوسرے کو مالک بنادے یہ کتنا بڑا اندھیرا ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا)۔ میں نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے اب اس کے بعد کون سا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا تو اپنی اولاد (لاکایا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ روٹی کھائے گا۔ میں نے کہا پھر کون سا گناہ۔ آپ نے فرمایا تو زنا کرے اپنے ہمسائے کی عورت سے۔

۲۵۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ ((أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدَاءً وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ)) اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَهَا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَمًا

۲۵۸- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا بڑا گناہ ہے اللہ کے نزدیک؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجھے اللہ نے۔ اس نے کہا پھر کیا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کھائے گی تیرے ساتھ۔ اس نے کہا پھر کیا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی کے موافق ایہارا والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر تک یعنی اللہ مائی کے خاص بندے وہ ہیں جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہیں زنا کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اس کی سزا پاوے گا۔

تو یہ بڑا گناہ ہے جو شرک کے بعد ہے پر اور سب گناہوں سے بڑھ کر ہے کس لیے کہ یہ گناہ کیا ہے؟ مجموعہ ہے گناہوں کا اول تو ناحق خون کرنا دوسرے خدا کی نسبت بد اعتقاد ہونا وہ جس رچیدہ کرتا ہے اس کا رزق بھی اتار تا ہے تیرے حرم کھانے کی جو تھے بھیلی، پانچویں بے رحمی، چھٹے کمینہ پن اور پانچ پن اور بے ہمتی خدا بچاوے ایسے خیالوں سے اس کی بی بی یا لونگی سے ہر چند زنا مطلقاً کسی عورت کے ساتھ ہو بڑا گناہ ہے پر ہمسائے کی بی بی کے ساتھ بڑا اور بھی گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے کہ اس کا ہمسایہ اس کی مدد کرے گا اس کے بال بچوں کی ضرورت کے وقت حفاظت کرے گا پھر ایسے موقع میں اسی کی بی بی کے ساتھ زنا کرنا کتنی بڑی بے حیائی اور خیانت ہے خدا بچائے۔

بابُ بَيَانِ الْكِبَائِرِ وَأَكْبَرُهَا

باب: بیان میں ان گناہوں کے جو کبیرہ ہیں پھر ان میں

بڑے کون کون سے گناہ ہیں ان کا بیان

۲۵۹- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((أَلَا أُنبِئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ ثَلَاثًا ۖ

۲۵۹- ابو بکرؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ نے فرمایا کیا نہ بتلاؤں میں تم کو بڑا کبیرہ گناہ تین بار آپ نے یہ فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھ (یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا

(۲۵۹) جن کبیرہ گناہوں کا مفصل بیان • نو دئی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کبیرہ گناہ کی تعریف میں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے

جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اس کا کرنا کبیرہ ہے۔ اور یہی اختیار کیا ہے استاذ ابو اخیل نے اور قاضی عیاضؒ نے یہ مذہب محققین کا لکھا ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کی طرف نظر کرتے ہوئے کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک کبیرہ ایک صغیرہ اور یہ بھی ابن عباسؓ سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلین ہیں۔ امام غزالیؒ نے ”بسیط“ میں لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ میں جو فرق ہے اس کا انکار کرنا فتنہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے مضامین سے یہ امر ثابت ہے اور اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بے شک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خواہ کیسی چھوٹی ہو نہایت بری ہے یہ نسبت اللہ کے جلال اور بزرگی کے پر بعضی مخالفت بعض سے بڑھ کر ہے اور اسی وجہ سے بعضے گناہ ایسے ہیں جو معاف ہو جاتے ہیں نماز اور روزے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسے احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور بعض ایسے ہیں جو معاف نہیں ہوتے۔ پھر اول قسم کے گناہ صغائر ہیں اور دوسری قسم کے کبائر۔ اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک صغائر اور ایک کبائر تو علماء نے ان کے ضبط میں بڑا اختلاف کیا ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے جہنم یا غضب یا لعنت یا عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اس کے فرمایا ہے اور حسن بصریؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے آخرت میں جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا میں کسی سزا (حد) کا۔ امام غزالیؒ نے ”بسیط“ میں کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہے کہ جو گناہ انسان کرتا ہے اس کو ہلکا سمجھ کر اور اس سے ڈرنا نہیں نہ شرمندہ ہوتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اس کو ندامت ہوتی ہے اور آئندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہیں۔ ابن الصلاحؒ نے کہا کبیرہ کہتے ہیں بڑے گناہ کو اور اس کی کئی نشانیاں ہیں ایک یہ کہ اس میں حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا شراب خوری یا تہمت زنا یا زانیہ زانی) دوسری یہ کہ اس پر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اس کے کرنے والے کو قاصق کہا ہو جو تھے یہ کہ اس پر لعنت کی ہو جیسے لعنت کی ہے اللہ نے اس پر جو زمین کی نشانی مٹا دی۔ امام ابو محمد بن عبد السلامؒ نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچاننا چاہے تو اس گناہ کی برائی میں غور کر اگر اس کی برائی ان گناہوں کی برائی سے جن کو حد میں کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ کبیرہ ہے ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جس نے خداوند کریم کو برا کہا ہے یا اس کے رسول کو برا کہا یا توہین کی کسی پیغمبر کی یا جھٹلایا کسی پیغمبر کو یا کہے میں نجاست لگائی یا قرآن کو اٹھا کر نجس جگہ میں پھینک دیا تو اس نے بڑا کبیرہ گناہ کیا حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہیں کہا اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک پاک دامن عورت کو پکڑا زنا کرنے کے لیے یا کسی مسلمان کو پکڑا خون کرنے کے لیے تو کچھ شک نہیں کہ اس کی برائی یتیم کا مال کھانا جانے سے بڑھ گئی اور وہ کبیرہ ہے۔ پس یہ بھی کبیرہ ہوئے اسی طرح اگر کافروں کو مسلمانوں کے بال بچے عورتیں بتادیں اور وہ جانتا ہے کہ کافران کو ستادیں گے اور عورتوں کو بے عزت کریں گے تو اس کی برائی میدان جنگ میں بھاگنے سے زیادہ ہے پس یہ بھی کبیرہ ہو اسی طرح اگر کسی آدمی پر ایسا جھوٹ باندھا جس کی وجہ سے جانتا ہے کہ وہ مارا جاوے گا تو یہ ایک کبیرہ ہو البتہ اس کی وجہ سے ایک سمجھو اس کی جاتی رہے گی تو وہ کبیرہ نہیں ہے اور شرع نے تصریح کر دی کہ جھوٹی گواہی اور یتیم کا مال کھانا جاننا دونوں کبیرہ گناہ ہیں پھر اگر ان دونوں

الْبَاطِلَ بِاللَّهِ وَغُفُوقِ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ كَبِيرَةٍ غَنَاهُ (دوسرے نافرمانی کرنا ماں باپ کی۔ تیسرے جھوٹی الزورِ اَوْ قَوْلُ الزُّورِ) دَکَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ گواہی دینا یا جھوٹ بولنا اور رسول اللہ ﷺ تکلیف لگائے تھے آپ بیٹھ

تھ کاموں سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہیں اور جو نقصان بہت قلیل ہو تب بھی وہ کبیرہ ہیں تاکہ ان گناہوں کی جرئت جاوے اور لوگ باز آویں جیسے شراب کا ایک قطرہ پینا کبیرہ ہے اگرچہ اس سے کوئی فساد نہیں ہو تا اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بھی کبیرہ ہے کیونکہ جھوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی پھر جب جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہو گا اور بعض علماء نے یہ تعریف کی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس کے ساتھ کوئی وعید یا حد یا لعنت مذکور ہو پھر جو گناہ برائی میں ایسے گناہ کے برابر ہو تو وہ بھی کبیرہ ہو گا۔ امام ابو الحسن واجہی نے کہا صحیح یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہیں بلکہ بعض گناہوں کو شرع نے کبیرہ کہا اور بعضوں کو صغیرہ اور بعض گناہوں کا ذکر شرع نے نہیں کیا ان میں کبیرہ بھی ہیں اور صغیرہ بھی اور حکمت بیان نہ کرنے کی یہ ہے کہ آدمی ان سب گناہوں سے اس ڈر سے کہ کہیں کبیرہ نہ ہو بچے اور یہ ایسا ہے جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چھپایا۔ علماء نے کہا کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا اور اصرار (یعنی بار بار کرنا) کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اس گناہ کو کرے جس سے اس کی بے پرواہی معلوم ہو اسی طرح جب کسی صغیرہ گناہ ہوں کہ وہ سب ملا کر کبیرہ کی برائی کو پہنچ جاویں۔ ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کرے اس سے باز آنے کا قصد نہ کرے بلکہ پھر کرنے کا قصد کرے یا ہمیشہ اس کو کرتا رہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہیں اگر بار بار توبہ یا ندامت ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے استغفار کیا اس نے اصرار نہیں کیا اگرچہ دن میں ستر بار وہی گناہ کرے حدیث میں غُفُوقِ الْوَالِدَيْنِ کا لفظ ہے جس کے معنی کافی نہ ماننا اور عاقی اس کو کہتے ہیں جو اپنے باپ کی اطاعت چھوڑ دے۔ نووی نے کہا جو حقوق شرع میں حرام ہے اس کی تعریف کم لوگوں نے کی ہے۔ شیخ امام عبد اللہ نے کہا میں نے غُفُوقِ الْوَالِدَيْنِ اور ان کے حقوق میں کوئی قاعدہ نہیں پایا اسلئے کہ باتفاق علماء ہر ایک امر اور نواہی میں والدین کی اطاعت ضروری اور واجب نہیں البتہ جہاد بغیر اجازت ماں باپ کے درست نہیں کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گراں گزر تا ہے وہ ڈرتے ہیں لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے جانے سے اور اس سے ان کو بہت رنج ہوتا ہے اسی پر ہر ایک سفر کو قیاس کر لینا چاہیے جس میں جان جانے کا یا کسی اور صدمے کا خوف ہو ابن الصلاح نے کہا جو حقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے والدین کو رنج ہو اور رنج بھی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اس پر شرع کی رو سے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر میں واجب ہے بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور ان کا خلاف کرنا حقوق ہے اور مشتبہ کاموں میں بھی ان کی اطاعت بعض علماء نے واجب کی ہے اور ہمارے علماء نے جو طلب علم یا تجارت کے لیے سفر جائز رکھا ہے بغیر ماں باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اس کلام کے خلاف نہیں ہے جو ہم نے بیان کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض مثل اور فرائض کے ہے مگر خدا کی اطاعت ان کی اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا ان کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور مسنون اور مستحب کیونکہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہیں ہے اس لیے بے ماں باپ کی اجازت کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش اہل و عیال کے تو اس میں اجازت ان کی ضروری نہیں پر جہاں تک ہو سکے اگر ان کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روٹی کماوے تو بہتر ہے۔ نووی نے کہا ہر چند والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی دونوں کبیرہ گناہ ہیں پر وہ شرک کے برابر نہیں ہو سکتے اس صورت میں تاویل کرنا ہو گی کہ مراد وہ جھوٹا گواہ ہے جو کافر بھی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھ کر کرے یا من کا لفظ محذوف ہے یعنی یہ چیزیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں اور یہی تیسری تاویل ٹھیک ہے اس لیے کہ جھوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ لوگ اس سے بچیں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَكِنًا فَجَلَسَ فَمَا زَالَ يُكْرَرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

گئے اور بار بار یہ فرمانے لگے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جاویں اور ان کاموں سے باز رہیں) ہم نے اپنے دل میں کہا کاش آپ چپ رہیں (تاکہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہوں کا خیال کر کے کہ لوگ ان کو کیا کرتے ہیں)۔

- ۲۶۰- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكِبَائِرِ قَالَ ((الشُّرْكُ بِاللَّهِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ)).
- ۲۶۱- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكِبَائِرَ أَوْ سِئِلَ عَنِ الْكِبَائِرِ فَقَالَ ((الشُّرْكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ أَلَا أُبَيِّنُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ أَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ)) قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْبَرُ طَنِي أَنَّهُ شَهَادَةُ الزُّوْرِ.
- ۲۶۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ))
- ۲۶۰- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں کے باب میں وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھ اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور جھوٹ بولنا۔
- ۲۶۱- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کبیرہ گناہوں کا کیا آپ سے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہوں کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھ اور ناحق خون کرنا اور نافرمانی ماں باپ کی اور آپ نے فرمایا میں تم کو بتلاؤں سب کبائر میں کبیرہ وہ جھوٹ بولنا ہے یا جھوٹی گواہی دینا۔ شعبہ نے کہا میرا گمان غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا۔
- ۲۶۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچو سات گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اصحابؓ نے کہا یا رسول

ﷺ باز رہیں اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم تھی پھر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے لیے ہو یا چھوٹے حق کے لیے۔ اچھی۔

(۲۶۱) امام نووی سے جو فائدہ اوپر نقل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جھوٹی گواہی کو شرک سے کیونکر بڑھایا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس محل پر جھوٹی گواہی سے ڈرنا منظور تھا کیونکہ خوف ہو گا لوگوں کے پڑ جانے کا اس گناہ میں اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہیں کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور ایک بھید یہ بھی ہے کہ شرک در حقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بندوں پر ویسے ہی شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر پھر جس نے جھوٹ بولنا دار کھایا جھوٹی گواہی دی وہ شرک کرنے میں بھی باک نہ کرے گا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی وہی لوگ دیتے ہیں جن کے دل میں اللہ کی عظمت مطلق نہیں ہوتی تب تو اس کا نام لے کر معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں اور پیسہ کی طرح میں ایمان کھوتے ہیں۔ پس ایسے شخص شرک کرنے میں یا شرک کی بات کرنے میں کب رکھیں گے اگر ان کو ایک ذرا سی بھی طمع دی جاوے۔

(۲۶۲) امام نووی نے کہا یہ دلیل ہے اس ہمارے مذہب کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنی جادو کا کرنا اور چلانا اور سیکھنا اور سکھانا سب حرام ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا جادو کا سیکھنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے تاکہ جادو کی شناخت ہو اور جادو کو قلعہ

الْمُؤَبَّقَاتِ)) قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ ((الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسَّحَرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَأَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّخْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ))

۲۶۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مِنْ الْكَبَائِرِ شَتَمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ ((نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ))

۲۶۴- وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا اور جادو اور اس جان کو مارنا جس کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیانج کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایمان دار پاک دامن عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں عیب لگانا۔

۲۶۳- عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ہے گالی دینا اپنے ماں باپ کو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنے ماں باپ کو؟ آپ نے فرمایا ہاں دیتا ہے۔ کوئی گالی دیتا ہے دوسرے کے باپ کو پھر وہ گالی دیتا ہے اس کے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اس کی ماں کو وہ گالی دیتا ہے اس کی ماں کو۔

۲۶۴- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

ظہ توڑنے کے لیے اور جادو گر کو اولیاء اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگوں کے نزدیک حدیث محمول ہے جادو کے چلانے پر یعنی ان پر تہمت کرنا زنا کی۔ نووی نے کہا اس روایت میں سات گناہ مذکور ہیں اور ایک روایت میں تین اور ایک روایت میں چار اس لیے کہ یہ بڑے سخت گناہ ہیں اور اکثر واقع ہوتے ہیں۔ خاص کر جاہلیت کے زمانے میں یہ گناہ واقع ہوتے تھے اور اس کے بعد کی حدیث میں ایک اور گناہ مذکور ہے اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور حدیث میں چغل خوری اور پیشاب سے پاکی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سوا اور کتابوں میں جھوٹی قسم کھانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا بھی آیا ہے اور علماء نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان میں منحصر نہیں بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہیں اور ابن عباسؓ سے منقول ہے ان سے کسی نے پوچھا کبیرہ گناہ سات ہیں؟ انھوں نے کہا سات سے ستر تک ہیں بلکہ سات سو تک اور اوپر تفصیل کبیرہ کی گزر چکی۔

(۲۶۳) ☆ تو جس نے پہلے گالی دی وہی سبب ہو اپنے ماں باپ کو گالی کھلانے کا تو گویا اس نے خود گالی دی اپنے ماں باپ کو۔ انسان کی حرمت اور عزت خود اس کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کو گالی دینا پھر آپ کھانا کتنی بڑی حماقت ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سبب ہو کسی کام کا تو وہ کام اس کی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیر داغور کا بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو اس کی شراب بناتا ہے یا ہتھیار بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو ڈاکہ مارتا ہے ناجائز ہے۔

باب تحریم الکبر و بیانہ باب: کبر (یعنی غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اس

کا بیان

۲۶۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ)) قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ

۲۶۵- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہو گا۔ ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اس کا جو تاج چھا ہو (اوروں سے) (تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے) آپ

(۲۶۵) یعنی اللہ جل جلالہ سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوب صورت ہے تو وہ پسند کرتا ہے خوبصورتی اور پاکیزگی اور سحرانی کو۔ عمدہ کپڑے عمدہ جوتی جس قدر حلال ہیں وہ پہننا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر سب شرع کی زد سے حلال بلکہ بہتر ہیں اور یہ چیزیں کبر اور غرور میں داخل نہیں اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کا وہ دوسروں سے بہتر کپڑا پہننا چاہے یا جو تاج پہننا تو یہ برا نہیں بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور سحرانی اور پاکیزگی اور حسن و جمال یہ سب صفات ہیں اللہ جل جلالہ کی اور انسان کو باطریق یہ امر مرغوب ہیں۔ پس ان کا حاصل کرنا یا ان کا شوق رکھنا کسی طرح برا نہیں ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہیں ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہیں جو آگے بیان ہو گئے۔ نو دینی نے کہا ہے جو آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو تو علماء نے اس کے معنوں میں یہ اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنی عمدہ اور بہتر ہے اور اس کے تمام نام بہتر ہیں اور تمام صفات میں جمال اور کمال موجود ہے۔ ابو القاسم قشیری نے کہا جمیل کے معنی جلیل یعنی بزرگ اور خطابی نے نقل کیا کہ جمیل کے معنی نورانی اور روشن یعنی وہ مالک ہے روشنی اور تازگی کا اور بعضوں نے کہا اس کے افعال جمیل ہیں کہ وہ نظر کرتا ہے اپنے بندوں پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دیتا ہے تھوڑے آسان کاموں کی اور ثواب دیتا ہے بہت اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث میں خدا کے لیے آیا ہے یہ حدیث خبر واحد ہے اور اسماء حسنی کی حدیث میں بھی یہ اسم موجود ہے لیکن اس کی اسناد میں متفقہ ہے اور مختار یہ ہے کہ اللہ کو جمیل بول سکتے ہیں اور بعض علماء نے اس سے منع کیا ہے۔ امام الحرمین نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کے جو اسماء اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ہم ان کا اطلاق کریں گے اور جن سے شرع نے منع کیا ہے ان کے اطلاق سے باز رہیں گے اور جو اسماء اور صفات شرع میں نہیں آئے ان کے جواز یا عدم جواز کسی کا ہم حکم نہ کریں گے اس لیے کہ شرع کے احکام نص سے معلوم ہوتے ہیں اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کر دیں تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر حکم شرع کے پھر اطلاق کے جائز ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ دلیل یقینی ہو (یعنی آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہ ہو (یعنی خبر واحد کافی ہے) اباحت قیاس کو اس میں دخل نہیں ہو سکتا۔ تمام ہوا کلام امام الحرمین کا اور ان کا درجہ اور رتبہ ہر ایک علم میں خصوصاً اس فن میں یعنی علم کلام میں تو اجتہاد درجہ کا ہے اور یہ جو انھوں نے کہا کہ ہم جواز اور عدم جواز کسی کا حکم نہیں کریں گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بناءً اس کی اس مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیاء میں یہ ہے کہ کوئی حکم نہ کیا جاوے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ حلت نہ حرمت نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہو اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ان اسماء اور صفات کا جو شرع میں وارد نہیں ہوئے اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ اسماء اور صفات جمال اور جلال اور مال اور مدح کے ہوں تو بعضوں نے ان کا اطلاق جائز رکھا ہے اور بعضوں نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت یا حدیث متواتر یا اجماع نہ ہو اور خبر واحد سے جو قطع

حَسَنَةُ قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمَطُ النَّاسِ))

نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو۔ غرور گھمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کو چچا یا نفسانیت سے ایک بات واجب ہو اور صحیح ہو اس کو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

۲۶۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرَدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرَدَلٍ مِنْ كِبَرٍ))

۲۶۶- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں نہ جاوے گا (یعنی ہمیشہ کے لیے) وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اور جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر گھمنڈ اور غرور ہو۔

۲۶۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ))

۲۶۷- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر غرور ہو۔

اسم یا صفت ثابت ہو اس کے اطلاق میں اختلاف ہے۔ قاضی عیاض نے کہا صحیح یہ ہے کہ اس کا اطلاق جائز ہے۔ اتنی ماقال النووی۔ السراج الوہاج میں ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اسماء اور صفات میں وقوف صحیح ہے یعنی جو اسماء اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ان ہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشنا بہتر نہیں گوان کے معنی عمدہ ہوں۔ ازلام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب میں نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے اور اپنے تئیں عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت ذلیل کرتی ہے اور لوگ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اس کو دشمن جانتے ہیں اس کج صفت کی وجہ سے صرف یہی عذاب نہیں کہ جنت سے محروم ہوگا بلکہ دنیا میں بھی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی۔ جو شخص گھمنڈ کرتا ہے اور خود سرے لوگ اس کی فکر میں رہتے ہیں اور کسی موقع پر اس کو ذلیل کرتے ہیں کہ اس کا سارا غرور و ناک کی راہ نکل جاتا ہے۔ حدیث میں غمط الناس طاء مہملہ سے مروی ہے جس کے معنی لوگوں کو حقیر جاننا اور صحیح مسلم کے سب نسخوں میں یہ لفظ یوں ہی ہے اور ابو داؤد نے بھی اس کو اسی طرح نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے غمض صاد مہملہ سے نقل کیا ہے اور معنی اس کا بھی یہی ہے۔

(۲۶۶) نووی نے کہا اس کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے۔ خطابی نے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لائے۔ میں اتنا ذرا سا بھی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے تو وہ جنت میں ہرگز نہ جاوے گا جب اسی حالت میں مرے دوسرے یہ کہ جب لوگ جنت میں جاویں گے تو ان کے دلوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور نہ ہوگا اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہم نے نکال لیا بہشتیوں کے دلوں میں سے جو کچھ کھٹک تھی ان میں اور یہ دونوں تاویلیں بعید ہیں اس لیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ کبر کی ممانعت میں لوگوں کو اس بری بات سے بچانے کے لیے اور ان دونوں تاویلوں کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر وہ ہے جو قاضی عیاض اور محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جائے گا جب تک اس کو کبر کا بدلہ نہ ملے گا یا اگر اس کو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جاوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ پرہیزگاروں کے ساتھ پہلی بار جنت میں نہ جاوے گا۔

بَابُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا
دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ
النَّارَ

باب: جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت
میں جاوے گا اور جو شرک کی حالت میں مرے وہ جہنم
میں جاوے گا

۲۶۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَكَيْفَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ ابْنُ
نُمَيْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ ((مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ
النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا
دَخَلَ الْجَنَّةَ))

۲۶۸- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا اور ایک روایت میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ
فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا
ہو تو وہ جہنم میں جاوے گا۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا میں کہتا ہوں
جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ
جنت میں جاوے گا۔

۲۶۹- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُوجِبَاتُ فَقَالَ ((مَنْ مَاتَ
لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ
يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ))

۲۶۹- جابرؓ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس
آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دو باتیں کون سی ہیں جو واجب کرتی
ہیں جنت کو اور جہنم کو؟ آپ نے فرمایا جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ
کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جاوے گا اور جو
شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ
جہنم میں جاوے گا۔

(۲۶۸) جیسا کہ اسے صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں اور صحیح بخاری میں اور قاضی عیاض نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور بعض نسخوں میں اس
کے برعکس ہے یعنی پہلے جملہ کو ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرے جملہ کو رسول اللہ کا اور حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحاحین میں
ایسا ہی نقل کیا ہے اور ابو عوانہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونوں جملے مرفوعاً جابر سے ثابت ہیں پھر ابن مسعود نے جو ایک جملہ
حضرت کی طرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہو گئی کہ انھوں نے حضرت سے ایک ہی جملہ سنا ہو گا اور دوسرا جملہ قرآن و
حدیث سے انھوں نے خود نکالا مگر اس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود نے جو دوسری روایت میں دونوں جملوں کو حضرت سے نقل کیا تو
شاید ابن مسعود کو اس روایت کے وقت ایک جملہ یاد رہا ہو گا اس لیے انھوں نے اپنی طرف نسبت دیا۔ واللہ اعلم۔

(۲۶۹) نوویؒ نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا لیکن مشرک کا جہنم میں جانا وہ عموماً ہے وہ جہنم میں جاوے گا اور ہمیشہ اس میں ہی رہے گا
اور یہودی اور نصرانی اور بت پرست اور سب قسم کے کافروں کا یہی حکم ہے ان میں کوئی فرق نہیں ہے وہ سب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اسی
طرح جو کافر ہو عتاد سے یا بغیر عتاد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام کے یا جو اسلام کی طرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلاوے پھر حکم کیا جاوے اس
کے کفر کا کسی امر کے انکار سے اور جو مشرک نہ ہو موجد ہو اس کا جنت میں جانا بھی یقینی ہے پھر اگر اس سے کبیرہ گناہ پر اصرار نہیں ہو اوہ تو پہلے
ہی بلہ میں جنت میں جاوے گا اور جو کبیرہ پر اصرار کرتا رہا تو وہ خدا کی مشیت پر ہے چاہے اسے معاف کرے اور بید حاجت میں لے جاوے
اور چاہے چند روز عذاب کر کے پھر جنت میں لے جاوے لیکن وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا۔

۲۷۰- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جاوے گا اور جو اس سے ملے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک کرتا ہو وہ جہنم میں جاوے گا۔

۲۷۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آتی ہے۔

۲۷۲- ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت جبریلؑ میرے پاس آئے اور مجھ کو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت سے مرے گا اور وہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرتا ہو گا تو جنت میں جاوے گا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے انھوں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے۔

۲۷۳- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سورہے تھے ایک سفید کپڑا اوڑھے ہوئے پھر میں آیا تو آپ سورہے تھے پھر میں آیا تو آپ جاگتے تھے۔ میں بیٹھا آپ کے پاس آپ نے فرمایا جولاہا لا الہ الا اللہ کہے پھر مر جاوے اسی اعتقاد پر (یعنی اللہ کی توحید پر) تو وہ جنت میں جاوے گا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟

۲۷۰- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهُ يَشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ)) .

۲۷۱- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمِثْلِهِ .

۲۷۲- عَنْ أَبِي ذَرٍّ يُحَدِّثُ قَعْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُشَرِّبُنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) .

۲۷۳- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَيْقَظَ فَحَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قَالَ ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ وَإِنْ زَنَى

(۲۷۰) نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کی کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ جہنم میں یا تو بالکل نہ جاوے گا اور اگر جاوے گا تو چند روز کے بعد وہاں سے نکل کر پھر جنت میں جاوے گا اور اس کا بیان مفصل گزر چکا ہے۔ انتہی۔ زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونوں بڑے کبیرہ گناہ ہیں اور زنا حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موعود ہو اور اس گناہ میں مبتلا ہو جو حقوق العباد ہوں تب بھی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی وہاں سے نکل کر آخر کو جنت میں ضرور جاوے گا۔

(۲۷۳) یعنی ابوذرؓ کی ذلت ہو اس لیے کہ یہ امر ان کی رائے اور مرضی کے خلاف تھا وہ گناہوں سے بڑی نفرت کرتے تھے اور گنہگاروں کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ امر ان کے بار بار پوچھنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری کرنے پر بھی وہ جنت میں جائے گا گویا ان کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بھی اس کو جنت ملے گی یعنی جو لفظ حضرت نے فرمایا تھا اسی کو کہتے جاتے تھے اور یہ انتہائی محبت تھی ابوذرؓ کی رسول اللہ کے ساتھ۔

تین بار ایسا ہی فرمایا۔ چوتھی بار آپ نے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے۔ پھر نکلے ابوذرؓ اور وہ کہتے تھے اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے۔

باب: کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے

۲۷۴- مقداد بن اسودؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں ایک کافر سے بھڑوں وہ مجھ سے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے پھر مجھ سے بچ کر ایک درخت کی آڑ لیوے اور کہنے لگے میں تابع ہو گیا اللہ کا کیا میں اس کو قتل کروں جب وہ کہہ چکے؟ آپ نے فرمایا مت قتل کر اس کو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا کیا میں اس کو قتل کروں؟ آپ نے فرمایا مت قتل کر اس کو (اگرچہ تجھ کو اس سے صدمہ پہنچا اور زخم لگا) اگر تو اس کو قتل کرے گا تو اس کا حال تیرا سا ہو گا قتل سے پہلے اور تیرا حال اس کا سا ہو گا جب تک اس نے یہ

وَابْنُ سَرَقٍ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ ((عَلَى رَعْمِ أَبِي ذَرٍّ)) قَالَ فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ رَعِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ.
بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ أَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

۲۷۴- عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لُقِيتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ بِحِذْيِ يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَازِمَنِي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقْتُلْهُ)) قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا أَفَأَقْتُلُهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ

(۲۷۴) ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اس کو قتل کرے گا تو وہ تیری مثل ہو جائے گا یعنی وہ مسلمان ہو گا اور تو اس کے مثل ہو جائے گا یعنی جیسے وہ تھا اسلام لانے سے پہلے یعنی کافر ہو جائے گا۔ اس میں یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہیں ہو سکتا خصوصاً اس صورت میں جب اس کو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہیں ہوا ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بہانہ کرتا ہے اور اس نے مسلمان کو زخمی بھی کیا ہو۔ نوویؒ نے کہا اس حدیث کے مطلب میں علماء نے اختلاف کیا ہے سب سے عمدہ معنی وہ ہے جو امام شافعیؒ اور ابن قسار سے منقول ہے کہ جب اس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اسلام قبول کیا تو وہ تیری مثل ہو گیا یعنی جان کی حرمت اور حفاظت میں جیسے تو تھا اس کے قتل سے پہلے اور تو نے جب اس کو قتل کیا تو تو اس کے مثل ہو گیا یعنی تیری جان کی حرمت نہ رہی اور تیرا خون حلال ہو گیا جیسے اس کا حال تھا اسلام لانے سے پہلے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس کا یہ معنی ہے کہ تو اس کے مثل ہو گیا حق کی مخالفت میں اور گناہ کے ارتکاب میں اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اس کی مخالفت اور گناہ میں فرق ہے اس کا گناہ کفر تک پہنچا تھا اور تیرا گناہ فسق تک پہنچے گا پھر علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد میں ایسا کرے یعنی کسی کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے بعضوں نے کہا اس پر کچھ نہیں نہ قصاص ہے نہ دیت نہ کفارہ نہ نیکہ آگے کی حدیث میں آوے گا کہ اسامہؓ نے یہ فعل کیا تھا پھر رسول اللہؐ نے نہ ان کو قتل کیا نہ دیت لی ان سے نہ کفارہ ان پر واجب کیا اور بعضوں کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہے بوجہ شبہ کہہ کہہ کہ اس کو کافر تجھ کر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کلہ توحید پڑھنے سے مسلمان نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں اور دیت کے واجب ہونے میں امام شافعیؒ کے دو قول ہیں پھر یہ لوگ اسامہؓ کی حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ کفارہ واجب نہیں اور دیت بھی اس واسطے نہ لی گئی کہ اسامہؓ مفلس ہوں گے۔

کلمہ نہیں کہا تھا۔

۲۷۵- دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ وہ کہے اسلام لایا میں اللہ کے لیے اور معمر کی روایت میں ہے کہ جب میں جنگوں اس کے قتل کے لیے تودہ کہے لا الہ الا اللہ۔

۲۷۶- مقداد بن عمرو بن اسود کندی سے روایت ہے وہ حلیف تھے بنی زہرہ کے (یعنی ان کی امان میں آئے تھے اور ان سے عہد کر چکے تھے) اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہیں اگر میں بھڑوں ایک کافر سے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

۲۷۷- اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک سریہ میں بھیجا (سریہ کہتے ہیں لشکر کے ایک کھڑے کو جس میں چار سو آدمی تک ہوتے ہیں) ہم صبح کو لڑے حرقات سے جہینہ میں سے ہے (حرقات بضم حا اور فتح را ایک قبیلہ ہے) پھر میں نے ایک شخص کو پایا اس نے لا الہ الا اللہ کہا میں نے بر چھی سے اس کو مار دیا۔ بعد اسکے میرے دل میں وہم ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست نہ تھا میں نے رسول اللہ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے اس کو مار ڈالا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے ہتھیار سے ڈر کر کہا تھا۔ آپ نے فرمایا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا تاکہ تجھے معلوم ہو کہ اس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہیں (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے کہاں سے معلوم ہوا)؟ پھر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش میں اسی دن مسلمان ہوا ہوتا (تو اسلام لانے کے بعد

بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ)۔

۲۷۵- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا التَّائِيذِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ فِي حَدِيثِهِ وَأَمَّا مَعْمَرٌ فَفِي حَدِيثِهِ فَلَمَّا أَهْوَيْتُ لِأَقْتُلَهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

۲۷۶- عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيفًا لِنَبِيِّ زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

۲۷۷- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَصَبَحْنَا الْحَرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَذْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَطَعْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَقَتَلْتُهُ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السَّلَاحِ قَالَ ((أَقَالَ شَقَقْتُ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا)) فَمَا زَالَ يُكْرَرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَأَنَا وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتَّى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِي

(۲۷۷) ☆ اللہ نے فرمایا سورہ انفال میں لڑو کافروں سے یہاں تک کہ فساد نہ رہے یعنی ان کا زور ٹوٹ جاوے اور وہ ایمان میں خلل نہ ڈال سکیں اور ہو جاوے سب دین اللہ کا اس شخص کا مطلب اس آیت کے پڑھنے سے یہ تھا کہ مسلمان بھی اگر فساد کریں تو ان سے لڑنا جائز ہے۔ سعد نے اس کو الزام دیا کہ یہ تو اور فساد بڑھا رہے آپس میں لڑو اور ہماری لڑائیاں فساد مٹانے کے لیے تھیں۔

ایسے گناہ میں مبتلا نہ ہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں) سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا قسم خدا کی میں کسی مسلمان کو نہ ماروں گا جب تک اس کو ذوالبطنین یعنی اسامہ نہ مارے (بطنین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہیں پیٹ کو۔ اسامہؓ کو ذوالبطنین اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا پیٹ بڑا تھا) ایک شخص بولا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لڑو ان سے جب تک کہ فساد نہ رہے اور دین سب اللہ کے لئے ہو جائے۔ سعدؓ نے کہا ہم تو لڑے کافروں سے اس لیے کہ فساد نہ ہو اور تو اور تیرا ساتھی اس لیے لڑتے ہیں کہ فساد ہو۔

۲۷۸- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ بْنِ حَارِثَةَ يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخُرَافَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَحْنَا الْقَوْمَ فَهَرَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيَنَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَطَعَنَتْهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي ((يَا أُسَامَةُ أَقْتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا كَانَ مُنْعَوِدًا قَالَ فَقَالَ ((أَقْتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) قَالَ فَمَا زَالَ يُكْرِرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

۲۷۹- عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَرَّرٍ أَنَّهُ حَدَّثَ أَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْبَحْلِيَّ بَعَثَ إِلَى

۲۷۸- اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حرقہ کی طرف بھیجا جو ایک قبیلہ ہے جہینہ میں سے۔ پھر ہم صبح کو وہاں پہنچے اور ان کو شکست دی۔ میں نے اور ایک انصار آدمی نے مل کر ایک شخص کو پکڑا جب اس کو گھیرا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا۔ انصاری تو یہ سن کر اس سے ہٹ گیا اور میں نے اسے مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی اور (پہلی روایت میں ہے کہ اسامہؓ نے خود ذکر کیا تو شاید آپ کو پہلے خبر پہنچ گئی ہوگی پھر اسامہؓ نے بھی ذکر کیا ہوگا) اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اسامہؓ تو نے اس کو مار ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اس نے اپنے تئیں بچانے کے لیے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا تو نے اس کو مار ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد۔ پھر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش میں مسلمان نہ ہوا ہوتا اس دن سے پہلے (تو یہ گناہ مجھ پر نہ ہوتا)۔

۲۷۹- صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ جندب بن عبد اللہ بکلیؓ نے عمیس بن سلامہ کو کہلا بھیجا جب عبد اللہ بن زبیرؓ کا فتنہ

(۲۷۹) حدیث میں یوں ہے ولا اريد ان اخبركم عن نبيكم جس کا لفظی ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ میرا ارادہ نہ تھا تم سے بیان کرنے کا تمہارے پیغمبر کی حدیث اور یہ بتائیں۔ نووی نے کہا تمام نسخوں میں یہ عبارت اسی طرح ہے اور میں نے بھی جہاں تک نسخے میرے پاس موجود تھے ان میں یہی پایا۔ نسخہ مطبوعہ مصر اور مطبوعہ دہلی اور کلکتہ سب میں ایسا ہی ہے پر مطبوعہ کلکتہ کے حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ

ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے چند بھائیوں کو تاکہ میں ان سے باتیں کروں۔ عسعس نے لوگوں کو کہلا بھیجا وہ اکٹھے ہوئے تو جناب آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صراح میں ہے برنس وہ ٹوپی جس کو لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے تھے اور اوی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جس کا سراہی میں لگا ہوا ہو کرتہ یا جبہ۔ جوہری نے کہا برنس ایک لمبی ٹوپی تھی جس کو لوگ ابتدائے اسلام میں پہنتے تھے) انھوں نے کہا تم باتیں کرو جو کرتے تھے یہاں تک کہ جناب کی بارٹی آئی (یعنی ان کو بات ضرور کرنا پڑی) تو انھوں نے برنس اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کروں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکوں کی ایک قوم پر بھیجا اور وہ دونوں ملے (یعنی آمنہ سامنا ہوا میدان جنگ میں) تو مشرکوں میں ایک شخص تھا وہ جس مسلمان پر چاہتا اس پر حملہ کرتا اور مار لیتا۔ آخر ایک مسلمان نے اس کی غفلت کو تاکا اور لوگوں نے ہم سے کہا وہ مسلمان اسامہ بن زید تھے پھر جب انھوں نے تلو اس پر سیدھی کی تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ۔ لیکن انھوں نے مار ڈالا اس کو۔ بعد اسکے قاصد خوشخبری لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے اس سے حال پوچھا اس نے سب حال بیان کیا یہاں تک کہ اس شخص کا بھی حال کہا (یعنی اسامہ بن زید کا) آپ نے ان کو بلایا اور پوچھا تم نے کیوں اس کو مارا؟ اسامہ نے کہا یا رسول اللہ! اس نے بہت تکلیف دی مسلمانوں کو تو مارا فلاں اور فلاں کو اور نام لیا کئی

عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ اجْتَمِعْ لِي نَفَرًا مِنْ إِخْوَانِكَ حَتَّى أُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُولًا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَ حُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ أَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُونَ بِهِ حَتَّى دَارَ الْحَدِيثُ فَلَمَّا دَارَ الْحَدِيثُ إِلَيْهِ حَسَرَ الْبُرْنُسَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ وَلَا أُرِيدُ أَنْ أُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعَثًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَإِنَّهُمْ اتَّقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذَا شَاءَ أَنْ يَقْصِدَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ وَإِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ قَالَ وَكُنَّا نَحْدِثُ أَنَّهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَتَلَهُ فَجَاءَ الْبَشِيرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ حَتَّى أَخْبَرَهُ حَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَذَعَا فَسَأَلَهُ فَقَالَ ((لَمْ يَقْتُلْهُ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُرْجِعْ فِيهِ الْمُسْلِمِينَ وَقَتْلَ فَلَانًا وَقُلَانًا وَسَمَى لَهُ نَفَرًا وَإِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

لئے بعض شخصوں میں الا کا لفظ اور لکھا ہوا ہے یعنی یوں ہے ولا اريد ان اخبركم عن نبيكم اس صورت میں تو مطلب صاف ہے یعنی میرا ارادہ کچھ نہ تھا سو اس کے کہ حدیث بیان کروں تم سے تمہارے پیغمبر کی اور خودی کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے میں الا کا لفظ نہیں ہے تو شاید مراد ان کی وہ نسخے ہیں جو ان کو دمشق میں دستیاب ہوئے خودی نے کہا یہاں پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جناب نے خود عسعس سے کہلا بھیجا کہ تم لوگوں کو جمع کرو میں ان سے حدیث بیان کروں گا پھر جب آئے تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ تھا اور اس کا رفع دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو اس صورت میں ترجمہ وہ ہو گا جو اوپر مذکور ہوا یعنی میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے

آدمیوں کا پھر میں اس پر غالب ہو واجب اس نے تلوار کو دیکھا تو لا الہ الا اللہ کہنے لگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انھوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا دن قیامت کے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجئے میرے لئے بخشش کی۔ آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے دن پھر آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے روز۔

باب: جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھاوے وہ مسلمان نہیں ہے

۲۸۰- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۸۱- سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کھینچے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۸۲- ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

وَسَلَّمَ أَفَنَاقَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ ((وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ فَحَقَّلَ لَنَا يَزِيدُهُ عَلَيَّ أَنْ يَقُولَ ((كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

۲۸۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))

۲۸۱- عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السِّيفَ فَلَيْسَ مِنَّا))

۲۸۲- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))

لہ سے کہ بیان کروں میں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہو جائے گا جیسے قرآن میں لا کالفظ لعلہ یعلم اہل الکتاب اور ما منعک ان لا تسجد میں زائد ہے دوسرے یہ کہ لا کالفظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ میں تمہارے پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ تھا بلکہ اپنی طرف سے باتیں کرنے کا پر میں اب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بھی بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ رسول اللہ نے ایک لشکر بھیجا اخیر تک۔ خیر جاری میں ہے کہ شاید لا سے پہلے ہمزہ استفہام محذوف ہو یعنی میں تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ ہو (یعنی میرا ارادہ ہے)۔ واللہ اعلم

(۲۸۰) نووی نے کہا جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھاوے ناحق بغیر کسی قسم کی تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ جانے وہ تو گنہگار ہے اور کافر نہ ہو گا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ حدیث محمول ہے حلال جانے والے پر یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے پر نہیں ہے۔ انتہی

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا

۲۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) .

۲۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صَبْرَةَ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَقَالَتْ أَصَابَهُ بَلَلًا فَقَالَ ((مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ)) قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَمَا يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي)) .

بَابُ تَحْرِيمِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَالِدُّعَاءِ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

۲۸۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ أَوْ شَقَّ الْجُيُوبَ أَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) هَذَا حَدِيثٌ يَحْتَمِلُ وَأَمَّا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو بَكْرِ فَقَالَا ((وَشَقِّ وَدَعَا)) يَغْيِرُ الْفَرْسَ .

۲۸۶- وَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَرِيرٌ ح وَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ جَمِيعًا عَنْ الْأَعْمَشِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا ((وَشَقِّ وَدَعَا)) .

باب: جو شخص مسلمانوں کو فریب دیوے وہ ہم سے نہیں۔

۲۸۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہم کو دھوکا دیوے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۸۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک ڈھیر اناج کاراہ میں آپ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو انگلیوں پر تری آگئی۔ آپ نے پوچھا اے اناج کے مالک یہ کیا ہے؟ وہ بولا پانی پڑ گیا تھا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پھر تو نے اس بھیکے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے؟ جو شخص فریب کرے دھوکہ دیوے وہ مجھ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا۔

باب: رخسار پر مارنا، گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی سی باتیں کرنا حرام ہے

۲۸۵- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو گالوں کو پیٹے اور گریبانوں کو پھاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے کی باتیں کرے اور دوسری روایت میں ”او“ کے بدلے ”و“ ہے۔

۲۸۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(۲۸۵) ☆ یعنی جو شخص گالوں کو پیٹے گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے (یعنی مصیبت کے وقت) ہماری شریعت میں یہ سب کام حرام ہیں۔ اللہ و انالیہ راجعون کہنا چاہیے اور صبر کرنا اگر آنسو بے اختیار نکل آویں تو مضائقہ نہیں۔ جاہلیت کی سی باتیں یہ ہیں کہ خدا کی ناشکری کرے پکارے چلائے نوحہ کرے واویلا کرے زبان سے اور کوئی بے صبری یا بے ادبی کی بات نکالے۔

۲۸۷- ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے۔ ابو موسیٰ اشعری بیمار ہوئے۔ ان کو غش آگیا۔ ان کا سر ایک عورت کی گود میں تھا ان کے گھر والوں میں سے تو ایک عورت چلائی ان کے گھر والوں میں سے۔ ابو موسیٰ کو طاقت نہ ہوئی اس کو منع کرنے کی جب ہوش آیا تو کہا میں بیزار ہوں اس سے جس سے رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں آپ بیزار ہوئے ہیں چلانے والی سے (یعنی جو عورت مصیبت میں چلا کر رووے) اور ہال منڈانے والی سے (یعنی جو عورت غمی میں ہال منڈوائے) اور کپڑا پھاڑنے والی سے۔

۲۸۸- عبدالرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابو موسیٰ اشعری بے ہوش ہو گئے تو ان کی عورت ام عبد اللہ آئی چلا رہی تھی رو کر پھر ان کو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہیں جانتی اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیزار ہوں اس شخص سے جو ہال منڈائے اور چلا کر رووے اور کپڑے پھاڑے مصیبت میں (کیونکہ یہ کافروں کی رسمیں ہیں)۔

۲۸۹- ابو موسیٰ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یوں ہے ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو یہ کام کرے اور یہ نہیں کہا کہ بیزار ہوں۔

باب: چغل خوری سخت حرام ہے

۲۹۰- حدیث کو خبر پہنچی کہ فلاں شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کھاتا ہے) انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ

۲۸۷- عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَجَعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا فَعَضَّيْ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حَجَرٍ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فَصَاحَتْ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَتَقَا قَالَ ((أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا بَرِئْتُ مِنْهُ)) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئٌ مِنَ الصَّالِفَةِ وَالْحَالِفَةِ وَالشَّافَةِ.

۲۸۸- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ وَأَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَا أُنْغِمِي عَلَيَّ أَبِي مُوسَى وَأَقْبِلْتِ امْرَأَتَهُ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ تَصْبِيحُ بَرَّةٍ قَالَا ثُمَّ أَتَقَا قَالَ أَلَمْ تَعْلَمِي وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ.

۲۸۹- عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيَاضِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ لَيْسَ مِنَّا وَلَمْ يَقُلْ ((بَرِيءٌ)).

باب بَيَانُ غِلْظِ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ

۲۹۰- عَنْ حَدِيثِهِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا يَنْتُمُ الْحَدِيثَ فَقَالَ حَدِيثُهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۲۸۷) نووی نے کہا ظاہر اور مشہور معنی یہی ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا کہ صالحہ منہ پینے والی کو کہتے ہیں۔

(۲۹۰) نووی نے کہا چغلی کہتے ہیں لوگوں کی بات دوسروں کو پہنچانا، لڑانے اور فساد کرانے کے لیے۔ امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں کہا اکثر چغلی اس کو کہتے ہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دیتا یعنی اس شخص سے کہنا کہ فلاں نے تجھے ایسا کہا تھا اور حالانکہ چغلی کچھ بھی امر نہیں بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اس سے اس بات کے کہنے والے کو رنج ہو یا جس کے لیے کہی جاوے اس کو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سے ہو یا اشارے سے سب چغلی میں داخل ہیں تو حقیقت چغلی کی راز کا کھولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسی کو ناگوار ہو پھر اگر کسی شخص کو دیکھا پنا روپیہ گاڑتے ہوئے اور ذکر کیا اس کا دوسروں سے تو چغلی کی پھر امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے چہ

يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَامٌ))۔

فرماتے تھے چغل خور جنت میں نہ جاوے گا۔

۲۹۱- عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ فَكُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ))۔

۲۹۱- ہمام بن حارث سے روایت ہے ایک شخص لوگوں کی باتیں حاکم سے بیان کیا کرتا تھا ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ لوگوں نے کہا یہ شخص حاکم تک بات کو پہنچاتا ہے۔ پھر وہ آیا بیٹھا ہمارے پاس۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت میں نہ جاوے گا چغل خور۔

۲۹۲- عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ حُذَيْفَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقِيلَ لِحُذَيْفَةَ إِنَّ هَذَا يَرْفَعُ إِلَى السُّلْطَانِ أَشْيَاءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ إِرَادَةَ أَنْ يُسْمِعَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ))۔

۲۹۲- ہمام بن حارث سے روایت ہے ہم مسجد میں حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آکر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا یہ بادشاہ تک بات لگاتا ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سنانے کی نیت سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت میں نہ جاوے گا چغل خور۔

بَابُ بَيَانِ غِلْظِ تَحْرِيمِ اسْتِئْذَانِ الْبَارِ
وَالْمَنْ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيْقِ السَّلْعَةِ بِالْحَلْفِ
وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ

باب: تہہ بند ٹخنوں سے زیادہ نیچے رکھنے کی اور احسان کر کے جتانے کی اور مال کی جھوٹی قسم کھا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان تین آدمیوں کا بیان جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے

دن میں کوئی چغلی کھاوے اس کو چھ باتیں ضروری ہیں ایک تو یہ کہ اس کی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کام سے اس کو منع کرے اور برا کہے اس کو، تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے (یعنی چغلی کھانے والا) چوتھے یہ کہ اپنے بھائی پر جس کی چغلی اس نے کھائی ہے بدگمانی نہ کرے۔ پانچویں یہ کہ اس بات کا زیادہ تجسس نہ کرے اور اس کو دریافت نہ کرے ورنہ خود اسی گناہ میں پھنسے گا جس سے چغل خور کو منع کرتا تھا انتہی۔ امام نووی نے کہا یہ سب اس صورت میں ہے جب اس میں کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اس کے فاش کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو منع نہیں مثلاً کوئی کسی کے نقل یا عزت ریزی کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو مطلع کر دیوے یا امام یا حاکم سے کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس میں اور لوگوں کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہیں ہے بلکہ بعض صورت میں واجب ہے یا مستحب ہے۔

مترجم کہتا ہے اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس کے فاش کرنے میں یا امام یا حاکم سے کہنے میں عام کی بھلائی اور منفعت ہے تو بے شک کہنا چاہیے اور جو کسی کا فائدہ نہیں صرف اس شخص کا ضرر ہے تو اس کا کہنا ضروری نہیں پھر نووی نے کہا یہ جو فرمایا چغل خور جنت میں نہ جاوے گا تو اس میں دو تاویلیں ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو چغلی کو حرام نہ سمجھے۔ دوسرے یہ کہ مراد یہ ہے کہ چغل خور اور اچھے جنتیوں کے ساتھ جنت میں نہ جاوے۔

دن بات نہ کرے گا اور نہ دیکھے گا طرف ان کے، نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کو دکھ کا عذاب ہوگا

الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

۲۹۳- ابوذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ ان کی طرف دیکھے گا (رحمت کی نگاہ سے) نہ ان کو پاک کرے گا (گناہوں سے) اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا تو ابوذرؓ نے کہا برباد ہو گئے وہ لوگ اور نقصان میں پڑے وہ کون ہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا ایک تو لڑکانے والا ازار کا دوسرے احسان کر کے اس کو جتانے والا تیسرے جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا۔

۲۹۳- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)) قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ أَبُو ذَرٍّ حَيَّوْا وَحَسِبُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الْمُسْبِلُ وَالْمَنَانُ وَالْمُنْفِقُ سَلَعَتْهُ بِالْخَلْفِ الْكَاذِبُ))

۲۹۴- ابوذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے روز، ایک احسان جتانے والا جو دے کر احسان جتاوے، دوسرے اپنا مال چلانے والا جھوٹی قسم کھا کر تیسرے ازار لڑکانے والا۔

۲۹۴- عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَنَانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ وَالْمُنْفِقُ سَلَعَتْهُ بِالْخَلْفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ إِذَارَةً))

۲۹۵- اس روایت میں ہے کہ تین آدمیوں سے اللہ بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ

۲۹۵- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ الْإِسْطَاقِيِّ وَقَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا

(۲۹۳) یعنی تین جہنم پہنچانے کو یا کرتے کو نختوں کے نیچے غرور اور تکبر کی راہ سے جیسے دوسری حدیث میں صاف آیا کہ اللہ تعالیٰ نہ دیکھے گا اس شخص کی طرف جو کپڑا اپنا لڑکانے غرور سے اور یہ غرور کی قید خاص کرتی ہے ازار لڑکانے والے کے عموم کو۔ اس سے یہ بات نکلی کہ وعید اسی کے لیے ہے جو غرور سے لڑکانے اور خود رسول اللہ نے رخصت دی ہے حضرت ابو بکر کو کپڑا لڑکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تھا۔ امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری روایت میں حضرت نے صرف ازار لڑکانے والے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اس وقت کا ازار ہی تھا اور قمیص کا بھی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث میں صاف آگیا ہے جس کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے سند حسن سالم سے روایت کیا انھوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ نے فرمایا لڑکانا ازار میں ہے اور قمیص میں اور عمامے میں اور جو کوئی ان میں کسی کو لڑکانے غرور سے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہ دیکھے گا۔ (نووی)

یہ جو فرمایا احسان کر کے اس کو جتانے والا یعنی اوچھا مثل مشہور ہے خدا اور اونچھے کا احسان نہ کر اوسے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک کرے یا احسان تو تہذیب ہے کہ اس کا نہ کرے کسی جیسے میں اپنا احسان اس پر نہ جتاوے ورنہ نیکی برباد گناہ لازم ہوگا اور مال کو جھوٹی قسم سے بچنا جیسے بے ایمان تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہیں اگرچہ خریدار کو اس کی قیمت میں یا خرید میں تردد ہو تو قسم کھا بیٹھتے ہیں اور خریدار دھوکے میں آکر خرید لیتا ہے۔

يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ))

کا عذاب ہے۔

۲۹۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخُ زَانَ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ))

۲۹۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے خدا بات نہ کرے گا قیامت کے روز نہ ان کو پاک کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور ان کو دکھ کا عذاب ہے ایک تو بوڑھا زنا کرنے والا دوسرے بادشاہ جھوٹا تیسرے محتاج مغرور۔

۲۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فُضْلٍ مَاءٍ بِالْفُلْأَةِ يَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ انْعَصَرٍ فَخَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ لَأَأْخُذَهَا بِكَذِّا وَكَذَّا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أُعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ))

۲۹۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے خدا قیامت میں نہ بولے گا نہ ان کو دیکھے گا نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کیلئے بڑے درد کا عذاب ہے ایک تو وہ جو جنگل میں حاجت سے زیادہ پانی رکھتا ہو پھر مسافر کو اس پانی سے روکے دوسرے وہ جس نے کسی کے ہاتھ کوئی مال بیچا عصر کے بعد اور خدا کی قسم کھائی کہ میں نے اتنے کو مول لیا ہے اور خریدار نے سچ سمجھا اس کی بات کو حالانکہ اتنے کو اس نے نہیں لیا تھا (یعنی جھوٹی قسم کھائی اور عصر کے بعد کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ وہ متبرک وقت ہے فرشتوں کے جمع ہونے کا یا وہ اصل وقت ہے خرید اور فروخت کا تیسرے وہ جس نے بیعت کی امام سے دنیا کے طمع سے پر اگر امام نے اس کو کچھ دیا دنیا کا مال تو اس نے اپنی بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو پوری نہ کی (تو اس شخص نے دھوکا دیا مسلمانوں

(۲۹۲) ☆ ہر چند حرام کاری اور جھوٹ اور غرور سب کے حق میں برا ہے لیکن ان تینوں شخصوں کے حق میں نہایت بے موقع ہے کہ باوجود بڑھاپے کے جب عقل کامل ہوتی ہے اور ثبوت کم ہو جاتی ہے زنا اور حرام کاری کرنا سر اسر شکادت ہے اور باوجود بادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور ڈر نہیں یعنی جھوٹ بولنا بالکل بد بخشتی ہے اور باوجود کنگالی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب ہے۔ قاضی عیاض نے کہا وجہ ان کے تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان گناہوں کی کوئی ضرورت اور احتیاج نہیں اگرچہ کرنے میں کوئی معذور نہیں پر ان لوگوں کو تو بالکل کسی کا عذر نہیں ہو سکتا تو اب گناہ کرنا گویا عدا خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور ذلیل سمجھنا ہے خدا کے احکام کو۔

(۲۹۷) ☆ اور کہیں پانی نہ ہو کہ مسافر کے کام آوے۔ نووی نے کہا اس فعل کی حرمت نہایت سخت اور بہت برا کام ہے اس لیے کہ جانوروں کو اس پانی سے نہ روکنا چاہیے جو ضرورت سے زیادہ ہو پھر آدمیوں کو روکنا کیونکر درست ہو گا البتہ اگر کافر مسافر حربی یا مرتد ہو تو اس کو پانی دینا واجب نہیں۔ (انجمی)

کو بیعت کر کے کہ وہ اس کے عہد کے بھروسے رہے اور یہ دنیا کی فکر میں تھا عہد کی پرواہ نہ تھی۔

۲۹۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۹۹- یہ روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے جس نے قسم کھائی عصر کی نماز کے بعد ایک مسلمان کے مال پر پھر مار لیا اس کو (یعنی جھوٹی قسم کھا کر)۔

باب: خود کشی کی سخت حرمت اور خود کشی کرنے والے کا عذاب جہنم میں اور نہ جانا جنت میں سوا مسلمان کے

۳۰۰- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے تئیں آپ لوہے کے ہتھیار سے مار لیوے تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا بھونکتا رہے گا اس کو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اس میں اور جو شخص زہر پی کر اپنی جان لیوے تو وہ چوسا کرے گا اسی زہر کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے گرا کر اپنے تئیں مار ڈالے تو وہ ہمیشہ گرا کرے گا جہنم کی آگ میں (سدا اس کا یہی حال رہے گا کہ اونچے مقام سے نیچے گرے گا)۔

۳۰۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

۲۹۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ ((وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ)) .
۲۹۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَرَاهُ مَرْفُوعًا قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلَمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ رَجُلٌ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى مَالٍ مُسْلِمٍ فَأَقْطَعَهُ)) وَبِأَنِّي حَدِيثُهُ نَحْوُ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ .

باب غِلْظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ وَأَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَ بِهِ فِي النَّارِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ

۳۰۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا)) .

۳۰۱- عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي رِوَايَةٍ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذَكَوَانَ .

(۳۰۰) ☆ نووی نے کہا اس مقام پر کئی قول ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خود کشی کو طالی جان کر ایسے کاموں سے اپنی جان دیوے وہ تو کافر ہے بیشک ہمیشہ جہنم میں رہے گا دوسرے یہ کہ ہمیشہ رہنے سے مراد بہت مدت تک رہنا ہے تیسرے یہ کہ اس کے فعل کا بدلہ یہی تھا کہ ہمیشہ جہنم میں رہے پر خدا نے احسان کیا اور حکم دیا کہ جس کا خاتمہ اسلام پر ہو گا وہ جہنم میں نہ رہے گا۔

۳۰۲- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ غَضِبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِي شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهُ)) .

۳۰۲- ثابت بن ضحاکؒ سے روایت ہے انھوں نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی بات پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی یوں کہے اگر میں ایسا کام کروں تو نصرانی ہوں یا یہودی ہوں یا ہندو ہوں) جھوٹی قسم تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا اور جس نے قتل کیا اپنے تئیں کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جائے گا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں (جیسے نذر کرے اور کسی کا بردہ آزاد کرنے کی)

۳۰۳- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعَنُ الْمُؤْمِنُ كَفْتَلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا غَضِبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةٍ لِيَتَكْتَرَّ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا قِلَّةً وَمَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ)) .

۳۰۳- ثابت بن ضحاکؒ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنی واجب نہیں جو اس کے ملک میں نہیں اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اس کو قتل کرنا اور جو شخص اپنی جان لیوے دنیا میں کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جائے گا قیامت کے دن اور جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے اپنا مال بڑھانے کے لیے تو خدا اس کا مال اور کم کر دے گا اور جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے جھوٹی۔

۳۰۴- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ خَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ

۳۰۴- ثابت بن ضحاکؒ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی اور دین کی سوائے اسلام کے جھوٹ قصداً تو وہ ایسا ہی ہو گیا اور جو شخص قتل کرے اپنے

(۳۰۲) یعنی کافر ہو گیا یہ زجر اور تغلیظ کے طور پر ہے۔ نووی نے کہا اگر اس کے دل میں اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے اور جو اور دین کی عظمت نہیں بلکہ اسلام اس کے دل میں راسخ ہے تو وہ کافر نہ ہو گا اس صورت میں کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا مقصد یہ تھا کہ ایسی بد قسم نہ کھاتا۔

(۳۰۳) نووی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا درست نہیں اسی طرح اس مسلمان پر جو فاسق ہو اسی طرح کسی معین کافر پر خواہ وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو مگر اس کافر پر جس کا کفر پر مٹا نفس سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابو لہب اور ابو جہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافروں کے گروہ پر درست ہے جیسے لعنت اللہ کی کافروں پر یا یہودیوں پر یا نصاریٰ پر یا ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت اور قتل دونوں حرمت میں برابر ہیں اگرچہ قتل بہت سخت ہے۔ یہی اختیار کیا ہے مازری نے۔ اس کا مال بھی اللہ تعالیٰ کم کر دے گا۔ نووی نے کہا یہاں یہ عبارت محذوف ہے یا وہ عطف ہے پہلے جملے کے مبتداء پر اور یہ مطلب دوسری روایت میں پورا آیا ہے جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال دبا لینے کو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر غصے ہو گا۔

نَفْسُهُ بِشَيْءٍ عَذْبَةِ اللَّهِ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ))
هَذَا حَدِيثٌ سَفِيَانٌ وَأَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيثُهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ خَلَفَ بِمِلَّةِ سِوَى
الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ
بِشَيْءٍ ذَبَحَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۳۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعَى بِالْإِسْلَامِ ((هَذَا
مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ
الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَبَقِيَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهٗ إِنَّمَا ((إِنَّهُ مِنْ
أَهْلِ النَّارِ)) فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ
مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِلَى
النَّارِ)) فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا
هُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنْ بِهِ
جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ
عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأَعْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ
بِذَلِكَ فَقَالَ ((اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ
وَرَسُولُهُ)) ثُمَّ أَمَرَ بَلَاءًا فَنَادَى فِي النَّاسِ ((أَنَّهُ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ
يُؤْتِيهِ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ))

۳۰۶- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ

تیں کسی چیز سے تو خدا عذاب کرے گا اس کو اسی چیز سے جہنم کی
آگ میں۔ یہ روایت ہے سفیان کی اور شعبہ کی روایت میں ہے جو
شخص قسم کھاوے کسی دین کی سوائے اسلام کے جھوٹ تو وہ ایسا ہی
ہو گیا جیسے اس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئیں کسی چیز
سے تو وہ اسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن۔

۳۰۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
تھے جنگ حنین میں (قاضی عیاضؒ نے کہا صحیح خیبر ہے بجائے
حنین کے) آپؐ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعویٰ کرتا تھا اسلام کا
(یعنی اپنے تئیں مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والوں میں سے ہے۔ جب
لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہوا۔ لوگوں نے کہا یا
رسول اللہ! آپؐ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا وہ آج خوب لڑا اور
مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم میں گیا۔ بعض مسلمانوں کو
اس میں شک ہونے کو تھا (کیونکہ ظاہر حال سے اس کا جنتی ہونا پایا
تھا) اتنے میں خبر آئی کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی
ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور
اس نے اپنے تئیں مار لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو
آپؐ نے فرمایا اللہ بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میں
اللہ کا بندہ اور اس کا بھیجا ہوا ہوں (اس لیے کہ جو بات آپؐ نے
بتلا دی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپؐ نے حکم کیا بلالؓ کو اس نے منادی
کردی لوگوں میں کہ جنت میں نہ جاوے گا کوئی شخص مگر وہی جو
مسلمان ہو اور اللہ مدد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے۔

۳۰۶- سہل بن سعد ساعدیؒ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اور

(۳۰۵) یہ شخص منافق تھا ظاہر میں مسلمان دل میں کافر اگرچہ اس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑائی ہو، پھر ایمان نہ ہونے سے
کوئی کوشش اس کی کام نہ آئی معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتیں کرے مسلمانوں کی مدد کرے اسلام کو فائدہ پہنچائے پر وہ جنتی
نہیں ہو سکتا۔

(۳۰۶) تو انسان کو چاہیے کہ اپنے اعمال پر غور نہ کرے اور بھروسہ نہ رکھے بلکہ خدا سے ڈرتا رہے اور حسن خاتمہ کے لیے دعا کرتا رہے

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّفَرُّ هُوَ
وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتُلُوا فَلَمَّا مَنَّ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَنَّ
الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدْعُ لَهُمْ
شَاذَةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالُوا مَا أَجْزَأُ
مِنَا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فَلَانَ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ
النَّارِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ أَبَدًا
قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلُّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا
أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَخَرَجَ الرَّجُلُ جُرْحًا
شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ
بِالْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ نَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى
سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ
رَسُولُ اللَّهِ قَالَ ((وَمَا ذَلِكَ)) قَالَ الرَّجُلُ
الَّذِي ذَكَرْتُ أَنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ
النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِيهِ
طَلَبِهِ حَتَّى جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ
الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ
نَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ
عَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَتَدَوُّ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ
أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلِ أَهْلِ النَّارِ
فِيمَا يَتَدَوُّ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

مشرکوں کا سامنا ہوا جنگ میں تو لڑے۔ پھر جب آپ اپنے لشکر
کی طرف جھکے اور وہ لوگ اپنے لشکر کی طرف گئے تو آپ کے
اصحاب میں ایک شخص تھا (اس کا نام قرمان تھا اور وہ منافقوں میں
سے تھا) اکاد کا کونہ چھوڑتا بلکہ اس کا پیچھا کر کے تلوار سے مار ڈالتا
(یعنی جس کافر سے بھڑتا اس کو قتل کرتا) تو صحابہ نے کہا آج
ہمارے کام جیسے یہ شخص آیا ایسا کوئی نہ آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
وہ تو جہنمی ہے۔ ایک شخص ہم میں سے بولا میں اس کے ساتھ
رہوں گا (اور اس کی خبر رکھوں گا کہ وہ کونسا کام کرتا ہے جہنم میں
جانے کا کیونکہ ظاہر میں تو وہ بہت عمدہ کام کر رہا تھا) پھر وہ شخص
اس کے ساتھ نکلا جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہاں وہ دوڑ
کر چلتا یہ بھی اس کے ساتھ دوڑ کر جاتا آخر وہ شخص (یعنی
قرمان) سخت زخمی ہوا اور (زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا)
جلدی مر جانا چاہا اور تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اس کی
دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر اس پر زور دیا اور اپنے تئیں مار
ڈالا۔ تب وہ شخص (جو اس کے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ ﷺ کے
پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ اللہ کے بھیجے
ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ہو وہ شخص بولا آپ نے ابھی جس
شخص کو جہنمی فرمایا تھا اور لوگوں نے اس پر تعجب کیا تھا تو میں نے
کہا تھا میں تمہارے واسطے اس کی خبر رکھوں گا پھر میں اس کی تلاش
میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لیے اس نے تلوار کا
قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اس کی اپنی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں
پھر زور دیا اس پر یہاں تک کہ مار ڈالا اپنے تئیں۔ رسول اللہ ﷺ
نے یہ سن کر فرمایا کہ آدمی جنتیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں
کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے
لوگوں کے نزدیک اور وہ جنتی ہوتا ہے۔

لہٰذا رہے۔ اسی طرح گنہگار کو نا امید نہ ہونا چاہیے اللہ کی رحمت سے شاید اس کا خاتمہ عمدہ کر دے۔

۳۰۷- عَنْ الْحَسَنِ يَقُولُ ((إِنْ رَجُلًا مِمَّنْ)) كَانَ ((قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهِ قُرْحَةٌ فَلَمَّا آذَنَهُ انْتَرَعَ سَهْمًا مِنْ كِبَانَتِهِ فَكَأَهَا فَلَمْ يَرَقْهَا الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ خَرَفْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ جُنْدَبٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ.

۳۰۷- حسن سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگلے لوگوں میں ایک شخص کے پھوڑا نکلا۔ اس کو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا اس سے پھر خون بند نہ ہوا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے حرام کیا اس پر جنت کو۔ پھر اپنا ہاتھ حسنؓ نے مسجد کی طرف بڑھایا اور کہا قسم خدا کی یہ حدیث مجھ سے جندبؓ نے بیان کی رسول اللہ ﷺ سے اس مسجد میں۔

۳۰۸- عَنْ الْحَسَنِ يَقُولُ جُنْدَبٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَحْلِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَحْشِي أَنْ يَكُونَ جُنْدَبٌ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((خَرَجَ بِرَجُلٍ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ)).

۳۰۸- حسن سے روایت ہے کہ ہم سے جندب بن عبد اللہ بخلی نے اس مسجد میں حدیث بیان کی پھر ہم اس کو نہیں بھولے اور نہ ہم کو ڈر ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ نے جھوٹ باندھا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے ایک شخص کے پھوڑا نکلا پھر بیان کیا قصہ اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔

بَابُ غِلْظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

باب : مال غنیمت چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت میں صرف ایماندار ہی جائیں گے

۳۰۹- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمٌ خَبِيرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فَلَانٌ شَهِيدٌ فَلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فَلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غُلَّتْهَا أَوْ عَبَاءَةٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ

۳۰۹- حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلاں شہید ہے اور فلاں شہید ہے یہاں تک گزرے ایک شخص پر تو کہا یہ شہید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر گز نہیں میں نے اس کو جہنم میں دیکھا ایک چادر یا عبا کی چوری میں (یعنی چوری کی وجہ سے)۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! اٹھ اور پکار دے لوگوں میں کہ جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار

(۳۰۷) قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص خود کشی کو حلال جانتا ہو گا یا مراد یہ ہے کہ اس پر جنت حرام ہے اس وقت جب اچھے اور نیک لوگ جاویں گے یا اس کے حساب میں طول ہو گا یا دور کار ہے گا اعراف میں۔ نووی نے کہا احتمال ہے کہ اس وقت کی شرع میں کبیرہ گناہ کرنے والا کافر ہو جاتا ہو اور یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ اس نے جلد مرنے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اس لیے کہ دوا اور علاج کے لیے پھوڑا چیرنا درست ہے جب گمان غالب ہو فائدے کا۔

اَذْهَبُ فَنَادِ فِي النَّاسِ اِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا
الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَبَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ اَلَا اِنَّهُ لَا
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُونَ))

۳۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى
خَيْبَرَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَعْتَمِ ذَهَبًا وَلَا وَرَقًا
غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالنِّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى
الْوَادِي وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَبْدٌ لَهُ وَهَبَهُ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جُدَامٍ يُدْعَى رِفَاعَةَ
بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضَّيْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِي قَامَ
عَبْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُلُّ
رَحْلَهُ فَرُمِيَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيهِ خَنْفَةٌ فَقُلْنَا هَيِّئَا
لَهُ الشَّهَادَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ
مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ اِنَّ الشُّمْلَةَ لَتَلْتَهَبُ عَلَيْهِ نَارًا
اَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصْنِفْهَا
الْمَقَاسِمُ)) قَالَ فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ
بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ
يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((شِرَاكٌ مِنْ

ہیں) اور چور نہ جاویں گے) حضرت عمرؓ نے کہا میں نکلا اور میں نے
پکار دیا لوگوں میں۔ خبردار ہو جاؤ جنت میں وہی جائیں گے جو
ایمان دار ہیں۔

۳۱۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے
خیبر کی طرف پھر اللہ نے فتح دی ہم کو تو ہمیں لوٹا ہم نے چاندی
اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہیں آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب
اور اناج اور کپڑے پھر ہم چلے وادی کی طرف اور رسول اللہ ﷺ
کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا (جس کا نام مدعم تھا) جو بخشا تھا
آپ کو ایک شخص نے جذام میں سے جس کا نام رفاعہ بن زید تھا
بنی ضیب میں سے۔ جب ہم وادی میں اترے تو رسول اللہ ﷺ کا
غلام کھڑا ہوا آپ کا کجاوہ کھول رہا تھا اتنے میں ایک غیبی حیر اس کو
لگا جس میں اس کی موت تھی۔ ہم لوگوں نے کہا مبارک ہو وہ شہید
ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم اس ذات کی جس
کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے وہ شملہ اس پر انگار کی طرح سلگ رہا
ہے جو اس نے مال غنیمت میں سے خیبر کے دن لے لیا تھا اور اس
وقت تک غنیمت تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ یہ سن کر لوگ ڈر گئے اور
ایک شخص ایک تسمہ یاد دتے سے لے کر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں
نے خیبر کے دن ان کو پایا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ تسمہ یا تسمہ انگار
کے ہیں (یعنی اگر تو ان کو داخل نہ کرتا تو یہ تسمہ انگارہ ہو کر قیامت

(۳۱۰) نووی نے کہا ان دونوں حدیثوں سے یہ احکام نکلتے ہیں ایک تو غلول یعنی چوری کا حرام ہونا مال غنیمت میں دوسرے کوئی فرق نہ ہونا
قلیل اور کثیر میں یہاں تک کہ ایک تسمہ کی چوری بھی حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ جس نے غلول کیا اس کو شہید نہ کہیں گے چوتھے یہ کہ جو کفر پر
مرے وہ جنت میں نہ جاوے گا اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔ پانچویں یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کھانا درست ہے کیونکہ حضرت نے خود قسم
کھائی چھٹے یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال میں تو اس کو وہ چیز پھیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پھیر دے تو اس کو لے
لیں اور اس کا مال نہ جلاویں خواہ وہ پھیرے یا نہ پھیرے کیونکہ حضرت نے شملے کے چور کا اور تسمے کے چور کا مال نہ جلا یا اور جو یہ واجب ہوتا تو
آپ ایسا کرتے اور وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال میں چوری کرے اس کا اسباب جلا دو اور اس کو مار دیا اس کی گردن مارو تو
ضعیف ہے۔ اس کے ضعف کو ابن عبد البرؒ نے بیان کیا ہے۔ طحاویؒ نے کہا اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو منسوخ ہوگی اور یہ اس وقت کا حکم ہے
جب مالی سزا جائز تھی (یعنی اب شریعت میں مالی سزا دینا جیسے جرمانہ ضبطی جاکد او وغیرہ نہیں رہی)۔

نَارٍ أَوْ شِرَاكًا مِنْ نَارٍ))

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ قَاتِلَ نَفْسِهِ لَا يَكْفُرُ

۳۱۱- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ حَصِينٍ وَمَنْعَةٍ قَالَ حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْحَاوِيلَةِ فَأَتَى ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي ذَحَرَ اللَّهُ لِلْأَنْصَارِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ فَمَرَضَ فَجَزَعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَحِبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَأَاهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَأَاهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةً وَرَأَاهُ مُغَطًى يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِي بِهَاجَرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكَ مُغَطًى يَدَيْكَ قَالَ قِيلَ لِي لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اللَّهُمَّ وَلِيْدِيهِ فَاعْفِرْ))

کے دن تجھ پر پڑے گا عذاب ہو تا ان تسموں کی وجہ سے)۔

باب: خود کشی کرنے والا کافر نہ ہوگا

۳۱۱- جابر سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہیں (اس قلعہ کے لیے کہا جو دوس کا تھا جاہلیت کے زمانے میں) آپ نے قبول نہ کیا اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے حصے میں یہ بات لکھ دی تھی (کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس رہیں ان کی حمایت اور حفاظت میں) تو جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمروؓ نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی پھر مدینہ کی ہوا ان کو نا موافق ہوئی (اور ان کے پیٹ میں عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل کے ساتھ آیا تھا بیمار ہوا اور تکلیف کے مارے اس نے چوڑی گانسیاں لے کر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع ہوا دونوں ہاتھوں سے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر طفیل بن عمروؓ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کی شکل اچھی تھی مگر اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے تھا طفیل نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا بخش دیا مجھ کو اس لیے کہ میں نے ہجرت کی تھی اس کے پیغمبر کی طرف۔ طفیلؓ نے کہا کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں تو دونوں ہاتھ اپنے چھپائے ہوئے ہے۔ وہ شخص بولا کہ مجھے حکم ہوا ہم اس کو نہیں سنواریں گے جس کو تو نے خود بخود بگاڑا۔ پھر یہ خواب طفیلؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس کے دونوں ہاتھوں

(۳۱۱) نووی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے اس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص اپنے تئیں مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پھر بغیر توبہ کے مر جاوے تو وہ کافر نہیں ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ جہنم میں جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگاروں کو عذاب ہو گا اور گناہوں سے نقصان پہنچتا ہے اور رد ہے مر جیہ کا جو کہتے ہیں ایمان کے ساتھ گناہوں سے ضرر نہ ہوگا۔ تحتہ الاخیار میں ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئی اس شخص کو

کو بھی بخش دے یعنی جیسے تو نے اس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی درست کر دے۔

باب: اس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب چلے گی اور مار دے گی ہر اس شخص کو جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہوگا

بَابُ فِي الرِّيحِ الَّتِي تَكُونُ قُرْبَ الْقِيَامَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الْإِيمَانِ

۳۱۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ خدا چلاوے گا ایک ہوا یمن کے ملک سے جو ریشم سے بھی زیادہ ملائم ہوگی پھر یہ ہوا نہ چھوڑے گی اس شخص کو جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا یعنی مار ڈالے گی اس کو۔

۳۱۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ يَنْعَثُ رِيحًا مِنَ الْيَمَنِ أَلَيَنَ مِنَ الْخَرِيرِ فَلَا تَدْعُ أَحَدًا فِي قَلْبِهِ قَالَ أَبُو عَلَقَمَةَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ وَ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ))

باب: فتنے اور فساد پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجا لانے کی ترغیب

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْأَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ

۳۱۳- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جلدی نیک کام کر لو ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہونگے صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافریا

۳۱۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ

ظہر اپنے مارنے کی نیت نہ ہوگی کہ حرام موت ہوتی، اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید ہلاکت کی نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرت کی دعا سے اس کی مغفرت ہوگئی۔

(۳۱۲) ☆ تو کوئی ایمان دار دنیا میں باقی نہ رہے گا اس وقت قیامت ہوگی۔ نو دہائی نے کہا اس مضمون کی حدیثیں اور بھی آئی ہیں جیسے قیامت قائم نہ ہوگی مگر اس وقت جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہے گا یا قیامت قائم نہ ہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہ سب حدیثیں اپنے ظاہر پر محمول ہیں اور وہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک گروہ میری امت کا حق پر قائم رہے گا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہیں کیونکہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہے گا یہاں تک کہ یہ ہوا اس کو تمام کر دے گی پھر قیامت قائم ہوگی اور یہ جو فرمایا جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا تو اس سے وہ مذہب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث میں یوں ہے کہ وہ ہوا شام کی طرف سے چلے گی اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس وقت دو ہوائیں چلیں ایک یمن کی طرف سے اور دوسری شام کی طرف سے یا ایک ہی ہوا شروع ہو یمن سے پھر پھیل جاوے شام تک۔ واللہ اعلم۔

(۳۱۳) ☆ یعنی دنیا کی طمع اس وقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل میں نہ رہے گی ذرا سے دنیاوی فائدے کے لیے انسان ایمان کو چھوڑ دے گا اور کفر اختیار کرے گا۔ یہ بات ہمارے زمانے میں بہت پھیل گئی کہ ایمان کی قدر اور منزلت بالکل نہ رہی اور جس کو دیکھو دنیا کا لالچ

الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُؤْمِنُ كَافِرًا أَوْ يُؤْمِنُ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا)).

بَابُ مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَحْبُطَ عَمَلُهُ

۳۱۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَى آخِرِ آيَةِ حَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ ((يَا أَبَا عَمْرٍو مَا شَأْنُ ثَابِتٍ اشْتَكَيْ)) قَالَ سَعْدُ إِنَّهُ لَخَارِي وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوَى قَالَ فَأَنَّهُ سَعْدُ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ أُنْزِلَتْ هَذِهِ آيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذَلِكَ سَعْدُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَلَى هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

شام کو ایمان دار ہو گا اور صبح کو کافر ہو گا اور اپنے دین کو بیچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے۔

باب: مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے

۳۱۴- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اخیر تک تو ثابت بن قیس بن شمس اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے میں جہنمی ہوں (کیونکہ ان کی آواز بہت بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے اس لیے وہ ڈر گئے) اور نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ آپ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے اباعمر! ثابت رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہو گیا ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے میں نہیں جانتا کہ وہ بیمار ہے۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت اتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب میں میری آواز اونچی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو میں جہنمی ہوں۔ پر سعد رضی اللہ عنہ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہیں وہ جنتی ہے۔

لہ طلب گار ہے۔ بہت لوگوں کو دیکھا جو پہلے مسلمان بنے اور پھر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہو گئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بن گیا کوئی دہریہ خدا محفوظ رکھے۔ نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ اس زمانے میں ایسے فتنے پے در پے ہو گئے کہ ایمان کا بچنا مشکل ہو گا ایک ہی دن میں ایسا انقلاب ہو گا کہ صبح کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہو گا۔ تحفۃ الاخیار میں ہے کہ اس حدیث میں ان فسادوں کی خبر ہے جو یزید اور سلطنت مروانیہ کے زمانے میں واقع ہوئے۔ اس حدیث میں ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غنیمت جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہو سکیں سو کر لیوے۔

(۳۱۴) یعنی اے ایمان والو! اونچی نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور نہ بولو اس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے کہیں انکارت نہ ہو جائیں تمہارے عمل اور تم کو خبر نہ ہو تو ڈر لیا مومنوں کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت میں۔ ایسا نہ ہو کہ بے ادبی تمام نیک عملوں کو مٹا دے کیونکہ آواز بلند ہونا کچھ برا نہیں بلکہ رسول اللہ کے سامنے بلند آواز سے باتیں کرنا اور چلانا منع ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت بن قیس کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ ان کا جنتی ہونا ثابت ہو اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگوں کا حال پوچھنا چاہیے جو غائب ہو جائیں۔

۳۱۵- دوسری روایت میں یوں ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے پھر جب یہ آیت اتری اخیر تک اور اس میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

۳۱۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۳۱۷- اس روایت میں بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہیں اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا ثابت ہم لوگوں کے بیچ میں چلتے تھے ہم ان کو دیکھتے تھے ایک شخص جنتی ہم میں جا رہا ہے۔

باب: جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کیا کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ ہوگا؟

۳۱۸- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے یا رسول اللہ! کیا ہم سے پوچھ ہوگی ان کاموں کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم میں سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنی سچا مسلمان ہوا دل سے) اس سے تو پوچھ نہ ہوگی جاہلیت کے کاموں کی اور جو برا ہے (یعنی صرف ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں اس کے کفر رہا) اس سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونوں وقت کے کاموں کی۔

۳۱۹- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم سے مواخذہ ہوگا ان کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام میں اس سے جاہلیت کے کاموں کا مواخذہ نہ ہوگا اور جس نے برائی کی اسلام

۳۱۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ خَطِيبَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ بَنَحُوْا حَدِيثَ حَمَّادٍ وَكَيْسٍ فِي حَدِيثِهِ ذَكَرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

۳۱۶- عَنْ أَنَسِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ.

۳۱۷- عَنْ أَنَسِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَزَادَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْحَنَةِ.

بَابُ هَلْ يُؤَاخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ

۳۱۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ أَنَسٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنْوَاعِدُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ ((أَمَّا مَنْ أَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَمَنْ أَسَاءَ أَخِذَ بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ)).

۳۱۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنْوَاعِدُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أَخِذَ

(۳۱۸) ☆ کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور درحقیقت میں وہ مسلمان ہی نہیں ہوا بلکہ منافق رہا۔ نووی نے کہا دوسری حدیث صحیح میں ہے کہ اسلام گرا دیتا ہے پھر کفر کے گناہوں کو یعنی کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسلام لانے سے اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔

میں اس سے مواخذہ ہو گا اگلے (یعنی کفر) اور پچھلے (یعنی اسلام) دونوں وقت کے کاموں کے۔

۳۲۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بِأَوَّلِ وَالْآخِرِ))

۳۲۰- حَدَّثَنَا مُنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَحْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

باب: اسلام، حج اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا

بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهَجْرَةُ وَالْحَجُّ

۳۲۱- ابن شماسہ (عبدالرحمن بن شماسہ بن ذب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عاصؓ کے پاس گئے اور وہ مرنے کے قریب تھے تو روئے بہت دیر تک اور منہ پھیر لیا اپنا دیوار کی طرف۔ ان کے بیٹے کہنے لگے باوا! تم کیوں روتے ہو تم کو کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری نہیں دی یہ خوشخبری نہیں دی؟ تب انھوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں میں افضل ہم سمجھتے ہیں اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور محمد اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اوپر تین حال گزرے ہیں ایک حال یہ تھا جو میں نے اپنے کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میں کسی کو برا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسی طرح میں قابو پاؤں اور آپ کو قتل کروں۔ (معاذ اللہ) پھر اگر میں مر جاتا اس حال میں تو جہنمی ہو تا دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ نے اسلام کی محبت میرے دل

۳۲۱- عَنْ ابْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكَى طَوِيلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ يَا أَبَتَاهُ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا قَالَ فَأَقْبَلَ بَوَّاحِيهِ فَقَالَ إِنَّ أَفْضَلَ مَا نَعِدُ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي وَتَا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ قَدْ اسْتَمَكْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ فَلَوْ مُتُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا

(۳۲۱) یعنی منکر نکیر کو نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اس کو قلبی اور تشفی دینا چاہیے اور امید اور غم اور خوشی کی آہستہ سنا چاہیے جیسے عمرو بن عاصؓ کے بیٹے نے کہا اور یہ مستحب ہے بالاتفاق دوسرے یہ کہ صحابہ رسول اللہ کی کس قدر عزت اور حرمت کرتے تھے تیسرے یہ کہ جنازے کے ساتھ رونے والی اور آگ لے جانا منع ہے اور علماء نے اس کو مکروہ رکھا ہے لیکن نوحہ کرنا تو حرام ہے اور آگ لے جانا مکروہ ہے بوجہ دوسری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہے کہ وہ عادت ہے جاہلیت کے زمانے کی اور ابن حبیب ماکلی نے کہا کہ آگ رکھنے میں شگون بد ہے مردہ کے لیے چوتھے یہ کہ مٹی ڈالنا قبر پر مستحب ہے پانچویں یہ کہ قبر پر بیٹھنا نہیں چاہیے جیسے بعض ملکوں میں دستور ہے چھٹے یہ کہ قبر میں مردے کا امتحان ہوتا ہے اور فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں اور یہی مذہب ہے اہل حق کا ساتویں یہ کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے اور یہ مستحب ہے آٹھویں یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونے لے

حَجَّلَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ائْطِمْ يَمِينَكَ فَلَا أَبِيعُكَ
فَبَسَطَ يَمِينَهُ قَالَ فَقَبَضْتُ يَدِي قَالَ ((مَا لَكَ
يَا عَمْرُو)) قَالَ قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْطِرَ قَالَ
تَشْطِرُ بِمَاذَا قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ ((أَمَا
عِلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ
الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلُهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ
مَا كَانَ قَبْلَهُ)) وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَجَلٌ فِي
عَيْنِي مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أَطِيقُ أَنْ أُمَلَأَ عَيْنِي مِنْهُ
إِجْلَالًا لَهُ وَلَوْ سِئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي
لَمْ أَكُنْ أُمَلَأُ عَيْنِي مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ
الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ
وَلَيْتَا أَشْيَاءَ مَا أَذْرِي مَا حَالِي فِيهَا فَإِذَا أَنَا
مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي
فَضْنُوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنُّا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي
قَدْرَ مَا تُنْخَرُ جَزُورٌ وَيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتَّى
أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رَسُولُ
رَبِّي.

۳۲۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشَّرْكِ قَتَلُوا فَأَكْتَرُوا
وَزَنُوا فَأَكْتَرُوا ثُمَّ أَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو

میں ڈالی اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا اپنا دایا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں آپ سے۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا تجھ کو اے عمرو! میں نے کہا میں شرط کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیا شرط؟ میں نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہوں (جواب تک کہے ہیں)۔ آپ نے فرمایا اے عمرو! تو نہیں جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہوں کو اسی طرح حج گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہوں کو۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھ کو کسی کی محبت نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ سے زیادہ کسی کی شان تھی اور میں آنکھ بھر کر آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا آپ کے جلال کی وجہ سے اور اگر کوئی مجھ سے آپ کی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور اگر میں مرجاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا۔ بعد اس کے چند اور چیزوں میں ہم کو پھنسا پڑا میں نہیں جانتا میرا کیا حال ہو گا ان کی وجہ سے تو جب میں مرجاؤں میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو۔ اور جب مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈال دینا مجھ پر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر میں اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل پہلے تم سے (اور میں تنہائی میں گھبرا نہ جاؤں) اور دیکھ لوں پروردگار کے وکیلوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں۔

۳۲۲- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے مشرکوں میں چند لوگوں نے (شرک کی حالت میں) بہت خون کئے تھے اور بہت زنا کیا تھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا آپ جو فرماتے ہیں اور جس راہ کی طرف بلا تے ہیں وہ خوب ہے اور جو

تھے والوں کی آواز سنتا ہے نویں یہ کہ مشرک گوشت کا بانٹ لینا درست ہے اسی طرح ترمیوں جیسے انگور وغیرہ اور اس میں ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے جو مشہور ہے۔ اچھی مختصراً

لَحَسَنٌ وَلَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا - عَمِلْنَا كَفَّارَةً
فَنَزَلَ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ
وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ
وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا وَنَزَلَ
يَا عِبَادِي الَّذِينَ اسْرِفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا
تَقْنَعُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ.

آپ ہم کو بتلاویں ہمارے گناہوں کا کفارہ تو ہم اسلام لاویں تب یہ
آیت اتری والذین لا بدعون مع الله الها اخر۔ اخیر تک یعنی جو
لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ اور دوسرے معبود کو نہیں پکارتے
اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو نہیں مارتے مگر کسی
حق کے بدلے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ان کاموں کو (یعنی
خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اس کو دردناک
عذاب ہو گا قیامت کے روز اور ہمیشہ رہے گا عذاب میں ذلت سے
پر جو کوئی ایمان لایا اور اس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو اس کی
برائیاں مٹ کر نیکیاں ہو جاویں گی اور اللہ تعالیٰ مہربان ہے بخشنے
والا (اور خدا نے ان لوگوں کو بتلادیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے اگلے
سب گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہو جاویں گے) اور یہ آیت
اتری عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم اخیر تک یعنی اے بندو
میرے جنہوں نے گناہ کئے ہیں مت ناامید ہو اللہ کی رحمت سے۔

بَابُ بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ
بَعْدَهُ

باب: کافر اگر کفر کی حالت میں نیک کام کرے پھر
مسلمان ہو جائے

۳۲۳- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ أُمُورًا
كُنْتُ أَتَحَنُّ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ

۳۲۳- حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجھتے ہیں جاہلیت کے زمانے میں جو
میں نے عبادت کے کام کئے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے

(۳۲۳) یعنی جب تو مسلمان ہو گیا تو میرے کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی بیکار نہ جاویں گی بلکہ ان سب کا ثواب ملے گا البتہ اگر تو مسلمان نہ
ہوتا اور کفر ہی پر مر جاتا تو تیری سب نیکیاں مٹ جاتیں۔ یہی مطلب حدیث سے نکلتا ہے اور یہی قول ہے ابن بطال اور محققین کا کہ کافر اگر
مسلمان ہو جاوے تو اس کے وہ نیک کام جو کفر کے زمانے میں کئے ہیں لغو نہ ہو گئے اور خدا ان پر ثواب دے گا بدلیل اس حدیث کے جس کو
دارقطنی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا جب کافر مسلمان ہو جاوے پھر اس کا اسلام اچھا ہو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیکی کو
لکھے گا جو کر چکا ہے اور ہر برائی کو مٹا دے گا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس کا ساتھ ساتھ ثواب ملے گا اور
برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جاوے گی پر جب خدا اس کو بھی معاف کر دے تو ایک بھی نہ لکھی جاوے گی۔ امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا
ظاہر حدیث خلاف ہے اس قاعدے کے جو مقرر ہو چکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہیں پھر اس کو نیکی پر ثواب بھی نہ ہو گا اور ایمان لانا اس
کا اطاعت ہے نہ تقرب۔ اس لیے کہ تقرب میں شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اس کو پہچانے اور وہ کفر کی حالت میں خدا کو ذرا برابر ملے

شَيْءٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَسَلَّمْتَ عَلَى مَا أَسَلَّمْتَ مِنْ خَيْرٍ))
وَالْتَحَنَّتُ التَّعَبُّدُ.
(لے) ان کا کچھ ثواب مجھ کو ملے گا (یعنی کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار تو نہ جاویں گے)؟ آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اگلی ان سب نیکیوں پر جو کر چکا ہے۔

۳۲۴- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَسُولٍ اللَّهُ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنُّتُ بِهَا فِي
حکیم بن حزام سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ! آپ کیا سمجھتے ہیں جو نیک کام میں نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں جیسے صدقہ یا غلام کا آزاد

ظہر پہچانتا تھا۔ اس صورت میں حدیث کی تاویل کرنا ضروری ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ کفر کے زمانے میں جو تو نے نیکیاں کی تھیں ان کی وجہ سے تیری طبیعت نیک ہو گئی اور تجھے نیک کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پھر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام میں بھی فائدہ اٹھا دے گا کیونکہ وہ لے جائے گی تجھ کو نیک کاموں کی طرف یا یہ مطلب ہے کہ ان نیکیوں کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام کی حالت میں بھی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت میں تجھ کو نیکیوں کا ثواب اور وہ سے زیادہ ملے گا کیونکہ تو پہلے بھی نیک کام کر چکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی تو ثواب کا زیادہ ہونا بعید نہیں۔ تمام ہوا کلام مازری کا۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگلی نیکیوں ہی کی برکت سے خدا نے تجھے اسلام کی ہدایت کی اور نیکیاں اوائل میں دلیل ہیں حسن خاتمہ اور سعادت کی کے انجام میں انتہی۔ لیکن صحیح وہی ہے جو ابن بطلان وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہے ظاہر پر۔ ابن بطلان نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندوں پر جتنی چاہے اور جس طرح چاہے عنایت کرے اور کسی کو اس میں اعتراض کی مجال نہیں اور فقہاء نے جو کہا ہے کہ کافر کی عبادت صحیح نہیں اور اگر وہ اسلام لاوے تو اس عبادت کا اعتبار نہ ہو گا اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کی رد سے اس کی عبادت صحیح نہیں اور آخرت کا ثواب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اب اگر کوئی یوں کہنے لگے کہ آخرت میں بھی اس پر ثواب نہ ہو گا تو اس کا قول رد کیا جاوے گا اس صحیح حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا میں بھی اعتبار ہوتا ہے۔ خود فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کافر پر حالت کفر میں کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پھر وہ اس کو ادا کر دے کفر کی حالت میں تو کافی ہو جاوے گا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہ ہو گا اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر میں جنبی ہوا پھر غسل کر لیا کفر کی حالت میں بعد اس کے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور ہمارے بعض اصحاب نے اس میں مبالغہ کیا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو ہو یا تیمم ہو اور اسلام لانے کے بعد اسی طہارت سے نماز پڑھنا درست ہے۔ انتہی ما قال النووی

مترجم کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہے خدا کی جس کے مقابلہ میں اور کوئی نعمت نہیں تو جہاں تک اس نعمت کی وجہ سے فوائد حاصل ہوں بعید نہیں اور کافر کے نیک اعمال جو مٹ جاتے ہیں تو وہ اسی وجہ سے کہ اس کی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پھر جب خاتمہ نیک ہو اور انسان کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی محبت کو ضائع نہ کرے گا اور اس کے نیک کاموں پر ضرور ثواب دے گا دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ کافر کی نیکیوں کو اسلام لانے کے بعد لغو کر دیتے تو لوگوں کو رنج ہو تا اور اسلام کی طرف رغبت گھٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصد آپ کا یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام کا شوق پیدا ہو اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیاں باقی ہیں وہ ہر گز تلف نہ ہو گئی سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندوں کے ساتھ کیسی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے کو ایمان کی ہدایت دیوے اور ہمارا اور سب مسلمانوں کا خاتمہ بخیر کرے۔ اے میرے رب تو میرا خاتمہ بھی اچھا کچھو۔ آمین۔

الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَقَاةٍ أَوْ صِلَةٍ رَجِمَ أَفْهَهَا
أَجْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(أَسْلَمْتُ عَلَى مَا أَسْلَفْتُ مِنْ خَيْرٍ))

۳۲۵- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَشْيَاءُ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ هِشَامُ
يَعْنِي أَتَبَرَّرُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ((أَسْلَمْتُ عَلَى مَا أَسْلَفْتُ لَكَ مِنَ
الْخَيْرِ)) قُلْتُ فَوَاللَّهِ لَا أَدْعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي
الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ.

۳۲۶- عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حَزَامٍ
أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ
بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى
مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ.

کرنایا تا ملانا ان کا ثواب مجھ کو ہوگا؟ آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اسی
نیکی پر جو پہلے کر چکا ہے (یعنی وہ نیکی قائم ہے اب اس پر اسلام زیادہ
ہوا)۔

۳۲۵- حکیم بن حزامؓ نے کہا یا رسول اللہ! کئی کام ہیں جن کو میں
جاہلیت کے زمانے میں کیا کرتا تھا ہشام نے کہا یعنی نیک کام۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام لایا تو ان نیکیوں پر جو تو نے کیں۔
میں نے کہا یا رسول اللہ! تو قسم خدا کی پھر جتنے نیک کام میں نے
جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں ان میں سے کوئی نہ چھوڑوں گا ان
سب کو اتنا ہی اسلام کی حالت میں بجا لاؤں گا (تاکہ جاہلیت کا
زمانہ اسلام سے بڑھ کر نہ رہے نیکیوں کی کثرت میں)۔

۳۲۶- عروہ بن زبیر سے روایت ہے حکیم بن حزامؓ نے جاہلیت
کے زمانے میں سو غلام آزاد کئے تھے اور سو اونٹ سواری کے لیے
خدا کی راہ میں دیئے تھے پھر انھوں نے اسلام کی حالت میں بھی سو
غلام آزاد کئے اور سو اونٹ خدا کی راہ میں سواری کیلئے دیتے بعد اس
کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح
جیسے اوپر گزری۔

بَابُ صِدْقِ الْإِيمَانِ وَإِخْلَاصِهِ

۳۲۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ
آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى

بَابُ: إِيْمَانِ كِي سچائی اور خلوص کا بیان

۳۲۷- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری
الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ خیر تک یعنی جو لوگ

(۳۲۷) نووی نے کا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسی کو نہیں ملی اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ
وہ ساٹھ برس تک جاہلیت کی حالت میں رہے پھر ساٹھ برس تک اسلام کی حالت میں زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال مکہ فتح ہوا اور
مرے مدینہ میں ۵۵ھ میں۔ تو اسلام کی حالت میں ساٹھ برس جینے سے یہ غرض ہے کہ اسلام کے زمانے میں ساٹھ برس جئے۔

(۳۲۷) ☆ تو ظلم سے مراد شرک ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انھوں نے شرک نہیں کیا تو ان
کو اسن ہے اگرچہ وہ اور گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں پھنس گئے ہوں۔ صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے کہ جب آیت اتری تو رسول اللہ
کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو حب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے تو اصحاب نے
ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا تھا اس وجہ سے وہ آیت ان پر بھاری ہوئی۔ رسول اللہ نے فرمادیا کہ مراد ظلم سے مطلق نہیں ہے بلکہ خاص ہی

أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا إِنَّا لَا نَبْظِلُكُمْ نَفْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لِقَمَانٍ لِأَنَّهُ)) يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

ایمان لائے پھر انھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں نہ پھنسے) ان کو امن ہے اور وہی ہیں راہ پانے والے۔ تو بہت گراں گزری رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کونسا ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے میرے مت شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

۳۲۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۲۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيانَ بْنِ تَعْلَبٍ عَنْ الْأَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ بَابُ بَيَانِ تَجَاوُزِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ أَنَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَمْ يُكَلَّفْ إِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ

باب : دل میں جو وسوسے آتے ہیں جب تک وہ جم نہ جاویں ان پر مواخذہ نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہے اور نیکی اور گناہ کا قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے

۳۲۹- ابو ہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اتری للہ ما فی السموات وما فی الارض خیر تک یعنی اللہ ہی کا

۳۲۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے۔ خطابی نے کہا صحابہ پر یہ آیت اس وجہ سے گراں گزری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ لوگوں کے حق دبا لینا اور گناہوں میں مبتلا ہونا۔ انھوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنی مراد ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ میں رکھنا۔ پھر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کی تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالموں سے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ اور لقمان ایک بہت بڑے حکیم گزرے ہیں اور اختلاف کیا علماء نے کہ وہ نبی تھے یا نہیں۔ امام ابو اسحق ثعلبی نے کہا وہ بالاتفاق حکیم تھے مگر عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسی نے ان کو نبی نہیں کہا اور لقمان کے بیٹے کے نام جن کو انھوں نے یہ نصیحت کی تھی انھیں تھا اور بعضوں نے کہا مشکم۔ واللہ اعلم۔ (تووی)

(۳۲۹) امام ابو عبد اللہ مازنی نے کہا یہ آیت ان پر گراں گزری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہو گا ان وسوسوں پر جو خود بخود دل میں گزرتے ہیں اور ہم کو ان کے دور کرنے کی طاقت نہیں پھر یہ تکلیف مالا یطاق ظہری اور وہ جائز ہے عقلاً لیکن اختلاف ہے کہ آیا شریعت میں اس کا

ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور اگر تم کھول دو اپنے دل کی بات کو یا چھپاؤ اس کو اللہ تعالیٰ حساب کرے گا اس کا تم سے پھر بخش دے گا جس کو چاہے گا اور عذاب کرے گا جس کو چاہے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تو گراں گزری رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر اور وہ آئے رسول اللہ کے پاس پھر بیٹھ گئے گھنٹوں پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم کو حکم ہوا ان کاموں کے کرنے کا جن کی طاقت ہے جیسے نماز، روزہ، جہاد، صدقہ، اب آپ پر یہ آیت اتری اور اس پر عمل کرنے کی ہم میں طاقت نہیں (یعنی اپنے دل پر ہمارا زور نہیں چلتا کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پائیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو کہ ایسا کہو جیسے پہلے دونوں کتاب والوں (یہود اور نصاریٰ) نے کہا (جب اللہ کا حکم سنا) سنا ہم نے اور نافرمانی کی (یعنی ہم نے تیرا حکم سنا پر ہم اس پر عمل نہیں کریں گے) بلکہ یوں کہو سنا ہم نے اور مان لیا۔ بخش دے ہم کو اے ہمارے مالک! تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔ یہ سن کر صحابہؓ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخش دے ہم کو مالک ہمارے۔ تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔ جب لوگوں نے یہ کہا اور اپنی زبانوں سے نکالا اسکے بعد ہی یہ آیت اتری امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اس پر جو اتر اس کی طرف اس کے مالک کے پاس سے اور ایمان لائے مومن بھی سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخْفَوْهُ يَحْصِيْكُمْ بِهٖ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ قَالَ فَاِشْتَدَّ ذَلِكَ عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَّكُوا عَلٰی الرُّكْبِ فَقَالُوْا اٰیُّ رَسُوْلٍ اللّٰهُ كَلَّفَنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نَطِيْقُ الصَّلَاةَ وَالصَّیَامَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیْكَ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَلَا نَطِيْقُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْکِتَابِیْنِ مِنْ قَبْلِکُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِيْرُ)) قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِيْرُ فَلَمَّا اقْتَرَاَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْہِ اٰیٰتِہَا اَمِّنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلُّ اَمِّنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نَفَرَقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِيْرُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِکَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

ظہر حکم ہو لیا نہیں یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے اپنے عاجز بندوں کی سب دعائیں قبول کیں اور سخت سے سخت احکام جو ان سے نہ ہو سکتے اسلام میں اٹھادیے اور دین کو آسان کر دیا اور وہ حکم بھی اٹھادیا جو پہلے دیا تھا کہ دل کے خیال پر مواخذہ ہو گا۔ اب اگر کسی کے دل میں گناہ کا خیال آوے تو جب تک اس گناہ کو کرے نہیں وہ لکھنا نہ جاوے گا۔ امام مازنی نے کہا وان تبدوا ما فی انفسکم کے منسوخ ہونے میں یہ اعتراض ہے کہ نسخ وہاں ہوتا ہے جہاں دوسرے حکم میں اور پہلے حکم میں جمع نہ ہو سکے اور یہاں جمع ممکن ہے۔ اس طرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کے وسوسوں اور خیالوں کو جو اختیار میں ہیں مگر جس صورت میں صحابہؓ پہلی آیت سے وہی خیال سمجھے ہیں جو اختیار میں نہیں اس صورت میں الہتہ دوسری آیت اس کی ناخ ہوئی۔ قاضی عیاض نے کہا نسخ نے کوئی امر مانع نہیں جب راوی نے خود نسخ کو نقل کیا ہے۔ بعضوں نے

عَزَّوَجَلَّ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِبْرَارًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَنَا حَافَظَةٌ لَّنَا بِهِ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ قَالَ نَعَمْ.

پر۔ ہم ایسا نہیں کرتے کہ ایک رسول کو مانیں اور ایک کو نہ مانیں (جیسے یہود اور نصاریٰ نے کیا) اور کہا انھوں نے ہم نے سنا اور مان لیا بخش دے ہم کو اے ہمارے مالک تیرے ہی پاس ہم کو جانا ہے۔ جب انھوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے اس آیت کو (و ان تبدوا ما فی انفسکم) کو منسوخ کر دیا اور یہ آیت اتاری اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسکی طاقت کے موافق۔ ہر کسی کو اسی کی نیکیاں کام آویں گی اور اس پر اس کی برائیوں کا بوجھ ہوگا۔ اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو اگر ہم بھول یا چوک جاویں۔ مالک نے فرمایا اچھا۔ اے مالک ہمارے مت لا د ہم پر ایسا بوجھ جیسے لا داتھا تو نے اگلوں پر (یہود پر پھر ان سے نہ ہو سکا انھوں نے نافرمانی کی۔ مالک نے فرمایا اچھا اور معاف کر دے ہماری خطائیں اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے۔ مدد کر ہماری ان لوگوں پر جو کافر ہیں۔ پروردگار نے فرمایا اچھا۔

۳۳۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبُكُم بِهِ اللَّهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوبُهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا)) قَالَ فَأَلْقَى اللَّهُ الْإِيمَانَ فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِبْرَارًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى

۳۳۰- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه يحاسبکم به اللہ تو لوگوں کے دلوں میں وہ بات سنا گئی جو کسی چیز سے نہ سہائی تھی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی پھر اللہ نے ایمان ان کے دلوں میں ڈال دیا اور اتارا اس آیت کو لا یكلف اللہ نفساً الا وسعها اخیر تک یعنی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق جو وہ کرے گا اپنے لیے نیک کام اس کا ثواب اسی کو ہے اور جو گناہ کرے گا اس کا پاپ اسی پر ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو بھول چوک میں۔ مالک نے فرمایا میں ایسا ہی کروں گا۔ اے مالک ہمارے مت لا د ہم پر بوجھ جیسے تو نے لا داتھا اگلوں پر۔

لہ نے کہا شیخ سے یہاں مراد ان کے شبہ کا دور کرنا ہے جو ان کو ہوا تھا پہلی آیت سے اور گراں گزری تھی وہ ان پر اب دوسری آیت سے ان کو اطمینان ہو گیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا۔ امام واحدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہیں ہے۔ (نودی مختصر)

الَّذِينَ مِنْ قَلِيلًا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ وَاعْتَبِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ.

۳۳۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ

مالک نے فرمایا ایسا ہی میں کروں گا اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے۔ مالک نے فرمایا میں نے ایسا ہی کیا۔

۳۳۱- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے درگزر کی میری امت سے ان خیالوں پر گناہ کے جو دل میں آویں

۳۳۱) السراج الوہاج میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل میں پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ مالک حرف حدیث میں عام ہے ہر ایک خیال اور ارادہ کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل میں جم گیا ہو یا نہ جما ہو اور تھوڑی دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت پر برخلاف اور اگلی امتوں کے کہ ان سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تھا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی میں ہے وہ معاف ہے۔ اس خیال کی وجہ سے نہ انسان مرتد ہو گا نہ گنہگار ہو گا نہ کوئی عبادت اس کی وجہ سے باطل ہو گی نہ کوئی طلاق یا عتقاد اس سے بڑے گناہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہو گا اور دلالت کرتی ہیں اس پر وہ حدیثیں جو اس باب میں آئیں اور ان کے الفاظ بہت ہیں۔ اب جو بعض علماء سے منقول ہے کہ خیال دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں آیا اور چلا گیا اس پر مواخذہ نہیں اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور ایک وہ خیال جو دل میں جم گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اس پر مواخذہ ہو گا اور وہ مقصود نہیں اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہیں نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل ہے دونوں قسم کے خیالوں کو اور اگرچہ خیال دل میں جم جاوے پر آخر وہ خیال ہی رہے گا خارج میں اس کا وجود اعمال کی طرح نہ ہو گا پھر اس کا مواخذہ کس وجہ سے ہو گا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہیں اور کلام نبویؐ کے خاص کرنے کو کوئی علت نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ پر وہ بات جوڑیں جو اس نے نہیں فرمائی اور بندوں پر گناہ لازم کریں اور ان پر مواخذہ رکھیں اس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف ہے اور بعض فرق کرنے والوں نے یہ کہا کہ جو خیال دل میں جم جائے اس پر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل کئے گئے ہیں میں داخل ہو گا جو مقصود ہے اس حدیث سے۔ اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو خیال نفسی کے مقابل ہیں اور یہ دونوں حد ہیں غلو کی اور کوئی عرب کارہنہ والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ سمجھے گا جو ان لوگوں نے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ فرق کیا ہے ان کا قول باطل ہے اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں اور جب سچے رسولؐ نے ہم سے بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نہ کرے گا جب تک اس پر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد اور نیت اگر فرض نہ کیا جاوے کہ خیال سے زیادہ ہیں تب بھی ان پر مواخذہ نہ ہو گا کیونکہ یہ چیزیں عمل نہیں اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اس میں کوئی اہل لسان یا اہل شرع میں سے خلاف نہ کرے گا اور ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مواخذہ نہیں ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ اگر قصد کرے ایک برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا اور ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ اگر برائی کو نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور یہ امر معلوم ہے کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اس نے اس برائی پر عمل نہیں کیا پھر اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا چہ جائے کہ برائی کا مواخذہ ہو۔ اس صورت میں جن لوگوں نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اور بعض اہل کلام نے یہ کہا ہے کہ عزم پر مواخذہ اور عتاب ہو گا۔ مثلاً کوئی عزم کرے کسی پیغمبر کی توہین کا یا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو وہ عزم کرتے ہی کافر ہو جاوے گا اگرچہ کوئی فعل نہ کرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان ان کا غلط ہے اس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں کیونکہ وہ غائت جو مواخذہ کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم ہے اور ایسا عمل کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہو گا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور واضح کے۔ اور ان لفظ

الَّذِينَ مِنْ قَلِيلًا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ وَاعْتَبِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ.

۳۳۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ

مالک نے فرمایا ایسا ہی میں کروں گا اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے۔ مالک نے فرمایا میں نے ایسا ہی کیا۔

۳۳۱- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے درگزر کی میری امت سے ان خیالوں پر گناہ کے جو دل میں آویں

۳۳۱) السراج الوہاج میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل میں پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ مالک حرف حدیث میں عام ہے ہر ایک خیال اور ارادہ کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل میں جم گیا ہو یا نہ جما ہو اور تھوڑی دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت پر برخلاف اور اگلی امتوں کے کہ ان سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تھا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی میں ہے وہ معاف ہے۔ اس خیال کی وجہ سے نہ انسان مرتد ہو گا نہ گنہگار ہو گا نہ کوئی عبادت اس کی وجہ سے باطل ہو گی نہ کوئی طلاق یا عتقاد اس سے بڑے گناہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہو گا اور دلالت کرتی ہیں اس پر وہ حدیثیں جو اس باب میں آئیں اور ان کے الفاظ بہت ہیں۔ اب جو بعض علماء سے منقول ہے کہ خیال دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں آیا اور چلا گیا اس پر مواخذہ نہیں اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور ایک وہ خیال جو دل میں جم گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اس پر مواخذہ ہو گا اور وہ مقصود نہیں اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہیں نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل ہے دونوں قسم کے خیالوں کو اور اگرچہ خیال دل میں جم جاوے پر آخر وہ خیال ہی رہے گا خارج میں اس کا وجود اعمال کی طرح نہ ہو گا پھر اس کا مواخذہ کس وجہ سے ہو گا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہیں اور کلام نبویؐ کے خاص کرنے کو کوئی علت نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ پر وہ بات جوڑیں جو اس نے نہیں فرمائی اور بندوں پر گناہ لازم کریں اور ان پر مواخذہ رکھیں اس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف ہے اور بعض فرق کرنے والوں نے یہ کہا کہ جو خیال دل میں جم جائے اس پر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل کئے گئے ہیں میں داخل ہو گا جو مقصود ہے اس حدیث سے۔ اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو خیال نفسی کے مقابل ہیں اور یہ دونوں حد ہیں غلو کی اور کوئی عرب کارہنے والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ سمجھے گا جو ان لوگوں نے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ فرق کیا ہے ان کا قول باطل ہے اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں اور جب سچے رسولؐ نے ہم سے بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نہ کرے گا جب تک اس پر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد اور نیت اگر فرض نہ کیا جاوے کہ خیال سے زیادہ ہیں تب بھی ان پر مواخذہ نہ ہو گا کیونکہ یہ چیزیں عمل نہیں اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اس میں کوئی اہل لسان یا اہل شرع میں سے خلاف نہ کرے گا اور ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مواخذہ نہیں ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ اگر قصد کرے ایک برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا اور ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ اگر برائی کو نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور یہ امر معلوم ہے کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اس نے اس برائی پر عمل نہیں کیا پر اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا چہ جائے کہ برائی کا مواخذہ ہو۔ اس صورت میں جن لوگوں نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اور بعض اہل کلام نے یہ کہا ہے کہ عزم پر مواخذہ اور عتاب ہو گا۔ مثلاً کوئی عزم کرے کسی پیغمبر کی توہین کا یا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو وہ عزم کرتے ہی کافر ہو جاوے گا اگرچہ کوئی فعل نہ کرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان ان کا غلط ہے اس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں کیونکہ وہ غائت جو مواخذہ کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم ہے اور ایسا عمل کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہو گا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور واضح کے۔ اور ان لفظ

أَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا أَوْ يَفْعَلُوا بِهِ)). جب تک ان کو زبان سے نہ نکالیں یا ان پر عمل نہ کریں۔

لہٰذا لوگوں نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم کیا اس امر کا جو جائز نہیں اور یہ سبب ہے مواخذہ کا حالانکہ یہی ان کی غلطی ہے اس لیے کہ اس نے بے شک عزم کیا اس کا جو جائز نہیں لیکن جو جائز نہیں وہ کام ہے جس کا اس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم جو ایک شیطانی دوسرے ہے اس لیے کہ وہ شریعت کی رو سے معاف ہے جب تک اس پر عمل یا تکلم نہ ہو اور صرف عزم نہ عمل ہے نہ تکلم باتفاق اہل لغت اور اہل شرع اور یہی معنی سمجھے ہیں سلف صالحین نے اس حدیث کے اور رحم کرے اللہ امام شافعیؒ پر کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب میں جس کا نام ام ہے لکھا ہے کہ جس خیال کو بیان نہ کرے وہ دل کا دوسرے ہے جو معاف کیا گیا ہے آدمیوں سے۔ اور جس نے تاویل کی ہے اس میں وہ صواب پر نہیں جیسے احادیث تاویل کرنے والا صواب پر نہیں تو اس سبب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج جو اگلی امتوں پر تھا یعنی دل کے عزم پر ان کو مواخذہ ہوتا تھا اور دل کے خیالوں پر خواہ وہ جم گئے ہوں یا نہ جمے ہوں اور مدت تک رہیں یا تھوڑی دیر رہیں یہ سب قسم کے خیالات ہم کو معاف کئے گئے اور اگلوں پر ان کی وجہ سے عذاب ہو گا۔ اس مسئلہ میں ہماری تقریر طویل ہو گئی اور پوری بحث اس کی کتاب ”دلیل الطالب علی ارجح المطالب“ میں جیسی ہے ویسی کسی دوسرے کی کتابوں میں تجھ کو نہ ملے گی۔ انجمنی نووی نے کہا امام بازاری نے کہا قاضی ابو بکر بن المطیب کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص گناہ کا ارادہ دل سے کرے اور اپنے نفس کو اس پر مضبوط اور مستعد کر دے تو گنہگار ہو گا اور یہ حدیث اور اس قسم کی دوسری حدیثیں محمول ہیں ان ہی خیالوں پر جو دل پر گزریں اور چلے جاویں اور جمیں نہیں اسی کو ہم کہتے ہیں اور ہم اور عزم میں فرق ہے اور حدیث میں ہم کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہے قاضی ابو بکر کا اور مخالف ہیں اس کے اکثر فقہاء اور محدثین اور ان کی دلیل ظاہر ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور اہل علم فقہاء اور محدثین قاضی ابو بکر کے مذہب کی طرف گئے ہیں کیونکہ دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال قلب پر مواخذہ ہو گا لیکن انھوں نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اس برائی پر نہ ہو گا جس کا قصد کیا تھا کیونکہ وہ برائی تو اس نے کی ہی نہیں بلکہ خود اس پر ہو گا اس لیے کہ یہ عزم خود ایک برائی ہے پھر اگر وہ اس برائی کو کرتا تو دوسرا گناہ اور لکھا جاتا اب اگر برائی کو چھوڑ دیا تو ایک نیکی لکھی جاوے گی جیسے حدیث میں وارد ہے کیونکہ اس نے چھوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کیا نفسِ امارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہم جو معاف ہے اور جس میں برائی نہیں لکھی جاتی ہے وہ دوسرے ہے جو بے اختیار دل میں گزر رہا ہے نہ اس کا عزم ہوتا ہے نہ نفس میں جستا ہے اور بعض متکلمین نے اس میں اختلاف لکھا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چھوڑ دیا لوگوں سے شرم کر کے نہ خدا کے خوف سے تو اس کو نیکی کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس نے برائی کو چھوڑا حیاء سے نہ خوف خدا سے۔ اور یہ ضعیف ہے اس کی کوئی دلیل نہیں تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ امام نووی نے کہا قاضی عیاض کا کلام بہت اچھا ہے کیونکہ شرع کی اور نصوص دلالت کرتی ہیں اس پر کہ جو عزم دل میں جم جاوے اس پر مواخذہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں برائی پھیلاتا مسلمانوں میں ان کو دکھ کی مار ہے اور فرماتا ہے بچو گمان سے کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور اس باب میں بہت سی آیات ہیں اور نصوص شریعہ اور اجماع علماء سے یہ امر مسلم ہے کہ حسد کرنا اور مسلمانوں کو حقیر جانتا اور انکی برائی کا خواہاں ہونا حرام ہے حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہیں۔ مترجم کہتا ہے مولانا ابو الطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اسی طرف گئی ہے اور امام نوویؒ اور اکثر متاخرین نے اس کا خلاف کیا ہے بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی غلطی اور باطل خیال سے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل توفیق دیوے اس مسئلہ میں صواب بیان کرنے کی۔ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خیال دو قسم کے ہیں ایک تو خیال اس برائی کا جس کا کہنا زبان سے یا کرنا ہاتھ پاؤں سے شرع میں منع ہوا ہے جیسے نفیبت چوری یا زنا یا شراب خور۔ ان گناہوں کا اگر کوئی قصد کرے پھر خواہ وہ قصد دل میں جم جاوے یا نہ جمے ہر طرح اس سے مواخذہ نہ ہو گا جب تک وہ گناہ نہ کرے اور جو نہ کرے گا اللہ کے ڈر سے اس سے باز رہے گا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی منطوق ہے ابو ہریرہ کی حدیث کا جو آگے آتی ہے اور ایک وہ خیال جو خود شرع میں

جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل میں) تو مت لکھو اس کو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ لو اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہیں تو ایک نیکی اس کے لیے لکھ لو اور اگر کرے تو دس نیکیاں لکھو۔

۳۳۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنے کا پھر کرتا نہیں اس کو تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہوں اور جو کرتا ہے اس نیکی کو تو ایک کے بدلے دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھتا ہوں اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا نہیں اس کو تو وہ برائی میں نہیں لکھتا۔ اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہوں۔

۳۳۶- ابو ہریرہؓ نے حضرت محمد ﷺ سے کئی حدیثیں بیان کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ دل میں نیت کرتا ہے نیک کام کرنے کی تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں جب تک اس نے وہ نیکی کی نہیں پھر اگر کیا اس کو تو میں اس کے لیے دس نیکیاں (ایک کے بدلے) لکھتا ہوں اور جب دل میں نیت کرتا ہے برائی کرنے کی تو میں اس کو بخش دیتا ہوں جب تک کہ وہ برائی نہ کرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا ہوں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا ہے حالانکہ پروردگار ان سے زیادہ دیکھ رہا ہے اپنے بندے کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھتے رہو اس کو اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آوے اس ارادے سے) تو اسکے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس نے چھوڑ دیا برائی کو میرے ڈر سے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں کسی کا اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا، نفاق سے خالی) پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اس کے لیے ایک کے بدلے دس نیکیاں سات سو تک لکھی جاتی ہیں اور جو

ﷺ ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هُمْ عَبْدِي بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكْتُبُوهَا سَيِّئَةً وَإِذَا هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاتَّكْتُبُوهَا حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكْتُبُوهَا عَشْرًا))۔

۳۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هُمْ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضِعْفٍ وَإِذَا هُمْ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً))۔

۳۳۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْ فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهَا)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدٌ يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ أَبْصَرُ بِهِ فَقَالَ ارْقُبُوهُ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكْتُبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا فَاتَّكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً إِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَوَائِي)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ

مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سِنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ))۔

۳۳۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَمَنْ هَمَّ بِسِنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ))۔

۳۳۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ((إِنْ اللَّهُ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ يَنْزِلُ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَإِنْ هَمَّ بِسِنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ سِنَةً وَاحِدَةً))۔

۳۳۹- عَنْ الْجَعْدِ أَبِي عُمَانَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ ((وَمَحَاهَا اللَّهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا هَالِكٌ))۔

برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ مل جاتا ہے اللہ جل جلالہ سے۔

۳۳۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اس کو تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو تو اس کے لیے دس سے سات سو نیکیوں تک لکھی جاتی ہیں اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اس کو تو وہ نہیں لکھی جاتی اور جو کرے تو لکھی جاتی ہے۔

۳۳۸- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے پروردگار سے فرمایا تحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیوں اور برائیوں کو پھر بیان کیا اس کو جو کہ کسی قصد کرے نیکی کا پھر کرے نہیں اس کو تو اللہ اس کے لیے پوری ایک نیکی لکھے گا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو تو اس کے لیے دس نیکیوں سے سات سو تک اور زیادہ لکھی جاویں گی اور قصد کرے برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک پوری نیکی لکھے گا اور جو کرے تو اللہ اس کے لیے ایک ہی برائی لکھے گا۔

۳۳۹- دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اس برائی کو کرے تو ایک برائی لکھی جاوے گی یا اس کو بھی اللہ تعالیٰ مٹا دے گا اور کوئی تباہ نہ ہو گا خدا کے پاس مگر جس کی قسمت میں تباہی ہے۔

(۳۳۸) ☆ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ نیکی کے دوچند ہونے کی کوئی انتہا نہیں سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دوچند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ یہ دوچند ہونا سات سو سے زیادہ نہیں بڑھتا۔ اس حدیث سے اس قول کی غلطی ثابت ہوئی۔ (نووی)

بَابُ بَيَانِ الْوَسْوَسةِ فِي الْإِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ وَجَدَهَا

باب: وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے

۳۴۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاطَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ ((وَقَدْ وَجَدْتُمُوهُ)) قَالُوا نَعَمْ قَالَ ((ذَلِكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ))

۳۴۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کچھ لوگ صحابہ میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ ہمارے دلوں میں وہ وہ خیال گزرتے ہیں جن کا بیان کرنا ہم میں سے ہر ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اس خیال کو کہہ نہیں سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جس کا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا کیا تم کو ایسے وسوسے ہوتے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے۔

۳۴۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

۳۴۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

۳۴۲- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا وسوسے کو آپ نے فرمایا یہ تو نرا ایمان ہے۔

۳۴۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْوَسْوَسةِ قَالَ ((تِلْكَ مَخْضُ الْإِيمَانِ))

۳۴۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہے کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا

۳۴۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِتَسَاءُلُونَ))

(۳۴۰) یعنی جب تم اس وسوسے کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سے اس کا نکالنا پسند نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کامل ہے اور شیطان کا زور تم پر نہیں چلا ورنہ اس وسوسے کو دل میں جمادیتا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی اس کو نکالنے لگتے اور شیطان وسوسے اسی کے دل میں ڈالتا ہے جس کے گمراہ کرنے سے ناامید ہو جاتا ہے اور کافر کے دل میں وسوسے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اس کے قابو میں ہے جس طرح چاہتا ہے اس سے کھیلتا ہے۔ تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسے کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشانی ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو اختیار کیا ہے قاضی عیاضؒ نے۔ (نووی)

(۳۴۳) اور دوسری روایت میں ہے پناہ مانگے اللہ سے اور باز رہے مطلب یہ ہے کہ اس وسوسہ اور شبہ کو دل سے نکال ڈالے اور اس کا خیال چھوڑ دے اور اللہ سے دعا کرے اس کے دور ہونے کے لیے۔ امام مازریؒ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسوں کو دور کر دیوے ان کی طرف خیال چھوڑ کر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضروری نہیں کہ اس وسوسے کو غور اور فکر اور دلیلوں سے باطل کرے اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں جھے نہیں، یوں ہی یکایک آگئے ان کا علاج تو یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہوا اور ایسے ہی خیال کو وسوسہ کہتے ہیں اور ایک وہ جو دل میں جم جاویں تو وہ دفع نہیں ہوتے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال میں پڑیں تو اور زیادہ وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں جن کا دور کرنا اخیر میں محال ہو جاتا ہے اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کرے گا جس نے فلسفہ الہی اور حکمت اور کلام اللہ

حَتَّى يُقَالَ هَذَا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ))
 کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پاوے تو کہے ایمان لایا میں اللہ پر۔

۳۴۴- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ مَنْ
 ۳۴۴- ہشام بن عروہ سے روایت ہے اسی سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا؟ کس نے زمین پیدا کی؟ تو وہ

کہہ گا کہ اللہ اچھی طرح سے چکھا ہوا اور اس کے دو قائق اور حقائق میں ایک مدت تک نظر اور فکر اور غور اور خوض کیا ہو میں نے اپنی عمر کے ایک حصہ کو اس میں صرف کیا اور بعد اس کے معلوم ہوا کہ جس قدر نظر اور استدلال کو وسعت دو گے اسی قدر حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل کسی دعوے پر نقص یا معارضہ سے خالی نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ۔ اسی واسطے بڑے بڑے متکلمین کے اماموں نے جیسے امام غزالی، امام آدمی، ابن فورک، امام فخر الدین رازی وغیرہم نے اپنی آخر عمر میں رجوع کیا طرف کتاب و سنت کے اور اعراض کیا ان وسوسوں اور خیالات عقلی سے جن میں شیطان نے پھنسا دیا تھا پھر بچا دیا خدا نے جس کو چاہا اپنے بندوں میں سے اور اللہ قادر ہے ہر شے پر اور اسی کی پناہ مانگنا چاہیے شیطان کے شر سے۔ امام فخر الدین رازی نے کہا کہ انتہا عقل دوڑانے کی یہ ہے کہ اخیر میں عقل رک جاتی ہے اور اس کو حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگوں نے جو اس میں کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث میں مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا یہ کتاب بڑا شبہ شیطان کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب ہے یا ممکن ہے۔ اگر ممکن ہے تو اس کے واسطے بھی ایک خالق ضرور ہے اور جو واجب ہے تو اس کے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے اب حکماء اور متکلمین کو جو جو تئیں خدا کے وجوب اور وحدت کے ثابت کرنے میں پیش آئی ہیں وہ حکمت اور کلام کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور جب ان کو دیکھو اور ان میں خوب غور کرو تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل میں نہیں جمتی اور چاروں طرف سے شبہات اور شکوک گھیر لیتے ہیں آخر پھر عمدہ طریقہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو ان فطری دلائل سے ثابت کریں جو خدا نے اپنی عنایت سے ہر آدمی کے دل میں رکھی ہیں اور ان بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین اور حکماء نے قائم کی ہیں یک قلم چھوڑ دیں۔ حکماء اور متکلمین کے دلائل ایسے ہیں جیسے مصنوعی پھول کہ ظاہر میں خوشنما پر تاثیر پھول کی نہیں بعوض اس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پھول سو گھننے سے حاصل ہوتی ہے اس مصنوعی پھول سے ایک طرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے فطری دلائل خدا کے پہچاننے کے ہیں جن میں ذرا سے غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کی صفت کا ثبوت بھی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل مخدوشہ عقلیہ کی احتیاج باقی نہیں رہتی جن کو فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل میں سے کچھ دلیلوں کا بیان اوپر کیا ہے اور خدا چاہے تو ہم اس باب میں ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکھیں گے۔ بڑی عمدہ دلیل خدا کے پہچاننے کی یہ ہے کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام بھی بدون ایک منتظم کے نہیں ہوتا پھر اتنی بڑی دنیا کا انتظام جس میں ہزاروں عالم مثل ہمارے زمین کے ہیں اور ان سب کی حرکات اور سکنت اور پیداوار اور لیل و نہار کا بدون ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہو سکتا ہے اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہیں لیتا۔ ومن لم يجعل الله له نورا فجعله لغيره من نور۔

(۳۴۴) اس کہنے سے شیطان مایوس ہو کر چلا جاوے گا کیونکہ اس کے بہکانے سے کچھ نقصان نہیں ہوا اگر یہ شبہ دل میں آوے تو اس کا ایک علاج اور ہے وہ یہ ہے کہ اس مردود شیطان سے کہے کہ خدا تو سب کا پیدا کرنے والا ہے اور خدا اسی کو کہتے ہیں جس کا پیدا کرنے والا اور کوئی نہ ہو پھر تیرا یہ پوچھنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے۔

خَلَقَ الْأَرْضَ فَيَقُولُ اللَّهُ ((ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ)) (وَرُسُلِهِ)).

کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پھر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب ایسا شبہ تم میں سے کسی کو ہو تو کہے میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔

۳۴۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتَّى يَقُولَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَ ذَلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَتَوَكَّلْ)).

۳۴۴- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے یہ پیدا کیا؟ یہاں تک کہ یوں کہتا ہے کہ اچھا تیرے خدا کو کس نے پیدا کیا؟ جب تم میں سے کسی کو ایسا شبہ ہو تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سے۔

۳۴۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَأْتِي الْعَبْدَ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا)) مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شِهَابٍ.

۳۴۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ کس نے پیدا کیا؟ یہ کس نے پیدا کیا؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جس طرح اوپر گزری۔

۳۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الْعِلْمِ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا)) (اللَّهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ) قَالَ وَهُوَ أَحَدٌ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَدْ سَأَلَنِي اثنانِ وَهَذَا الثَّالِثُ أَوْ قَالَ سَأَلَنِي وَاحِدٌ وَهَذَا الثَّانِي.

۳۴۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو ہم کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ راوی نے کہا ابو ہریرہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے اور یہ تیسرا ہے یا یوں کہ ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے۔

۳۴۸- عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِسْنَادِ وَلَكِنْ قَدْ قَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ.

۳۴۸- محمد سے یہ حدیث موقوفاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر مروی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد میں نہیں ہے۔ لیکن اس حدیث میں یہ ہے کہ سچ کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

۳۴۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۳۴۹- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۳۵) یعنی یہ خیال چھوڑ دے اور کسی کام میں مصروف ہو جائے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا دوسرا ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ (نووی)

نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابو ہریرہ! لوگ تجھ سے پوچھتے رہیں گے (دین کی باتیں) یہاں تک کہ یوں کہیں گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے اتنے میں کچھ لوگ گنوار آئے اور کہنے لگے اے ابو ہریرہ! بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ سن کر ابو ہریرہ نے ایک منھی بھر کنکریاں ان کو ماریں اور کہا اٹھو اٹھو! کچھ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

۳۵۰۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے لوگ ہر ایک بات پوچھیں گے یہاں تک کہ یوں کہیں گے کہ اللہ نے تو ہر چیز کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

۳۵۱۔ انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری امت کے لوگ کہتے رہیں گے یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ آخر یہ کہیں گے اللہ نے تو خلق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔

۳۵۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اسی طرح جیسے اوپر گزری مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ نے فرمایا تیری امت کے لوگ۔

باب: جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لے اس کی سزا جہنم ہے

۳۵۳۔ ابو امامہ (ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی یا عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا حق (مال ہو یا غیر مال جیسے مردے کی کھال

قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَزَالُونَ يَسْأَلُونَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللَّهُ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ)) قَالَ فِينَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَنِي نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَقَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا اللَّهُ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ قَالَ فَأَخَذَ حَصِيَّ يَكْفُهُ فَرَمَاهُمْ ثُمَّ قَالَ قَوْمُوا قَوْمُوا صَدَقَ تَحْلِيلِي

۳۵۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ لَكُمْ النَّاسُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَقُولُوا اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَهُ))

۳۵۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَزَالُونَ يَقُولُونَ مَا كَذَّأَ مَا كَذَّأَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللَّهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ))

۳۵۲۔ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ إِسْحَقَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَ ((قَالَ اللَّهُ إِنَّ أُمَّتَكَ))

بَابُ وَعِيدٍ مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ

يَمِينٍ فَاجِرَةٌ بِالنَّارِ

۳۵۳۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَمِينِهِ فَقَدْ أُوجِبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ

(۳۵۳) مسلمانوں کی حق تلفی کتنا بڑا گناہ ہے اور دوسرے جھوٹی قسم کھا کر معاذ اللہ اس کی سزا یہی ہے کہ جنت سے محروم ہوئے اور جہنم میں جاوے اب چاہے یہ حق ذرا سا ہو یا بہت ہر حال میں یہی سزا ہے کیونکہ اس نے اسلام کے حق کو نہ پہچانا اور خدا کے نام کی عظمت بھی نہ کی۔ نووی نے کہا اس حدیث میں اسے دو طرح سے تاویل کرنا چاہیے جو اوپر گزریں ایک تو یہ کہ حدیث محمول ہے اس شخص پر جو اس کام کو حلال جان کر کرے پھر مر جائے اسی اعتقاد پر تو وہ کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جہنم واجب ہونے سے یہ مرنا ہے کہ وہ مستحق ہے جہنم

عَلَيْهِ الْجَنَّةُ)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا
يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَإِنْ قَضِيًّا مِنْ
أَرَادَ))

گور و غیرہ یا اور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ حق شرب حد قذف
بیوی کے پاس رہنے کی باری (ماریوے قسم کھا کر تو اللہ نے اس
کے لیے واجب کر دیا جہنم کو اور حرام کر دیا اس پر جنت کو۔ ایک
شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ اگر وہ ذرا سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا
اگرچہ ایک ٹہنی ہو پیلو کی۔

۳۵۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی آتی ہے۔

۳۵۴- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَحَاهُ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ
الْحَارِثِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۳۵۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ
۳۵۵- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال

جہنم کا پر خدا اس کو معاف کر سکتا ہے اور جنت حرام ہونے سے یہ غرض ہے کہ اول بلہ میں جب اور جنتی جنت میں جائیں گے تو اس کو جاننا
ملے گا اور یہ جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق ماریوے تو اس سے یہ غرض نہیں کہ کافر ذی کار لینا حرام نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی سخت وعید
اسی کے حق میں ہے جو مسلمان کا حق مارے اور کافر ذی کار کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس میں اتنا سخت عذاب ہو۔ یہ تفسیر اس
شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہے لیکن جو مفہوم مخالف کا قائل نہیں اس کو تاویل کی احتیاج نہیں اور قاضی عیاض نے کہا
مسلمان کی قید اس لیے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانوں کے مسلمانوں سے ہی ہوا کرتے ہیں نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست ہے بلکہ کافر اور
مسلمان دونوں کے حق کا ایک ہی حکم ہے پھر یہ عذاب اس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق مارے اور توبہ سے پہلے مر جاوے لیکن جو توبہ
کرے اور شرمندہ ہوا اپنے کئے ہوئے پر اور وہ حق جو اس نے مار لیا تھا پھیر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہو جاوے گا اور اس حدیث سے تائید ہوتی
ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہیں کرتا اس حق کو جو اس کا نہیں ہے مگر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مباح کر دیتا
ہے۔ (نووی)

نووی نے کہا جن لوگوں نے صحابہ کے حال میں کتابیں لکھی ہیں وہ اکثر کہتے ہیں کہ ابوالامہ حارثی یعنی اس حدیث کے راوی نے
وفات پائی جب رسول اللہ ﷺ جنگ احد سے لوٹے پھر آپ نے ان پر نماز پڑھی۔ اس صورت میں مسلم کی روایت منقطع ہوئی کیونکہ عبد اللہ بن
کعب تابعی ہے اور وہ کیونکر سن سکتا ہے اس شخص سے جس نے وفات پائی ۳۵ھ میں۔ لیکن یہ نقل ابوالامہ کی وفات کی صحیح نہیں کیونکہ
عبد اللہ بن کعب سے یہ صحت منقول ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابوالامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت میں کیا ہے پھر یہ تصریح ہے
عبد اللہ بن کعب کے سماع کی ابوالامہ سے اور اس سے باطل ہو اور وہ جو کہا گیا کہ ابوالامہ نے وفات پائی ۳۵ھ میں اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی تو
مسلم اس سند کو نقل نہ کرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب ”معرفة الصحابة“ میں انکار کیا ہے اس تاریخ وفات کا۔ انتہی۔

(۳۵۵) ہذا نووی نے کہا علماء نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا اور اس کو عذاب کرے گا اور اس کے
کام کو برا جانے گا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الہی یعنی غضب کی علماء سلف نے صفات اللہ میں تاویل نہیں کی جاری کیا ان

حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ
امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ
عَلَيْهِ غَضَبَانُ)) قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ
مَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ
قَالُوا كَذًا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ
فِي نَزَلَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ أَرْضٌ بِالْيَمَنِ
فَحَاصِنَتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ ((هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ)) فَقُلْتُ لَا قَالَ
((فِيمِئْتَهُ)) قُلْتُ إِذْ يُحْلِفُ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ ((مَنْ
حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ
امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ
عَلَيْهِ غَضَبَانُ)) فَزَكَتُ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتُرُونَ
بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اور وہ اس پر غصے
ہوگا۔ جب عبد اللہ بن مسعودؓ نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن
قیسؓ آئے اور کہا ابو عبد الرحمن (کنیت ہے ابن مسعودؓ کی) کیا
حدیث بیان کرتے ہیں تم سے؟ لوگوں نے کہا ایسی ایسی حدیث۔
اشعثؓ نے کہا وہ سچ کہتے ہیں یہ میرے باب میں اتری۔ میری اور
ایک شخص کی شرکت میں زمین تھی یمن میں تو جھگڑا ہوا مجھ سے
اور اس سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا
تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اچھا تو
پھر اس سے قسم لے لے میں نے کہا وہ تو قسم کھالے گا تب رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجبور ہو کر قسم کھالے مسلمان کا مال
مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ غصے ہوگا۔
اس پر پھر یہ آیت اتری ان الذین یشترون بعہد اللہ و
ایمانہم ثمنًا قلیلًا۔ اخیر تک یعنی جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم دے
کر ذرا سا مال خریدتے ہیں ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا
ان سے بات نہ کرے گا اور ان کو پاک نہ کرے گا اور ان کی طرف
نہ دیکھے گا اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا۔

۳۵۶- فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے جو شخص قسم کھاوے ایک مال
مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو اس میں تو اللہ جل جلالہ سے ملے گا
غصے کی حالت میں (یعنی خدا اس پر غصے ہوگا) پھر بیان کیا اسی طرح
جیسے اوپر گزرا۔ اس میں یوں ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ
میں حکم ر تھی ایک کنویں میں ہم دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ ﷺ
کے پاس آپ نے فرمایا تیرے واسطے دو گواہ ہیں یا اس کی قسم ہے۔

۳۵۷- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے
سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص قسم

۳۵۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ
يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ
عَلَيْهِ غَضَبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ
أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بئرٍ
فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ ((شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ)).

۳۵۷- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِئٍ

تجہ کو ظاہر پر اور بازر ہے ان کی کیفیت بیان کرنے سے اور یہی راہ سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل میں بہت خطرے ہیں۔ پر نو دئی نے اس
مقام پر متاخرین متکلمین کی پیروی کی ہے۔

کھاوے کسی مسلمان کے مال پر ناحق تو بے گناہ اللہ سے اور وہ اس پر غصے ہوگا۔ عبد اللہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اِيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاَيَةِ۔

۳۵۸- واکل بن حجر سے روایت ہے ایک شخص حضر موت (ایک ملک کا نام عرب میں) اور ایک شخص کندہ کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ حضر موت والے نے کہا یا رسول اللہ! اس شخص نے میری زمین دہالی ہے جو میرے باپ کی تھی۔ کندہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضہ میں ہے میں اس میں کھیتی کرتا ہوں اس کا کچھ حق نہیں اس میں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حضر موت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اس سے قسم لے وہ بولا یا رسول اللہ! وہ تو فاجر ہے قسم کھانے میں اس کو پاک نہیں اور وہ پرہیز نہیں کرتا کسی بات سے۔ آپ نے فرمایا تیرا اب کچھ بس اس پر نہیں چلتا سو قسم کے۔ پھر وہ چلا قسم کھانے کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اس نے پیٹھ موڑی دیکھو اگر اس نے قسم کھائی دوسرے کا مال اڑا لینے کو ناحق تو وہ خدا سے ملے گا اور خدا اس کی طرف سے منہ پھیر لے گا۔

۳۵۹- واکل بن حجر سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا اتنے میں دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کے لیے ایک بولا اس نے میری زمین چھین لی ہے جاہلیت کے زمانے میں اور وہ امرء القیس بن عابس کندی تھا اور اس کا حریف ربیعہ بن

مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانٌ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اِيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاَيَةِ۔

۳۵۸- عَنْ وَاكِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَ رَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ هَذَا قَدْ غَلَبَنِي عَلَى اَرْضٍ لِي كَانَتْ لِأَبِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِي فِي يَدِي اُزْرِعْهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ ((اَلَكَ يَبْنَءٌ)) قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِينُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُنَالِي عَلَى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ ((لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذَلِكَ فَانْطَلِقْ)) لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اَدْبَرَ ((اَمَّا لَيْنٌ حَلَفَ عَلَى مَالِهِ لِيَاْكُلَهُ ظُلْمًا لِيَلْقَيْنَ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُغْرَضٌ))۔

۳۵۹- عَنْ وَاكِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي اَرْضٍ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اِنَّ هَذَا اَتَتَرَى عَلَى اَرْضِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنِ

(۳۵۹) یا مثنیٰ سے اور زہیر کی روایت میں باء موحده سے۔ قاضی عیاض نے کہا صحیح اس کی روایت ہے یعنی عبد ان یا مثنیٰ سے اور یہی قول ہے دار قطنی اور عبد الغنی بن سعید اور ابو نصر بن ماکولا کا اور ابن یونس نے تاریخ میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے ان میں سے ہیں حافظ ابو القاسم بن عساکر و مشقی اس کو عبد ان بکسر بائے موحده اور عین اور تشدید دال روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا ان حدیثوں سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ پر قسم ہے تیسرے یہ کہ وہ مقدم ہیں قبضے پر اور جس کے پاس گواہ ہوں چیز اس کو دلاوی جاوے گی بغیر قسم کے۔ چوتھے

عَابَسَ الْكِنْدِيُّ رَحِمَهُ رِبْعَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ((يَنْتُكَ)) قَالَ لَيْسَ لِي يَنْتَةٌ قَالَ ((يَمِينُهُ)) قَالَ إِذْ يَذْهَبُ بِهَا قَالَ لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَلِكَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَقْطَعَ أَرْضًا ظَالِمًا لِقِيَّ اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَان)) قَالَ إِسْحَقُ فِي رَوَاتِهِ رِبْعَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ.

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ قَصَدَ اخْتِذَا مَالٍ غَيْرِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَاصِدُ مُهَذَرِ الدَّمِ فِي حَقِّهِ وَإِنْ قُتِلَ كَانَ فِي النَّارِ وَأَنَّ مَنْ قُتِلَ ذُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ.

۳۶۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ اخْتِذَا مَالِي قَالَ ((فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ)) قَالَ أَرَأَيْتَ

عبدان تھا۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اس پر قسم ہے۔ وہ بولا یا رسول اللہ! تب تو وہ میرا مال اڑالیا (قسم کھا کر) آپ نے فرمایا بس یہی ہو سکتا ہے تیرے لیے جب وہ اٹھا قسم کھانے کو تو رسول اللہ نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مارے گا تو خدا اس پر غصے ہو گا جب وہ اس سے ملے۔ اسحاق کی روایت میں ربیعہ بن عبدان ہے۔

باب: جو شخص پر ایسا مال ناحق چھیننا چاہے تو اس کا خون اس کے حق میں لغو ہو جائے گا اور مارا جاوے تو جہنم میں جاوے گا اور مال والا اگر اپنا مال بچانے میں مارا جاوے تو وہ شہید ہے

۳۶۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی شخص آوے میرا مال ناحق لینے کو؟ آپ نے فرمایا مت دے اپنا مال اس کو پھر اس نے کہا اگر وہ لڑے مجھ سے؟ آپ نے فرمایا تو بھی

لڑ مدعی علیہ اگر فاسق ہو تب بھی اسکی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اس سے ساقط ہو جاوے گا۔ پانچویں یہ کہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصوصیت کے وقت ظالم یا فاجر کہیں تو مواخذہ نہ ہو گا۔ چھٹے یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعویٰ کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اس کا مورث مر گیا ہے اور سوائے مدعی کے اور کوئی اس کا وارث نہیں ہے تو اس کا فیصلہ کرنا درست ہے اور اس پر کہ مدعی اس کا وارث ہے اور مورث مر گیا ہے گواہ لینا ضروری نہیں اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے وراثت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پھر مدعوے کے ثبوت پر۔ ابھی مختصر۔

(۳۶۰) یعنی وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پھر اس کو بدلہ ملے گا اس ظلم کا اور جہنم میں جاوے گا یا اللہ محاف کر دے گا۔ اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہو گا تو وہ کافر ہے وہ تو بے شک جہنم ہی میں جاوے گا اور یہ جو آپ نے فرمایا اگر تو مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنی تجھ کو ثواب شہیدوں کا ملے گا اگرچہ دنیا کے احکام میں شہید نہ ہو گا کیونکہ شہید تین قسم کے ہیں ایک تو وہ جو کافروں کے ساتھ جہاد میں مارا جاوے کسی سبب سے وہ تو شہید ہے دنیا اور آخرت دونوں کے احکام کی رو سے یعنی دنیا میں یہ حکم ہے کہ اس کو غسل نہ دیں گے نہ اس پر نماز پڑھیں گے اور آخرت میں اس کو درجہ شہیدوں کا ملے گا۔ دوسرے وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے دنیا کے احکام میں شہید نہیں جیسے طاعون سے مرنے والا پیٹ کی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے مال کے بچانے میں مارا جاوے جن پر شہید کا لفظ احادیث میں وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل دیں گے اور اس پر نماز پڑھیں گے اور آخرت میں اس کو ثواب شہیدوں کا ملے گا یہ ضروری نہیں کہ پہلی قسم کے شہیدوں کو

إِنْ قَاتَلَنِي قَالَ ((قَاتِلُهُ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي قَالَ ((قَاتِلْتُ شَهِيدٌ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ ((هُوَ فِي النَّارِ))

اس سے لڑ پھر اس نے کہا اگر وہ مجھ کو مار ڈالے آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اس نے کہا کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں آپ نے فرمایا وہ جہنم میں جاوے گا۔

۳۶۱- عَنْ ثَابِتٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَعْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنَسَةَ بِنِ أَبِي سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعِظَهُ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَمَّا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ))

۳۶۱- ثابت سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عمرو بن عبد الرحمن کے جب عبد اللہ بن عمرو اور عنسہ بن ابی سفیان میں فساد ہوا تو دونوں مستعد ہوئے لڑنے کو خالد بن العاص یہ سن کر سوار ہوئے اور عبد اللہ بن عمرو کے پاس گئے اور ان کو سمجھایا۔ عبد اللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مارا جائے اپنا مال بچانے کے لیے وہ شہید ہے۔

۳۶۲- عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۳۶۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

بلے کے برابر ملے۔ تیسرے وہ جو دنیا کے احکام کی رو سے شہید ہے پر اس کو شہادت کا ثواب یا پورا ثواب نہ ملے گا جیسے وہ شہید جو غیبت کے مال میں خیانت کرے اور مثل اس کے جن کو کہا کہ وہ شہید نہیں ہیں پھر چونکہ اس قسم کا شہید کافروں کی جنگ میں مارا گیا اس کا حکم دنیا میں شہیدوں کا سا ہو گا۔ اس کو غسل دیں گے نہ اس پر نماز پڑھیں گے۔ پر آخرت میں اس کو پورا ثواب نہ ملے گا۔ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہے اور اس کی روح جنت میں حاضر ہے برخلاف اور اموات کے وہ قیامت کے دن جنت میں جاویں گے۔ یہ قول نصر بن شمس کا ہے اور ابن الانباری نے کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ شہید جان نکلتے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں اس کی روح لے جانے کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اس کے ایمان اور حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہیں ظاہر کی رو سے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اس کا خون اور زخم اس پر گواہ ہیں کیونکہ وہ اٹھے گا قیامت کے دن اور اس کا زخم تازہ ہو گا خون بہتا ہو گا اور ازہری وغیرہ نے ایک اور قول نقل کیا کہ اس کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ گواہ ہو گا قیامت کے دن اور امتوں پر۔ اس صورت میں اس کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہمارے پیغمبر کی امت گواہ ہے اور امتوں پر اٹھی۔ ماقال النوی علیہ الرحمۃ۔

(۳۶۱) یعنی کوئی ظالم ظلم سے اس کا مال ناحق چھیننا چاہے پھر وہ لڑے اس سے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور اگر اس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم میں جاوے گا جیسے اگلی روایت میں گزرا۔ نووی نے کہا ان حدیثوں سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہو تا ہے جو ناحق مال چھیننا چاہے اب چاہے یہ مال تھوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعض مالک نے یہ لکھا ہے کہ تھوڑے مال کے چھیننے میں جیسے کپڑا کھانا قتل درست نہیں پر یہ مذہب کچھ نہیں کیونکہ حدیث کے خلاف ہے اور ٹھیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہو تا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علماء نے اور اپنا مال بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے واجب نہیں اگر چاہے تو نہ لڑے مال لٹا گوارا کر لے لیکن اپنی بیوی کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضروری ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے اور وہ سرے کو مار ڈالنا اس میں اختلاف ہے۔

بَابُ اسْتِحْقَاقِ الْوَالِي الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارِ

۳۶۳- عَنْ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَيَْادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِّيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَالَ مَعْقِلٌ إِنِّي مُخَذِّتُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) .

۳۶۴- عَنْ الْحَسَنِ قَالَ دَخَلَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَيَْادٍ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَهُوَ وَجِعٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي مُخَذِّتُكَ حَدِيثًا لَمْ أَكُنْ حَدَّثْتُكَ إِلَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَسْتَرْعِي اللَّهُ عَبْدًا رَعِيَّةً يَمُوتُ حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) قَالَ أَلَا كُنْتُ حَدَّثْتُكَ هَذَا قَبْلَ الْيَوْمِ قَالَ مَا حَدَّثْتُكَ أَوْ لَمْ أَكُنْ لَأُخَذِّتُكَ .

باب: جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرے اس کے لیے جہنم ہے

۳۶۳- حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار کے پوچھنے کو آیا جس بیماری میں وہ مر گئے تو معقل نے کہا میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اگر میں جانتا کہ ابھی زندہ رہوں گا تو تجھ سے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی بندہ ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ رعیت دیوے پھر وہ مرے اس حالت میں کہ وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق میں مگر خدا حرام کر دے گا اس پر جنت کو۔

۳۶۴- حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے ان کو معقل نے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے بیان نہیں کی تھی تجھ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہیں دیتا پھر وہ مرتے وقت ان کے حقوق میں خیانت کرتا ہو امر تا ہے مگر اللہ حرام کر دیتا ہے اس پر جنت کو۔ ابن زیاد نے کہا کیا تم نے مجھ سے یہ حدیث بیان نہیں کی اس سے پہلے؟ معقل نے کہا میں نے بیان نہیں کی تجھ سے یا میں کا ہے کو بھلا تجھ سے بیان کرتا (اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مرتا ہوں اب مجھے تیرا ڈر نہیں اس واسطے بیان کر دی)

(۳۶۳) ☆ یہ حدیث معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے مرنے وقت بیان کی کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ عبید اللہ بن زیاد کو یہ حدیث فائدہ نہ دے گی پھر انھوں نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہیں اور نیک بات کو بخلا دینا ضروری ہے اگرچہ وہ مانے یا نہ مانے اس وجہ سے انھوں نے اپنی زندگی میں بیان نہ کی کہ ایسا نہ ہو اس حدیث سے ایک قصاب پھیلے لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جان کر اس کی اطاعت سے پھر جاویں یا عبید اللہ بن زیاد معقل کو ایذا پہنچا دے کیونکہ وہ مردود ظالم اور جاہل تھا اور اس نے اہل بیت نبوی کی حرمت نہیں کی تو اور کسی کو اس سے کیا توقع تھی۔ رعیت کے حقوق میں خیانت کرنے سے یہ مراد ہے کہ حاکم کے لیے اپنی رعیت کے دین اور دنیا دونوں کی اصلاح ضروری ہے پھر اگر اس نے لوگوں کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا انکی جان اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا ان کی حق تلفی کی تو اس نے اپنے فرض منصبی میں خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تھا تو ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم ہوا اور نہ اول ہلہ میں جب اور جنتی جنت میں جاویں گے یہ جانے سے محروم رہے گا۔ (نووی)

۳۶۵- عَنْ هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُوذُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا.

۳۶۶- عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ لَوْ لَأَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ)).

۳۶۵- ہشام سے روایت ہے حسن نے کہا ہم معقل بن یسار کے پاس تھے ان کی بیمار پر سی کے لیے اتنے میں عبید اللہ بن زیاد آیا معقل نے اس سے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی رسول اللہ ﷺ سے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

۳۶۶- ابوالملیح (عامر یازید بن اسامہ ہذلی بصری) سے روایت ہے۔ عبید اللہ بن زیاد نے بیمار پر سی کی معقل کی ان کی بیماری میں تو معقل نے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں مرنے والا نہ ہوتا تو تجھ سے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو حاکم ہو مسلمانوں کا پھر ان کی بھلائی میں کوشش نہ کرے اور خالص نیت سے ان کی بہتری نہ چاہے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں نہ جاوے گا (بلکہ پیچھے رہ جاوے گا اور اپنی ناانصافی کا عذاب بھگتے گا)

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ وَعَرَضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ

۳۶۷- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَتَنْظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا ((أَنَّ الْأَمَانَةَ تَزَلُّ فِي جَذْرِ قُلُوبِ

باب: بعضے دلوں سے امانت اور ایمان اٹھ جانے کا بیان اور فتنوں کا آنا دلوں میں

۳۶۷- حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے (امانت کے باب میں) دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہے) کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ پر

(۳۶۷) ☆ نووی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امانت سے وہ تکلیف مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دی اور وہ اقرار جو ان سے لیا۔ امام ابوالحسن واحدی نے اس آیت انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال کی تفسیر میں کہا ابن عباس نے کہا امانت اللہ تعالیٰ کے وہ فرائض ہیں جو اس نے فرض کئے اپنے بندوں پر اور حسن نے کہا امانت سے مراد دین ہے اور دین سب امانت ہے اور ابوالعالیہ نے کہا امانت سے مراد اور نواہی مراد ہیں اور مقابل نے کہا امانت سے عبادات مراد ہیں۔ نووی نے کہا اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت ان سب کے نزدیک عبادت اور فرائض ہیں جن کے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث میں امانت سے مراد وہی ہے جو اس آیت میں ہے انا عرضنا الامانة اور وہ عین ایمان ہے توجب ایمان انسان کے دل میں خوب جما ہو گا اسی وقت وہ تکلیف کو پورا کرے گا اور ان کے ادا کرنے میں کوشش کرے گا۔ اجماعی

الرِّجَالُ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتَقْبُضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظِلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَسْخِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتَقْبُضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظِلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرِ ذَخْرَجَةٍ عَلَى رَجُلِكَ فَتَقِطُ فَتَرَاهُ مُنْتَبِهًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ أَخَذَ حَصَى فَذَخْرَجَهُ عَلَى رَجُلِهِ فَيَصْبِحُ

اتری۔ پھر انہوں نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث کو۔ پھر حدیث بیان کی آپ نے ہم سے (یہ دوسری حدیث ہے) کہ امانت اٹھ جائے گی تو فرمایا ایک شخص تھوڑی دیر سووے گا پھر اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا نشان ایک پھکے رنگ کی طرح رہ جائے گا پھر ایک نیند لے گا تو امانت دل سے اٹھ جائے گی اور اس کا نشان ایک چھالے کی طرح رہ جائے گا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤں پر لڑھکاوے پھر کھال پھول کر ایک چھالہ (آبلہ) نکل آئے اس کے اندر کچھ نہیں۔ پھر آپ نے ایک کنکری لے

تھوڑا سا مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہے اور شرع میں ایمان اور امانت لازم و ملزوم ہیں جس کے دل میں ایمان ہے اس کے دل میں امانت بھی ہے اور جس کے دل میں ایمان نہیں ہے اس کے دل میں امانت بھی نہیں اور مراد امانت سے یہ ہے کہ دل میں ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو جو دل زمانہ جاہلیت میں ایسے تھے انھوں نے ہی اسلام کو سمجھ کر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا پھر قرآن و حدیث کے حاصل کرنے سے ان پر اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ صاف تھا اس پر اور صیقل ہوئی اور جن دلوں میں امانت نہ تھی مکر اور خیانت سے ان کا خیر ہوا تھا اور پھر سے شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جیسے ابو جہل کا دل ایسے دلوں کو قرآن و حدیث سے کچھ فائدہ نہ ہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر میں مضبوط ہو گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اس کے سوا اور کچھ ان کا علاج نہ تھا۔ سونے سے یہی ظاہری معنی مراد ہیں یا سونے سے یہ مقصود ہے کہ تھوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہو گا اور بری صحبت میں بیٹھے گا بے ایمانوں کے ساتھ یا تھوڑی دیر تک دنیا کے کام کاج بیچ کھوج میں مصروف ہو گا یعنی نور اڑ جاوے گا اور تاریکی رہ جاوے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دھواں تو سیاہ سا دھبہ رہ جاتا ہے۔ حدیث میں وکت کا لفظ ہے جس کے معنی مل کا داغ اور بعضوں نے کہا پھینکی سیاہی اور بعضوں نے کہا وہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو۔ نو دی نے صاحب تحریر سے نقل کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ امانت ذرا ذرا دل سے اٹھنا شروع ہو گئی جب پہلا حصہ اس کا اٹھ جاوے گا تو اس کا نور جاتا رہے گا اور ایک سیاہ دھبہ رہ جاوے گا پھیکے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہو گا پھر جب اور ایک حصہ اٹھے گا تو چھالے کی طرح نشان ہو جاوے گا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت میں جاتا ہے اس میں سیاہی اول سے زیادہ ہو گی تو امانت کے نور جانے کو اور بے ایمانی کی تاریکی کو چھالے سے مشابہت دی ایک انگار پاؤں پر چلانے سے کہ آگ کا نور تو چٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کھال پر چھوڑ جاتا ہے اور کنکری چلا کر آپ نے اس تشبیہ کو اور واضح کر دیا تاکہ لوگ بخوبی سمجھ جاویں۔ حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اٹھتا جاوے گا اور کفر کی سیاہی چھاتی جاوے گی پہلے ایک ہلکا سا دھبہ ہو گا۔ اور زیادہ پھر اور یہاں تک کہ بالکل دل کا لالہ ہو جاوے گا اور ایمان کے بدلے کفر چھا جاوے گا خدا کی پناہ یعنی اس زمانے میں جیسے ہر شخص امانت دار ہے کوئی کسی کا حق نہیں مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بھروسہ ہے یہ بات بالکل جاتی رہے گی اور امانت کا نام و نشان دنیا سے اٹھ جاوے گا مگر کہیں کہیں ہزاروں لاکھوں میں ایک آدمہ شخص ایماندار خدا ترس رہ جاوے گا جو امانت دار ہو گا لوگ اس کو مشہور کریں گے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسی پر بھروسہ نہیں کرتا جس کو روپیہ دو وہ ہضم کر جاتا ہے امانت کا ادا کرنا تو کیا بلکہ ساری دنیا میں بے ایمانی پھیل جاوے گی تو ایمان کی قدر اور منزلت بھی دل سے نکل جاوے گی تعریف بھی کریں گے تو بے ایمانوں کی۔

کر اپنے پاؤں پر لڑھکائی اور فرمایا لوگ بچ کھوج کریں گے اور ان میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ فلاں قوم میں ایک شخص امانت دار ہے اور یہاں تک کہ ایک شخص کو کہیں گے وہ کیسا ہو شیر اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنی اس کی تعریف کریں گے) اور اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ پھر حدیث نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گزر چکا ہے جب میں بے کھٹکے ہر ایک سے معاملہ کرتا (یعنی لین دین) اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اس کو بے ایمانی سے باز رکھتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اس کو بے ایمانی سے باز رکھتا لیکن آج کے دن تو میں تم لوگوں سے کبھی معاملہ نہ کروں گا البتہ فلاں اور فلاں شخص سے کروں گا۔

۳۶۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

النَّاسُ يَتَّبِعُونَ لَأ يَكَاذُ أَحَدٌ يُؤَدِّيَ الْإِمَانَةَ حَتَّى يَقَالَ إِنَّ فِي بَيْتِي فَلَانٌ وَجُلَا أَمِينًا حَتَّى يَقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجَلَدُهُ مَا أَظْرَفُهُ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ ((وَلَقَدْ أَتَى عَلِيٌّ زَمَانٌ وَمَا أَبَالِي أَيْكُمْ بَايَعْتُ لَيْنٍ كَانَ مُسْلِمًا لِيُرِدْنَهُ عَلِيٌّ دِينُهُ وَلَيْنٍ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا لِيُرِدْنَهُ عَلِيٌّ سَابِعِهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِلْبَايَعِ مِنْكُمْ إِلَّا فَلَانًا وَفُلَانًا.

۳۶۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

اللہ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ حال حیدر آباد دکن دیکھا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہیں ذرا ذرا سے فائدے کے واسطے بے دین بے ایمان لوگوں کی تعریف کرتے ہیں ان کی خوشامد کرتے ہیں اور جو شخص دین کی تائید کرتا ہے اس کو ان بے ایمانوں کے خوش کرنے کے لیے برا کہتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ جیسی تو خدا کی ماریسے نام کے مسلمانوں پر پڑی ہے کہ وہ علاوہ کافر کے حکومت میں رہنے کے اس کی نگاہ میں ایسے ذلیل اور خوار ہو گئے ہیں کہ سوا پادری کی گری خدمت گاری خاندانی کے اور کوئی کام ان سے نہیں لیا جاتا اور ایک زمانے میں مسلمان تمام قوموں کے سر تاج تھے ان کا رعب اور دھاک ایسی تھی کہ کافران کے نام سے لرزتے تھے۔ ہر ایک مسلمان خدا کے احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تھا۔ ہمیں تفاوت راہ ان کا است تانکچا۔ چونکہ امانت اور ایمان داری کا زمانہ تھا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تھے ان سے بے خوف و خطر معاملہ اور لین دین کرتے مار لینے کا تو ذرا تھا ہی نہیں اور یہی اور نصرانی بھی بے ایمانی نہ کرتے ڈر کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود ہوتے جو ان کو سزا دیتے اور بے ایمانی سے باز رکھتے اور میرا پیسہ مجھ کو دلادیتے وہ ہر گز نہ دیتا چند لوگوں کا نام لیا جو ایماندار ہو گئے۔ باقی لوگوں کا بھروسہ نہیں اور جب لوگ بے ایمان ہوئے تو حاکم بھی دیسے ہی ہوتے ہیں وہ رشوت خور اور ظالم ہونے کے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہیں اور غریب رعایا کو ستاتے اور ان کا حق تلف کرتے ہیں اس وجہ سے حاکم سے بھی امید نہیں رہتی کہ وہ بے ایمان کو بھی سزا دے گا اور حق ڈوبنے نہ دے گا۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے مباہلت سے جو حدیث کے قول میں ہے خلافت کی بیعت مראولی اور یہ خطا ہے کیونکہ یہودی اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہیں ہو سکتی تو مباہلت سے وہی بچ کھوج اور معاملہ اور لین دین مراد ہے۔

۳۶۹- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ أَتَيْكُمْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتْنََ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْنُونَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِي أَهْلِيهِ وَجَارِهِ قَالُوا أَجَلُ قَالَ بَلَى تَكْفُرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلَكِنْ أَتَيْكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتْنََ الَّتِي تَمُوجُ مَوْجُ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَأَسْكَنْتَ الْقَوْمَ فَقُلْتُ أَنَا قَالَ أَنْتَ

۳۶۹- حذیفہؓ سے روایت ہے ہم امیر المومنین عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے انھوں نے کہا تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا؟ بعض لوگوں نے کہا ہاں ہم نے سنا ہے حضرت عمرؓ نے کہا شاید تم فتنوں سے وہ فتنے سمجھے ہو جو آدمی کو اس کے گھر بار اور مال اور ہمسائے میں ہوتے ہیں انھوں نے کہا ہاں حضرت عمرؓ نے کہا ان فتنوں کا کفارہ تو نماز اور روزے اور زکوٰۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم میں سے کس نے سنا ہے ان فتنوں کو رسول اللہ ﷺ سے جو دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آویں گے؟ حذیفہؓ نے

(۳۶۹) فتنہ کے اصل معنی آزمائش اور امتحان ہے پھر عرف میں اس کو کہنے لگے جس سے ایک قسم کی برائی پیدا ہو۔ ابو زید نے کہا یوں کہتے ہیں وہ شخص فتنہ میں پڑ گیا جب اس کا حال بدل جائے اور اچھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ اٹل اور مال میں یہ ہے کہ ان کی محبت بہت غالب ہو جاوے اور خدا کے احکام کو فراموش کرے ان کو بھانہ لاوے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں یا اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ ان کی تعلیم اور تربیت نہ کرے اور وہ آوارہ ہو جاویں۔ ایسا ہی فتنہ ہمسایہ کا یہ ہے کہ اس کا حق ادا نہ کرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہیں جن کا کفارہ نیکیوں سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیکیاں منادیٰ ہیں برائیوں کو۔ حضرت عمرؓ کی مراد فتنوں سے وہ فسادات تھے جو آئندہ آپ کی امت میں ظاہر ہو گئے۔ ان میں مسلمانوں کا کشت و خون ہو گیا مگر اسی پھیلے گی حضرت عمرؓ نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا یعنی جس کے نطفے سے تجھ سالز کا پیدا ہوا۔ حدیث میں للہ ابو لک ہے اور یہ ایک کلمہ ہے مذہب کا عرب کے لوگوں کی عادت ہے جب کسی کی تعریف کرتے ہیں تو اس کو کہتے ہیں کیونکہ باپ کی نسبت خدا کی طرف کرنا اس کی بزرگی بیان کرنا ہے جیسے کہتے ہیں بیت اللہ اور ناقۃ اللہ۔ صاحب تحریر نے کہا جب لڑکے کی کوئی اچھی بات دیکھتے ہیں تو یہ کلمہ کہتے ہیں یعنی تیرا باپ بہت عمدہ تھا جس نے ایسا لاکا جانا (نودوی) حدیث میں کا لکھیر عوداً عوداً ہے۔ اس کو تین طرح پڑھا ہے ایک عوداً عوداً ہضم عین دال مہملہ سے دوسرے عوداً عوداً مفتح عین دال مہملہ سے تیسرے عوداً عوداً فتح عین دال مجملہ سے۔ صاحب تحریر نے صرف اول وجہ کو بیان کیا ہے اور قاضی عیاضؒ نے تین وجہوں کو ذکر کیا ہے لیکن اول وجہ کو اختیار کیا ہے اور کہا کہ ہمارے شیخ ابوالحسن بن سراج نے دوسری وجہ کو اختیار کیا ہے اب تینوں وجہوں کا ترجمہ الگ الگ مذکور ہوتا ہے پہلی وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں میں ایک کے بعد ایک آتے جاویں گے جیسے بوریے کی تیلیاں (یعنی کاڑیاں) ایک کے بعد ایک لگائی جاتی ہیں یعنی بوریہ بننے والا جیسے پہلے تیلی لیتا ہے اس کو بن کر پھر دوسری تیلی بنتا ہے اسی طرح یہ فتنے بھی ہوں گے کہ پہلے ایک دل میں جہے گا پھر دوسرا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہی ہے اور سیاق اور تشبیہ اس پر دلالت کرتی ہے دوسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں کی ایک جانب میں بن کر چپک جاویں گے جیسے بوریہ سینے والے کے پہلو سے چپک جاتا ہے اور عوداً عوداً کے یہ معنی ہو گئے کہ بار بار وہی فتنے آویں گے۔ تیسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں پر آویں گے اور چپکیں گے بوریے کی طرح خدا کی پناہ ان فتنوں سے یعنی خدا اچھاوے ہم کو ان فتنوں سے (نودوی) پھر جس دل میں وہ فتنہ رچ جاوے (یعنی سما جاوے گا اور بیٹھ جاوے گا) تو اس میں ایک کا لا داغ ہو گا اور جو دل اس کو نہ مانے گا (اور قرآن اور حدیث پر قائم رہے گا) اس میں ایک سفید نورانی دھبہ یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جاویں گے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتھر کی طرح (جس میں کوئی چیز لگ نہیں سکتی یہ تشبیہ ہے اس دل کی صاف چکنے پتھر سے یعنی جیسے اس قسم کا

لِلّٰهِ اَبْوَلُ قَالَ حَذِيفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقُوْلُ ((تَغْرَضُ الْفِتْنُ عَلَی الْقُلُوْبِ کَالْحَصِیْرِ غُوْدًا غُوْدًا فَاَیُّ قَلْبٍ اَشْرَبَهَا نَکِتَ فِیْہِ نُکْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَیُّ قَلْبٍ اَنْکَرَهَا نَکِتَ فِیْہِ نُکْتَةٌ بَیْضَاءُ حَتّٰی تَصْبِرَ عَلَی قَلْبَیْنِ عَلَی اَنْیَضٍ مِّثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخِرُ اَسْوَدُ مُرَبَادًا کَالْکُوْزِ مُجْحِیًا لَا یَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا

کہا یہ سن کر سب لوگ چپ ہو رہے ہیں نے کہا میں نے سنا ہے حضرت عمرؓ نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا کہا حذیفہؓ نے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے فتنے دلوں پر ایسے آویں گے ایک کے بعد ایک جیسے بوریے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں پھر جس دل میں وہ فتنہ رچ جائے گا تو اس میں ایک کالا داغ پیدا ہو گا اور جو دل اس کو نہ مانے گا اس میں ایک سفید نورانی دھبہ ہو گا یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جائیں گے ایک تو خالص

تھو پھر صاف داغوں سے پاک ہوتا ہے دیسے ہی یہ دل بھی ان فتنوں کی آلائش سے پاک اور صاف ہو گا (دوسرے کالا سفیدی مائل (یعنی بھورا) اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھا سمجھے گانہ بری کو برا اپنی خواہش کے تابع ہو گا حدیث میں مرباداً کا لفظ ہے اور بعضوں نے اس کو مریندا پڑھا ہے۔ راوی نے خود اس کی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسود مرباداً سے یہ مراد ہے کہ سفیدی کا غالب ہونا سیاہی میں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تھے کہ اس میں غلطی ہوئی ہے یعنی شدۃ البیاض فی سواد میں اور بجائے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جس سیاہی میں سفیدی غالب ہو اس کو ربدہ نہیں کہتے بلکہ بلیق کہتے ہیں اگر بدن میں ہو اور آنکھ میں ہو تو حور کہتے ہیں اور ربدہ تو وہ ذرا سی سفیدی ہے جو سیاہی میں ملی ہوتی ہے جیسے شتر مرغ کا رنگ ہوتا ہے اسی واسطے اس کو ربدہ کہتے ہیں۔ ابو عبیدہ نے ابو عمر سے نقل کیا کہ ربدہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ میں ہوتا ہے ابن درید نے کہا ربدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ جس سیاہی میں تیرگی مل جاوے اور مسحبا کے معنی اوندھا اس کی تفسیر بھی آگے آئی ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مجھ سے ابن سراج نے کہا کالکوز مجھ پر یہ اس کی سیاہی کی تشبیہ نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے وصل کا بیان ہے اس کے اوصاف میں سے یعنی وہ دل اوندھا ہو گیا ہے جیسے کوزہ اوندھا ہو جاتا ہے پھر اس میں پانی نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اس دل میں کوئی بہتری اور بھلائی اور حکمت کی بات نہ رہے گی اور اس کا بیان کیا یہ کہ نہ وہ بھلی بات کو بھلی سمجھے گانہ بری کو بری۔ قاضی عیاضؒ نے کہا جو دل بھلی بات کو نہ جھنے دے اس کو مشابہت دی اوندھے کوزے سے جس میں پانی نہیں ٹھہرتا۔ صاحب تحریر نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے تو ہر ایک گناہ کے کرنے سے اس کے دل میں تاریکی آ جاتی ہے پھر وہ فتنے میں پڑ جاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اس کے دل سے رخصت ہو جاتا ہے اور دل مثل اوندھے کوزے کے الٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوزے کو اوندھا تو اس میں جو کچھ ہوتا ہے نکل جاتا ہے پھر کچھ نہیں سنا تا اسی طرح اس کے دل سے اسلام کا سار انور نکل جاتا ہے اور پھر بالکل نہیں آتا (نودی) یہ جو فرمایا فتنے دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آویں گے تو اب فتنوں کا رد کتنا ممکن نہ ہو گا اور وہ امنڈ امنڈ کر موجوں کی طرح آنے لگیں گے۔ یہ جو حضرت عمرؓ نے حذیفہؓ سے کہا تیرا باپ نہیں یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان میں کسی کام پر مستعد کرنے کو کہتے ہیں یعنی تجھے کوئی بچانے والا نہیں اگر خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ مصیبت میں تیرا شریک ہوتا اور تجھے اتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی پر اب تو تو اکیلا ہے پھر کوشش کر اور مستعدی کر اپنے بچانے میں (نودی) فرمایا تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں ایک دروازہ ہے یعنی یہ دروازہ جو ابھی بند ہے اور فتنوں کو روکے ہوئے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے سبب سے تمام فساد کے ہوئے ہیں پھر جب وہ مارا جاوے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنوں کی روک جاتی رہی اب دھڑا دھڑا فتنوں کی

سفید دل چکنے پتھر کی طرح جس کو کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا جب تک کہ آسمان وزمین قائم رہیں دوسرے کالا سفیدی مائل یا اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی بات سمجھے گا نہ بری بات کو بری مگر وہی جو اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ حدیث نے کہا پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ٹوٹ جاوے گا تیرا باپ نہیں اگر کھل جاتا تو شاید پھر بند ہو جاتا میں نے کہا نہیں ٹوٹ جاوے گا اور میں نے ان سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جاوے گا یا مر جاوے گا پر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تھی ابو خالد نے کہا میں نے سعد بن طارق سے پوچھا (جو اس حدیث کے راوی ہیں) اسود موباداً سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا سفیدی کی شدت سیاہی میں میں نے کہا کالکوز مجحیاً سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا کوزا اوندھا ہوا۔

يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا أَشْرَبَ مِنْ هَوَاهُ قَالَ حَدَّثَنِي وَحَدَّثَنِي أَنَّ يَشْكُ وَيَنْهَى بَابًا مُغْلَقًا يُوشِكُ أَنْ يُكْسَرَ قَالَ عُمَرُ أَكْسَرًا لَا أَبَا لَكَ فَلَوْ أَنَّهُ فَتِحَ لَعَلَّهُ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثَنِي أَنَّ ذَلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ أَوْ يَمُوتُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ قَالَ أَبُو خَالِدٍ فَقُلْتُ لِسَعْدٍ يَا أَبَا مَالِكٍ مَا أَسْوَدُ مُرْبَادًا قَالَ شِدَّةُ الْبَيَاضِ فِي سَوَادٍ قُلْتُ فَمَا الْكُوزُ مُجْحِيًا قَالَ مَنكُوسًا

لیکن مومنین امنڈ امنڈ کر آویں گی اور سب لوگ تلاطم میں پڑ جاویں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ذات ہے حضرت عمرؓ کی اور شاید حدیث نے رسول اللہؐ سے یوں ہی سنا ہو شک کے طور پر کہ وہ مارے جاویں گے یا مر جاویں گے یا حدیث یہ جانتے ہو گئے کہ حضرت عمرؓ مارے جاویں گے لیکن انھوں نے اس کا صاف بیان کرنا ان کے رو بروا سمجھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ عمر خود بھی اس دروازے کو جانتے تھے جیسے یہ بات جانتے تھے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حدیث نے کہا یہ حدیث غلط نہ تھی یعنی دل کی تراشی ہوئی نہ تھی نہ اہل کتاب کی کتابوں سے نکالی گئی تھی بلکہ خاص رسول اللہؐ کی حدیث ہے پھر جو رسول اللہؐ نے فرمائی ویسا ہی ہوا اور حضرت عمرؓ جو فتنوں کی روک تھے شہید ہوئے اور ان کے بعد سے برابر فتنوں کا دروازہ کھل گیا حضرت عمرؓ کی شہادت حضرت عثمانؓ کی شہادت، جنگ جمل، جنگ صفین، قتل خوارج، حضرت علیؓ کی، شہادت، حضرت حسنؓ کی وفات واقعہ ہاکمہ کر بلا حسینؓ کی اہل بیتؑ نبویؐ کی بے حسی، مختار بن عبید ثقفیؓ کی جنگ، مصعبؓ کی جنگ مختارؓ سے، عبد اللہ بن زبیرؓ کا قتل، مکہ معظمہ میں اہل مدینہ کی بربادی یزیدؓ کے ہاتھ سے، اسی طرح سے ہزاروں خرابیاں اور فتنے جو اب تک اہل اسلام کے آپس میں واقع ہوئے سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی فضیلت اور بزرگی کے لیے عقلمند آدمی کے نزدیک ایک یہ حدیث کافی ہے دوسری حدیثوں کی ضرورت نہیں جن کی ذات مقدس آفتوں اور بلاؤں کی روک اور اسلام کی پشت پناہ کافروں پر دھاک، مسلمانوں میں اتفاق تھی اس ذات کو بعض بد ذات شریکس منہ سے برا کہتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولوں سے نہیں شرماتے۔

۳۷۰- رُبِيعِي بن حِرَاشؓ سے روایت ہے جب حذیفہؓ حضرت عمرؓ کے پاس سے آئے تو بیٹھے ہم سے حدیثیں بیان کرتے انھوں نے کہا کل امیہ المؤمنین نے جب میں ان کے پاس بیٹھا آپ نے لوگوں سے پوچھا تم میں کس کو یاد ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فتنوں کے باب میں؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں مریاد اور مجحیا کی تفسیر نہیں ہے جیسے اوپر کی روایت میں ہے۔

۳۷۱- رُبِيعِي بن حِرَاشؓ سے روایت ہے انھوں نے سنا حذیفہؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنوں میں؟ وہاں حذیفہؓ بھی تھے انھوں نے کہا میں بیان کرتا ہوں پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس روایت میں یہ ہے کہ حذیفہؓ نے کہا میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نہ تھی (یعنی سنی سنائی ادھر ادھر کی بات نہ تھی) بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔

باب: اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر غریب ہو جاوے گا اور سمٹ آوے گا دونوں مسجدوں کے بیچ میں ۳۷۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام شروع ہوا غربت سے مدینے میں اور پھر ایسے یہ لوٹ آوے گا جیسے شروع ہوا تھا (مدینہ میں) تو خوشی ہو غریبوں کے لیے۔

۳۷۰- عَنْ رُبِيعِي قَالَ لَمَّا قَدِمَ حَذِيفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ فَحَدَّثَنَا فَقَالَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمْسَى لَمَّا جَلَسْتُ ((إِلَيْهِ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَتَيْكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيرَ أَبِي مَالِكٍ لِقَوْلِهِ مُرْبَادًا مُجَحِّيًا)).

۳۷۱- عَنْ رُبِيعِي بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حَذِيفَةَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُنَا أَوْ قَالَ أَتَيْكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيهِمْ حَذِيفَةُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ. قَالَ حَذِيفَةُ أَنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ كَتَحْوِ حَدِيثِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ رُبِيعِي وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ حَذِيفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ وَقَالَ يَعْنِي أَنَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا وَ أَنَّهُ يَارْزُبِينَ الْمَسْجِدَيْنِ

۳۷۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ)).

(۳۷۰) ☆ اسلام شروع ہوا مدینہ سے یعنی پہلے ان لوگوں سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آئے تھے اور وہ غریب مسافر تھے اپنے وطن چھوڑ کر آئے تھے اور پھر ایسا ہی ہو جائے گا۔ یعنی آخر زمانہ میں اسلام سمٹے سمٹے پھر مدینے میں آ جاوے گا اور ساری دنیا میں کفر کا زور ہو گا جو مسلمان ہو گئے وہ کافروں کے ذر سے مدینہ میں بھاگ کر آ جائیں گے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا چند معدود لوگوں سے پھر آخر زمانہ میں بھی اسی طرح گھٹ کر تھوڑے لوگوں میں رہ جاوے گا اب جو فرمایا طوبیٰ ہو غریبہا کے لیے تو طوبیٰ کے معنی خوشی اور سرور ہے اور بعضوں نے طوبیٰ سے جنت کو مراد لیا ہے بعضوں نے اس درخت کو جو جنت میں ہے اور یہ سب معنی بن سکتے ہیں۔ (نودی)

۳۷۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ((إِنَّ الْإِسْلَامَ شُرُوعٌ هُوَ غَرِيبٌ مِمَّا بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ وَهُوَ يَارِدُ)) ۳- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(۳۷۳) ☆ قاضی عیاض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول اور آخر دونوں زمانوں میں اسی حال پر ہو گا کیونکہ اول زمانے میں جو سچا ایماندار تھا وہ مدینے میں چلا آیا تو ہجرت کر کے اس کو وطن بنانے کو یا رسول اللہ کی زیارت کو اور آپ سے علم حاصل کرنے کو ایسا ہی خلفاء کے زمانے میں رہا اور ایسا ہی اس کے بعد جو جو عالم اپنے وقت کے پیشوا اور امام گزرے ہیں وہ حدیث حاصل کرنے کے لیے مدینہ میں آئے اور ہمارے زمانے تک بھی لوگ وہیں جاتے رہے رسول اللہ کی قبر شریف کی زیارت کے لیے اور وہاں کے اور مشاہد اور آثار سے برکت حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ میں نہ آوے گا مگر وہی جو مومن ہو گا اسی۔ السراج الوہاج میں ہے کہ شاید واقعہ قیامت کے قریب ہو گا اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانہ تک رہے گا اور وہ غریب ہو جاوے گا اور حرمین میں سمٹ کر آ جاوے گا اور یہ وقت ابھی تک نہیں آیا باوجود اس کے کہ اسلام غریب ہو گیا ہے اور کیسا غریب۔ دوسری روایت میں ہے عمرو بن عوفؓ سے کہ رسول اللہ نے فرمایا دین سمٹ کر حجاز میں آ جاوے گا جیسے سانپ اپنے بل میں سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندھ جاوے گا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے۔ اور دین شروع ہوا غربت سے اور پھر ایسا ہی ہو جاوے گا جیسے شروع ہوا تھا تو خوشی ہو غرباء کے لیے اور غرباء وہ ہیں جو سدھاریں گے میری نسبت کو جب لوگ بگاڑیں گے اس کو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ مرقات میں ہے کہ حجاز عرب کے اس ٹکڑے کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہیں اور اس کے گرد بستیاں ہیں اور یہ بات تو بعضوں نے کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانہ میں اس لیے کہ تمام دنیا کے شہر بھر گئے ہیں بے دینی سے اور اس وقت میں دین سمٹ گیا ہے حجاز کی طرف اور حجاز سے اشارہ ہے اس مبارک ٹکڑے کی طرف جس کو یمن کہتے ہیں کیونکہ یمن سے ایک جماعت پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہوں نے سدھارا ان سنتوں کو رسول اللہ کی جن کو لوگوں نے بگاڑ دیا تھا اور اب تک بعضے لوگ ان میں کے یمن میں باقی ہیں یا اللہ تو ہم کو ان میں سے کر اور ہمارا احشران کے ساتھ کر۔

مترجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ کی اس حدیث سے یہ معلوم ہو کہ اخیر زمانہ میں اسلام کا تنزل شروع ہو گا اور جا بجا کافر مسلمانوں کے اوپر غالب ہوتے جاویں گے یہاں تک کہ تمام ممالک اور بلاد کافروں کی حکومت میں آ جاویں گے اور سب جگہ کافروں کا زور ہو جاوے گا اور آخر پھر وہی شہر یعنی مکہ اور مدینہ جہاں سے اسلام شروع ہوا تھا مسلمانوں کی پناہ کی جگہ ہو گی اور یہ امر کچھ ظاہر ہو چکا ہے اور کچھ باقی ہے۔ سب سے پہلے جو ملک مسلمانوں کے قبضہ سے گیا وہ اندلس کا ملک تھا جہاں کی مسجدیں اور مدرسے مسلمانوں کے بنوائے ہوئے اب تک یادگار ہیں اور ایک مسجد قرطبہ میں اتنی بڑی ہے کہ ویسی مسجد دنیا میں اور کہیں نہیں پر افسوس ہے کہ نصاریٰ نے غالب آ کر اس مسجد کو گر جا کر دیا ہے اور گزشتہ پچاس سال سے تو اس قدر جلد جلد مسلمانوں کا تنزل ہو رہا ہے اور ان کی حکومتیں برباد ہوتی جاتی ہیں کہ اگر ایسا ہی رہا خدا نخواستہ تو بہت قریب زمانے میں مسلمانوں کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رہ جاوے گی وہ ملک جہاں صد ہا برس سے مسلمان بستے اور رہتے تھے اور کافروں کا نام و نشان تک نہ تھا اب وہاں پر کافر بادشاہ ہیں اور مسلمان ذلیل و خوار۔ پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانوں کے قبضے سے نکل کر نصاریٰ کے قبضے میں آئی پھر ابھی چند ہی روز گزرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستوں نے چھین لیا اور بخارا اور خیو اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاریٰ نے دبا لیا اور بلقان اور بوسینیا اور سر دیا اور جبل اسود جو روم کے سلطان کے زیر نگین تھے وہ مختار ہو گئے اسی طرح یونان کا حاکم نصرانی بادشاہ خود مختار ہو گیا اب اس وقت میں جب میں اس حدیث کی تفسیر لکھ رہا ہوں مرد اور ترکمانوں کا ملک روس کے نصاریٰ نے دبا لیا ہے اور اس کی نظر افغانستان پر بھی ہے اور ادھر سے ہندوستان کے نصاریٰ افغانستان پر دعوے کر رہے ہیں اور لہجہ

بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا))۔ میں آجاوے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے سوراخ میں (بل میں) چلا جاتا ہے۔

۳۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا))۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان سمٹ کر مدینہ میں اس طرح سے آجاوے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں سما جاتا ہے۔

بَابُ ذَهَابِ الْإِيمَانِ آخِرَ الزَّمَانِ ۳۷۵- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللَّهُ اللَّهُ))۔ باب: اخیر زمانے میں ایمان کا مٹ جانا انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا ہے۔

۱۔ ولایت مصر کو سلطان روم کے اختیار سے نکال کر وہاں اپنا اقتدار بٹھا رہے ہیں اور جزیرہ عرب کے کئی بنا در مثل عدن اور سواکن وغیرہ کے اپنے قبضے میں کئے ہیں اب دو سلطنتیں نام کے لیے باقی ہیں یعنی روم اور ایران کی وہ بھی نصاریٰ سے خائف اور لرزاں ہیں۔ اور ان ہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے ہیں حدود شرعیہ کا نام و نشان نہیں فسق و فجور کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم ہوتا ہے جب نام کے لیے بھی مسلمانوں کی سلطنت اور حکومت نہ رہے گی اور وہ سب نصاریٰ کی رعایا بن کر رہیں گے اور جو سچے مسلمان ہونگے وہ ان کی حکومت سے بھاگ کر مکہ اور مدینہ میں دم لیں گے اس وقت اس حدیث کا پورے طور سے ظہور ہو جائے گا اگر کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ میں تو اس وقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن و حدیث کی نشر سے وہاں کچھ شیاطین ہیں جو مانع ہوتے ہیں پھر اسلام کے سمٹنے سے مکہ اور مدینہ کی طرف کیا مراد ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان شیاطین کا زور مکہ اور مدینہ میں فی الحال ہے جب کہ سچے اور پکے مسلمان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں پھر جب یہ سب سچے مسلمان کافروں سے ڈر کر مکہ اور مدینہ میں جا کر جمیں گے تو ان شیاطین کی اچھی طرح خبر لیں گے اور اس وقت میں بڑی آزادی کے ساتھ کتاب اور سنت کی پیروی حرمین میں رائج ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہو جاوے گی۔ جو کوئی زعمہ رہے گا وہ اس کو دیکھے گا۔ انشاء اللہ۔

۳۷۵) ☆ پھر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا اس وقت قیامت قائم ہوگی۔ نودی نے کہا مراد یہ ہے کہ قیامت اسی وقت ہوگی جب سب لوگ بدترین رہ جاویں گے جیسے دوسری روایت میں ہے اور یمن کی طرف سے ایک ہوا آوے گی قیامت کے قریب تو سب مومن مر جاویں گے اس ہوا سے یہ بات کہ زمین میں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے پہلے مجھ کو قیاس سے بعید معلوم ہوتی تھی پر اس زمانے میں تصدیق ہو گئی اور حدیث پر کامل یقین ہو گیا ہمارے زمانے میں اللہ کے منکر بہت پھیلنے جاتے ہیں اور کوئی اللہ کا نام لیوے تو اس پر ہنستے ہیں پھر قیامت کے قریب کم بخت اسی قسم کے منکرین یعنی دہری یا نیچری رہ جاویں گے اور اللہ کے ماننے والے سب اٹھ جاویں گے۔

۱۔ پاکستان کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں افغانستان پر روس کا تسلط ہو چکا ہے اور ایران میں روس ہنگامے کر دار ہے۔ عطا الرحمن اشرف۔ (پروف ریڈر)
۲۔ آج کل واقعی حرمین شریفین میں جلالتہ الملک امام المسلمین سعود بن عبد العزیز حفظہ اللہ الودود کا دم غنیمت ہے اعلیٰ حضرت کتاب و سنت کی پیروی اور اشاعت میں مصروف و مشغول ہیں۔ وہاں قرآن و حدیث کا قانون رائج ہے اور شرک و بدعت کی خوب سرکوبی کی جارہی ہے آگے کا بھی خدا حافظ ہے۔
یہ میرا اپنا مشاہدہ ہے۔ فقط عبد الغفار سہلی۔ ۲۶ شعبان ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۶ء۔

۳۷۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَيَّ أَحَدٍ يَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ))

بَابُ الْإِسْتِسْرَارِ بِالْإِيمَانِ لِلْخَائِفِ

۳۷۶- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی اس شخص پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (بلکہ جب وہ مرے گا اس وقت قیامت ہوگی)۔

باب: جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے

۳۷۷- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((أَحْضُوا لِي كَمَّ يَلْفُظُ الْإِسْلَامَ)) قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السَّيِّئِ مِائَةٍ إِلَى السَّيِّئِ مِائَةٍ قَالَ ((إِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْغِلُوا)) قَالَ فَأُبَيِّلْنَا حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا يُصَلِّي إِلَّا سِرًّا

بَابُ تَأْلُفِ قَلْبٍ مَنْ يَخَافُ عَلَى إِيْمَانِهِ لِيُضَعِّفَهُ وَالنَّهْيُ عَنِ الْقَطْعِ بِالْإِيمَانِ مِنْ

۳۷۷- حذیفہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا گو کہتے آدمی اسلام کے قائل ہیں پھر ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ ڈرتے ہیں ہم پر (کوئی آفت آنے سے دشمنوں کی وجہ سے) اور ہم چھ سو آدمیوں سے لے کر سات سو تک ہیں آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ۔ حذیفہؓ نے کہا پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑ گئے یہاں تک کہ بعضے ہم میں سے نماز بھی چپکے سے پڑھتے۔

باب: جو شخص ضعیف الایمان ہو اس کا دل ملانا اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو

(۳۷۷) یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنوں سے کیا خوف ہے آپ کیوں ڈرتے ہیں؟ بخاری کی روایت میں ایک ہزار پانچ سو ہیں اور ایک روایت میں پانچ سو ہیں اور اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ عورتیں بچے سب ملا کر ایک ہزار پانچ سو ہو گئے اور مرد چھ سو سات سو ہو گئے اور لڑنے کے قابل پانچ سو ہو گئے۔ سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھ سو سات سو آدمیوں پر ان کو دشمنوں کا ڈر نہ تھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اور ساری دنیا میں بیس کروڑ سے کم نہ ہو گئے پھر بھی اپنے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جس کی انتہا نہیں فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ یعنی یہ ان فتنوں میں ہوا جو رسول اللہ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس میں لڑنے لگے پھر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑھنا دشوار ہو گیا ایک کی ایک فکر میں تھا اکثر گھر ہی میں پڑھنے لگے اور مسجد میں جماعت موقوف ہو گئی ہمارے زمانہ میں بھی مسلمان ایک دوسرے کے ایسے دشمن ہو گئے ہیں کہ ایک جماعت کی مسجد میں دوسری جماعت والا نماز نہیں پڑھ سکتا حالانکہ نماز ایسی عبادت ہے کہ یہود اور نصاریٰ بھی اس سے منع نہیں کرتے اور میں نے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا میں نماز پڑھیں؟ انھوں نے کہا شوق سے پڑھو کیونکہ گرجا خدا کا گھر ہے کسی کی ملک نہیں پھر جو چاہے اس میں خدا کو یاد کرے اور اس کی بندگی کرے افسوس ہے کہ یہودیوں کا تو یہ خیال اور مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ میں کوئی ان سے خلاف کرے تو پھر اس کو اپنی مسجد میں آنے نہیں دیتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خولہ کتنا ہی مخالف ہو مسجد میں آنے سے اور اس میں نماز پڑھنے سے منع نہ کریں یہاں تک کہ شیعہ اور خوارج اور معتزلہ کو بھی منع کرنا اور نماز سے روکنا درست نہیں ہے۔

غیر دلیل قاطع

مومن نہ کہنا

۳۷۸- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِ فُلَانًا فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْ مُسْلِمٌ)) أَقُولُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدُّهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا ((أَوْ مُسْلِمٌ)) ثُمَّ قَالَ ((إِنِّي لَأَعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ أَنْ يَكْبَهُهُ اللَّهُ فِي النَّارِ))

۳۷۹- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ سَعْدٌ فَتَرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ مَنْ

۳۷۸- سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال بانٹا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں کو دیکھئے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا مسلمان ہے میں نے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہے آپ نے ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں خدا اس کو اندھے منہ جہنم میں نہ گرا دے۔

۳۷۹- سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور میں وہاں بیٹھا تھا تو آپ نے بعضوں کو نہیں دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک ان سب میں بہتر تھے میں نے

☆ (۳۷۸) یعنی تو اس کو بھینا مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو تو یوں کہہ وہ مومن ہے یا مسلم ہے تو اس سے اس کے ایمان کا انکار نہیں لگتا بلکہ منع کیا آپ نے اس کو بھینا مومن کہنے سے اس وجہ سے کہ اس کا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہ ہوا ہو گا دوسرے یہ کہ ایمان ایک فعل قلبی ہے اس کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہے زبان سے اقرار کرنے سے۔ صاحب تحریر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس شخص کے مومن نہ ہونے کا حالانکہ اس میں اشارہ ہے اس کے مومن ہونے کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضے شخص کو میں زیادہ چاہتا ہوں پر دیتا اور کو ہوں ایسا نہ ہو وہ جہنم میں اوندھا گرا یا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہے اور اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے اور کچھ بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس مذہب کی طرف جو حق ہے کہ فقط زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں جب تک دل سے یقین نہ ہو اور کرامیہ اور بعضے مرجعہ یہ کہتے ہیں کہ صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف قطعی ہے اور خلاف ہے مسلمانوں کے اجماع کے اور خلاف ہے آیات اور احادیث کے جن سے منافقوں کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقوں کا بھی یہی حال تھا کہ وہ دل سے یقین نہ رکھتے تھے پر زبان سے اقرار کرتے تھے۔ (نوڈی) آپ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں یعنی بعض آدمی ضعیف الایمان ہوتا ہے اور میں اس کو دنیا کا مال دیتا ہوں تو اس وجہ سے نہیں دیتا کہ میں اس کو زیادہ چاہتا ہوں چاہتا تو میں دوسرے کو ہوں جس کا ایمان قوی ہے پر ضعیف الایمان کو اس کا ایمان پچانے کے لیے دیتا ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ دنیا کا مال نہ ملنے سے خفا ہو جاوے اور اسلام سے پھر جاوے پھر جہنم میں اوندھے منہ گرے اور جس کا ایمان قوی ہے اس کو اتنی ضرورت مال دینے کی نہیں کیونکہ وہ ایمان سے پھرنے والا نہیں۔ نوڈی نے کہا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہے جائز کام میں اور بار بار وہی بات کہنا بھی جائز ہے اور مفصول فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس کی کوئی مصلحت ہو اور کسی کو یقیناً مومن نہیں کہنا چاہیے جب تک دلیل یقینی نہ ہو اور امام اپنی رائے کے موافق مال کو صرف کر سکتا ہے ضروری کام میں پھر جو اس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت میں جانے کا یقین نہیں مگر جن کے لیے نص آگئی جیسے عشرہ مبشرہ وغیرہم اور اس پر اجماع ہے اہل سنت کا۔

کہا یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فلا نے کو نہیں دیا میں تو قسم خدا کی اس کو مومن جانتا ہوں آپ نے فرمایا مسلم۔ پھر تھوڑی دیر تک میں چپکار ہا بعد اس کے اسی خیال نے زور کیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلا نے کو کیوں نہیں دیا؟ قسم خدا کی میں اس کو مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مسلم۔ پھر تھوڑی دیر میں چپ ہو رہا بعد اس کے اسی خیال نے زور کیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلا نے کو کیوں نہیں دیا؟ قسم خدا کی میں تو اس کو مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فلا نے کو کیوں نہیں دیا؟ قسم خدا کی میں تو اس کو مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مسلم۔ میں دیتا ہوں ایک شخص کو اور مجھے دوسرے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس ڈر سے کہ کہیں اوندھے منہ جہنم میں نہ گرے۔

۳۸۰۔ سعد سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیا۔ میں بیٹھا تھا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے آخر میں اٹھا اور میں نے چپکے سے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلا نے کو کیوں چھوڑ دیا؟

۳۸۱۔ محمد بن سعد سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میری گردن اور مونڈھے کے بیچ میں مارا اور فرمایا کیا لڑتا ہے اے سعد! میں دیتا ہوں ایک آدمی کو (آخر تک)۔

باب: جب دلیلیں خوب پہنچ جاویں تو دل کو زیادہ

اطمینان حاصل ہوتا ہے

۳۸۲۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم کو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم کو شک ہوا انھوں نے کہا

(۳۸۲) نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس عبارت کے مطلب میں کہ ہم کو شک کیوں نہ ہو کہ جب حضرت ابراہیم کو ہوا کئی اقوال پر سب سے بہتر اور صحیح وہ ہے جو امام ابو ابراہیم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے یعنی مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کو شک ہونا محال تھا اور جو ان کو شک ہوتا باوجود پیغمبر ہونے کے تو اور پیغمبروں کو بھی شک ہوتا حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجھ کو شک نہیں تو حضرت علی

لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَغْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ فَسَكَتُ قَلِيلًا ثُمَّ عَلَّنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُ قَلِيلًا ثُمَّ عَلَّنِي مَا عَلِمْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَوْ مُسْلِمًا إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةً أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ))

۳۸۰۔ عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ وَزَادَ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ

۳۸۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ يُحَدِّثُ هَذَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَضْرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتَفِي ثُمَّ قَالَ ((أَفْعَالًا أَيْ سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ))

بَابُ زِيَادَةِ طُمَأْنِينَةِ الْقَلْبِ بِتَطَاهُرِ
الْأَدِلَّةِ

۳۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((نَحْنُ

أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُخَيِّبُ الْمَوْتَى قَالَ أَوْ)) لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ ((بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي)) قَالَ ((وَيَرْحَمُ اللَّهُ لَوْ طَا لَقَدْ كَانَ

اے پروردگار مجھ کو دکھا دے تو کس طرح جلاوے گامردوں کو۔ پروردگار نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں اس بات کا؟ حضرت ابراہیم نے عرض کیا کیوں نہیں مجھ کو یقین ہے پر میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جاوے اور رحم کرے اللہ تعالیٰ

تو ابراہیم کو بھی شک نہ تھا اور یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری واذا قال ابراہیم رب ارنی کیف تخیی الموتی لوگوں نے حضرت ابراہیم پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ ان کو شک ہوامردوں کے جی اٹھنے میں اور ہمارے پیغمبر کو شک نہیں ہوا تب آپ نے ان کا گمان غلط کرنے کے لیے فرمایا کہ حضرت ابراہیم پیغمبر تھے اور پیغمبر بھی کیسے خلیل اللہ پھر اگر ان کو شک ہوتا تو مجھ کو بھی ضرور شک ہوتا۔ حضرت ابراہیم کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا ہر طریق تواضع اور ادب کے اور شاید اس وقت تک آپ کو معلوم نہ ہوا ہوگا کہ آپ سب پیغمبروں سے درجے میں زیادہ ہیں۔ پھر اختلاف کیا ہے علماء نے کہ جب حضرت ابراہیم کو شک نہ تھا تو انھوں نے خدا سے درخواست کیوں کی کہ مجھ کو دکھاوے تو کیوں کر جلاوے گامردوں کو بیان کیا ہے کئی وجہوں کو لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم کو مردوں کے جی اٹھنے پر یقین تھا پر انھوں نے چاہا کہ اور زیادہ دل کو اطمینان ہو جاوے اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم کو دلائل سے علم حاصل ہو چکا تھا کہ اللہ مردوں کو جلاوے گا لیکن انھوں نے اپنی آنکھوں سے اس امر کو نہ دیکھا تھا اس واسطے انھوں نے چاہا کہ علم استدلالی سے بڑھ کر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی میں شکوک باقی رہتے ہیں پھر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہیں۔ یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے آپ کو خدا کے پاس آزمائنا چاہا کہ خدا ان کی درخواست قبول کرتا ہے یا نہیں اور اس صورت میں اولہم تؤمن کے یہ معنی ہوں گے کیا تجھ کو یقین نہیں اس بات کا کہ تو میرا دوست ہے اور تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے یقین کو بڑھانا چاہا اگرچہ پہلے بھی ان کو یقین تھا اور شک بالکل نہ تھا پر وہ علم یقین تھا انھوں نے چاہا کہ اس سے بڑھ کر عین یقین کا درجہ حاصل ہو۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب انھوں نے مشرکوں پر دلیل قائم کی کہ میرا پروردگار جلاتا ہے اور مارتا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکھاوے تاکہ ان کی دلیل صاف ثابت ہو جاوے اور بعضوں نے اور وجہیں بیان کی ہیں پر وہ ظاہر نہیں ہیں۔ امام ابوالحسن واحدی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ حضرت ابراہیم نے یہ سوال کیوں کیا تو اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ انھوں نے ایک مردار جانور دریا کے کنارے دیکھا جس کو درندے اور پرندے اور دریا کے جانور کھا رہے تھے ان کو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر اکٹھے ہو گئے اور ان کے دل کو شوق ہوا کہ مردے کا جی اٹھنا دیکھیں ان کو شک نہ تھا لیکن انھوں نے یہ بات چاہی کہ اس کو دیکھ لیں جیسے مومنین چاہتے ہیں کہ رسول اللہ اور جنت کو دیکھیں اور خدا کے دیدار کے طالب ہیں حالانکہ ان کو یقین ہے ان سب کا اور شک نہیں ہے ان میں اتھی۔ فرمایا رحم کرے اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر وہ پناہ چاہتے تھے یعنی جب فرشتے اللہ کا عذاب لے کر حضرت لوط کے پاس آئے تو خوبصورت لڑکوں کے بھیجے میں آئے تھے حضرت لوط نے ان کو مہمان سمجھ کر ان کی مہمانی کرنا چاہی پر ان کی قوم کے لوگ جو لو اہل اور لونڈے بازی میں مبتلا تھے جمع ہو کر آئے اور ان مہمانوں کو ستانا چاہا حضرت لوط نے کوئی دقیقہ ان مہمانوں کی خاطر داری اور دل جوئی میں نہ چھوڑا اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا خدا سے ڈرو اور مجھ کو رسواست کر دو مہمانوں کے رو برو اگر تم کو ایسی ہی خواہش ہے تو ہماری بیٹیاں حاضر ہیں اس پر بھی انھوں نے نہ مانا تب حضرت لوط نے فرمایا کاش مجھے زور ہوتا تو تم کو روکتا یا پناہ لیتا کسی مضبوط سخت کی یعنی میرے کتے والے ہوتے تو ان کی پناہ لیتا اور جو انھوں نے اپنی قوت کا اور اپنے کتے والوں کی پناہ کا ذکر کیا تو اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ خدا سے غافل تھے بلکہ انھوں نے اپنے مہمانوں کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ میرا بس جہاں تک چلتا میں تم کو بچاتا اور شاید اس وقت رنج میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا بھول گئے تو حضرت علی

حضرت لوطؑ پر وہ پناہ چاہتے تھے مضبوط، سخت کی اور اگر میں قید خانے میں اتنے دنوں رہتا جتنے دن حضرت یوسفؑ رہے تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا۔

بَاوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السَّجْنِ طَوِيلَ لَيْثٍ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ))

۳۸۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنْ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ ((وَلَكِنْ لِيُطْمَئِنَّ قَلْبِي)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى حَكَاهَا.

۳۸۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی آئی ہے۔

۳۸۴- عَنْ الزُّهْرِيِّ كَرَوَانِيَّةٍ مَالِكٍ بِإِسْنَادِهِ وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى أَنْجَزَهَا

باب: ہمارے پیغمبر محمدؐ کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتوں کو آپؐ کی شریعت سے منسوخ سمجھنا واجب ہے

بَابُ وَجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ

۳۸۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ایک پیغمبر کو وہی معجزے ملے ہیں جو اس سے پہلے دوسرے پیغمبر کو

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا مِنْ

لہ نے فرمایا کہ خدا ان پر رحم کرے فرمایا اگر میں قید خانے میں اتنے دن رہتا جتنے دن حضرت یوسفؑ رہے میں تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا یعنی جب زلیخا کی تہمت سے حضرت یوسفؑ قید ہوئے تو مدت تک یعنی کئی برس تک قید خانے میں رہے آخر عزیز مصر کی طرف ایک بلانے والا آیا کہ چل کر اس کے خواب کی تعبیر بیان کریں مگر حضرت یوسفؑ نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتوں کے مکر کی دریافت نہ ہوگی اور میری سفائی بالکل نہ ہو جاوے گی اس وقت تک میں نہ آؤں گا تو ہمارے پیغمبرؐ نے حضرت یوسفؑ کی فضیلت بیان کی کہ ان میں کس قدر صبر اور استقلال تھا کہ ایسا دوسرے میں ہونا مشکل ہے ورنہ انسان جب مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو جس طرح ہو سکے اس سے چھوٹنے میں جلدی کرتا ہے۔

(۳۸۵) یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کھلا معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اس لیے میرے تابع زیادہ ہوں گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جس میں سحر وغیرہ کا شبہ نہیں ہو سکتا برخلاف اور معجزوں کے کہ ان میں سحر وغیرہ کا شبہ ہو سکتا تھا اس لیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہو گئے یا اور پیغمبروں کے معجزے گزر گئے جیسے ان کا زمانہ گزر گیا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک باقی ہے اور وہ معجزہ اس واسطے ہے کہ قرآن کے طرز بیان اور اس کی فصاحت اور بلاغت اور غیب کے حالات نے سب آدمیوں کو عاجز کر دیا کہ کوئی اس کی مثل ایک سورت بھی بنا سکے اگر وہ سب جمع ہوں تب بھی نہیں ہو سکتا اور آج تیرہ سو برس گزرے ہزاروں قرآن کے مخالفین ہوئے پر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ اس کے مقابلے کی ایک سورت بناتا ہمارے زمانے میں بعض عقل کے دشمن ہندی بھائی ایسے نکلتے ہیں جو قرآن کی عربیت کو فصیح نہیں جانتے اور اس میں لہ

الْأَنْبِيَاءَ مِنْ نَبِيِّ إِبْرَاهِيمَ الَّذِي عَظِمْنَا لَهُ الْقَدْرَ وَأَمْنًا عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَتْ وَحْيًا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيْنَا فَأَرْجُوا أَنْ أَكُونُ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

مل چکے تھے پھر ایمان لائے اس پر آدمی لیکن مجھ کو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے بھیجا میرے پاس (ایسا معجزہ کسی پیغمبر کو نہیں ملا) اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ میری پیروی کرنے والے سب سے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن۔

۳۸۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ

۳۸۶- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا

ظہر اعتراض کرتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے تم نے عربی زبان میں کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف و نحو بھی جانتے ہو یا نہیں تو جواب ملتا ہے کہ نہیں سبحان اللہ مینڈکی کو بھی زکام ہوا۔ بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سن کر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آج تک اس کی فصاحت اور بلاغت اور طرزِ بیان بے مثل ہونے کا اقرار کرتے ہیں پر یہ کل کے لوٹے اور ہندی بوڑھے کھوسٹ جن کی کوئی مسلمانوں کی حکومت میں نکلے کو نہ پوچھے مسلمانوں کے مصلح بن کر بیٹھے ہیں اور یہ اصلاح کرتے ہیں کہ حدیث اور قرآن کو ختم کرتے ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر جو رسول مقبولؐ نے اس حدیث میں فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن یہ بھی آپ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایسی رونق بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور بڑی بڑی دلاہتیں مسلمانوں نے فتح کیں اور جیسی امید آپ نے کی تھی ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے کر دکھایا خدا کا شکر ہے اس کی نعمتوں پر جو بے انتہا ہیں اے خدا جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو زیر کیا تھا ویسے ہی اس زمانے میں بھی اسلام کی مدد کر اور اپنے سچے دین اور اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کر تاکہ وہ پھر تیرے دین کی ترقی میں مصروف ہوں اور دنیا میں نیک نامی اور عزت اور آخرت میں ثواب اور جنت حاصل کریں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۸۷) نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتیں سب منسوخ ہو گئیں ہمارے پیغمبر کی شریعت سے اور یہ بات نکلی کہ جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ شریعت آنے سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس زمانے میں مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت میں پھیل گئے پر وہ سب کے سب اپنے دنیا کے کاموں میں مصروف ہیں اور دین کو انھوں نے بالائے طاق رکھ دیا ہے الا ماشاء اللہ۔ دین کی دعوت کا فروغ کو تو کیا وہ عام مسلمانوں کو بھی دین کے احکام نہیں بتلاتے یہاں تک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہو گئے ہیں اور صرف نام کے لیے مسلمان کہے جاتے ہیں یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ساری عمر اس میں صرف کی ہے اور اس کا فائدہ بے حد اور بے شمار ہے جب حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے حواریوں نے دین کی دعوت پھیلا نا شروع کی اور باوجودیکہ ان کے مخالف زور آور اور دنیا کے حاکم تھے پر آخر اس دعوت نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزاروں لاکھوں ان میں سے عیسائی ہو گئے اور عیسائیوں کی قوت یہاں تک بڑھی کہ ساری دنیا میں ان کا دین پھیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک اس دعوت کا اثر باقی ہے اور اب تک عیسوی عالم دعوت کو نہیں چھوڑتے اور رات دن تحریر اور تقریر سے عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہیں اور جس ملک کے لوگوں کو سنتے ہیں کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف ہیں وہاں فوراً جیسے ہو سکتا ہے پہنچتے ہیں اس کام میں چاہے جان جاوے چاہے عزت سب قبول ہے وہ اپنا دین پھیلانے کے لیے سب گوارا کر لیتے ہیں۔ بڑا افسوس ہے کہ ظہر

اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لاوے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن) تو جہنم میں جاوے گا۔ ۳۸۷- ایک شخص نے جو خراسان کا رہنے والا تھا شععی سے پوچھا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہدی کے جانور پر سواری کرے۔ شععی نے کہا مجھ سے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے انھوں نے ابو موسیٰ اشعرئی اپنے باپ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کو دہرا ثواب ملے گا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا نصاریٰ) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر پر پھر میرا زمانہ پاوے اور مجھ پر بھی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور مجھ کو سچا جانے تو اس

وَلَا نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) ۳۸۷- عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ مَنْ قَبَّلَنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أُعْتِقَ أَمْنَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بِلَدْنَتِهِ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرَيْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَذَرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ

لے مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں اور ان کے ملا اور مولوی اور درویش سوائے آرام سے روٹیاں کھانے کے دین کا کوئی کام نہیں کرتے نہ سفر کرتے ہیں نہ اور ملک کے اقوام کی زبانیں سیکھتے ہیں نہ اور زبانوں میں اسلام کی کتابوں کا اور قرآن کا ترجمہ پھیلاتے ہیں۔ ہائے نصاریٰ نے اپنی واقعیت کے واسطے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانوں میں کیا پر مسلمانوں کو یہ توفیق نہیں کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابوں کا ترجمہ غیر زبانوں میں خصوصاً کافروں کی زبانوں میں کر کے اس کے لاکھوں ہزاروں نسخے کافروں میں پھیلا دیں تاکہ وہ سچے دین شریعت سے واقف ہوں۔ نصاریٰ نے اپنا دین ایسا خراب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بھی اپنی عقل سے کام لے تو اس کو یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے۔ تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین ایسی واقعی بات ہے جو کسی کے ذہن میں نہیں آتی پھر یہ کہنا کہ جو عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں باوجودیکہ عیسیٰ کھاتے تھے اور پیتے تھے اور جگتے تھے اور موتے تھے اس سے بھی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے تو وہ دعوت کے زور سے کم عقلوں اور بے وقوفوں میں سبھی پھیلا جاتا ہے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور کھرا اور بے لوث ہے جس میں سوائے ایک سچے خدا بے برحق کے جس نے ہم کو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہیں اور اس دین میں کوئی بات عقل کے خلاف نہیں جیسے اور دینوں میں پائی جاتی ہے پھر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاریٰ کی نسبت اپنے پیارے دین کے پھیلانے میں عشر عشر بھی کوشش کریں تو اس کا اثر نصاریٰ کی کوشش سے کہیں زیادہ ہوگا اور چونکہ اس زمانے میں لوگوں کا رجحان علم کی طرف زیادہ ہے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سب دینوں میں اسلام کو ترجیح دیں گے اور شرک و کفر کو چھوڑ کر خدا کے برحق کی توحید کے قائل ہوں گے جو سب سے اعلیٰ رکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہو سکتی ہے کچھ لوگ قرآن و حدیث کا ترجمہ کافروں کی زبانوں میں کریں کچھ اسلام کی حقیقت کے دلائل بمقابلہ اور مذہب کے نہایت صاف طور سے لکھ کر ہر ایک قوم کے کافروں میں پھیلا دیں کچھ کافروں کی زبان سیکھ کر ان کے ملک میں جا کر زبانی پند و نصیحت اور دعوت کریں بکذا۔

(۳۸۷) یہ شععی نے اس واسطے کہا کہ خراسانی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اس کو یاد رکھے۔ سبحان اللہ اگلے لوگوں نے دین کے واسطے کیسی کیسی بے اچھی کوششیں کی ہیں کہ ایک ایک حدیث سننے کے واسطے منزلوں کا سفر اور تلکفیں اٹھائیں۔ اللہ ان کو جزائے خیر دیوے تمام لے

کو دو ہر اثواب ہے اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے میاں کا بھی اس کو دو ہر اثواب ہے اور ایک اس شخص کو جس کے پاس ایک لونڈی ہو اچھی طرح اس کو کھلاوے اور پلاوے بعد اس کے اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پر اس کو آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لیوے تو اس کو بھی دو ہر اثواب ہے۔ پھر شخص نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث لے لے بے محنت کئے۔ نہیں تو ایک شخص اس سے چھوٹی حدیث کے لیے مدینے تک سفر کیا کرتا تھا۔

أَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَذَى حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى وَحَقِّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَدَاَهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ أَذَبَهَا فَأَحْسَنَ أَذَبَهَا ثُمَّ أَغْتَفَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ((ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَّاسَانِيِّ خُذْ هَذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُرْحَلُ فِيمَا دُونَ هَذَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

۳۸۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۸۸- عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

باب: حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے اور ان کے شریعت محمدی کے موافق چلنے کا بیان

بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

۳۸۹- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰ مریم کے بیٹے تم لوگوں میں اور حکم کریں گے موافق اس شریعت کے اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے

۳۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاكِمًا

اور مسلمانوں کی طرف سے اس لیے کہ ان کا احسان سب مسلمانوں پر ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میاں کے دونوں کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیوے۔

(۳۸۹) ☆ نووی نے کہا حضرت عیسیٰ توڑ ڈالیں گے سولی کو اس لیے یہ لکھا ہے کہ منکرات اور لہو و لعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور تصاویر وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے اور سور کا مار ڈالنا بھی اسی قسم میں سے ہے اور اس میں دلیل ہے اس مذہب کی جو عقائد ہے کہ سور کو ہم جہاں پاویں اگرچہ دار الکفر میں ہو اور ہم قادر ہوں اس کے قتل پر تو قتل کریں اس کو اور یہ قول شاذ ہے کہ اس کو چھوڑ دیں۔ اور یہ جو رسول اللہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ موقوف کر دیں گے جزیہ کو یہی صحیح معنی ہے حدیث کا یعنی اس زمانہ میں کافروں کو حکم ہو گا مسلمان ہوں یا قتل کئے جائیں جزیہ لینا موقوف کیا جاوے گا ایسا ہی کہا ہے امام ابو سلیمان خطابی نے اور قاضی عیاض نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسیٰ جزیہ مقرر کریں گے سب کافروں پر اور اسی وجہ سے مال کی زیادتی ہو گی پر یہ صحیح نہیں ہے اور ٹھیک معنی دہی ہے جو خطابی نے کہا اور اسی طرف گئے ہیں جمہور علماء مگر اس صورت میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ موافق شریعت محمدی کے حکم کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت محمدی کے خلاف نہیں ہے اس لیے جزیہ لینے کا حکم اسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسیٰ اتریں اور جب یہ امر حدیث میں مصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی کا ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا اور یہ جو فرمایا بہت دیں گے مال کو تو

سولی کو (جو نصاریٰ نے بنا رکھی ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں) اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ کو اور بہت دیں گے مال کو یہاں تک کہ کوئی نہ لے گا اس کو۔

۳۹۰- زہری سے دوسری روایتیں بھی ایسی ہی ہیں ابن عیینہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ امام ہونگے انصاف کرنے والے اور حاکم ہونگے عدل کرنے والے اور یونسؑ کی روایت میں ہے کہ حاکم ہونگے عدل کرنے والے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ امام ہونگے انصاف کرنے والے جیسے لیث کی روایت میں ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اتنا مال بہادیں گے کہ ایک سجدہ اس زمانے میں ساری دنیا سے بہتر ہو گا پھر ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہیں اہل کتاب میں سے جو ایمان نہ لاوے عیسیٰؑ پر ان کے مرنے سے پہلے۔

مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخَنزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ))

۳۹۰- عَنْ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ((إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا)) وَفِي رِوَايَةِ يُونُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ ((إِمَامًا مُقْسِطًا)) وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِي حَدِيثِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ وَ ((حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِن شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ الْآيَةَ.

لہٰذا مطلب یہ ہے کہ عدل اور انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جاوے گا یا زمین اپنے خزانے نکال دے گی جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے یا لوگوں کی رغبت مال کی طرف نہ ہوگی بوجہ قرب و قیامت کے اس وجہ سے مال بہت بڑا رہے گا اور اللہ خوب جانتا ہے اصل حال کو۔

(۳۹۰) ☆ یعنی لوگوں کی رغبت اس زمانے میں عبادت کی طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ انکے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور قاضی عیاضؒ نے کہا ایک سجدہ کا ثواب اس زمانے میں ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ ہوگا کیونکہ مال کی اس وقت احتیاج نہ ہوگی بہ سبب کثرت کے اور سجدہ سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدہ کا یا نماز مقصود ہے یعنی عیسیٰؑ جب اتریں گے تو ان کے زمانے میں جو اہل کتاب ہونگے وہ ایمان لاویں گے ان پر اور یقین کریں گے اپنی غلطی کا اور جانیں گے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کی لونڈی کے بیٹے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہؓ کا مذہب یہی تھا کہ قرآن میں جو قبل موتہ کی ضمیر ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھرتی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ وہ ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے اور معنی آیت کا یہ ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰؑ پر ایمان نہ لاوے یعنی جان نکلنے کے وقت اس کو حق بات کھل جاتی ہے کہ میں جو عیسیٰؑ کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا جانتا تھا یہ غلط ہے پر اس وقت کا ایمان فائدہ نہ دے اس واسطے کہ وہ حالت نزاع اور سکرات ہے اور ایسی حالت میں قول اور فعل کسی کا اعتبار نہیں اور ایسی حالت میں نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ وصیت نہ بیعت نہ عتاق نہ اور کسی قسم کا عقد کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں جو برائی کیا کرتے ہیں جب موت آن پڑتی ہے تو کہتے یہاں اب ہم نے توبہ کی اور یہ مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے مذہب کے موافق آیت خاص ہو جاتی ہے اس کتابی سے جو حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں ہوگا اور دوسرے مذہب کے موافق ہر ایک کتابی کے لیے عام رہتی ہے اور مؤید ہے اس کی قرات قبل موتہ کی اور بعضوں نے یہ کہا کہ یہ کی ضمیر ہمارے پیغمبر کی طرف پھرتی ہے اور موتہ کی کتابی کی طرف اور معنی آیت کا یہ ہے کہ ہر ایک کتابی ایمان لاوے گا ہمارے پیغمبر پر اپنے مرنے سے پہلے۔ واللہ اعلم (نووی)

۳۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَاللَّهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْثَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلْيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلْيَقْتُلَنَّ الْخِزْيِيرَ وَلْيَضَعَنَّ الْحِزْبَةَ وَلْيَتَرَكََنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلْيَذْهَبَنَّ الشُّخْنَاءُ وَالصَّاعِضُ وَالنَّحَاسُذُ وَلْيَذْهَبَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ))

۳۹۱- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی مریمؑ کے بیٹے اتریں گے آسمان سے اور وہ حاکم ہونگے عدل کریں گے تو توڑ ڈالیں گے صلیب کو اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیرہ کو اور چھوڑ دیں گے جوان اونٹ کو۔ پھر کوئی محنت نہ کرے گا اس پر اور لوگوں کے دلوں میں سے کپت اور دشمنی اور جلن جاتی رہے گی اور بلا دیں گے وہ لوگوں کو مال دینے کے لیے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا (اس وجہ سے کہ حاجت نہ ہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا)۔

۳۹۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْثَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ))

۳۹۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہو گے تم جب مریمؑ کا بیٹا اترے گا تم لوگوں میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

۳۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْثَمَ فِيكُمْ وَأَمَّكُمْ))

۳۹۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریمؑ کے بیٹے اتریں گے تم میں اور امامت کریں گے تمہاری۔

۳۹۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْثَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ)) فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنَّ

۳۹۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریمؑ کے بیٹے اتریں گے تم لوگوں میں پھر امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے (ولید بن مسلم نے کہا) میں نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری سے

(۳۹۱) ☆ یعنی کوئی اس کی پروا نہ کرے گا نہ اس کی خدمت کرے گا اس وجہ سے کہ دنیا کے مال بے حد پڑے ہونگے لوگوں کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت قریب ہوگی لوگ جلدی جلدی اپنے عقلمندی کی فکر کریں گے۔ قاضی عیاض نے اور صاحب مطالع نے کہا لا یسعی علیہا کے معنی یہ ہیں کہ اس کی زکوٰۃ نہ مانگیں گے اس وجہ سے کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہ تاویل باطل ہے کئی وجہ سے اور صواب وہی ہے جو معنی ہم نے بیان کئے۔ (نووی)

(۳۹۳) ☆ یعنی تابع ہونگے شریعت محمدیؐ کے اور پیروی کریں گے قرآن اور حدیث کی تو حضرت عیسیٰؑ اگرچہ پیغمبر ہیں پر ان کی پیغمبری کا زمانہ پیغمبر کے ظہور پر ختم ہو گیا اب جو وہ دنیا میں آویں گے تو ہمارے پیغمبر کی امت میں شریک ہو کر قرآن و حدیث کے موافق عمل کریں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ خود مجتہد مطلق ہوں گے اور قرآن و حدیث سے احکام نکالیں گے اور کسی مجتہد کے تابع نہ ہونگے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ پیغمبر ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسیٰؑ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر چلیں گے بلکہ ایسے خیال میں تو بین حضرت عیسیٰؑ کی نکلتی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے ان کا علماء محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کے علماء نے

انھوں نے نافع سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے اس میں یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی میں سے ہو گا ابن ابی ذئب نے کہا تو جانتا ہے اس کا مطلب کیا ہے امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے؟ میں نے کہا بھلاؤ انھوں نے کہا امامت کریں گے حضرت عیسیٰؑ تمہاری تمہارے پیغمبر کی سنت ہے۔

۳۹۵- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہے گا (کافروں اور مخالفوں سے) حق پر قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گا پھر عیسیٰ بن مریمؑ اتریں گے اور اس گروہ کا امام کہے گا آئیے نماز پڑھائیے (حضرت عیسیٰؑ سے کہے گا) وہ کہیں گے نہیں تم میں سے ایک دوسروں پر حاکم رہیں یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ عنایت فرمادے گا اس امت کو۔

باب: اس زمانے کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہو گا
۳۹۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھتم سے نہ نکلے

الْأَوَّلَ عَنِ حَدَّثَنَا عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ((وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ)) قَالَ ابْنُ أَبِي ذئبٍ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تَخْبِرُنِي قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۹۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَى صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمْرَاءُ تَكْرِمَةً لِلَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةُ))

بَابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يَقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ
۳۹۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ

اللہ اس کو باطل قرار دیا ہے اسی طرح یہ قول کہ امام مہدی ابو حنیفہؒ کے مقلد ہو گئے یا حضرت خضر ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات ہیں جن پر ایک دلیل بھی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہیں اور تعجب ہے ان علماء سے جنھوں نے بے سمجھے بوجھے ایسی دواہی باتوں کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور جاہل ان باتوں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ سے امید ہے کہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰؑ دونوں قرآن و حدیث کے پیروں اور تابع ہو گئے اور اہل حدیث کے مدد اور معاون ہو گئے اور مجتہدین کے اختلافات بالکل اٹھادیں گے اور جو متعصب مقلد ان کا کہنا نہ مانیں گے وہ ذلیل و خوار ہو گئے جو زندہ رہے گا وہ انشاء اللہ ہمارے اس کلام کی تصدیق کرے گا اور ہمارا اسلام ان دونوں حضرات کی خدمت میں پہنچا دے گا اور ہماری سعی اور کوشش ان کی دعا خیر سے آخرت میں نیک ثمرہ دکھلا دے گی اور ہمارا بھروسہ تو بالکل ہمارے خداوند پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندگی اور موت کے بعد اور ہم کو اس کی غلامی اور بندگی پر فخر ہے دنیا اور آخرت میں۔ اے ہمارے صاحب مالک، خداوند کریم ہم کو اپنی غلامی میں قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد میں لگا دے اور ہم کو فنا کر دے اپنے عشق و محبت میں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۹۵) کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانوں کے امام کی اطاعت قبول فرماویں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے سبحان اللہ حضرت عیسیٰؑ ہمارے پیغمبر کی پیروی کریں گے ہمارے پیغمبر نے بھی ایک بار عبد الرحمن بن عوفؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے کے امام مہدی ہو گئے جو قائم مقام ہو گئے رسول اللہؐ کے اور بڑی فضیلت اور بزرگی والے ہو گئے۔ (راضی ہو اللہ ان سے)

(۳۹۶) اس لیے کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب نشانیاں کھل گئیں اور قیامت آگئی اس وقت تو کافر

الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ مَغْرِبِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ أَوْتَمَعُونَ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ نَفْسًا

پھر جب آفتاب پچھم سے نکلے اس وقت سب آدمی ایمان لاویں گے (خدا پر اتنی بڑی نشانی دیکھ کر) لیکن اس دن کا ایمان فائدہ نہ

کلیہ اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہو جائے گا۔ تاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اہل حدیث اور فقہاء اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیہ میں سے جو ساری آیتوں اور حدیثوں کو ظاہری معنی سے پھیر کر ایک دوسرا ہی معنی نکالتا ہے اور مخالف ہے صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کا اور یہ فرقہ چھوٹا پچھرا ہے نیچری اور فلسفی اور دہری حکیموں کا) اس میں تاویل کی ہے۔ اچھی۔

مترجم کہتا ہے کہ میں نے اہل باطن کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے علل اور اسباب کو دیکھا تو اکثر تاویلات کرنے والوں کے لیے مفید نہ ہوئیں بلکہ جو قباح انھوں نے اپنے سوء فہم سے ظاہری معنی میں خیال کئے تھے اس سے وہ چند زیادہ مفاسد تاویلی معنی میں پیدا ہو گئے باوجود اس کے وہ لوگ اپنی تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک دوسرے ہے شیطان کا خدا اس سے پناہ میں رکھے۔ اسی قسم کی ہے تاویل استواء کے ساتھ استیلاء کے اور تاویل نزول کے ساتھ نزول رحمت کے اور تاویل سمع اور بصرہ وغیرہ صفات اللہ کی اور بعض تاویلات ایسی دیکھیں کہ ان میں علت تاویل موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہیں ہوتی۔ اب اس تاویل کا کرنا دو وجہ سے خالی نہیں یا تو وہ درحقیقت اس عقیدے پر نہیں جس کو وہ ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تئیں ذلیل اور رسوا نہ کرنے کے لیے یا اس آفت سے بچنے کے لیے اس نے صرف زبان سے اپنی طرف منسوب کیا یا دیدہ و دانستہ حماقت اور سخاوت میں مبتلا ہے کہ تاویل ضروری نہ ہونے کی صورت میں بھی تاویل کرتا ہے۔

اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے تو اہل سنت نے اس کو اپنے ظاہری معنی پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا پچھم سے نکلنا نہ محال ہے نہ خلاف عقل نہ خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید ہے اس لیے کہ جس نے زمین کو مغرب سے مشرق کی طرف متحرک رکھا وہ دنیا کے ختم کرتے وقت اگر اس کو مشرق سے مغرب کی طرف کر دیوے تو کیا مشکل ہے۔ اب باطنیہ نے جو اس حدیث میں تاویل کی تو دو حال سے خالی نہیں پایا کہ وہ باطنیہ ہیں جو درحقیقت دہری اور طبعی اور نیچری اور خداوند کریم کے انکار کرنے والے ہیں اس صورت میں تو اہل سنت تاویل کی ضرورت ہے پر جو معاذ اللہ اس قسم کا بجا اعتقاد ہو کہ خداوند کریم یا اس کی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت وغیرہ کا منکر ہو تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے قرآن اور حدیث کو تسلیم کر لے اور بعد اس کے تاویل کے درپے ہو اس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہی نہیں اور اس نے تو جزا کا دی (معاذ اللہ) خدا کی اور پیغمبری کی پھر ایسے لوگوں سے جب آیات یا حدیث میں تاویلات مسوع ہوتی ہیں تو اور زیادہ انکی حمایت اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے۔ اسی قبیل سے ہے وہ جو بعض باطنیہ اہل الحاد نے ہمارے زمانے میں معجزات اور وحی اور حشر و نشر وغیرہ میں تاویل کی ہے اور فرشتوں اور شیاطین اور جنوں کا انکار کیا ہے یا یہ وہ باطنیہ ہیں جو خداوند کریم اور اس کی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہیں پھر ایسے لوگوں کو کون سی ضرورت آن پڑی ہے جو اس حدیث میں تاویل کریں اور یہ امر یعنی آفتاب کا پچھم سے نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پوز سے نکلنے میں کسی قسم کا استبعاد نہیں اسی طرح سے پچھم سے نکلنے میں بھی کوئی استبعاد نہیں اور پوز اور پچھم اور شمال اور جنوب یہ چاروں جہتیں اعتباری ہیں اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان میں تبدل اور تغیر ہوتا رہتا ہے۔ عرض تمہیں میں نہ مشرق ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چھ مہینے تک افق کے قریب اس کے اوپر رہتا ہے اور چھ مہینے تک اس کے نیچے۔ علاوہ اس کے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکھیں تو زمین کے ایک ذرا سی حرکت غیر معمولی سے جو شائے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہیں نقطہ مشرق مغرب اور نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ جدید کے دیکھیں تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مداری جو گرد آفتاب کے ہے دونوں معلول ہیں جذب اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی پھر جب اللہ

دے گا اس شخص کو جو پہلے ایمان نہیں لایا یا اس نے ایمان کے ساتھ نیکی نہیں کی۔

۳۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا.

۳۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ لُعْلَاءَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۹۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں جب ظاہر ہو جائیں تو اس وقت کسی کو ایمان لانے سے فائدہ نہ ہو گا اس کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا نیک کام نہیں کیا ایک تو نکلنا آفتاب کا جدھر سے ڈوبتا ہے دوسرے دجال کا نکلنا تیسرے دابۃ الارض کا نکلنا۔

۳۹۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالذِّجَالُ وَدَابَّةُ الْأَرْضِ))

۳۹۹- ابو ذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے ایک دن فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے تلے آتا ہے وہاں سجدہ میں گرتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو حکم ہوتا ہے اونچا ہو جا اور جا جہاں سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہ سے نکلتا ہے

۳۹۹- عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا ((أَتَدْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ هَذِهِ تَجْرِي حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخْرُ سَاجِدَةً فَلَا تَرَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِي

لہ فنائے عالم کے قریب اس نظام شمسی کے تمام نسبتوں اور حالتوں میں تغیر پیدا ہو تو بد لنا نقطہ مشرق اور مغرب کا کیا بعید ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے جب بھی حرکت ذاتی زمین کی دونوں طرف سے جائز الوقوع ہے جیسے ایک گولی کو اوپر سے اوپر پھر ادیں یا اوپر سے اوپر وہ ہر حالت میں اپنے محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہیں۔

(۳۹۸) یعنی زمین میں سے ایک جانور پیدا ہو گا جو مومنوں اور کافروں میں تمیز کر دے گا۔

(۳۹۹) ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کی کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب حرکت کرتا ہے مگر درحقیقت ایسا نہیں کیونکہ مراویہاں آفتاب کے جانے سے روزمرہ کا طلوع اور غروب نہیں جو زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اس کے منازل میں ہے جیسے کہیں سے منقول ہے اور قنادہ اور مقاتل نے کہا کہ آفتاب چلا جا رہا ہے ایک میعاد معین تک۔ واحدی نے کہا پھر اس کا ٹھہرنا اسی وقت ہو گا جب دنیا ختم ہوگی پر اس صورت میں حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین نہیں ہوتا کیونکہ حدیث سے ہر روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ نوویؒ نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کی طرف گئی ہے۔ واحدی نے کہا اس صورت میں ہر روز جب آفتاب ڈوبتا ہے تو تحت العرش ٹھہرتا ہے یہاں تک کہ وہ طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس میں یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو

پھر چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے اونچا ہو جا اور لوٹ جا جہاں سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہ سے پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلے گا اور لوگوں کو کوئی فرق اس کی چال میں معلوم نہ ہو گا یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر آوے گا عرش کے تلے اس وقت اس سے کہا جاوے گا اونچا ہو جا اور نکل جا پچھم کی طرف سے۔ جدھر تو ڈوبتا ہے وہ نکلے گا پچھم کی طرف سے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جاننے ہو یہ کب ہو گا (یعنی آفتاب کا پچھم کی طرف سے نکلنا)؟ یہ اس وقت ہو گا جب کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے نیک کام نہ کئے ہوں اپنے ایمان میں۔

۴۰۰- ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جاننے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ باقی حدیث وہی ہے۔

۴۰۱- ابوذر سے روایت ہے میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر! تو جانتا ہے یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سجدے کی پھر اس کو اجازت ملتی ہے ایک بار اس سے کہا جاوے گا لوٹ جا جہاں سے آیا ہے تو وہ نکل آوے گا مغرب کی طرف سے۔ پھر عبد اللہ کی قرات کے موافق یوں پڑھا وذلک مستقر لها یعنی وہ مقام ٹھہرنے کا ہے آفتاب کے۔

حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً وَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ جَنَّتِ فَرَجِعُ فَتَصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِي لَا يَسْتَكْبِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَيْئًا حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا ذَلِكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي أَصْبِحِي طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكَ فَتَصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَذَرُونَنِي ذَاكُمْ)) ذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا.

۴۰۰- عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا ((أَتَذَرُونَنِي تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُثَيْمٍ)).

۴۰۱- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَذَرِي أَنِّي تَذْهَبُ هَذِهِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ وَذَلِكَ مُسْتَقَرُّ لَهَا.

تو ہر ساعت اور ہر لحظہ جاری ہے اس لیے کہ زمین شکل کر رہی ہے اور اس کے اطراف اور جواہر کے رہنے والوں کے لحاظ سے ہر ایک افق مختلف ہیں۔ پھر غروب ہوتا ہے ایک قوم پر اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پر اور ایک جگہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہ نہیں ہوتا اور اگر افق سے حقیقی مراد ہو جس کی وجہ سے زمین کے برابر دو حصے ہو جاتے ہیں ایک فوقانی اور ایک تحتانی تو یہ اشکال رفع ہو جاوے گا۔ واللہ اعلم بمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۰۲- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَحْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ ((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ))

۴۰۲- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کو آفتاب چلا جا رہا ہے اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر جانے کے لیے۔ آپ نے فرمایا اس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے تلے ہے۔

بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: اس بات کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی (یعنی اللہ کا پیام) اترنا کیوں شروع ہوا

۴۰۳- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَحَلُّو بِغَارِ حِجْرٍ يَتَخَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي أُولَئِكَ الْعُدَّةُ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدَ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى

۴۰۳- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے انھوں نے کہا پہلے پہل جو وحی رسول اللہ ﷺ پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب سچا ہونے لگا تو آپ جب کوئی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا۔ آپ حرا کے غار میں اکیلے تشریف رکھتے وہاں عبادت کیا کرتے کئی راتوں تک اور گھر میں نہ آتے اپنا توشہ ساتھ لے جاتے۔ پھر حضرت ام المومنین خدیجہ کے پاس لوٹ کر آتے وہ اور توشہ اتنا ہی تیار کر دیتیں یہاں تک کہ اچانک آپ پر وحی اتری اور آپ کو وحی کی توقع نہ تھی۔

(۴۰۲) ☆ یہ آفتاب کا چلا جانا ایک فضا میں جو بے حد وسیع ہے اور جس کی مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا فلسفہ جدید کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مع اپنے سب سیاروں کے ایک حرکت نہ رکھتی کر رہا ہے ایک نقطے کی طرف جس کے بعد کو سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی میں واقع ہو گا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع میں قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۴۰۳) ☆ یعنی اس کی تعبیر سچی ہوتی صاف اور کھلی کھلی کسی قسم کا شبہ اس میں نہ رہتا۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینے تک رہی نبوت سے پہلے اس کے بعد علانیہ حضرت جبریل آپ کے پاس تشریف لائے اور بیدار اس میں یہ تھا کہ اگر دفعہ پہلے ہی سے حضرت جبریل آپ کے پاس آجاتے تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کی وجہ سے اچانک نبوت کا بار اٹھ نہ سکتا یہ حدیث صحابہ کے مراسیل میں سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عمر اتنی نہ تھی کہ انھوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو بلکہ ضرور خود رسول اللہ یا کسی صحابی سے سنا ہو گا اور صحابی کی مرسل روایت باتفاق علماء حجت ہے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے سوا ابواسحاق اسفرائینی کے۔ آپ کو تنہائی کا شوق ہو یعنی خلوت اور عزلت کا اور یہ وہ امر ہے جو مدار ہے انسانی ترقیاتی کا اور وظیفہ ہے ہر ایک دل اور نبی اور صالح اور حکیم اور فیلسوف کا۔ کوئی شخص دنیا میں اعلیٰ درجہ کا نہیں گزرا جس نے خلوت اور عزلت کو اختیار نہ کیا ہو اور ایک مدت تک تنہا رہ کر فکر اور مراقبہ نہ کیا ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تنہائی میں فکر خوب ہوتا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے مشاغل سے تو اس کو موقع ملتا ہے ایک مطلب کی طرف بخوبی متوجہ ہونے اور مبتدی کو حالت استغراق پیدا کرنے کے لیے اول تنہائی ضروری ہے پھر جب یہ قوت حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو ملکہ ہو جاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت نہیں رہتی وہ لوگوں میں بیٹھ کر بھی

عَدِيْبَةُ فَيَنْزَوْدُ لِجَنَّتِهَا حَتَّى فَجَعَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارٍ حَرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْحَهِدَ ثُمَّ أُرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْحَهِدَ ثُمَّ أُرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّلَاثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْحَهِدَ ثُمَّ

آپ اسی حرا کے غار میں تھے کہ فرشتہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا پڑھو۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں آپ نے فرمایا اس فرشتے نے مجھے پکڑ کر دبوچا اتنا کہ وہ تھک گیا یا میں تھک گیا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر مجھے پکڑا اور دبوچا یہاں تک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر مجھ کو پکڑا اور دبوچا یہاں تک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرا باسم ربك الذي خلق اخیر تک یعنی پڑھ اپنے مالک کا نام لے کر جس نے پیدا کیا پیدا کیا

لہ ایک ہی مطلب کی طرف اپنے دل کو پوری طرح لگا سکتا ہے اسی لیے بعد از نبوت کے ہمارے پیغمبر کو جہائی کی ضرورت نہ تھی۔ حری یا حراء بکسر ہائے حلی ایک پہاڑ ہے مکہ سے تین میل پر جو شخص مکہ سے منیٰ کو جائے تو بائیں ہاتھ پر پڑتا ہے اب وہاں ایک قبہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہیں یعنی خوب ہی دبوچا زور سے اور ظاہر ہے کہ حضرت تھک گئے ہو گئے کیونکہ فرشتوں کو خداوند تعالیٰ نے بہت طاقت دی ہے اور وہ تھکتے نہیں۔ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا اکثر یہ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل تھے کیونکہ وحی کا کام انہی کے سپرد ہے اور بعضوں نے کہا اسرافیل تھے اور یہ جو حضرت نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں اس سے یہ غرض ہے کہ میں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی یا میں اچھی طرح پڑھ نہیں سکتا کیونکہ امی ہونا دوسرے کے پڑھانے سے پڑھنے کا مانع نہیں اور بعضوں نے کہا کہ اس فرشتے نے ایک صحیفہ حریر کا آپ کے ہاتھ میں دیا تھا جب آپ نے یہ فرمایا اس دبوچنے سے یہ مقصود تھا کہ نور ملکی آنحضرت کے تمام جسم شریف میں سرایت کرے اور آپ کا دل خوب متوجہ ہو اور اسی وجہ سے بار بار یہ امر کیا اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی اتاری وہ یہی سورت ہے اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اس پر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے سورہ مدثر اتاری ہے پر وہ قول صحیح نہیں ہے اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بسم اللہ سورۃ کا جزو نہیں کیونکہ یہاں بسم اللہ کو ذکر نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ شاید بسم اللہ بعد کو اتاری ہو جیسے باقی سورۃ بعد کو اتاری۔ (نوی)

قاضی عیاضؒ نے کہا یہ فرمانا آپ کا اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ کو شک تھا اللہ کے پیغام میں بلکہ آپ ڈرے کہ شاید اتنا بڑا بوجھ آپ سے نہ اٹھ سکے اور جان نکل جائے کیونکہ وحی کی سختی سے بہت مشقت ہوتی ہے یا یہ خیال اس وقت تک ہو جب تک خواب میں نبوت کی بشارتیں ہوئیں اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اس سے ملاقات نہیں کی تو آپ کو خوف ہوا شیطان کا پر جب فرشتے سے ملاقات ہو گئی اس وقت تو کسی طرح کا شک نہیں رہ سکتا اور نہ شیطان کے غلبے کا ڈر رہ سکتا ہے۔ نو دئی نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہے کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا جی آفتیں کہیں اس لیے کہ جو آفتیں ناحق کی وجہ سے آئیں جیسے کوئی فضول خرچی سے مفلس ہو جائے یا ظلم کرے اور بلا میں پھنس جائے تو اس کی مدد کرنا ضروری نہیں۔ سبحان اللہ بی بی ہو تو ایسی جیسے حضرت خدیجہ کبریٰؓ تھیں جو اپنے خاوند کو مصیبت کے وقت میں تسلی اور تسفی دے اور ہر ایک معاملہ میں صلاح نیک دے۔ حضرت خدیجہ کی عظمتی اور دانائی اور لیاقت اور استعداد کے ثبوت کے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب ان کی گفتگو کا یہ ہے کہ آپ کے اخلاق اور عادات اور خصائل تو نہایت عمدہ ہیں جن کی وجہ سے خدا بھی آپ سے خوش ہے اور خلق خدا بھی راضی ہے پھر آپ پر آفت آنا عقل کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے

آدمی کو خون کی پھٹکی سے۔ پڑھ اور حیران مالک بڑی عزت والا ہے جس نے سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو وہ جو نہیں جانتا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ لوٹے اور آپ کے مونڈھے اور گردن کے بیچ کا گوشت پھڑک رہا تھا (ڈر اور خوف سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرحلہ تھا اور آپ کو عادت نہ تھی اس واسطے بہت چھاگئی) یہاں تک کہ پینچے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپ نے فرمایا مجھے ڈھانپ دو ڈھانپ دو (پکڑوں سے)۔ انھوں نے ڈھانپ دیا یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا اس وقت اپنی بی بی خدیجہ سے فرمایا اے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا اور سب حال بیان کیا کہا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ خدیجہ نے کہا ہرگز نہیں آپ خوش ہو جائیے قسم اللہ کی اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا یا کبھی رنجیدہ نہ کرے گا۔ آپ اللہ کی قسم نالتے کو

أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ ((زَمَلُونِي زَمَلُونِي)) فَرَمَلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْغُ ثُمَّ قَالَ لِخَدِيجَةَ ((أَيُّ خَدِيجَةَ مَا لِي)) وَأَخْبَرَهَا الْحَبَرَ قَالَ ((لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي)) قَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ كَلَّا أَتَشِيرُ فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا وَاللَّهُ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ

لہ کہ ہماری شریعت میں اور نیز اگلی شریعتوں میں جب غور و خوض کرو تو معلوم ہو تا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہیں رکھتے صرف خدا سے تعلق رکھتے ہیں جیسے شرک کرنا کفر کا اعتقاد رکھنا دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکھتے ہیں جن کی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف ہوتی ہے رنج پہنچتا ہے تقریباً اکثر گناہ بلکہ سارے اسی قسم کے ہیں جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود خواری، غیبت اور حسد اور نفاق، بخلی وغیرہ پھر جو شخص دونوں قسم کے گناہوں سے پرہیز کرتا ہو اور بعض اس کے وہ نیکیاں کرتا ہو جن سے خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی مخلوق بھی خوش ہوتی ہو وہ کاہے کو مصیبت میں پھنسے اس کی تو روز بروز خوشی بڑھتی جائے گی اور وہ ہمیشہ اپنے اعمال کے اثر سے اور ان کے قصور سے پھولا ہوا مگن بنارہے گا۔ تو درحقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا ہے اور عیش کو کرکرا اور تلخ بنا دیتا ہے اسی واسطے تمام شریعتوں نے بالاتفاق گناہ سے منع کیا ہے مثلاً جو شخص بخلی کرے گا اور اپنے جوہر، بچوں اور ناتے والوں دوستوں کے حق اچھی طرح ادا نہ کرے گا تو سب کے سب اس کے دشمن بن جائیں گے اور جہاں تک ہو سکے گا اس کے جان اور مال کو نقصان پہنچائیں گے۔ جو شخص حسد کرے گا وہ اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں نقصان پہنچائے گا جو ظلم کرے گا لوگ اس کے دشمن ہو کر اس سے بدلہ لیں گے اسی طرح سارے گناہوں کا حال ہے کہ انجام ان کا اندہ اور رنج ہے پھر جو شخص گناہ کو لذت سمجھ کر بیٹھتا ہے وہ انجام بین اور باریک بین نہیں ہے۔ اگر وہ خوب فکر کرے تو اس کو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ گھڑی بھر کی لذت اس بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آنے والی ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ زنا کے وقت جو ایک آدمی لطف لذت ہوتی ہے اس کی کیا بساط معاذ اللہ ان آفتوں کے سامنے جو زنا کرنے والے کو آگے چل کر پیش آتی ہیں۔ کوئی شریف آدمی اس کے آنے کا اپنے گھر میں روادار نہیں ہوتا کوئی اس کے ہمسایہ رہنے کو پسند نہیں کرتا۔ جس سے زنا کیا اس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اس کے خون کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب موقع پاتا ہے اس کو قتل کرتا ہے اور جو شوہر نہیں تو اس کے اور عزیز اور اقارب ناتے اور رشتے والے دشمن ہوتے ہیں اس کے مارنے کی فکر میں رہتے ہیں اور اگر فرض کریں کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اس سے ناتے رشتے والے ہی نہ ہوں یا ہوں پر برا نہ مانیں تب بھی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑ جاتی ہے پھر ہر ایک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد ہوتا ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اس کی بی بی اور بی بی کے عزیز و اقارب سب اس کے دشمن بن جاتے ہیں اور اکثر ایسے بد کردار خاوند اپنی بی بی کے لئے

جوڑتے ہیں سچ بولتے ہیں بوجھ اٹھاتے ہیں (یعنی عیال اور اطفال اور یتیم اور مسکین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں ان کا بار اٹھاتے ہیں) اور نادار کے لیے کمائی کرتے ہیں اور خاطر داری کرتے ہیں مہمان کی اور حجی آفتوں میں (جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا یا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگوں کی۔ پھر خدیجہؓ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور وہ خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی تھے۔ کیونکہ ورقہ، نوفل کے بیٹے تھے اور نوفل اسد کے اور خدیجہؓ خویلد کی بیٹی تھیں اور خویلد اسد کے بیٹے تھے تو ورقہ اور خدیجہؓ کے باپ بھائی بھائی تھے) اور جاہلیت کے زمانے میں وہ نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھنا جانتے تھے تو انجیل کو عربی میں لکھتے تھے جتنا اللہ کو منظور تھا اور بہت بوڑھے تھے ان کی بیٹائی جاتی رہی تھی (برسہاپے کی وجہ سے)۔ خدیجہؓ نے ان سے کہا اے چچا! (وہ چچا کے بیٹے تھے پر بزرگی کے لیے ان کو چچا کہا اور ایک روایت میں چچا کے بیٹے ہیں) اپنے بھتیجے کی سنو ورقہ نے کہا اے بھتیجے میرے! تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول

وَتَكْتَسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ بْنِ أَسَدٍ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أُخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَجِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ أَيُّ عَمِّ اسْتَعْمَرَ مِنْ ابْنِ أُخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ يَا ابْنَ أُخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَرَ مَا رَأَاهُ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لَيْتَنِي فِيهَا حَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ رَسُولُ

اللہ ہاتھوں جان دیتے ہیں اور اگر یہ بھی نہ ہو تو زانیہ عورتوں کے ساتھ بر اکام کرنے سے انسان کو طرح طرح کی بیماریاں جیسے آتشک، سوزاک، جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہیں جن کا اثر کئی پشت تک اولاد میں بھی چلا جاتا ہے اور جس کو یہ بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اس کی تو زندگی سے موت بہتر معلوم ہوتی ہے۔ معاذ اللہ ایک آن کے مزے کے لیے جو حلال طور سے بھی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسی سخت تکلیف اٹھانا عاقل کا کام نہیں۔ اب اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی میں ہے نہیں بلکہ آخرت کے فائدے سے اس کے سوا ہیں اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اس وجہ سے یہ غرض ہے کہ بعض لوگ جن کی پوری سمجھ نہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچنا دنیا میں کوئی مفید نہیں بلکہ اس میں صرف آخرت ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاہت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری باتوں سے بچنا اور نیک کاموں کو کرنا دنیا اور آخرت دونوں کو درست کرتا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت پر چلنے سے انسان آخرت کے عذابوں سے بچے گا ویسے ہی دنیا کی آفتوں رنجوں سے بھی محفوظ رہے گا اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا میں اچھے آدمیوں پر بھی بڑی بڑی مصیبتیں اور تکلیفیں ہوئی ہیں اور بہت بدکاروں نے ساری عمر چین اڑایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر چیزوں کی نظر میں ہے درحقیقت بدکاروں کو کوئی چین نہیں ہے اور نیکوں کو کوئی رنج نہیں۔ نیک شخص پر کیسے ہی آفت آئے پر اس کا دل اپنی بے قصوری اور پاکی کا تصور کر کے خوش ہے اور انجام اس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل ہر وقت قلق میں ہے کیسے ہی عیش کے سامان اس کے پاس تیار ہوں پر جب دل میں اطمینان اور سکون نہیں، گناہوں کی فکر، مواخذہ کا خوف لگا ہے تو یہ سامان سب بچ ہے۔ ہذا ما الہمنی ربی عز وجل والحمد لله۔ صحیح بخاری میں ہے کہ عبرانی لکھنا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی میں لکھنا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی میں لکھتے تھے۔ نودی نے کہا دونوں صحیح ہیں اور حاصل یہ ہے کہ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْ مُخْرَجِي هُمْ)) قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جَنَّتْ بِهِ إِلَّا غُودِي وَإِنْ يُذَرِّكُنِي يَوْمَكَ أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا.

اللہ ﷺ نے جو کچھ کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی۔ ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر اتری تھی کاش میں اس زمانہ میں جو ان ہو تا کاش میں زندہ رہتا اس وقت تک جب تمہاری قوم تم کو نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں جب کوئی شخص دنیا میں وہ لے کر آیا جس کو تم لائے ہو (یعنی شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور جو میں اس دن کو پاؤں گا تو اچھی طرح تمہاری مدد کروں گا۔

۴۰۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ سَاقَ الْحَدِيثِ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَوْلَ اللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا وَقَالَ قَالَتْ حَدِيثُهُ أَيُّ ابْنِ عَمٍّ اسْمَعُ مِنْ ابْنِ أُحَيْك.

۴۰۴- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں اتنا فرق ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم اللہ کی اللہ تم کو کبھی رنجیدہ نہ کرے گا (اور اگلی روایت میں یوں تھا رسوا نہ کرے گا) اور خدیجہ نے کہا ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی بات (اور اگلی روایت میں یوں تھا اے چچا! سن اپنے بھتیجے کی بات)۔

۴۰۵- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ إِلَى حَدِيثِ يَرْحُفُ فَوَادُهُ وَاقْتَصَرَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ وَمَغْمَرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيثِهِمَا مِنْ قَوْلِهِ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ وَتَابَعَ يُونُسَ عَلَى قَوْلِهِ قَوْلَ اللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا وَذَكَرَ قَوْلَ حَدِيثِ أَيُّ ابْنِ عَمٍّ اسْمَعُ مِنْ ابْنِ أُحَيْك.

۴۰۵- اس روایت میں یوں ہے کہ آپ لو نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف اور آپ کا دل کانپ رہا تھا اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس میں یہ ہے کہ قسم اللہ کی اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی۔

ہے کہ وہ نصاریٰ کے دین سے خوب واقف تھے اور انجیل کو خوب سمجھتے تھے کبھی اس کو عبرانی میں لکھتے تھے کبھی عربی میں۔ ناموس سے مراد جبرئیل ہیں اور اصل معنی ناموس کے بھلی بات چھپانے والا جیسے جاسوس بری بات چھپانے والا جبرئیل کو ناموس اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راز وحی کو بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ پر ناموس ورقہ کی زندگی نے وفات کی اور رسول اللہ کو مشرکوں نے مکہ سے نکال دیا جیسے ورقہ نے کہا تھا۔

۴۰۶- جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت ہے اور وہ صحابہؓ میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہو جانے کا ایک بار میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حراء میں میرے پاس آیا ایک کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں۔ یہ دیکھ کر میں سہم گیا ڈر کے مارے اور لوٹ کر گھر میں آیا میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو انھوں نے کپڑا اوڑھا دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری یا ایہا المدثر اخیر تک یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ اور ڈر الوگوں کو ڈر اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے۔ پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی۔

۴۰۷- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۴۰۸- زہری سے روایت ہے اسی سند کے ساتھ یونس کی حدیث کی طرح اور کہا اس نے تو نازل کیا اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر کو اے کپڑا اوڑھنے والے اور پلیدی چھوڑ دے پہلے اس سے فرض کی جائے نماز اور پلیدی وہ بت ہیں اور کہا اس نے فحشیت منہ جیسے کہا

۴۰۶- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فِتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ ((قَبِينَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِخِرَاءٍ جَالِسًا عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ مِنْهُ فَرَقًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَذَكَّرُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ((يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ وَتَبَارَكَ فَطَهَّرْ وَالرُّجْزُ فَاهْجُرْ وَهِيَ الْاَوْتَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعِ الْوَحْيُ.

۴۰۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((ثُمَّ فِتْرَةِ الْوَحْيِ عَنِّي فِتْرَةٌ قَبِينَا أَنَا أَمْشِي)) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَجِئْتُ مِنْهُ فَرَقًا حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ)) وَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرُّجْزُ الْاَوْتَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعِ الْوَحْيُ بَعْدَ وَتَتَابَعِ.

۴۰۸- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَقَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ إِلَى قَوْلِهِ وَالرُّجْزُ فَاهْجُرْ قَبْلَ أَنْ تَفْرُضَ الصَّلَاةَ وَهِيَ الْاَوْتَانُ وَقَالَ ((فَجِئْتُ مِنْهُ))

(۴۰۶) ☆ سب سے پہلے آپ پر وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اقرا باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرا و ربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم۔ بعد اس کے ایک مدت تک جس کی تعیین میں اختلاف ہے وحی موقوف رہی پھر یہ آیتیں اتریں سورہ مدثر کے شروع کی۔ بعد اس کے وحی کا سلسلہ بندھ گیا اور برابر آنے لگی۔ نووی نے کہا اب جو بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ مدثر اتری یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اتری۔

عقیل نے۔

كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ.

۴۰۹- عَنْ يَحْيَى يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أَنْزَلَ قَبْلُ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ أَوْ أَفْرَأُ فَقَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أَنْزَلَ قَبْلُ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ أَوْ أَفْرَأُ قَالَ جَابِرٌ أَخَذْتُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((جَاوَزْتُ بِحِوَاءِ شَهْرٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَادِي نَزَلْتُ فَاسْتَبَطَنْتُ بَطْنُ الْوَادِي فَتَوَدَّيْتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرِ أَحَدًا ثُمَّ تَوَدَّيْتُ فَظَرْتُ فَلَمْ أَرِ أَحَدًا ثُمَّ تَوَدَّيْتُ فَتَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْهَوَاءِ يَغِي جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخَذَتْنِي رَجْفَةٌ شَدِيدَةٌ فَأَتَيْتُ حَدِيحَةَ فَقُلْتُ ذَنُّوْنِي فَذَنُّوْنِي فَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)) يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَتَوَّابَكَ فَطَهِّرْ.

۳۰۹- کجی سے روایت ہے میں نے ابو سلمہ سے پوچھا سب سے پہلے قرآن میں سے کیا اترا؟ انھوں نے کہا یا ایہا المدثر میں نے کہا یا افرأ انھوں نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا قرآن میں سے پہلے کیا اترا انھوں نے کہا یا ایہا المدثر میں نے کہا یا افرأ جابر نے کہا میں تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کی تھی آپ نے فرمایا میں حرامیں ایک مہینے تک رہا جب میری مدت رہنے کی پوری ہو گئی تو میں اترا اور وادی کے اندر چلا۔ کسی نے مجھے آواز دی میں نے سامنے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر کسی نے مجھے آواز دی میں نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر کسی نے مجھے آواز دی تو میں نے سر اوپر اٹھایا دیکھا تو وہ ہوا میں ایک تخت پر ہیں یعنی جبریل۔ مجھے یہ دیکھ کر لرزہ پڑھ آیا سخت (ہیبت کے مارے) تب میں حدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو انھوں نے کپڑا اوڑھا دیا اور پانی اوپر میرے ڈالا۔ ہیبت دور کرنے کے لیے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر و توابک فطہر (ان کا ترجمہ اوپر گزرا)۔

۴۱۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۴۱۰- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَإِذَا وَجَّالَسَ عَلَى عَرْشِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)).

باب رسول اللہ ﷺ کا آسمانوں پر تشریف لے جانا
(یعنی معراج) اور نمازوں کا فرض ہونا

بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى السَّمَاوَاتِ وَفَرَضِ الصَّلَوَاتِ

۱ نووی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہے اور میں اس باب میں مختصر مختصر مطالب اپنے اپنے مواقع پر بیان کروں گا اور قاضی عیاض نے معراج کے بارے میں چند فقرے بہت عمدہ لکھے ہیں انھوں نے کہا کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کس حالت میں تھی تو بعضوں نے کہا یہ سب خواب تھا اور جو حق ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اس کو اختیار کیا ہے فقہاء اور محدثین اور متکلمین میں سے وہ یہ ہے کہ معراج بیداری کی حالت میں تھی اور آپ اپنے جسم کے ساتھ تشریف لے گئے تھے اور حدیثیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں اور ظاہر سے عدول کرنے والے

تھ کے لیے کوئی وجہ نہیں اور نہ یہ محال ہے تاکہ تاویل کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج کی روایت میں کئی جگہ وہم کیا ہے جن پر انکار کیا ہے علماء نے اور امام مسلم نے اس پر تنبیہ کی ہے اور کہا کہ شریک نے اس روایت میں تقدیم اور تاخیر اور کمی بیشی کی ہے ایک ان میں سے یہ ہے کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ معراج کم از کم نبوت سے چندہ سینے کے بعد واقع ہوئی اور حربی نے کہا معراج ستائیسویں شب کو ربیع الثانی میں ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی اور زہری نے کہا معراج نبوت کے پانچ برس بعد ہوئی اور ابن اسحاق نے کہا معراج اس وقت ہوئی جب اسلام مکہ میں پھیل گیا تھا اور عرب کے قبیلوں میں اور ان سب قبیلوں میں زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹھیک ہے اس لیے کہ سب نے اتفاق کیا ہے کہ حضرت خدیجہ نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی نماز فرض ہونے کے بعد اور اس بات میں اختلاف نہیں کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گزر گئیں اور بعضوں نے کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پھر معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہو سکتی ہے اور یہ جو شریک کی روایت میں ہے آپ سورہ ہے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ میں سونے اور جاگنے کے بیچ میں تھا خانہ کعبہ کے پاس تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معراج خواب میں تھی کیونکہ یہ حالت اس وقت کی ہے جب آپ کے پاس فرشتہ آیا اور حدیث میں اس کا کہاں ذکر ہے کہ سارا قصہ خواب میں گزرا۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ نووی نے کہا شریک کے سوا معراج کی حدیث کو اور حافظوں اور عالموں نے روایت کیا ہے جیسے ابن شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے افسس سے اور انھوں نے شریک کی باتیں بیان نہیں کیں اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہیں ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ جن لوگوں نے معراج کا حالت بیداری میں جسم کے ساتھ انکار کیا ہے ان کا انکار دو وجہ سے ہے۔ ایک تو یہ کہ اس قدر تیز حرکت قیاس میں نہیں آتی کہ لاکھوں کروڑوں برس کا فاصلہ ایک جسم تھوڑے زمانے میں طے کرے اور پھر اس کے اجزاء میں اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ آسمان مثل پیاز کے جھلکوں کے ایک پر ت دوسرے پر ت سے ملے ہوئے ہیں اور وہ پھٹنے اور جڑنے کے قابل نہیں ہیں دوسرا شبہ تو صرف بطلیموس کی تقلید سے پیدا ہو گیا تھا کیونکہ اس نے تو آسمان ٹھوس اور سخت ایک سے ایک ملے ہوئے نکالے اور اسی کا نکالا ہوا نظام مسلمانوں نے عربی زبان میں نقل کیا اور وہی مسلمانوں میں شائع ہوا حالانکہ خود حکماء ہی نے اس نظام کو باطل کر دیا اور آسمانوں کا جسم ایسا سخت کہ جس میں کوئی چیز پھر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا یہ امر کہ ہزار ہا بارے اور اجسام ان آسمانوں میں جو فضا کی طرح معلوم ہوتا ہے پھر آگرتے ہیں اور اگر یہ امر مان لیا جائے کہ آسمان ٹھوس اور سخت اجسام ہیں تو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ان میں دروازے اور راستے نہیں ہیں اور جو یہ بھی فرض کیا جائے تو یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ وہ پھٹنے اور جڑنے کے لائق نہیں ہیں جو دلیل اگلے حکماء نے آسمانوں کے نہ پھٹنے پر قائم کی ہے وہ کئی جگہ سے مخدوش ہے اور اس کے مقدمات ممنوع ہیں۔ اب رہا پہلا امر تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس میں نہ آنے سے کوئی امر محال نہیں ہو سکتا خود زمین کی حرکت کو دیکھو اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے میں طے کرتی ہے یعنی توپ کی گولی سے ایک سو بیس گنا جلد چارہا ہے پر نہ زمین کے اجزاء میں تفریق ہوتی ہے ورنہ ہم کو کسی قسم کی پریشانی ایسی تیز حرکت سے حاصل ہوتی ہے اور جن لوگوں کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے تو آفتاب زمین سے دس کروڑ زمین کے فاصلہ پر ہونے سے اس کا مدار ساٹھ کروڑ میل کا ہو اور ساٹھ کو ۳۴۰ پر تقسیم کرو تو ہر ایک ساعت میں اڑھائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اس قدر تیز حرکت سے بھی نہ آفتاب کا جرم پھٹتا ہے نہ اس کے اجزاء میں تفریق ہوتی ہے اب اس سے بھی زیادہ تیز حرکت کو دیکھو روشنی جو آفتاب سے ہم تک آ پہنچتی ہے اس کی حرکت ایک دقیقہ یعنی منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جو اہر کی حرکات میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال غلط ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہے اور وہ اجزاء نہایت تیزی کے ساتھ روشنی جسم سے سب طرف پھینکے جاتے ہیں پھر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہاء نہ نکلے اور نہ جسم کی سختی کی اس صورت میں خداوند کریم قادر مطلق کامل سے کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ ایک جسم کو جتنی چاہے اسے تیز روی عنایت فرما دے گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعد ہوا جو جہل نے اپنے ہی قیاس سے معراج کو بعید سمجھ کر اس کا انکار کیا اور حضرت صدیق نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق کی و ذالک فضل اللہ یؤیۃ من شاء۔

۴۱۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَتَيْتُ بِالْبَرَقِ وَهُوَ ذَائِبَةٌ أَيْضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَذَوْنُ الْبُعْلِ يَضَعُ حَافِرُهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهِ قَالَ فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ قَالَ فَرَبَطْتُهُ بِالْخَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهَا النَّبِيُّاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْنَاءُ مِنْ حَمْرِ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَأَخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْتُ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ

۴۱۱- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا اور وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لمبا گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا اپنے سم وہاں رکھتا ہے جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے (تو ایک لمحہ میں آسمان تک جاسکتا ہے)۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا وہاں اس جانور کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے اپنے جانوروں کو باندھا کرتے تھے (یہ حلقہ مسجد کے دروازے پر ہے اور باندھ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزوں کی احتیاط اور حفاظت ضروری ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں) پھر میں مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتیں نماز کی پڑھیں بعد اس کے باہر نکلا تو حضرت جبریلؑ دو برتن لے کر آئے ایک میں شراب تھا اور ایک میں دودھ۔ میں نے دودھ پسند کیا حضرت جبریلؑ ہمارے ساتھ آسمان پر چڑھے۔ (جب وہاں پہنچے) تو فرشتوں سے کہا دروازہ کھولنے کے لیے

(۳۱۱) براق بھسم یا اس جانور کا نام ہے جس پر رسول اللہؐ معراج کی رات کو سوار ہوئے تھے۔ زبیدی اور صاحب تحریر نے کہا کہ براق وہ جانور ہے جس پر تمام پیغمبروں نے سواری کی پر اور پیغمبروں کا سواری کرنا اس پر دلیل چاہتا ہے۔ ابن درید نے کہا براق برق سے نکلا ہے برق کہتے ہیں بجلی کو اس جانور کا نام براق ہو اس لیے کہ اس کی چال بجلی کی طرح تیز تھی اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ بجلی کی طرح صاف اور ستھرا اور چمکدار تھا اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ سفید تھا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا احتمال ہے کہ اس جانور میں دو رنگ ہوں کیونکہ براق اس بکری کو کہتے ہیں جس کی سفیدی میں سیاہ دھاریاں ہوں اور حدیث میں خود موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ کا تھا تو براق بھی سفید رنگ میں داخل ہے۔ (نودی) مُقَدَّسٌ یَا مُقَدَّسُ دونوں صحیح ہیں اور مشہور معنی اس کے یہ ہیں پاکی کا گھر وہاں انسان گناہوں سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک ہے بتوں کی نجاست سے۔ نودی نے کہا اس روایت میں اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبریلؑ نے آپ کو اختیار دیا کہ ان دونوں برتنوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کریں آپ نے دودھ پسند کیا جیسے دوسری روایت میں ابو ہریرہؓ کی صاف موجود ہے کہ آپ کو الہام ہوا اور دودھ کے اختیار کرنے کا اور فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم نے اسلام ہی علامت کو اور اس پر استقامت کو اختیار کیا اور دودھ اسلام کی علامت اس وجہ سے ہوا کہ وہ پاکیزہ خوشگوار نیک انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیوں کی جڑ ہے اور حال اور مال دونوں میں برائیاں پیدا کرنے والی ہے۔ اتھی۔

مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہاں لغوی معنی فطرت کا ہو یعنی پیدائش اور آخرت میں اور مقصود یہ ہے کہ دودھ فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اس کی پرورش بغیر دودھ کے مشکل ہے اور دودھ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی، سرلج، البھسم، اعضاء کو بڑھانے والا، جسم کو پرورش کرنے والا اور اس میں غذائیت اور مائیت دونوں موجود ہیں اور وہ فطری یعنی پیدائشی ہے خداوند کریم ﷻ

بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فِذَا
 أَنَا بِأَدَمَ فَرَحَبَ بِي وَدَعَا لِي بِجِبْرِيلَ ثُمَّ عَرَجَ
 بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاُسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ
 مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ
 قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فِذَا أَنَا بِأَبْنَى الْخَالَةِ
 عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا
 صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا فَرَحَبَا وَدَعَا لِي

انہوں نے پوچھا کون ہے؟ جبریل نے کہا جبریل ہے۔ انہوں نے
 کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد ہیں فرشتوں
 نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے تھے؟ جبریل نے کہا ہاں بلائے گئے ہیں
 پھر دروازہ کھولا گیا ہمارے لیے اور ہم نے آدم کو دیکھا انہوں نے
 مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی پھر جبریل ہمارے ساتھ
 چڑھے دوسرے آسمان پر اور دروازہ کھلوا لیا فرشتوں نے پوچھا کون
 ہے؟ انہوں نے کہا جبریل فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا
 کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا محمد ہیں۔ فرشتوں نے کہا کیا ان کو حکم

لہ نے اس کو بتایا انسان کی صنعت کو اس میں دخل نہیں برخلاف شراب کے کہ نہ اس میں غذا ایت ہے جو انسان کے جسم کی پرورش کے لیے کافی
 ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوا ہے اور جس قدر منفعت اس سے حاصل ہوتی ہے اس سے زیادہ ضرر اور نقصان
 پیدا ہوتا ہے۔ نووی نے کہا یہاں سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچھے کون ہے؟ تو اس کے جواب میں اپنا نام
 بیان کرے نہ یہ کہ ”میں“ کہے کیونکہ اس کی ممانعت آئی ہے اور ”میں“ کہنا بے فائدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ آسمان میں دروازے ہیں تیسرے یہ کہ
 دروازوں پر محافظ اور چوکیدار ہیں۔ مرحبا وہ لفظ ہے جس کو عرب کے لوگ مہمان آنے کے وقت بولتے ہیں یعنی تم اچھی فراخ اور کشادہ جگہ
 میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ملاقات کو آئے اس کی خاطر داری کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اس کی تعریف کرنا بشرطیکہ وہ مغرور نہ
 ہو درست ہے اور یہ طریقہ ہے انبیاء کا۔ بیت المعمور ایک پھر ہے کعبے کی طرف آسمانوں کے اوپر اس کو معمور اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ آباد
 رہتا ہے ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے وہاں عبادت کے لیے آتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بے حساب
 ہیں۔ سدرۃ مطلقہ ایک درخت ہے پیر کا ساتوں آسمانوں کے اوپر وہ حد ہے فرشتوں کے جانے کی یا حد ہے ان کے علم کی اس سے آگے کا علم سوا
 خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا اس کا نام سدرۃ مطلقہ اس لیے ہوا کہ ملائکہ کا علم وہاں تک ختم ہو گیا اور اس سے آگے کوئی نہیں
 بڑھا سوا رسول اللہؐ کے اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ اس کو مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ جو اوپر سے اترتا ہے وہ وہاں آکر ٹھہر جاتا ہے اور
 جو نیچے سے چڑھتا ہے وہ بھی وہاں رک جاتا ہے یعنی خدا کا حکم یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص چٹائی اس درخت پر ہوئی تو اس کا رنگ روپ ہی
 بدل گیا اور حسن و جمال اس کا بے نظیر ہو گیا جس کی تعریف بیان ہو سکتی سچ ہے مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق ذوالجلال کی تعریف
 کر سکے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عقیدہ سلف امت کا کہ خدا تعالیٰ اپنے عرش پر آسمانوں کے اوپر ہے ورنہ لوٹ جانے کے کیا معنی
 ہو گئے۔ نووی نے اس مقام پر یہ تاویل کی ہے کہ میں لوٹ گیا اس مقام پر جہاں میں نے خداوند کریم سے باتیں کی تھیں اور پھر عرض کیا دوبارہ
 اور نقل کیا اس کو مولانا ابوالطیب نے السراج النواہج میں اور نہیں رد کیا اس تاویل کو حالانکہ یہ تاویل مردود ہے اور نوویؒ نے متاخرین متکلمین
 کی تقلید کر کے یہ تاویل کی جو خداوند کریم کو جہت اور مکان سے منزہ خیال کرتے ہیں اور علماء حدیث اور سلف صالحین کے مذہب پر اس حدیث
 میں کوئی تاویل کی ضرورت نہیں اس لیے کہ ان کے نزدیک خدا کا مکان عرش ہے اور وہ جہت فوق میں ہے پس مطلب حدیث کا صاف ہے کہ
 میں خداوند کریم کے پاس پھر گیا اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے معاذ اللہ خدا کی ذات ہر جگہ ہے اور عرش سے ذات کو کوئی خصوصیت نہیں ان
 کے طریقہ پر معراج کی فضیلت نہیں نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کے وقت ساتوں آسمانوں کا

ہوا تھا بلانے کا؟ جبریل نے کہا ہاں ان کو حکم ہوا ہے پھر دروازہ کھلا تو میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں کو دیکھا یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو ان دونوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے بہتری کی دعا کی پھر جبریل ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوا یا فرشتوں نے کہا کون ہے؟ جبریل نے کہا جبریل فرشتوں نے کہا دوسرا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد ہیں۔ فرشتوں نے کہا کیا ان کو پیغام کیا گیا تھا بلانے کے لیے؟ جبریل نے کہا ہاں ان کو پیغام کیا گیا تھا پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت یوسف کو دیکھا اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدھا حصہ ان کو دیا تھا انھوں نے مرحبا کہا مجھ کو اور نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو لے کر چوتھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوا یا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے؟ کہا محمد ہیں فرشتوں نے کہا کیا بلوائے گئے ہیں؟ جبریل نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے اور یس کو دیکھا انھوں نے مرحبا کہا اور اچھی دعا دی مجھ کو۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اٹھالیا اور یس کو اوپنی جگہ پر (تو اوپنی جگہ سے یہی چوتھا آسمان مراد ہے) پھر جبریل علیہ السلام ہمارے ساتھ پانچویں آسمان پر چڑھے انھوں نے دروازہ کھلوا یا فرشتوں نے پوچھا کون؟ کہا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ہیں فرشتوں نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ہارون کو دیکھا انھوں نے مرحبا کہا اور مجھے نیک دعا دی۔ پھر جبریل علیہ السلام ہمارے ساتھ چھٹے آسمان پر

بَخِيرَ ثُمَّ عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا يُوسُفُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا يَادْرِسُ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ((وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا)) ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى

آپ کو درپیش ہو کیونکہ ان کے نزدیک تو خدا زمین پر بھی ذات سے موجود ہے پھر ساتوں آسمانوں کے اوپر بلانے سے کیا مقصود تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کم بخت عقیدہ ہم بن صفوان سے پھیلا جس نے ہزاروں مسلمانوں کو گمراہ کیا اور اب تک گمراہی اس کی قائم ہے اور نجات دی اللہ جل جلالہ نے اس شیطان کے شر سے علماء حدیث اور سلف صالحین کو اور جنھوں نے ان کی روایت کیا اللہ تعالیٰ ہم کو سلف کی پیروی نصیب فرمائے اور ہمارا شر انہی کے ساتھ کرے۔ آمین یا رب العالمین۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ

پہنچے اور دروازہ کھلوا یا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل پوچھا اور کون ہے تمہارے ساتھ؟ انھوں نے کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے کہا کیا خدا نے ان کو پیام بھیجا آملنے کے لیے؟ جبرئیل نے کہا ہاں بھیجا پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا انھوں نے کہا مرحبا اور اچھی دعا دی مجھ کو پھر جبرئیل ہمارے ساتھ ساتویں آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوا یا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا وہ تکیے لگائے ہوئے تھے اپنی پیٹھ کا بیت المعمور کی طرف (اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا درست ہے) اور اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے پھر جبرئیل مجھ کو سدہ مٹھی کے پاس لے گئے اس کے پتے اتنے بڑے تھے جیسے ہاتھی کے کان اور اس کے پیر جیسے قلعہ (ایک بڑا گھڑا جس میں دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پھر جب اس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈھانکا تو اس کا حال ایسا ہو گیا کہ کوئی مخلوق اس کی خوبصورتی بیان نہیں کر سکتا پھر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل میں جو کچھ ڈالا اور پچاس نمازیں ہر رات اور دن میں مجھ پر فرض کیں جب میں وہاں سے اترتا اور حضرت موسیٰؑ تک پہنچتا تو انھوں نے پوچھا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا امت پر تمہاری؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں انھوں نے کہا پھر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی اور میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور ان کا امتحان لیا ہے میں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَذَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ انْسَابَعَةَ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا يَا إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَخُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السَّنْدَرَةِ الْمُتَهَيَّئَةِ وَإِذَا وَرَقُهَا كَأَذَانِ الْفَيْلَةِ وَإِذَا قَمَرُهَا كَالْقِلْدَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ مَا أَوْحَى لِقَرَضٍ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا قَرَضَ رَبُّكَ عَلَيَّ أَمْنِكَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أَمْنَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَيَّ أَمْنِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أَمْنَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَارْجِعْ إِلَى

اللہ نے اللہ جل جلالہ سے جاد واسطہ کلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جواب دیا۔ اب وہ لوگ جو کہتے ہیں معاذ اللہ خدا بات نہیں کرتا نہ اس کی بات میں آواز اور حروف ہیں وہ گویا حدیثوں اور آیتوں کا رد کرتے ہیں جن سے صاف اللہ تعالیٰ کا بات کرنا اور اس میں آواز ہونا ثابت ہے یعنی بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہنے سے اب مجھ کو شرم آگئی اب نہیں جاسکتا کہ آپ کو یہ خیال ہو کہ میری امت ان پانچ نمازوں کو لے

رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعْ
بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُمْ خَمْسُونَ
صَلَوَاتٍ كُلُّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ
فَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ
يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ
لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ
تُكْتَبْ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ
قَالَ فَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَرْجِعْ إِلَى
رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ هَذَا رَجَعْتُ
إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَخَيَّتُ مِنْهُ))

لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس اور عرض کیا اے پروردگار! تخفیف کر میری امت پر۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں گھنٹوں میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیں۔ انھوں نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی تم پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کرو آپ نے فرمایا میں اس طرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد! وہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن اور ہر رات میں اور ہر ایک نماز میں دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازیں ہوئیں (سبحان اللہ مالک کی کسی عنایت اپنے غلاموں پر ہے کہ پڑھیں تو پانچ نمازیں اور ثواب ملے پچاس کا) اور جو کوئی شخص نیت کرے کام کرنے کی نیک پھر اس کو نہ کرے تو اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور جو کرے تو دس نیکیوں کا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اس کو نہ کرے تو کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی آپ نے فرمایا پھر میں اتر اور حضرت موسیٰ کے پاس آیا۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے پروردگار کے پاس پھر پھر کر گیا یہاں تک کہ میں شرمایا گیا اس سے۔

۴۱۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَيْتُ فَأَنْطَلَقُوا بِي إِلَى زَمْزَمَ فَشَرَحَ عَنْ صَنْدَرِي ثُمَّ غَسَلَ

۴۱۲- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے لے گئے زم زم کے پاس پھر خیرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا زم زم کے پانی سے بھر چھوڑ دیا گیا میں اپنی

اور بھی ہر روز اذان کر کے گی پر جو منظور الہی تھا وہ ہوا یہ جو بار بار تخفیف ہوئی تو علماء نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ آیا پہلے پچاس نمازوں کا جو حکم ہوا تھا وہ جوئی تھا یا غیرہ جوئی۔ خطابی نے کہا کہ وہ حکم غیرہ جوئی تھا اور نہ تخفیف کیسے ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم جوئی تھا کیونکہ اگر غیرہ جوئی ہوتا تو تخفیف چاہنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اب یہ تخفیف رخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے۔

(۴۱۲) یعنی اس جگہ جہاں سے لے گئے تھے یہ معنی اس صورت میں ہے جب حدیث میں انزال بضم تاء صیغہ واحد متکلم مجہول ہو اور جو سکون تاء ہو صیغہ واحد مؤنث مجہول تو اس صورت میں اس کا مفعول الم بضم فاعلہ محذوف ہو گا اور وہ مذکور ہے برقانی کی روایت میں اس سے

بِمَاءٍ زَمَزَمَ ثُمَّ أُنْزِلَتْ»

جگہ پر۔

۴۱۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا جَبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ فَأَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عِلْقَةً فَقَالَ هَذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءٍ زَمَزَمَ ثُمَّ نَأَمَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَجَاءَ الْعِلْمَانِ يَسْتَعُونَ إِلَى أُمِّهِ يَغْنِي ظِفْرُهُ فَقَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُتَقَبِّعُ اللَّوْنِ قَالَ أَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ أُرْنِي أَنَزَلَ ذَلِكَ الْمَخِيطَ فِي صَدْرِهِ.

۴۱۳- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل آئے اور آپ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے انھوں نے آپ کو پکڑا اور پچھاڑا اور دل کو چیر کر نکالا پھر اس میں سے ایک پھنگی جدا کر ڈالی اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان کا تھا تم میں پھر اس دل کو دھویا سونے کے طشت میں زحرم کے پانی سے (اس سے یہ نہیں نکلتا کہ ہم کو سونے کے برتن کا استعمال درست ہے کیونکہ یہ فرشتوں کا فعل تھا اور ممکن ہے کہ ان کی شریعت ہماری شریعت کے مغائر ہو۔ دوسرے یہ کہ اس وقت تک سونے کا استعمال حرام نہیں ہوا تھا) پھر جوڑا اس کو اور اپنی جگہ میں رکھا اور لڑکے دوڑے ہوئے آپ کی ماں کے پاس آئے یعنی آنحضرتؐ کی انا کے پاس اور کہا کہ محمدؐ مار ڈالے گئے یہ سن کر لوگ دوڑے دیکھا تو آپ صحیح و سالم ہیں اور آپ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر خوف سے)۔ انس نے کہا میں اس سلائی کا (جو حضرت جبریل نے کی تھی) آپ کا سینہ پر نشان دیکھتا تھا۔

۴۱۴- عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَبَاقَ الْحَدِيثِ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ وَقَدْ تَمَّ فِيهِ شَيْئًا وَآخَرُ وَزَادَ وَنَقَصَ.

۴۱۴- شریک بن عبد اللہ سے روایت ہے میں نے سنا انس بن مالک سے وہ بیان کرتے تھے قصہ اس رات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی مسجد سے۔ آپ کے پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپ مسجد میں سو رہے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے ثابت نے روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعضی باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعضی باتوں کو اور زیادہ کیا اور کم کیا۔

۴۱۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۴۱۵- انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوذر غفاریؓ حدیث

تھ طرح تم انزلت علی طست من ذهب مملوۃ سکمتہ یعنی پھر اتار آیا مجھ پر ایک طشت سونے کا جس میں حکمت بھری ہوئی تھی۔ (۴۱۵) یہ سینہ چیرنا اور دل کو دھونا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہیں نہ محال ہے خداوند کریم کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں خود انسان نے جراحی میں ایسی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانے میں لوگ اس کو خلاف قیاس سمجھتے اور طشت میں دھ

بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا توڑا گیا چھت میرے مکان کا اور میں مکے میں تھا اور جبرئیل اترے انھوں نے میرا سینہ چیرا پھر اس کو دھویا زمزم کے پانی سے پھر ایک طشت لائے سونے کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور انڈیل دیا اس کو میرے سینہ میں بعد اس کے ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر پہنچے تو جبرئیل نے وہاں کے کلید بردار سے کہا کھول اس نے پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل پوچھا اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں محمد ہیں پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا ہاں تب اس نے دروازہ کھولا جب ہم آسمان کے اوپر گئے تو ایک شخص کو دیکھا جس کی داہنی طرف بھی جھنڈ تھی (روحوں کی) اور بائیں طرف جھنڈ تھی وہ جب داہنی طرف دیکھتے تو ہنستے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا مر جا اے نیک بخت نبی اور نیک بخت بیٹے میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ آدم ہے اور یہ جو لوگوں کے جھنڈ ان کے داہنے اور بائیں ہیں یہ ان کی اولاد ہے تو داہنی طرف وہ لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے اور بائیں طرف وہ لوگ ہیں جو جہنم

كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءٍ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيٍّ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَّجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِحَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ فَأَرْسِلْ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوَدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوَدَةٌ قَالَ فَإِذَا نَظَرْتُ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَحِكًا وَإِذَا نَظَرْتُ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مَرَحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْبَائِسِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ ﷺ وَهَذِهِ الْأَسْوَدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ نَبِيِّهِ فَأَهْلُ

ایمان اور حکمت بھرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری تھی جس کے دل میں ڈالنے سے دل روشن ہو گیا اور بھر گیا ایمان اور حکمت سے۔ یہ تاویل نو دہائی نے کی ہے اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور حکمت کا بھرا جانا بعید نہیں اس لیے کہ جنت عالم آخرت میں سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اور ہیں۔ وہاں بہت سی چیزیں جن کو ہم یہاں جسمانی اور موجود بالذات خیال نہیں کر سکتے جسمانی اور موجود بالذات ہوں گی۔ اسی قبیل سے ہے اعمال کا تولد جانا، موت کا دلخ کیا جانا، قرآن کی سورتوں کا شفاعت کرنا اللہ اعلم۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافروں کی رو میں تو جہنم میں رہتی ہیں جو ساتویں زمین میں ہے یا اس کے نیچے ہے یا قید میں رہتی ہیں اور مومنوں کی رو میں جنت میں آرام پاتی ہیں پھر یہ رو میں آدم کے پاس کیونکر جمع تھیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت آدمؑ کے پاس ان روحوں کے پاس ہونے کا ایک وقت ہو اور رسول اللہ اتفاق سے اسی وقت وہاں پہنچے تو ان کی روحوں کو دیکھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کافر ارواح کا جہنم میں اور مومن ارواح کا جنت میں رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص ایک وقت میں ہوتا ہو جیسے قرآن میں ہے۔ صبح و شام جہنم کے سامنے وہ کئے جائیں گے اور حدیث میں ہے مومن کے سامنے اس کا ٹھکانا قبر میں پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تیرا یہ ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پہنچائے تجھ کو اس جگہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنت حضرت آدمؑ کی داہنی طرف ہو اور جہنم بائیں طرف۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں جائیں گے اس لیے جب وہ داجنی طرف دیکھتے ہیں تو (خوشی کے مارے) ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج کے مارے) رو دیتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا جبرئیل مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس کے چوکیدار سے کہا دروازہ کھول اس نے بھی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے چوکیدار نے کہا تھا پھر دروازہ کھولا انس بن مالک نے کہا رسول اللہ ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم اور ابراہیم عیسیٰ اور موسیٰ اور ابراہیم سے ملاقات کی اور یہ بیان نہیں کیا کہ ان میں سے ہر ایک کون سے آسمان پر ملا پر اتنا کہا کہ آدم سے پہلے آسمان پر ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چھٹے آسمان میں جب جبرئیل اور آپ حضرت اور یس کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور بھائی صالح آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ اور یس ہیں۔ میں حضرت موسیٰ پر سے گزرا انہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور بھائی صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے پھر میں حضرت ابراہیم پر سے گزرا انہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور بیٹے صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت ابراہیم

الْیَمِینِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوَدَةُ الَّتِی عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ یَمِینِهِ ضَحِکَتْ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَکَى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِی جِبْرِیلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِیَةَ فَقَالَ لِحَازِنِهَا افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهُ حَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ حَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَفَتَحَ ((فَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِکٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِی السَّمَاوَاتِ آدَمَ وَإِبْرَاهِیمَ وَعِیْسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِیمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَیْهِمْ أَجْمَعِینَ وَنَمَّ یُنَبِّئُ کَیْفَ مَنَازِلُهُمْ غَیْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا وَإِبْرَاهِیمَ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِیلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِإِبْرَاهِیمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَیْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا إِبْرَاهِیمُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِیْسَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ

لہ نووی نے کہا اس روایت میں جو ابراہیم کی ملاقات چھٹے آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دوبارہ ہوا ہو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں اس لیے کہ ایک بار چھٹے آسمان پر مل کر پھر ساتویں پر بھی آپ کے ساتھ چلے گئے ہوں واللہ اعلم۔ آواز جو فرشتوں کے لکھنے سے نکلتی تھی اور یہ لکھنا فرشتوں کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تھا یا وہ لوح محفوظ سے نقل کرتے تھے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا یہ دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر سب اللہ کی کتاب لوح محفوظ میں لکھے جاتے ہیں قلموں سے اور وہی جانتا ہے اس کی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے پر اس کی کیفیت اور صورت اور جنس کو خدا ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جس کو خدا ابتلا دے اپنے فرشتوں اور پیغمبروں میں سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتوں یا حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں اور ظاہر سے ان کو پھیرتے ہیں وہ ضعیف النظر ہیں اور ضعیف الایمان اس لیے کہ جب شریعت مقدسہ میں یہ امور وارد ہیں اور عقائد محال نہیں ہیں تو ان میں تاویل کی کیا ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جیسے چاہتا ہے اور یہ لکھنا ایک حکمت الہی ہے جس سے وہ غیب کی باتیں اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے ورنہ خود بے پروا ہے کتابوں سے اور اس کو یاد رکھنے کے لیے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ہمارے پیغمبر کا اس مقام تک جانا اور سارے پیغمبروں کے مقاموں سے آگے بڑھ جانا یہ دلیل ہے ہمارے پیغمبر کی فضیلت کی اور پیغمبروں پر اور بزار نے ایک روایت حضرت علیؓ سے معراج تھی

ہیں۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ ابو حبیہ انصاریؓ (عامر یا مالک یا ثابت) دونوں کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر میں چڑھایا گیا ایک ہموار بلند مقام پر وہاں میں سنتا تھا قدموں کی آواز۔ ابن حزم اور انس بن مالک نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر؟ پچاس نمازیں فرض کیں میں لوٹ کر آیا جب موسیٰ کے پاس پہنچا تو انھوں نے پوچھا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر میں نے کہا پچاس نمازیں ان پر فرض کیں موسیٰ نے کہا تم پھر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیوں کہ تمہاری امت میں اس قدر طاقت نہیں میں لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اس نے ایک حصہ معاف کر دیا پھر میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا انھوں نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہیں۔ میں پھر لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس اس نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں اور وہ پچاس کے برابر ہیں میرے یہاں بات نہیں بدلتی آپ نے فرمایا میں پھر لوٹ کر آیا موسیٰ علیہ السلام کے پاس انھوں نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس میں نے کہا مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پھر جبریلؑ مجھ کو لے کر چلے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس پر ایسے رنگ چڑھ گئے جن کو میں نہیں سمجھتا وہ کیا تھے پھر مجھے جنت میں لے گئے وہاں موتیوں کے گنبد تھے اور مٹی اس کی مشک تھی۔

((قُلْتُ مَنْ هَذَا)) قَالَ هَذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرَحَبًا يَا نَبِيَّ الصَّالِحِ وَالْإِنِّ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيِّ كَانَا يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ثُمَّ عَرَجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيحَ الْأَقْلَامِ)) قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَّ ابْنَ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَفَرَضَ اللَّهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَمُرُ بِمُوسَى فَقَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَيَّ أُمَّتِكَ قَالَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ لِي مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَا جِعَ رَبُّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ فَرَا جِعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ شَطْرَهَا قَالَ فَوَجَعْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ رَا جِعَ رَبُّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ فَرَا جِعْتُ رَبِّي فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبْدِلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَا جِعَ رَبُّكَ فَقُلْتُ قَدْ اسْتَحْسِنْتُ مِنْ رَبِّي قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى نَأْتِي سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى فَعَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَذْرِي مَا هِيَ قَالَ ثُمَّ أُذْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا

تھ میں بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ جبریلؑ آپ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ پردے کے پاس پہنچے وہاں سے ایک فرشتہ نکلا جبریلؑ نے کہا قسم اس کی جس نے تجھے سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میں جب سے پیدا ہوا میں نے اس فرشتے کو نہیں دیکھا حالانکہ میں سب مخلوقات میں خدا سے زیادہ بزرگ ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ پھر جبریلؑ مجھ سے جدا ہو گئے اور آوازیں سب موقوف ہو گئیں تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ حدیث میں شطر کا لفظ وارد ہے جس کے معنی نصف کے ہیں پچیس نمازیں معاف کر دیں اس صورت میں یہ مخالف نہ ہوگا پہلی روایت کے جن میں پانچ پانچ نمازوں کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہیں کہ ایک ہی بار میں شطر معاف ہو گیا بلکہ

فِيهَا جَنَابُذُ اللَّوْلُو وَإِذَا قُرَأَتْهَا الْمَسْكَتُ

۴۱۶- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ مَالِكٍ بْنِ صَعَصَعَةَ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ
قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَيْنَا
أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ سَمِعْتُ
قَائِلًا يَقُولُ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأَتَيْتُ
فَأَنْطَلِقُ بِي فَأَتَيْتُ بِطُسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ
مَاءٍ زَمْزَمٍ فَشَرَحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا قَالَ
فَقَادَةُ فَقُلْتُ لِلَّذِي مَعِيَ مَا يَغْنِي قَالَ إِلَى
أَسْفَلِ بَطْنِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي فَغَسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمٍ
ثُمَّ أُعِيدَ)) مَكَانَهُ ثُمَّ خُشِيَ إِيْمَانًا وَحِكْمَةً ثُمَّ
أَتَيْتُ بِدَائِبَةِ أَبِيضٍ يُقَالُ لَهُ الْبَرَأَى فَوْقَ الْحِمَارِ
وَدُونَ الْبَعْلِ يَتَعُ حَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرَفِهِ
فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ ((انْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ
الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ جَبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جَبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ

۳۱۶- انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے شاید سنا مالک بن
صعصعہ سے جو ایک شخص تھے ان کی قوم سے کہ فرمایا رسول اللہ
ﷺ نے میں خانہ کعبہ کے پاس تھا اور میری حالت خواب اور
بیداری کے بیچ میں تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا
کہ ہم دونوں میں بیچ تیسرے یہ ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ پھر
میرے پاس آئے اور مجھ کو لے گئے پھر میرے پاس ایک طشت لایا
گیا سونے کا اس میں پانی تھا زمزم کا اور میرا سینہ چیرا گیا یہاں تک
اور یہاں تک۔ قتادہ نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا میں نے
اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے مراد کیا ہے انھوں نے کہا یعنی چیرا
گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل نکالا گیا اس میں سے پھر دھویا گیا زمزم
کے پانی سے پھر رکھا گیا اپنی جگہ پر پھر بھر دیا گیا ایمان اور حکمت
سے۔ پھر ایک جانور کو لائے جس کا رنگ سفید تھا اس کو براق کہتے
تھے گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں
تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی مجھ کو اس پر سوار کیا پھر ہم چلے یہاں تک
کہ پہلے آسمان پر آئے جبریلؑ نے دروازہ کھلوا دیا فرشتوں نے پوچھا
کون ہے؟ کہا جبریلؑ۔ کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمدؐ۔ کہا

لہٰذا بلکہ کئی بار میں معاف ہوا اور قاضی عیاضؒ نے کہا کہ شطر سے ایک حصہ مراد ہے یعنی پانچ نمازیں اور نصف مراد نہیں ہے اور یہ بھی ہو سکتا
ہے پر اس کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ حدیث مختصر ہے اس میں کئی بار لوٹنے کو بیان نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

(۳۱۶) میل ایک دریا ہے ملک افریقہ میں جس کا طول تین ہزار میل کے قریب ہے اور قاہرہ پائے تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقع ہے
ملک مصر کی شاہی اور سرسبزی اسی دریا سے ہے جب یہ دریا بہتا ہے اور پانی اس کا چڑھتا ہے تو تمام ملک سیراب ہو جاتا ہے اور فرات و دجلہ دریا ہے
جو عراق عرب میں واقع ہے شہر کوفہ جو اب بالکل اجاڑ ہے اسی دریا کے کنارے واقع تھا اور واقعہ کر بلا اسی دریا کے کنارے واقع تھا

۱۔ قولہ احد الثلثة الخ جلیں سے مراد جبریل اور میکائیل ہیں اور ثالث سے رسول اللہؐ مراد ہیں کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ یہ حدیث اوپر والی
حدیث سے معارض ہے کیونکہ اس حدیث میں قبل نزول وحی کا ذکر ہے اور اس میں بعد نزول وحی کا لیکن بغور دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس روایت میں
شریک (ایک راوی ہے اس حدیث کا) نے دو جگہ غلطی کی ہے (۱) یہ کہ معراج بعد نزول وحی کے ہوا ہے اور اس نے قبل وحی کے ذکر کیا ہے (۲) یہ کہ
حضرت کے پاس دو آدمی (فرشتے) آئے تھے اور اس نے تین آدمی بیان کئے ہیں۔

انھوں نے کیا بلوائے گئے ہیں وہ؟ جبریل نے کہا ہاں پھر دروازہ کھلا اور فرشتوں نے کہا مبارک ہو آپ کا تشریف لانا پھر ہم آئے آدم کے پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ سے اور یحییٰ سے اور تیسرے آسمان پر یوسف سے اور چوتھے آسمان پر اور میں سے اور پانچویں آسمان پر ہارون سے پھر کہا کہ ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے وہاں حضرت موسیٰ سے ملے ان کو میں نے سلام کیا انھوں نے کہا مبارک ہو بھائی اور نیک نبی کو۔ جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے آواز آئی اے موسیٰ کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا اے پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر کیا اور اس کی امت میں سے جنت میں زیادہ لوگ جائیں گے میری امت سے (تو حضرت موسیٰ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ ان کی تعداد بہت تھی پر جنتی ان میں کم تھے ہمارے پیغمبر کی امت سے)۔ پھر آپ نے فرمایا ہم چلے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچے وہاں میں نے ابراہیم کو دیکھا اور بیان کیا اس حدیث میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے چار نہریں دیکھیں جو سدرة کی جڑ سے نکلتی تھیں دو نہریں کھلی تھیں اور دو نہریں ڈھپی تھیں میں نے کہا اے جبریل یہ نہریں کیسی ہیں؟ انھوں نے کہا ڈھپی ہوئی دو نہریں تو جنت میں گئی ہیں اور کھلی ہوئی نیل و فرات ہیں پھر اٹھایا گیا میرے لیے بیت المعمور میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی اس میں نہیں آتے پس یہی ان کا اخیر آنا ہے پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب تھا اور ایک میں دودھ دونوں میرے سامنے کئے گئے میں نے دودھ کو پسند کیا۔ آواز آئی ٹھیک کیا

إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفَتَحَ لَنَا وَقَالَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَبَعْمَ الْمَرْحَبُ جَاءَ قَالَ فَأَتَيْنَا عَلَى آدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسَى وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَفِي الثَّالِثَةِ يُوسُفَ وَفِي الرَّابِعَةِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي الْخَامِسَةِ هَارُونَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ قَالَ)) ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ بَكَى فَنُودِيَ مَا يُبْكِيكَ قَالَ رَبِّ هَذَا غُلَامٌ يَعْتَبُهُ بَعْدِي يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِهِ الْجَنَّةَ أَكْثَرُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ((وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ وَحَدَّثَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَنْهَارٍ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ)) فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هَذِهِ الْأَنْهَارُ قَالَ أَمَّا النَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنَّيْلُ وَالْفِرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هَذَا قَالَ هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَعُودُوا فِيهِ آخِرُ مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ أُتِيَ بِإِنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا حَمْرٌ وَالْآخَرُ لَبَنٌ فَعَرَضَا عَلَيَّ فَأَخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقِيلَ أَصَبْتَ

لہ ہوا تھا۔ پانی اس کا نہایت شیریں اور صاف اور ہاضم ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرة المنتہی کی جڑ زمین میں ہے کیونکہ نیل اور فرات اس کی جڑ سے نکلے ہیں۔ نووی نے کہا یہ کچھ ضروری نہیں اس لیے احتمال ہے کہ سدرة المنتہی کی جڑ سے یہ لہ

أَصَابَ اللَّهُ بِكَ أَمْتُكَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ فَرَضْتَ
عَلَيْ كُلِّ يَوْمٍ خَمْسُونَ صَلَاةً)) ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّتَهَا
إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ.

۴۱۷- عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْنَعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاذْكُرْ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ
((فَأَتَيْتُ بَطْنِي مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيٍّ حِكْمَةً
وَأِيمَانًا فَشَقُّ مِنَ النَّخْرِ إِلَى مِرَاقِ الْبَطْنِ
فَفُصِّلَ بِمَاءٍ زَمْزَمٍ ثُمَّ مُلِيَ حِكْمَةً وَأِيمَانًا)).

۴۱۸- عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يَقُولُ
حَدَّثَنِي ابْنُ عَمٍّ نَبِيِّكُمْ ﷺ بَعْنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُسْرِيَ
بِهِ فَقَالَ ((مُوسَى آذَمَ طَوَالَ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ
شَنْوَةَ)) وَقَالَ ((عِيسَى جَعَدَ مَرْتُوغ)) وَذَكَرَ
مَالِكًا حَازَنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَالَ.

۴۱۹- عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ
عَمٍّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَرَدَتْ لَيْلَةُ أُسْرِي بِي
عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلٌ
آذَمَ طَوَالَ جَعَدَ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ))

تم نے خدا تمہیں ٹھیک راستے پر لایا اور تمہاری امت بھی تمہارے
راستے پر چلے گی پھر میرے اوپر پچاس نمازیں فرض ہوئیں ہر روز
پھر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک۔

۴۱۷- مالک بن صعصعہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
وہی حدیث جو اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت
لایا گیا سونے کا جو بھرا ہوا تھا حکمت اور ایمان سے پھر چیرا گیا سینے
سے لے کر پیٹ کے نیچے تک اور دھویا گیا زمرم کے پانی سے اور
بھرا گیا حکمت اور ایمان سے۔

۴۱۸- قتادہ سے روایت ہے میں نے ابو عالیہ سے سنا وہ کہتے تھے
مجھے حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر ﷺ کے چچا زاد بھائی نے یعنی
عبداللہ بن عباسؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا معراج کا تو
فرمایا موسیٰ گندی رنگ کے ایک لمبے آدمی تھے گویا شنبوہ (ایک
قبیلہ ہے عرب میں) کے آدمی اور عیسیٰ کو گھونگر ہال والے میاں
قد کے اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ جہنم کا اور ذکر کیا دجال کا۔

۴۱۹- قتادہ سے روایت ہے اس نے سنا ابو عالیہ سے انھوں نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے تمہارے نبیؐ کے چچا کے بیٹے ابن عباسؓ
نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا میں
موسیٰ بن عمران پر گزرا وہ ایک گندی رنگ کے لمبے آدمی تھے
گھونگر ہال والے جیسے شنبوہ کے آدمی ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا

ظہر دونوں دریا نکلے ہوں پھر چلے گئے جہاں تک کہ اللہ نے چاہا اور زمین پر نمودار ہوئے ہوں اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور
ظاہر حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے تو اسی کی طرف جانا چاہیے۔

(۴۱۹) سبط کے معنی سیدھے اور صاف جس میں خمیدگی نہ ہو اور اوپر کی روایت میں ہے کہ ان کے بال گھونگر تھے تو جواب اس کا یہ ہے کہ
گھونگر دو جسم کے ہیں ایک تو سخت گھونگر جیسے وحشی لوگوں کے بال ہوتے ہیں اس کو عربی میں قَطَطُ بولتے ہیں اور ایک ہلکے گھونگر جو سیدھے اور صاف
ہوتے ہیں اور صرف کناروں سے ذرا خمیدہ ایسے بالوں کو سبط کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ پہلی حدیث میں جعد کے لفظ سے گھونگر ہال مراد
نہیں ہیں بلکہ جنود جس سے مشتق ہے یعنی بدن کا گٹھا اور سخت اور ٹھوس ہونا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی صفت میں ایک
روایت میں جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ ان کے بال سیدھے صاف تھے یہ استہجاد ہے آپ کریمہ فلا تکن فی مریۃ من
لقائہ سے جس کی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت موسیٰ سے بے شک ملے ہیں اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے ظہر

عیسیٰ بن مریم کو وہ میاں نہ تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال ان کے سبٹ چھٹے ہوئے تھے اور دکھلائے گئے آپ کو مالکِ جہنم کے واروغہ اور دجال ان نشانیوں میں جو اللہ نے دکھلائیں تو مت شک کر آپ کی ملاقات میں موسیٰ سے۔ راوی نے کہا کہ قتادہ اس آیت کی یہی تفسیر کرتے ہیں کہ نبیؐ نے موسیٰ سے ملاقات کی۔

وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْخُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبَطَ الرَّأْسِ ((وَأَرَى مَائِكَا خَازِنَ النَّارِ وَالذَّجَّالَ فِي آيَاتِ أَرَاهُنَّ اللَّهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالِ كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ.

۴۲۰- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ وادیِ ازرق میں گزرے تو پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا وادیِ ازرق آپ نے فرمایا گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں وہ اتر رہے ہیں چوٹی سے اور آواز سے لبیک پکار رہے ہیں پھر آپ ہر شاکی چوٹی (ٹکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینے کے راستے پر چھ کے قریب آپ نے پوچھا یہ کونسی ٹکری ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ہر شاکی ٹکری ہے آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونسؑ بن مٹی کو وہ ایک سرخ اونٹنی گھٹی ہوئی پر سوار ہیں اور ایک جبہ پہنے

۴۲۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((أَيُّ وَادٍ هَذَا)) فَقَالُوا هَذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ النَّبْتِ وَلَهُ جُوزَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالتَّلْبِيَةِ)) ثُمَّ أَتَى عَلَى نَبِيٍّ هَرَسَنِي فَقَالَ أَيُّ نَبِيٍّ هَذِهِ قَالُوا نَبِيٌّ هَرَسَنِي قَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى نَاقَةٍ حُمْرَاءَ جَعْدَةَ عَلَيْهِ

لہ جیسے مجاہد اور کلبی اور سدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی ان کے مذہب پر یہ ہو گئے کہ شک مت کر تو اپنی ملاقات میں موسیٰ سے اور جمہور علماء کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ مت شک کر موسیٰ کو کتاب ملے میں اور یہی مذہب ہے ابن عباسؓ اور مقاتل اور زجاج کا یہ آیت سورۃ السجدہ پارہ ۲۱ میں ہے اور شروع میں اس آیت کا یہ ہے ولقد اتینا موسیٰ الكتاب الخیر تک۔

(۴۲۰) قاضی عیاضؒ نے کہا اکثر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہؐ نے ان پیغمبروں کو معراج کی رات دیکھا اور یہ امر تصریح کے ساتھ ابو العالیہ کی روایت میں ابن عباسؓ سے موجود ہے اور ابن مسیب کی روایت میں ابو ہریرہؓ سے مگر اس میں لبیک کہنے کا ذکر نہیں ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر تو مر گئے اور وہ آخرت میں گئے اب لبیک کیسے کہتے ہیں اور حج کیسے کرتے ہیں وہ تو عمل کرنے کا مقام نہیں تو ہمارے مشائخ اور ہم نے اس کے کئی جواب نکالے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہید زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کریں یا نماز پڑھیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے اور جہاں تک ان سے ہو سکے خدا سے اور نزدیکی حاصل کریں اور گو وہ مر گئے پر ابھی تک دنیا ہی میں ہیں جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جائے گی اور دنیا کی میعاد ختم ہو جائے گی اس وقت عمل ختم ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دَعُوهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيتُهم فِيهَا السَّلَامُ۔ تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات میں سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمرؓ کی روایت میں ہے میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ طواف کرتے ہوئے اور بیان کیا قصہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ چوتھی یہ کہ رسول اللہؐ کو ان پیغمبروں کی زندگی کا حال دکھلایا گیا بطور تمثیل کے کہ ان کا حج کیسا تھا اور لبیک کیونکر تھی اس لیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰؑ کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں عیسیٰؑ کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں

ہیں بالوں کا ان کی اونٹنی کی ٹکیل خلیہ کی ہے اور وہ لبیک کہہ رہے ہیں۔ ابن حنبل نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ ہشیم نے کہا خلیہ سے مراد لیف ہے (یعنی کھجور کے درخت کی چھال)۔

۳۲۱- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ایک وادی پر گزرے آپ نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ کو پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالوں کا حال جو یاد نہ رہا داؤد بن ابی ہند کو (جو وادی ہے اس حدیث کا) اور انگلیاں اپنے کانوں میں رکھی ہیں اور خدا کو پکار رہے ہیں آواز سے لبیک کہہ کر اس وادی میں سے جا رہے ہیں۔ عبد اللہ نے کہا پھر ہم چلے یہاں تک کہ ایک ٹیکری پر آئے آپ نے فرمایا یہ کون سی ٹیکری ہے؟ لوگوں نے کہا ہر شا کا یا لغت کا۔ آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونسؑ کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوئے اور ان کی اونٹنی کی ٹکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی میں لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔

۳۲۲- مجاہد سے روایت ہے ہم عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے لوگوں نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں کافر کا لفظ لکھا ہو گا ابن عباسؓ نے کہا یہ تو میں نے نہیں سنا لیکن آپ نے فرمایا ابراہیمؑ تو ایسے ہیں جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنی میری مشابہ ہیں صورت میں) اور موسیٰؑ ایک شخص ہیں گندم رنگ گھونگر والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہیں جس کی ٹکیل کھجور کی چھال کی ہے گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں جب اترتے ہیں وادی میں تو لبیک کہتے ہیں۔

۳۲۳- جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے

جِبَّةٌ مِنْ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خَلْبَةٌ وَهُوَ يُلْكِي)) قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ هُشَيْمٌ يَعْنِي لَيْفًا.

۴۲۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هَذَا فَقَالُوا وَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضْعًا إِنْصَبَّ فِي أُذُنِهِ لَهُ جُوزَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَرًّا بِهَذَا الْوَادِي قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى ثَبَّةٍ فَقَالَ أَيُّ ثَبَّةٍ هَذِهِ)) قَالُوا هَرَشِي أَوْ لَيْفَتٌ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلَى نَاقَةٍ حُمْرَاءَ عَلَيْهِ جِبَّةٌ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ لَيْفٌ خَلْبَةٌ مَرًّا بِهَذَا الْوَادِي مُلْكِيَا)).

۴۲۲- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَلِكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ ((أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَأَنْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٌ بِخَلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلْكِي)).

۴۲۳- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

ہوں یونسؑ کو۔ پانچواں یہ کہ آپ نے بیان کیا اس بات کو جو وحی کی گئی آپ کی طرف ان پیغمبروں کی کیفیت اور حالت سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکھ سے ان کو نہ دیکھا ہو۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاضؒ کا۔ (نووی)

سامنے لائے گئے پیغمبرؐ تو موسیٰؑ تو بیچ بیچ کے آدمی تھے (یعنی نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے یا ہلکے بدن کے کم گوشت) جیسے شنوہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا عیسیٰ بن مریمؑ کو میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعودؓ کو پاتا ہوں اور میں نے دیکھا ابراہیمؑ کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہیں (آپ نے اپنے تئیں فرمایا) اور میں نے دیکھا جبرئیلؑ کو (آدمی کی صورت میں) سب سے زیادہ مشابہ ان کے دحیہ ہیں اور ابن ربیعؓ کی روایت میں ہے دحیہ بن خلیفہ۔

۴۲۴- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آپ کو معراج ہوا کہ میں موسیٰؑ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی میں خیال کرتا ہوں آپ نے یوں فرمایا (یہ شک ہے) راوی کو وہ لمبے کم گوشت اور سیاہ بال والے تھے جیسے شنوہ کے لوگ ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں عیسیٰؑ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنی ایسے تروتازہ اور خوش رنگ تھے) اور آپ نے فرمایا میں ابراہیمؑ سے ملا تو میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں آپ نے فرمایا پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب اور مجھ سے کہا گیا جس کو چاہو پسند

((عَرَضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبُ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهَا عَرُوهَ بْنَ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهَا صَاحِبَكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جَبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهَا دَحْيَةَ)) وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ رُمَيْحٍ ((دَحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ))

۴۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((حِينَ أُنْزِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَعَنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَجُلٌ حَسْبُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجُلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى فَفَعَنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رُبْعَةٌ أَحْمَرٌ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ)) يَعْنِي حَمَامًا قَالَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُ يَابَانَئِينَ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ حَمْرٌ فَقِيلَ

(۴۲۴) ایک روایت میں موسیٰؑ کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنی پر گوشت اور دوسری روایت میں مضطرب کا یعنی کم گوشت تو دونوں میں تعارض ہوتا قاضی عیاضؒ نے کہا کہ مضطرب کی روایت میں راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نوویؒ نے کہا تعارض نہیں اس لیے کہ ضرب کے معنی لغت میں ہلکے کم گوشت کے بھی آئے ہیں۔ ایسے ہی ابن سکیت اور صاحب مجمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور محسنی کی نسبت اس روایت میں ہے کہ ان کا رنگ سرخ تھا اور ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ گندم گوں تھے اور بخاریؒ نے ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ انھوں نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہؐ نے حضرت عیسیٰؑ کو سرخ رنگ نہیں فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ سے آدمی (گندم گوں) مراد ہو اور گندی صرف نہ ہو بلکہ گندی اور سرخ کے بیچ میں ہو اور جو حدیث میں ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو دیماس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیماس دمس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک میں چھپانا اور یہاں یا حمام مراد ہے یا غار اور یہ خانہ اور مطلب یہ ہے کہ ان کا رنگ روپ ایسا تھا جیسے ابھی کسی چیز کو اندر سے نکالیں جس پر دھوپ نہ پڑی اور گرد و غبار نہ لگا ہو اور گمراہ ہوگی لہ

لِي خُذَ أَتَيْهَمَا شَيْئًا فَأَخَذَتُ اللَّيْلُ فَشَرِبْتُه فَقَالَ
هَذِيكَ الْفِطْرَةُ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَّا إِنَّكَ لَوْ
أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

کر لو میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور دودھ پیا اس نے کہا (یعنی
اس فرشتے سے جو یہ دونوں برتن لے کر آیا تھا) تم کو راہ ملی فطرت
کی یا تم پہنچ گئے فطرت کو (اس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے) اور جو تم
شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی۔

بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ وَالْمَسِيحِ الدَّجَالِ

باب: مسیح بن مریم اور مسیح دجال کا ذکر

٤٢٥- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ((أُرَانِي لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا
آدَمَ كَأَخْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنْ أَذَمِ الرِّجَالِ
لَهُ لِمَّةٌ كَأَخْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنَ اللَّمَمِ قَدْ
رَجَّلَهَا فِيهِ تَقَطَّرُ مَاءٌ مُتَكِنًا عَلَى رَجْلَيْنِ

٢٢٥- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
مجھ کو ایک رات دکھائی دیا کہ میں کعبے کے پاس ہوں میں نے ایک
آدمی کو دیکھا گیہوں رنگ جیسے کہ تم نے بہت اچھی گیہوں رنگ
کے آدمی دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے تو نے
بہت اچھے کندھوں تک کے بال دیکھے ہوں اور بالوں میں گنگھی کی
ہے ان میں سے پانی ٹپک رہا (یعنی ان میں تری اور تازگی ایسی ہے

یعنی ساری امت جیسے یہود و نصاریٰ سب کے سب گمراہ ہو گئے۔ اب نصاریٰ کا یہ حال ہے کہ ان میں بہت فرقے فرتے ہیں پر جو فرقہ سب میں
اچھا خیال کیا جاتا ہے یعنی پروٹیسٹنٹ وہ بھی حماقت میں گرفتار ہے اور دین کی پہلی اصل یعنی توحید ہی کو نہیں سمجھا مسلمانوں میں اگرچہ بہت
گمراہ فرقے ہیں اور ہزاروں لاکھوں ان میں نصاریٰ کی طرح جی توحید پر قائم نہیں شرک میں گرفتار ہیں پر ایک فرقہ ان کا توحید اور اتباع سنت
میں نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم ہے حق پر اگرچہ دین کے دشمن اس فرقہ کے بھی دشمن ہیں پر خدا ان کا مددگار ہے۔

(٢٢٥) ☆ قاضی عیاضؒ نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو کوئی بھی اشکال نہیں اس لیے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ اور سلامت ہیں پھر طواف
کرنے میں کیا استبعاد ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن عمرؓ کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اس میں وہی تاویلات ہیں جو اوپر
گزریں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ خواب کا قصہ ہے اس لیے کہ اس میں دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دجال
کے اور مدینے نہیں جائے گا اور مالک کی روایت میں دجال کے طواف کا ذکر نہیں اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ کی دجال کی اس زمانے کے
ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسیٰؑ کو بھی کہتے ہیں اور دجال کو بھی لیکن حضرت عیسیٰؑ کو مسیح کہنے کی وجہ میں علماء کے
اختلاف ہیں واحدی نے کہا ابوعبید اور لیث نے کہا کہ مسیح کی اصل عبرانی زبان میں مسیح ہے پھر عربوں نے اس کو بدل کر مسیح کر لیا جیسے موسیٰؑ کی
اصل اس کی عبرانی زبان میں موسیٰ یا میشا ہے اس صورت میں یہ لفظ مشتق نہ ہو گا لیکن جمہور کے نزدیک مشتق ہے ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ
ان کو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بیمار پر مسح کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور ابراہیم اور ابن اعرابیؒ نے کہا مسیح کہتے
ہیں صلہ یق کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ ان کے تلوے دونوں پاؤں کے صاف اور برابر تھے سچ میں گمراہ نہ تھا اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ اپنی
ماں کے پیٹ سے تل گئے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور بعضوں نے کہا کہ اس لیے کہ برکت ان پر پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے تھے اور
بعضوں نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ نے ان پر ہاتھ پھیرا تھا یعنی خوبصورت پیدا کیا تھا اور اس کے سوا اور دجھیں بھی بیان کیں ہیں اور

أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بَالَيْتٍ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَغْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عَيْنَةُ طَافِيَةٍ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ))

جیسے ان بالوں میں ہوتی ہے جو پانی بھرے ہوں یا در حقیقت ان میں سے پانی ٹپکتا ہے) اور نکلیے دیئے ہے دو آدمیوں پر یا دو آدمیوں کے کندھوں پر اور طواف کر رہا ہے کعبہ کا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح ہیں بیٹے مریم کے پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا گھوگر ہال والا بہت گھوگر داہنی آنکھ کا کانا اس کی کافی آنکھ جیسے پھولا انگور۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اس کے شر سے ہر مسلمان کو بچائے)۔

۴۲۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ فَقَالَ ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِأَغْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ أَغْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عَيْنَةُ طَافِيَةٍ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ اللَّيْلَةَ فِي الْمَتَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آذَمُ كَأَخْسَنِ مَا تَوَى مِنْ أَذَمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجُلٌ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ بَالَيْتٍ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَأَاهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَغْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بَابِنِ قَطْنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بَالَيْتٍ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ))

۴۲۶- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لوگوں کے بیچ میں مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا اللہ جل جلالہ کانا نہیں ہے اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھ کا اس کی کافی آنکھ جیسے پھولا انگور (پس یہی ایک کھلی نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جھوٹا ہے خدائی کے دعویٰ میں) آپ نے فرمایا ایک رات خواب میں میں نے اپنے آپ کو کعبے کے پاس دیکھا ایک شخص گیہوں رنگ جیسے بہت اچھا کوئی گیہوں رنگ کا آدمی اس کے پٹھے موٹھوں تک تھے اور بالوں میں گنگھی کی ہوئی تھی سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے موٹھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا خانہ کعبہ کا میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح ہیں مریم کے بیٹے علیہا السلام اور ان کے پیچھے میں نے اور ایک شخص کو دیکھا جو سخت گھوگر ہال والا داہنی آنکھ کا کانا تھا میں نے جو لوگ دیکھے ہیں ان سب میں ابن قطن اس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے موٹھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

لہ دجال کو اس لیے مسیح کہتے ہیں کہ اس کی آنکھیں مٹی گئی ہیں یا اس لیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو بھی مسیح کہتے ہیں یا اس لیے کہ وہ ساری زمین پر پھرے گا اپنے نکلنے کے وقت میں۔ (نودوی)

(۴۲۶) معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی تو آنکھیں صحیح اور سالم ہیں ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے ظلم اور نقصان سے۔

۳۲۷- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کعبہ کے پاس ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ کا تھا اس کے بال لٹکے ہوئے تھے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے تھا اور اس کے سر میں سے پانی بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے یا یوں کہا مسیح ہیں مریم کے بیٹے معلوم نہیں کون سا لفظ کہا پھر ان کے پیچھے میں نے ایک اور شخص دیکھا سرخ رنگ گھونگر بال والا دہنی آنکھ کا کاٹا سب سے زیادہ مشابہ اس سے قطن کا بیٹا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

۳۲۸- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قریش کے لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو میں نے اس کی نشانیاں قریش کو بتلانی شروع کیں اور میں دیکھ رہا تھا اس کو (یعنی بیت المقدس کو)۔

۳۲۹- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا اتنے میں میں نے اپنے تئیں دیکھا طواف کر رہا ہوں خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ تھا اس کے بال چھٹے ہوئے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تھا یا بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مریم کے بیٹے ہیں پھر میں چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ مونڈا دہنی آنکھ کا کاٹا گویا اس کی آنکھ پھولا انگور ہے میں نے کہا یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ دجال ہے سب لوگوں میں اس سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے۔

۳۳۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے تئیں دیکھا حطیم میں اور قریش مجھ سے میری سیر کا حال

۴۲۷- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((رَأَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا آدَمَ سَبِطَ الرَّأْسِ وَأَضْعَا يَدَيْهِ عَلَى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَأْسُهُ أَوْ يَقْطُرُ رَأْسُهُ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَوْ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لَا نَذَرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَ وَرَأَيْتُ وَرَأَاهُ رَجُلًا أَحْمَرَ جَعَدَ الرَّأْسِ أَغْوَرَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى أَشْبَهَ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ ابْنَ قَطَنِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ))

۴۲۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَمَّا كَذَّبْتَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّ اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ))

۴۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتَنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبِطَ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطَفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبَتْ أَلْفَيْتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعَدَ الرَّأْسِ أَغْوَرَ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عَيْنَةُ طَافِيَّةٍ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الدَّجَالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنِ))

۴۳۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَقَدْ

(۳۳۰) ☆ قاضی عیاض نے کہا ان پیغمبروں کی نماز میں جو گفتگو تھی اس کو پورا ہم بیان کر چکے ہیں اور کبھی نماز سے ذکر اور دعا

رَأَيْتَنِي فِي الْحَجَرِ وَفَرَيْشَ تَسْأَلَنِي عَنْ
مَسْرَايَ فَسَأَلْتَنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ
لَمْ أَتِبْهَا فَكُرْبَتْ كُرْبَةً مَا كُرْبَتْ مِثْلَهُ قَطُّ
قَالَ فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ
شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتَهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتَنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنْ
الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ
ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَوْءَةٍ وَإِذَا
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي
أَقْرَبُ النَّاسِ بِهَ شَبْهًا غُرُورَةً بَنُ مَسْعُودٍ
التَّقْفِيَّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي
أَشْبَهَ النَّاسَ بِهَ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتْ
الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ
قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَا لَكَ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلَّمَ
عَلَيْهِ فَأَلْتَمَعْتُ إِلَيْهِ قَبْدَانِي بِالسَّلَامِ ((

پوچھ رہے تھے (یعنی معراج کا) تو انھوں نے بیت المقدس کی کئی
چیزیں پوچھیں جن کو میں بیان نہ کر سکا مجھے بزار حج ہوا ایسا حج کبھی
نہیں ہوا تھا پھر اللہ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا
میں اس کو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے میں بتا دیتا تھا اور میں
نے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں پایا دیکھا تو موسیٰ کھڑے
ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں وہ ایک شخص ہیں میانہ تن و توش کے اور
گٹھے ہوئے جسم کے جیسے شنوہ کے لوگ ہوتے ہیں اور دیکھا عیسیٰ
بن مریم کو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ
مشابہ ان کے میں عروہ ابن مسعود ثقفی کو پاتا ہوں اور دیکھا تو
حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ
مشابہ ان کے تمہارے صاحب ہیں آپ نے اپنے تئیں فرمایا۔ پھر
نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کی اور سب پیغمبروں نے میرے
پیچھے نماز پڑھی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا
اے محمد! یہ مالک ہے جہنم کا (داروند) اس کو سلام کر دو۔ میں نے
اس کی طرف دیکھا تو اس نے خود پہلے سلام کیا۔

۴۳۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَهَى بِهِ إِلَى سِدْرَةِ
الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي
مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا

۴۳۱- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ کو
معراج ہوا تو آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور وہ چھٹے آسمان میں
ہے زمین سے جو پڑھتا ہے وہ یہیں آن کر ٹھہر جاتا ہے پھر لے لیا
جاتا ہے اور جو اوپر سے اترتا ہے وہ بھی یہیں ٹھہر جاتا ہے پھر لے

لے مراد ہوتی ہے یا اور کوئی کہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر بیت المقدس میں ان کیساتھ نماز پڑھی پھر آسمان
پر ان سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے قبر میں جو آپ نے دیکھا یہ تو معراج سے پہلے تھا اور بیت المقدس میں ان کے ساتھ نماز
پڑھی معراج کی رات میں پھر حضرت موسیٰ آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانوں سے لوٹنے کے بعد پڑھی۔ واللہ اعلم۔

(۴۳۱) نووی نے کہا سب نسخوں میں یوں ہی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان میں ہے لیکن اوپر گزرانفس کی روایات میں کہ سدرۃ المنتہیٰ
آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جمع کرنا ان دونوں روایتوں میں اس طرح کہ سدرۃ
المنتہیٰ کی جڑ چھٹے آسمان میں ہو اور ذیلیاں اس کی ساتویں آسمان کے اوپر ہوں اس لیے کہ وہ نہایت بڑا اور رخت ہے اور ظلیل نے کہا سدرۃ
المنتہیٰ ایک درخت ہے ساتویں آسمان میں جو سایہ کیا ہوا ہے آسمانوں پر اور جنت پر اور بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص
اس امت میں سے مرے اور وہ شرک میں گرفتار نہ ہو تو وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جائے گا اور یہ مراد نہیں ہے

لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب سورۃ النعتیٰ کو ڈھانپتی تھیں وہ چیزیں جو ڈھانپتی تھیں عبد اللہ نے کہا یعنی پتنگے سونے کے پھر رسول اللہ ﷺ کو وہاں تین چیزیں دی گئیں ایک تو پانچ نمازیں دوسری سورۃ بقرہ کی آخر آیتیں تیسرے اللہ نے بخش دیا آپ کی امت میں سے اس شخص کو جو شرک نہ کرے اللہ کے ساتھ باقی تمام تباہ کرنے والے گناہوں کو۔

يَنْتَهِي مَا يُهَيِّطُ بِهِ مِنْ قُوَّهَا فَيَقْبُضُ مِنْهَا قَالَ إِذْ يَغْشَى السَّدْرَةَ مَا يَغْشَى قَالَ فَرَأَسُ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَأَعْطِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ حَوَائِمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغَيْرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُنْفِخَاتُ.

باب: اس باب میں یہ بیان ہے کہ ولقد راہ نزلة اخروی سے کیا مراد ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حق تعالیٰ جل جلالہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں

بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْبِأَسْرَاءِ

لے ہے کہ اس کو عذاب نہ ہو گا کیونکہ اور نصوص شریعہ اور اجماع امت سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گنہگار ہو گئے عذاب دیا جائے گا اور احتمال ہے کہ یہاں بعض خاص لوگ مراد ہوں جن کے سب گناہ بخش دیے جائیں گے اور انکو بالکل عذاب نہ ہو گا یا اللہ تو اپنے عنایت اور کرم سے ہم کو ان لوگوں میں کر دے اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور جیسا تو نے اب تک ہم کو شرک سے بچایا ہے ویسا ہی خاتمہ بھی ہمارا توحید پر کر اور امت مبتلا کر ہم کو شرک میں بے شک تو سب اختیار رکھتا ہے۔

۱۔ قاضی عیاضؒ نے کہا سلف اور خلف نے اختلاف کیا ہے اس امر میں کہ ہمارے پیغمبرؐ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں تو حضرت عائشہؓ نے انکار کیا دیکھنے کا جیسے خود اس کتاب میں ان سے روایت ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابو ہریرہؓ اور ایک جماعت صحابہ سے اور وہی مشہور ہے ابن مسعودؓ سے اور اسی طرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور عباس سے یوں روایت ہے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور ایسا ہی منقول ہے ابو ذرؓ اور کعبؓ سے اور حسن بصریؒ اس بات کی قسم کھاتے تھے اور ایسا ہی مروی ہے ابن مسعودؓ، ابو ہریرہؓ امام احمد بن حنبلؒ سے اور اصحاب مقالات نے امام ابوالحسن اشعریؒ اور ان کے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور ہمارے بعض مشائخ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ دیکھنے پر کوئی صاف دلیل نہیں لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ کا دیدار دنیا میں ممکن ہے اور موسیٰؑ کا در خواست کرنا دیدار کے لیے یہی دلیل ہے امکان کی اس لیے کہ نبی اس امر کی درخواست کیسے کرے گا جو اللہ کی نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ حضرت موسیٰؑ نے حق تعالیٰ کو دیکھا یا نہیں اور قاضی ابو بکرؒ نے کہا کہ حضرت موسیٰؑ اور ہمارے پیغمبرؐ علیہما السلام دونوں نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں کہ ہمارے پیغمبرؐ نے حق تعالیٰ سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلا واسطہ یا نہیں۔ سوا اشعریؒ اور ایک جماعت متکلمین کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضوں نے اس قول کی نسبت دی جعفر بن محمدؒ اور ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ کی طرف اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنوں میں ثم دنا فتدلی یعنی پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا اور بعض نے کہا یہ نزدیک ہونا جبریلؑ سے ہے یا سدرۃ المنتہیٰ سے اور ابن عباسؓ اور محمد بن کعبؓ اور جعفر بن محمدؒ وغیرہم سے منقول ہے کہ نزدیک ہونا رسول اللہؐ کا خدا کے عز وجل سے ہے۔ اس صورت میں نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپؐ پر ظاہر ہوئی اور انوار معرفت کھل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہو گئے اور فکان قاب قوسین او افیٰ فی کی بھی تاویل کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل ملے

FAA

- ۴۳۲- عَنْ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زُرَّ بْنَ حَبِشٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَحَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ أَحْبَبَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.
- ۴۳۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.
- ۴۳۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّي الْكُبْرَى قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.
- ۴۳۲- سلیمان شیبانی سے روایت ہے میں نے زر بن حبیش سے پوچھا اس آیت کو فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی پھر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بھی نزدیک انھوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ ابن مسعود نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل کو دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے۔
- ۴۳۳- عبد اللہ بن مسعود نے کہا جو حق تعالیٰ نے فرمایا کذب الفؤاد ما راہی یعنی جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا مراد اس سے جبریل کا دیکھنا ہے آپ نے دیکھا ان کو ان کے چھ سو ہنگے تھے۔
- ۴۳۴- عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا لقد راہی من آیات ربہ الکبریٰ بیشک دیکھیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے دیکھا جبریل کو ان کی اصلی صورت میں چھ سو بازو تھے ان کے۔

لہذا اجتہاد سے اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت میں صراحتاً یہ امر ثابت ہے مروق سے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہؐ سے پوچھا آپ نے فرمایا مراد اس سے جبریل ہیں اور اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہؐ نے اس آیت کی تفسیر ساتھ جبریل کے کی تو اب اس سے پھرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے اس لیے ٹھیک یہی ہے کہ توقف کیا جائے جب تک دلیل قائم نہ ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ دیدار الہی جائز نہیں بلکہ کلام اس میں ہے کہ آیا دیدار ہوا یا نہیں اور حدیث موقوف اس باب میں حجت نہیں ہو سکتی جب اس کے خلاف دوسری حدیث موقوف ہو اور یہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ سماع چاہیے رسول اللہؐ سے اور یہاں پر کوئی سماع مرفوع نہیں ہے۔ انجمنی مختصراً۔

(۴۳۲) یعنی ان کی اصل صورت پر دیکھا اور نہ اور شکلوں سے تو ان کو اکثر آپ دیکھا کرتے تھے عبد اللہ بن مسعود بھی جو اس حدیث کے راوی ہیں بڑے عالم ہیں اس امت کے اور معارض ہے ان کا قول عبد اللہ بن عباسؓ کے قول کے نودی نے کہا عبد اللہ بن مسعود کا یہی مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے جبریل ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد دیکھنے سے دیکھنا حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے پھر ان لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بعضوں نے کہا ظاہر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔ امام ابوالحسن واحدی نے کہا یہ بیان ہے رسول اللہؐ کے دیدار الہی کا معراج کی رات میں۔ ابن عباسؓ اور ابوذرؓ اور ابراہیمؓ تہی نے کہا کہ آپ نے خدائے تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا اور دیکھنا درحقیقت صحیح دیکھنا تھا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکھ آپ کے دل میں پیدا کر دی یا دیکھنے کی قوت دل میں ڈال دی اور آپ نے دیکھ لیا جیسے آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انہیں ظاہری آنکھوں سے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور یہی قول ہے انس اور عکرمہ اور حسن اور ربیع کا۔ (نووی)

۴۳۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اس کی تفسیر میں ولقد راہ نزلة اخروی یعنی دیکھا ان کو دوسرے آثار میں کہ دیکھا آپ نے جبریل کو۔

۴۳۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ اپنے دل سے دیکھا۔

۴۳۷- ابن عباسؓ سے روایت ہے ما کذب الفواد ما راى ولقد راہ نزلة اخروی کی تفسیر میں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دوبار دیکھا۔

۴۳۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔

۴۳۹- مسروق سے روایت ہے میں تکیہ لگائے ہوئے تھا حضرت عائشہؓ کے پاس انھوں نے کہا اے ابو عائشہ (یہ کنیت ہے مسروق کی) کہ تین باتیں ہیں جو کوئی ان کا قائل ہو اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر میں نے کہا وہ تین باتیں کونسی ہیں؟ انھوں نے کہا (ایک یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر۔ مسروق نے کہا میں تکیہ لگائے تھا یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور میں نے کہا اے ام المؤمنین اؤرا مجھے بات

۴۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَقَدْ رَأَى نَزْلَةَ أُخْرَى قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ.

۴۳۶- عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَى بِقَلْبِهِ.

۴۳۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَذَبَ الْفَوَادُ مَا رَأَى وَلَقَدْ رَأَى نَزْلَةَ أُخْرَى قَالَ رَأَى بِفَوَادِهِ مَرَّتَيْنِ.

۴۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو يَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو جَهْمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۴۳۹- عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنْتُ مُتَكِيًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ قُلْتُ مَا هُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ قَالَ وَكُنْتُ مُتَكِيًا فَحَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْظِرِيْنِي وَلَا تَعْجَلِيْنِي أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ عَزَّ

(۴۳۵) ﴿تَوَوَّىٰ﴾ نے کہا یہ عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابو ہریرہؓ نے کہا۔ ایسا ہی منقول ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباسؓ اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقاتل بن حیان سے اور ضحاک نے کہا مراد سدرة المنتهى کا دیکھنا ہے اور بعضوں نے کہا کہ رف رف سبز کا اور واحدی نے کہا کہ اکثر علماء نے یوں کہا کہ رسول اللہؐ نے حضرت جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے۔

(۴۳۷) ﴿تَوَابَنَ﴾ ابن عباسؓ کا یہی قول ہے کہ مراد ان آیتوں میں دیدار الہی ہے اور اوپر اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(۴۳۹) ﴿تَوَابَنَ﴾ پہلی آیت سورہ انعام میں ہے (۱۲) کوغ میں ترجمہ اس کا یہ ہے اس کو نہیں پاسکتی آنکھیں اور وہ پاسکتا ہے آنکھوں کو وہ مجید جانتا ہے خبردار ہے اور دوسری آیت سورہ شوریٰ (۵) کوغ میں ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یوں کہنا درست ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مطرف بن عبد اللہ نے ایسا کہنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے یوں کہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مت کہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پر مطرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین کے فعل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے لہ

کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ولقد راہ بالافق المبین. ولقد راہ نزلة اخوی. حضرت عائشہؓ نے کہا اس امت میں سب سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا مراد ان آیتوں میں حضرت جبریل علیہ السلام ہیں میں نے ان کو ان کی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سوا دو بار کے جن کا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا ان کو وہ اتر رہے تھے آسمان سے اور ان کے تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تھا پھر حضرت عائشہؓ نے کہا کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا على حكيمة تك (دوسری یہ ہے) کہ جو کوئی خیال کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی کتاب میں سے کچھ چھپا لیا تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالہ یعنی اے پیغام پہنچانے والے پہنچا دے جو اتر اچھے پر تیرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ کرے تو تو نے پیغام نہیں پہنچایا (تیسری یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ ﷺ کل ہونے والی بات جانتے تھے (یعنی آئندہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر۔۔۔ اللہ خود فرماتا ہے اے محمد! آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کی بات

وَحَلَّ وَلَقَدْ رَأَاهُ بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى فَقَالَتْ أَنَا أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ لَمْ أَرَاهُ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ)) فَقَالَتْ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيُّ حَكِيمٌ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ وَاللَّهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُخْبِرُ بِمَا يَكُونُ فِي غَدٍ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ وَاللَّهُ يَقُولُ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ.

لہ کہ دونوں طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے ائمہ سلف اور خلف کا اور خود قرآن میں موجود ہے واللہ يقول الحق وهو يهدي السبيل اور صحیح مسلم میں ابوذر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اور جس نے اس کا انکار کیا اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ (نووی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا علم نہیں بتایا ہو یا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ نے اپنی کتاب ہمارے پیغمبر کی زبان سے بیان کیا ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسمى السوء ان انا الا نذير و بشير لقوم يؤمنون۔ یعنی اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو بڑی بھلائی حاصل کر لیتا اور مجھے دکھ نہ پہنچتا میں تو ایک کھلا ڈرانے والا ہوں اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی لہ

نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

۴۴۰- داؤد نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے اس آیت کو واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ اخیر تک۔

۴۴۰- عَنْ دَاوُدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَزَادَ قَالَتْ وَلَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ لَكُنْتُمْ هَذِهِ الْآيَةُ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ.

۴۴۱- مسروق سے روایت ہے میں نے ام المومنین عائشہ سے پوچھا کہ محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا؟ انھوں نے کہا سبحان اللہ میرے روئیں کھڑے ہو گئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح لیکن روایت داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے۔

۴۴۱- عَنْ مَسْرُوقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ لَقَدْ قَفَّ شِعْرِي لِمَا قُلْتُ وَسَاقَ الْحَدِيثُ بِقِصَّتِهِ وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ.

۴۴۲- مسروق سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے کہا

۴۴۲- عَنْ مَسْرُوقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ

تجہ کو نہیں اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ تعالیٰ ہدایت کرے ان بدعتیوں کو جو غیب کا علم رسول اللہؐ اور اولیاء اور مشائخ کے لیے ثابت کرتے ہیں اور اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ دلیل اس کے خلاف موجود ہے خدا جانے ان کی عقلوں پر کس کی مار پڑی ہے اور شیطان ان کو کہاں اور کجا کرتا ہے خدا تعالیٰ ہم کو اور ہمارے طریقہ کے لوگوں کو ایسے خیالوں سے بچائے۔ (السرائر الوہاب)

(۴۴۰) یہ آیت سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں ہے ترجمہ اس کا یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جو رو اور ذر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز اللہ اس کو کھولنا چاہتا ہے اور تو ذر تا تھا لوگوں سے اور چاہیے اللہ سے ذر تا پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے وہ تیرے نکاح میں دی اس لیے کہ مسلمانوں پر حرج نہ ہو اپنے لے پالگوں کی جو روں سے نکاح کرنے میں جب وہ تمام کریں ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کیا ہو امر او اس شخص سے زید بن حارثہ ہے جو لے پالک تھے رسول اللہ کے ان کی بی بی زینب تھیں جو آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں جب زید سے ان کی نہ بنی تو پہلے آپ نے زید کو نصیحت کی پر دل میں آپ کے یہ خیال تھا کہ اگر زیادہ ان کو چھوڑ دے گا تو میں ان سے نکاح کر لوں گا آپ نے یہ خیال اپنے دل میں رکھا اس لیے کہ کافر اور منافق بدگوئی نہ کریں کہ محمدؐ اپنی بہو سے نکاح کرنے کی فکر میں ہیں اللہ نے اس ارادے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب کا آپ سے کروادیا اور کافروں کی طعن و تشنیع کو لغو کر دیا اور فرمایا کہ لے پالک دراصل بیٹا نہیں ہے جو اس کی جو رو پالنے پر حرام ہو اس آیت میں چونکہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگوں سے ذر تا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ ذر تا چاہیے اور آپ کے دل کی بات کو جس کو آپ چھپانا چاہتے تھے فاش کر دیا پس اگر آپ کوئی آیت چھپاتے تو معاذ اللہ اس کو چھپاتے۔

(۴۴۲) اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہو گئے کہ پھر نزدیک ہو اجر نیک اور قریب آگیا محمدؐ کے اور رہ گیا فاصلہ دو کمانوں کے

(تم تو کہتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا) پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول کیسے ہے ثم دنی فتدلی فكان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی انھوں نے کہا اس آیت سے تو جبریل مراد ہیں وہ ہمیشہ آپ کے پاس مردوں کی صورت میں آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی صورت میں آئے تو سارا کنارہ آسمان کا بھر گیا تھا۔

باب: اس قول کے بارے میں کہ وہ تو نور ہے اس کو میں کیسے دیکھ سکتا ہوں اور یہ قول کہ میں نے نور دیکھا ہے ۳۴۳- ابوذرؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا؟ آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں اس کو کیسے دیکھتا۔

۳۴۴- عبد اللہ بن شقیقؓ سے روایت ہے میں نے ابوذرؓ سے کہا اگر میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ سے کچھ پوچھتا ابوذرؓ نے کہا تو کیا پوچھتا؟ عبد اللہؓ نے کہا میں یہ پوچھتا آپ نے اپنے پروردگار

لِعَايَئَةِ فَأَيْنَ قَوْلُهُ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى فَأَنْتَ بِأَنَّمَا ذَلِكَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّجَالِ وَإِنَّهُ أَنَا فِي هَذِهِ الْحَرَّةِ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ أَفَقَ السَّمَاءِ

بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نُورٌ أَنِّي أَرَاهُ وَفِي قَوْلِهِ رَأَيْتُ نُورًا ۴۴۳- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ ((نُورٌ أَنِّي أَرَاهُ)).

۴۴۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ قَالَ

لہ کا یا اس سے نزدیک اور بعضوں نے قوس سے ذرا مراد لیا ہے تو معنی یہ ہو گا رہ گیا فاصلہ دہا تھ کا یا اس سے بھی کم یعنی آپ میں اور جبریل میں اتنا قرب ہو گیا بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی۔

(۳۴۳) نووی نے کہا یعنی حجاب اس کا نور ہے اور معنی یہ ہے کہ نور کی وجہ سے میں اس کو دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکا چوندھ ہو جاتی ہے اور کچھ دکھلائی نہیں دیتا عرفاء کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نور ہے اور ظہور ہے یعنی اس کی وجہ سے سب کی ہستی اور نمائش ہے جیسے قرآن میں ہے اللہ نور السموات والارض اگر یہ نور نہ ہو نہ ہونیستی نیستی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پھر جیسے نور کی وجہ سے اور چیزیں دکھلائی دیتی ہیں اسی طرح اللہ جل شانہ کی مخلوقات کو ہم دیکھتے ہیں پر اس کا دیکھنا شواہ ہے اس لیے کہ ہم ہمارے اور جسم کی کثافت سے بھرے ہوئے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ جب اپنے پاک بندوں کو ان علاقے جسمانی سے صاف کر کے ان کو نورانی کرے گا اس وقت اپنا نور ان کو دکھلائے گا۔ واللہ اعلم

(۳۴۴) یعنی صرف ایک نور مجھے دکھلائی دیا اور کچھ میں نے نہیں دیکھا قاضی عیاض نے کہا یہ بات محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ پاک ہے جسمیت سے یہی مذہب ہے تمام اماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اور حدیث میں نور کا اطلاق ذات الہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب ہے نور کا یا ہادی ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگوں کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنوں کے دلوں کو۔

كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ أَمْرٌ قَدْ سَأَلْتُ فَقَالَ ((رَأَيْتُ نُورًا))
 کو دیکھا یا نہیں؟ ابو ذرؓ نے کہا میں نے یہ پوچھا تھا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا میں نے ایک نور دیکھا۔

بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَفِي قَوْلِهِ حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ
 باب: اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور یہ قول کہ اس کا حجاب نور ہے اگر وہ اس کو کھول دے تو جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے اس کے چہرے کی شعاعیں اس کی مخلوق کو جلا ڈالیں

۴۴۵- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي
 ۴۴۵- ابو موسیٰؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو کھڑے ہو کر پانچ باتیں سنائیں آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نہیں سوتا اور سونا اس کے لائق نہیں (کیونکہ سونا عضلات اور اعضائے بدن کی تھکاوٹ سے ہوتا ہے اور خدائے تعالیٰ پاک ہے تھکن سے دوسرے یہ کہ سونا غفلت ہے اور مثل موت کے ہے اور حق تعالیٰ پاک ہے اس سے) جھکا تا ہے ترانہ کو اور اونچا کرتا ہے اس کو اٹھایا

ترجمہ کہتا ہے قاضی عیاض کی یہ تقریر مسلم نہیں اور نہ سلف کی چال ہے بلکہ اللہ تعالیٰ حقیقہ نور ہے اور نور کا لفظ متعدد نصوص میں اس پر وارد ہے پھر اس میں تاویل کرنے کی ضرورت نہیں اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ خدا پر نہ کیا جائے گا کس لیے کہ شریعت میں یہ لفظ خدا کے واسطے نہیں آیا اسی طرح جسم سے تزیین اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

(۴۴۵) ہمہ بندوں کے اعمال اور ارزاق کے تولنے میں نودئی نے کہا یہ تمثیل ہے خدا کے ترانہ سے تولنے کے ساتھ۔ السراج الوہاج میں ہے کہ یہ تمثیل نہیں بلکہ حقیقہ خدائے تعالیٰ ایسا ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث میں اور تمثیل کے قائل پچھلے لوگ ہوئے ہیں جن کی بات کا کچھ اعتبار نہیں یعنی رات میں جو اس کے بندے نیک کام کرتے ہیں وہ رات گزرنے سے پہلے شام ہی کو خود ان کے پاس لے جاتے ہیں اس حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدائے تعالیٰ جہت فوق میں ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ سلف کا رضی اللہ عنہم۔ نودئی نے کہا پردہ لغت میں آڑ اور رکاوٹ کو کہتے ہیں اور یہ شان ہے ان اجسام کی جو محدود ہیں اور خدائے تعالیٰ پاک ہے جسمیت اور تحدید سے اس صورت میں پردے سے مراد روکنے والا ہے اس کے دیدار سے یعنی نور اس کے دیکھنے کا مانع ہے کس لیے کہ نور سے آنکھ چکا چوند ہو جاتی ہے السراج الوہاج میں ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچھ شریعت میں آیا ہے اس کو چلانا اسی طرح جیسے آیا اور اس کی کیفیت بیان نہ کرنا اس میں تاویل اور تعطیل اور تمثیل اور تشبیہ کرنا۔

ترجمہ کہتا ہے کہ متاخرین جیسے نودی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے پچھلے متکلمین کی تفسیر کر کے اس قسم کی آیات اور احادیث میں اکثر ایسی تاویلات کی ہیں جو سلف کے طریقے کے خلاف ہیں اسی حدیث میں دیکھے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب شان ہے اجسام کی حالانکہ ابھی تک یہ امری شریعت سے ثابت نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ جسمیت سے پاک ہے پھر اور آزار اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے اس کی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہنچتی ہے پھر اگر وہ اپنا حجاب اٹھالے تو اس کے روئے مبارک کی تجلی کے

بَكَرَ النَّارُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَخْرَفَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ
مَا أَتَتْهُ إِلَى بَصَرِهِ مِنْ خَلْقِهِ)) وَفِي رِوَايَةٍ
أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا.

جاتا ہے اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا
عمل رات کے عمل سے پہلے اس کا پردہ نور ہے۔ ابو بکر رضی اللہ
عنه کی روایت میں ہے کہ پردہ اس کا آگ ہے اگر وہ کھول دے اس
پردے کو البتہ اس کے منہ کی شعائیں جلائیں مخلوق کو جہاں تک
اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔

۴۴۶- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِينَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ
ثُمَّ ذَكَرَ بِعَثَلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ
مِنْ خَلْقِهِ وَقَالَ سَجَّاتُهُ النَّورُ.

۴۴۶- اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اس میں پانچ
باتوں کے بدلے چار باتیں ہیں اور مخلوق کا ذکر نہیں اور کہا کہ
حجاب اس کا نور ہے۔

۴۴۷- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ
فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ
((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَرْفَعُ
الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهُ وَيَرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ
بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ))

۴۴۷- ابو موسیٰ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہم میں کھڑے ہو کر چار باتیں بیان کیں یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں
سوتا اور نہ اس کے لائق ہے سونا اٹھاتا ہے ترازو کو اور جھکاتا ہے
اٹھایا جاتا ہے اس کی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل
دن کو۔

وہ سامنے کچھ نہ ٹھہرے اور سب جل کر خاک ہو جائیں۔ نووی نے اس مقام پر پچھلے متکلمین کی تقلید سے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے اور یہ
غلط ہے حق تعالیٰ کے لیے وجہ اور یہ اور عین قدم وغیرہ حقیقت ثابت نہیں آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان میں کسی قسم کی تاویل نہیں کی نہ
تحریف بلکہ تاویل طریقہ ہے جمعیہ اور مبتدع اور معتزلہ کا حذلہم اللہ تعالیٰ اور بعض علمائے اہل سنت خدا ان پر رحم کرے اس مگر اہی میں
پھنس گئے وہ بھی لگے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بھول گئے اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کرے۔

جیسا خدا ہے ویسا ہی اس کا ہاتھ۔ باقی سب اعضاء بھی ویسے ہی ہیں جیسا وہ خود ہے۔ عبد الغفار سلفی

بَابُ إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ رَبِّهِمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

باب: اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنوں کو آخرت میں ہوگا

۴۴۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((جَنَّاتٍ مِنْ فِصَّةٍ آتَيْنَهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ آتَيْنَهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ))
۴۴۸- عبد اللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہوگی اس کے برتن اور سب چیزیں چاندی کی ہوگی اور دو جنتیں سونے کی ہوگی اس کے برتن اور سب چیزیں سونے کی ہوگی اور لوگوں کو اپنے

(۴۴۸) پھر جب خدائے تعالیٰ اس چادر کو اپنے منہ سے اٹھائے گا تو سب مومن اس کے روئے مبارک کو دیکھیں گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جس کی حد نہیں نہ اس کا بیان ہو سکتا ہے نووی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہے محال نہیں ہے اور انھوں نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت میں مومنین اس کو دیکھیں گے اور کافر اس نعمت سے محروم رہیں گے اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کی مخلوق میں سے کوئی نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے اور یہ ایک خطائے صریح اور جہل فتنہ ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ جنت میں مومنوں کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب بیس صحابہ نے رسول اللہ سے روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتیں اس باب میں مشہور ہیں اور بدعتوں نے جو ان پر اعتراض کئے ہیں وہ بھی اہل سنت کی کلام کی کتابوں میں ان کے جواب سمیت مذکور ہیں اور ہم کو ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا میں واقع نہ ہوگا اور امام ابو القاسم قشیری نے ابو بکر بن نورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلے میں امام ابو الحسن اشعری کے دو قول ہیں ایک تو یہ کہ دنیا میں خدا کا دیدار واقع ہو اور دوسرے یہ کہ اس کا وقوع نہیں ہوا پھر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت الہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں پیدا کر دے گا اور اس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضروری نہیں اور ہمارے دیکھنے میں یہ باتیں اتفاق پائی جاتی ہیں نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہیں اور متکلمین نے اس کے کھلے دلائل خوب بیان کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ ایک جہت میں ہو بلکہ مومنین اس کو دیکھیں گے بغیر جہت کے جیسے ان کو جانتے ہیں بے جہت اتمی۔ مولانا ابوطیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے السراج الوہاج میں لکھا ہے کہ بدعتیوں نے جو کچھ شمسے خدا کی رویت میں کئے ہیں ان سب کے جوابات دونوں اماموں کی تصانیف میں موجود ہیں (یعنی امام حافظ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس ہما کی تصانیف) اور ہم نے بھی ان کو اپنی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں تو وہ ممکن ہے پر واقع نہیں ہوا یعنی بیداری میں البتہ خواب میں واقع ہوا ہے جیسے ریاض المرئض اور تقصیر میں ایک جماعت علماء اور ائمہ سے نقل کیا ہے یا اللہ تو ہم کو مشرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو نووی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا جیسے اس کا علم بے جہت کے ہے یہ متکلمین کا طریق ہے اور اہل حق کا یہ مسلک نہیں ان کے نزدیک تو اس قسم کے نصوص کو ظاہر معنی پر رکھنا چاہیے بغیر تاویل اور تعطیل کے اور حدیث صحیح میں یہ امر موجود ہے کہ خدا کہاں ہے آپ نے پوچھا یہ لوٹھی سے اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کی طرف اسی طرح اس باب میں بہت آیات اور احادیث ہیں جن سے خدا کا علوم اور فوقیت علی العرش اور آسمان میں ہونا پایا جاتا ہے پھر یہ قول نووی کا ان سے کیا مناسبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے اس آدمی پر جو انصاف کرے اور تاویل اور تکلف کے درپے نہ ہو۔

مترجم کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو بے جہت خیال کرنا یہ جہمہ اور مبتدعہ اور معتزلہ کا عقیدہ ہے ورنہ سلف علماء اور اہل حدیث سب لے

پروردگار کے دیکھنے میں کوئی آڑ نہ ہوئی جنت العدن میں سوا ایک بزرگی کی چادر کے جو خدا کے منہ پر ہوگی۔

۴۴۹- صہیبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت میں جا چکیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ فرمادے گا تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کیا تو نے منہ ہمارے سفید نہ کئے ہم کو جنت نہ دی جہنم سے نہ بچایا (اب اور کیا چاہیے) پھر پردہ اٹھ جائے گا اس وقت جنتیوں کو کوئی چیز اس سے بھلی معلوم نہ ہوگی یعنی اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے سے۔

۴۵۰- حماد بن سلمہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی یعنی نیکوں کے واسطے نیکی ہے اور زیادہ (زیادہ سے مراد دیدار الہی ہے جو سب نعمتوں سے بڑھ کر لذت دے گا)۔

يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكَبِيرَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ))

۴۴۹- عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وَجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُخْرِجْنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ))

۴۵۰- عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ

باب: اللہ کے دیدار کی کیفیت کا بیان

۴۵۱- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے قیامت کے روز؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں؟ (یعنی از دحام اور جہوم کی وجہ سے) یا تم کو

بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ

۴۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاسًا قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَلْ

لہ خدا کو جہت فوق میں سمجھتے رہے اور خابہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے پھر جب خدائے تعالیٰ ایک جہت میں ہوا تو اس کی رویت بھی ایک جہت میں ہو سکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رویت بلا جہت بلا مکان نکالی ہے یہ درحقیقت نفی رویت ہے اور ان کے عقیدے میں غور کرنے سے کچھ فرق نہیں لگا کیونکہ مکرر رویت نے اسی رویت کی نفی کی ہے جو ظاہر و متعارف ہے یعنی ایک چیز کے سامنے ہونا ایک مکان میں ہونا الی اور سر کی میں ایک طرح کی نسبت مقابلہ تاویلات کی ہونا سر کی کا ایک جہت ہونا الی سے نہ اس رویت کی جس کو متکلمین نے اختراع کیا ہے نیز متکلمین نے بہت سے مسائل میں اسی قسم کی تاویلات ہیں جو درحقیقت انکار ہیں نصوص کا۔ خدا ان لوگوں کی خطا معاف کرے اور ہم نے ان میں سے مسئلہ استواء کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب الانجاء فی الاستواء میں بیان کیا ہے۔

(۴۵۱) یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کہ خدا کے دیکھنے کے ساتھ نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتھ کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے کسی بات میں خالق کی مثل نہیں ہو سکتی فرمایا اللہ تعالیٰ نے لیس کمثلہ شنی وهو السميع البصیر اس کے جوڑ کی کوئی چیز نہیں اور وہ مستاہل دیکھتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ خدا کے دیدار میں کسی طرح کا جہوم معلوم نہ ہو گاند دیکھنے والے ایک پر ایک گر کر صدمہ پہنچائیں گے بلکہ ہر ایک اپنی جگہ پر کمال فراغت اور راحت کے ساتھ خدا کو دیکھے گا جیسے دنیا میں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں یا سورج کے دیکھنے میں کوئی تکلیف لہ

تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ))
 قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((هَلْ تُضَارُونَ
 فِي الشَّمْسِ لَيْسَ ذُوْنَهَا سَحَابٌ)) قَالُوا
 لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ
 كَذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعْ
 مَنْ كَانَ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسُ وَتَتَّبِعْ مَنْ
 كَانَ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرُ وَتَتَّبِعْ مَنْ كَانَ
 يَعْبُدُ الطُّوَائِجِ الطُّوَائِجُ وَتَبْقَى هَذِهِ
 الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا فَيَأْتِيَهُمُ اللَّهُ تَبَارَكَ

کچھ تکلیف ہوتی ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟ لوگوں
 نے کہا نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا بھلا تم کو کچھ مشقت ہوتی
 ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہنچاتے ہو سورج کے دیکھنے میں جس
 وقت کہ بادل نہ ہو اور آسمان صاف ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ
 نے فرمایا پھر اسی طرح (یعنی بغیر تکلیف اور مشقت اور محنت اور
 ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے حق تعالیٰ لوگوں کو
 قیامت کے دن جمع کرے گا تو فرمادے گا جو کوئی جس کو پوجتا تھا
 اس کے ساتھ ہو جائے پھر جو شخص آفتاب کو پوجتا تھا وہ سورج
 کے ساتھ ہو گا اور جو چاند کو پوجتا تھا وہ چاند کے ساتھ اور جو
 طاغوت کو پوجتا تھا وہ طاغوت کے ساتھ اور یہ امت محمدیہ باقی رہ

نہیں ہوتی طاغوت کہتے ہیں اس چیز کو جس چیز کی پوجا کی جائے سوا خدا کے یہی قول ہے لیٹ اور ابو عبیدہ اور کسائی اور جمہور اہل لغت کا اور ابن
 عباس اور مقاتل اور کبھی وغیرہم نے کہا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ (نودی) السراج الوہاج میں ہے کہ پہلا معنی اچھا
 ہے اور وہ شامل ہے اولیاء اور انبیاء کی قبر پر بننے والوں کو اور درویشوں اور عالموں کی تقلید کرنے والوں کو (جو ان کی تقلید خدا اور رسول کے ارشاد
 پر مقدم رکھیں) اور تمام مشرکین اور مبتدعین کو منافق مومنین میں چھپائے ہوئے تو وہاں بھی مومنوں کے ساتھ ملے رہیں گے اور ان کے
 ساتھ چلیں گے ان کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ ان کے اور مومنوں کے بیچ میں ایک روک ہو جائے گی اس کے اندر رحمت
 ہوگی اور سامنے سے عذاب معلوم ہو گا تب منافق علیحدہ ہو جائیں گے اور مومنوں کی روشنی ان سے جاتی رہے گی اور بعضوں نے کہا یہ لوگ حوض پر
 ہانک دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا دور ہو دور ہو (نودی) یہ معرفت حق سبحانہ تعالیٰ کی یا تو اس طرح سے ہوگی کہ خدائے تعالیٰ اپنی
 قدرت کاملہ سے ہر مومن کے دل میں اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کر دے گا کہ وہ پہلی صورت کو خدا کی صورت سے مغائر اور مبائن سمجھیں
 گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سے ہوگی جو خدائے اپنے لیے بیان کیں ہیں کہ وہ کسی کی مثل نہیں اس کے جوڑ کا کوئی نہیں وہ پاک ہے ہر
 عیب سے پھر جب پہلی صورت نمود ہوگی تو وہ ان صفات سے خالی ہوگی اس لیے مومنین اس کو خدا نہ کہیں گے۔ جب خدا اپنی اصلی صورت
 میں ظاہر ہو گا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اس کو پہچان کر اپنا خدا مانیں گے اور اس کے ساتھ ہو گئے اس حدیث میں خدا
 کے لیے کئی باتیں ثابت کی ہیں ایک تو صورت دوسرے آفاتیرے ہنسنا چوتھے باتیں کرنا اور علماء اہل سنت کے اس قسم کی آیتوں اور حدیثوں میں
 دو مذہب ہیں ایک حق ہے اور ایک خطا۔ حق وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنوں میں زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ ان پر
 ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جس طرح یہ آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں ان کو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکھنا چاہیے جو
 خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ خدا کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بھی جو مختصم
 ہیں اور اس میں سلامتی ہے ہر ایک آفت سے اور اسی پر چلتے رہے تمام امت کے سلف اور امام اور اس باب میں بڑی عمدہ کتاب کتاب الجواز و
 الصلوات ہے سید ابوالخیر طیب قنوجی کی۔ شیخ محمد بن محسن عطاس نے کتاب حزیہ الذات والصفات میں خدا کے آنے کی بحث میں لکھا ہے کہ فرمایا
 اللہ نے وہ خطر ہیں خدا کے آنے کے ار کے سامنے میں اور فرمایا آیا تیرا رب یا آئے تیرا رب اور صفات کے باب میں ہمارا قول یہ ہے کہ اللہ

جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا ایسی صورت میں جس کو وہ نہ پہچانیں گے اور کہے گا میں تمہارا پروردگار ہوں وہ کہیں گے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ہم تجھ سے اور ہم اسی جگہ ٹھہرے ہیں یہاں تک کہ ہمارا پروردگار آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے پھر اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور دوزخ کے پشت پر پل رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے پار ہوں گے اور سوائے پیغمبروں کے اور کوئی اس دن بات نہ کر سکے گا اور پیغمبروں کا بول اس وقت یہ ہو گا یا اللہ بچائیو (یہ شفقت کی راہ سے کہیں گے اور خلق پر) اور دوزخ میں آنکڑے ہیں (لوہے کے جن کا سر میزھا ہوتا ہے اور تنور میں گوشت جب ڈالتے ہیں تو آنکڑوں میں لگا کر ڈالتے ہیں) جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جھاڑ ہے کانٹوں والا) حضرت نے فرمایا صحابہؓ سے تم نے سعدان کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں دیکھا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹوں کی وضع پر ہو گئے۔ (یعنی سرخم) پر یہ کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہو گئے وہ

وَتَعَالَى فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَقِيلُوا أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِينَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَقِيلُوا أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُونَهُ وَيَضْرِبُ الصَّرَاطَ بَيْنَ ظَهْرِي جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعَايَ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيْبٌ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانِ)) قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدَرُ عِظَمِهَا إِلَّا اللَّهُ تَخَطَّفُ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمْ الْمُجَازِي حَتَّى يُنَجَّى حَتَّى إِذَا فَرَّغَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ

لہ ہم ایمان لاتے ہیں ان پر اور ان کے وجود کو سمجھتے ہیں اور کسی قدر ان کو جانتے ہیں پر نہ ان کی کیفیت بیان کرتے ہیں نہ مثال نہ مشابہت دیتے ہیں نہ ان کو بیکار کرتے ہیں اور سلف کی طرح یوں کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی مراد کے موافق اور اس کی مثل کوئی چیز نہیں پھر بیان کیا ہر ایک صفت کا جیسے استواء اور علو اور وجہ اور یمن اور کف اور ید اور اصبع اور شمال اور قدم اور رجل اور نزول اور کلام اور قول اور رؤیت اور کشف سابق اور نفس اور عین اور فوق اور حقو کا اور دلیل لائے ان پر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اس تاویل کو جو متکلمین نے کی ہے اور جس پر پچھلے لوگ چلے ہیں اور خطا وہ ہے جو اکثر متکلمین کا مذہب ہے یعنی ان کی تاویل کرنا چاہیے ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث میں کہتے ہیں کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مومن اس کو دیکھیں گے اور یہ آنے کے معنی مجازی ہیں یا اس سے فرشتوں کا آنا مقصود ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور حاصل یہ ہے کہ یہ مومنین کا اخیر امتحان ہو گا پھر جب وہ ان سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں تو یہ انکار کریں گے اور اس سے پناہ مانگیں گے پھر اللہ جل جلالہ اپنی اس صورت پر تجلی کرے گا جس طرح سے مومنین اس کو جانتے ہیں اور جن صفات سے اس کو پہچانتے ہیں اگرچہ بیشتر خدا کو نہیں دیکھا ہو گا پر اس کی صفات سے اس کو پہچان لیں گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہیں گے تو ہمارا رب ہے۔ خطابی نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقوں کا فعل ہو اور قاضی

لوگوں کو دوزخ میں دھر گھسیٹیں گے (یعنی فرشتے ان آنکڑوں سے گھسیٹ لیں گے دوزخیوں کو) ان کے بد عملوں کی وجہ سے اب بعضے ان میں مومن ہو گئے جو بچ جائیں گے اپنے عمل کے سبب سے اور بعضے ان میں سے بدلہ دینے جائیں گے اپنے عمل کا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا نکالیں دوزخ سے اس کو جس نے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو جس پر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے دوزخ میں ایسے لوگوں کو پہچان لیں گے ان کو پہچانیں گے سجدہ کے نشانوں سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو کہ خدا تعالیٰ نے اس کا جلانا آگ پر حرام کیا ہے پھر دوزخ سے نکالے جائیں گے جلد پہننے جب ان پر آب حیات چھڑکا جائیگا وہ تازہ ہو کر ایسے جم انھیں گے جیسے دانہ کچرے کے بہاؤ میں جم اٹھتا ہے (پانی جہاں پر کوڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے وہاں دانہ خوب اگتا ہے اور جلد شاداب اور سرسبز ہو جاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بھی آب حیات ڈالتے ہی تازے ہو جائیں گے اور جہنم کے نشان بالکل جاتے رہیں گے) بعد اس کے اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا اور ایک مرد

بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمْرَ الْمَلَائِكَةِ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُونَهُمْ بِأَثَرِ السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ مِنْ ابْنِ آدَمَ إِلَّا أَثَرُ السُّجُودِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرِ السُّجُودِ فَيُخْرِجُونَ مِنَ النَّارِ وَقَدْ امْتَحَشُوا فَيَصُبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَسْتَوُونَ مِنْهُ كَمَا تَبَتُّ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ الْمَسْتَبَلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَصْرَفَ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِي رَجْعَهَا وَأَخْرَقَنِي ذِكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللَّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُوهُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فَعَلْتُ ذَلِكَ بَكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا

تھو عیاض نے اس کا انکار کیا نووی نے کہا قاضی عیاض کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص نہیں ہو گا اور اس کے ساتھ ہو جانے سے یہ غرض ہے کہ اس کے حکم کی پیروی کریں گے اور جنت میں جائیں گے یا اس کے فرشتوں کے ساتھ ہو کر جنت میں جائیں گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں (السراج الوہاج) جس کو لوگ پل صراط کہتے ہیں اور اہل حق نے اس کو ثابت کیا ہے اور سلف نے اس پر اجماع کیا ہے اور وہ پل ہو گا جہنم کی پشت پر سب لوگوں کو اس کے اوپر سے گزرنا ہو گا تو مومن اپنے اپنے درجہ کے موافق اس پر سے گزریں گے اور کافر اس پر سے گر کر جہنم چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ ہم کو بچائے اور ہمارے اصحاب سلف سے منقول ہے کہ یہ پل ہال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا جیسے ابو سعید خدری سے روایت ہے اور پیغمبروں کا کہنا یعنی پل سے گزرتے وقت بوجہ ہول اور خوف کے کہ قیامت کے دن اور وقت تو لوگ باتیں کریں گے اور مرید اپنے مرشدوں سے لڑیں گے (نووی) حدیث میں یوں ہے فمنہم المومن بقی بعملہ اس کا ترجمہ یہی ہے جو بیان ہوا اور بعض نسخوں میں یوں ہے الموفق بعملہ یعنی بعض ان میں کا تو ہلاک ہو جائے گا اپنے عمل سے اور بعض نسخوں میں

باقی رہ جائے گا جس کا منہ دوزخ کی طرف ہو گا اور یہ بہشت والوں میں جائے گا وہ کہے گا اے رب میرا منہ جہنم کی طرف سے پھیر دے اس کی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا پھر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہو گا بعد اس کے اللہ تعالیٰ فرمادے گا اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہے گا نہیں میں پھر کچھ سوال نہ کروں گا اور جیسے خدا کو منظور ہے وہ قول اقرار کرے گا تب اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا (جنت کی طرف) جب جنت کی طرف اس کا منہ ہو گا تو چپ رہے گا جب تک خدا کو منظور ہو گا پھر کہے گا اے رب! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمادے گا تو کیا کیا قول اور اقرار کر چکا تھا کہ میں پھر دو سرا سوال نہ کروں گا براہو تیرا اے آدمی کیسا دعا باز ہے وہ کہے گا اے رب اور دعا کرے گا یہاں تک کہ پروردگار فرمادے گا اچھا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کروں تو پھر تو اور کچھ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہیں قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور اقرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور ہو گا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا جب وہاں کھڑا ہو گا تو ساری بہشت اس کو دکھائی دے گی اور جو کچھ اس میں نعمت یا خوشی اور فرحت ہے وہ سب پھر ایک مدت تک جب تک خدا کو منظور ہو گا وہ چپ رہے گا بعد اس کے عرض کرے گا اے رب! مجھے جنت کے اندر لے جا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے کیا اقرار کیا تھا تو بولا تھا کہ اب میں کچھ

أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبُّهُ مِنْ غُھُودٍ وَمَوَائِقٍ مَا شَاءَ اللَّهُ فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ قَدَّمَنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أُعْطِيتَ غُھُودَكَ وَمَوَائِقَكَ لَا تَسْأَلُنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ وَتِلْكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ وَيَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَقُولَ لَهُ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي رَبُّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ غُھُودٍ وَمَوَائِقٍ فَيَقْدُمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذْخَلَنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أُعْطِيتَ غُھُودَكَ وَمَوَائِقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ وَتِلْكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى

لہ میں یوں ہے فمنہم المومن بقى بعمله یعنی بعض ان میں سے مومن ہونگے جو باقی رہ جائیں گے (اور مٹ گئے) اپنے عمل کی وجہ سے۔ نووی نے کہا ہمارے شہر میں اکثر نسخوں میں ایسا ہی ہے یہ ترجمہ ہے مجازی کا جیسے حدیث میں گزرا اور بعض نسخوں میں مخدول ہے یعنی کاٹا جائے گا اس کا گوشت یا گرایا جائے گا اور بعض نسخوں میں مخدول ہے یعنی قریب ہلاکت کے۔ نووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ سجدہ کے ساتوں اعضاء کو نہ جلائے گی جن کو لگا کر آدمی سجدہ کرتا ہے یعنی منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں ایسا ہی کہا ہے بعض علماء نے اور قاضی عیاض نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سجدے کے نشان سے صرف پیشانی مراد ہے لیکن اول قول مختار ہے اب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلیں گے بالکل جلے ہوئے سوا منہ کے تو اس کا جواب یہ ہے لہ

سوال نہ کروں گا براہو تیرا اے آدم کے بیٹے! کیسا مکار ہے وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بد نصیب نہیں ہوں اور دعا کراتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ جل شانہ ہنس دے گا اور جب خدائے تعالیٰ کو ہنسی آجائے گی تو فرمائے گا اچھا جا جنت میں جب وہ جنت کے اندر جائے گا تو خدائے تعالیٰ اس سے فرمائے گا اب تو کوئی آرزو کرو وہ کرے گا اور مانگے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا فلائی چیز مانگ فلائی چیز مانگ۔ جب اس کی آرزو کیں ختم ہو جائیں گی تو حق تعالیٰ فرمائے گا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور ان کے ساتھ اتنی ہی اور دیں (یعنی تیری خواہشوں سے دو چندے۔ سبحان اللہ کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے۔ عطاء بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابو سعید خدریؓ بھی اس حدیث کی روایت کرنے میں ابو ہریرہؓ کے موافق تھے کہیں خلاف نہ تھے پر جب ابو ہریرہؓ نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں تو ابو سعیدؓ نے کہا اس حصے زیادہ دیں ابو ہریرہؓ نے کہا کہ مجھے تو یہی بات یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں ابو سعیدؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہم نے یہی سب تجھے دیں اور دس حصے زیادہ دیں۔ ابو ہریرہؓ نے کہا یہ

خَلَقَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَضْحَكَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللَّهُ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللَّهُ لَهُ تَمَنَّى فَيَسْأَلُ رَبَّهُ وَيَقْتَمِي حَتَّى إِنَّ اللَّهَ لَيَذْكُرُهُ مِنْ كَذِّهِ وَكَذِّهِ حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخَدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ قَالَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَعَشْرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَعَشْرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَذَلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُعُورًا الْجَنَّةَ.

لہ کہ یہ کچھ خاص لوگ ہوں گے۔ اور لیکن سوال کے سب اعضا سجدے کے سالم ہوں گے بنظر عموم اس حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے انہی لوگوں سے اتنی۔ نوویؒ نے کہا خدا کی ہنسی سے اس کا راضی ہونا مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نوویؒ نے پچھلے حکامین کی تقلید سے اس کو لکھ دیا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے صبح اور بصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہیں اور وہ محمول ہیں اپنے حقیقی معنوں پر اسی طرح صبح یعنی ہنسنا بھی اس کی ایک صفت ہے اور جیسے خدا کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنے کی طرح نہیں ہے ویسے ہی اس کا ہنسنا بھی مخلوق کے ہنسنے کی طرح نہیں ہے اور وہ پاک ہے اپنی ذات اور صفت میں مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہ اور تابعین اور سلف ائمہ اور علماء کا جیسا کہی بار اوپر گزر چکا۔

وہ شخص ہے جو سب سے اخیر میں جنت میں جائے گا (تو اور جنتیوں کو معلوم نہیں کیا کیا نعمتیں ملیں گی)۔

۴۵۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے باقی حدیث وہی ہے جو اوپر گزر چکی۔

۴۵۲- ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو بیان کیں ہم سے ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اور بیان کیا کئی حدیثوں کو ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب سے کم درجے کا جنتی تم میں سے جو ہو گا اس سے کہا جائے گا آرزو کرو وہ آرزو کرے گا اور آرزو کرے گا پھر اس سے کہا جائے گا تو آرزو کر چکا وہ کہے گا ہاں پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تجھے یہ سب آرزوئیں دیں اور اتنی ہی اور۔

۴۵۳- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہا یا رسول اللہ! کیا ہم دیکھیں گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے فرمایا ہاں دیکھو گے تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے میں دو پہر کے وقت جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہ ہو؟ تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہ ہو؟ انھوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا بس تم کو اتنی ہی تکلیف ہوگی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے

۴۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ النَّاسَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَسَاقَ الْحَدِيثُ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ.

۴۵۳- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنُّ فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى فَيَقُولَ لَهُ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُولَ نَعَمْ فَيَقُولَ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)).

۴۵۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ)) قَالَ ((هَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظُّهْرِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ

(۴۵۴) یعنی اللہ کو دیکھنے میں ہجوم اور ازدحام کی تکلیف نہ ہوگی آفتاب اور مہتاب کے دیکھنے میں کسی قسم کی تکلیف ہجوم اور ازدحام کی نہیں ہوتی اور کلام بطریق مبالغہ کے ہے یعنی اگر یہ فرض محال کچھ تکلیف ہو تو اتنی ہی ہوگی۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ روایت مغائر ہے اس روایت کے جو خاص مومنین کو جنت میں ہوگی اور یہ روایت امتحان اور تمیز کے لیے ہوگی درمیان مومنین اور مشرکین کے۔ (طبی)

سراب کہتے ہیں اس دہلی کی زمین کو جو دور سے دو پہر کے وقت گرمی میں پانی کی طرح دکھائی دیتی ہے جب پاس جاؤ تو پانی نہیں ہوتا اور پیاسا ہاتھ مل کر رہ جاتا ہے ایسا حال ان جہنمیوں کا ہو گا کہ پیاس کی شدت میں جہنم کو جو سراب کی طرح معلوم ہو گا پانی سمجھ کر اس میں گھس جائیں گے اللہ کی پناہ یہود اور نصاریٰ کا اصلی دین عمدہ اور اچھا تھا لہذا خدا کی طرف سے آیا تھا جیسے اسلام کا دین پر ان دونوں مذہبوں سے

میں قیامت کے دن جتنی چاند اور سورج کے دیکھنے میں ہوتی ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا ہر ایک گروہ ساتھ ہو جائے اپنے اپنے معبود کے پھر جتنے لوگ سوا خدا کے اور کسی کو پوجتے تھے جیسے بتوں کو اور تھانوں کو ان میں سے کوئی نہ بچے گا سب کے سب آگ میں گریں گے اور باقی رہ جائیں گے وہی لوگ جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہوں یا بد مسلمانوں میں سے اور کچھ اہل کتاب میں سے پھر یہودی بلائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم پوجتے تھے حضرت عزیر کو جو اللہ کے بیٹے ہیں ان کو جواب ملے گا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ نے نہ کوئی بی بی کی نہ اس کا بیٹا ہوا اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے رب ہمارے! ہم پیاسے ہیں ہم کو پانی پلانا حکم ہوگا جاؤ پو پھر وہ ہانک دئے جائیں گے جہنم کی طرف ان کو ایسا معلوم ہوگا جیسے سراب اور وہ شعلے ایسے مار رہا ہوگا گویا اسی کو ایک کھار ہا ہے وہ سب گر پڑیں گے آگ میں بعد اس کے نصاریٰ بلائے جائیں گے اور ان سے سوال ہوگا تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے

لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَحَوْا لَيْسَ فِيهَا مَحَابٌ)) قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((مَا تُصَارُونَ فِي رُؤْيَا اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُصَارُونَ فِي رُؤْيَا أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَذُنٌ مُؤَذِّنٌ لِيَبْعَثَ كُلُّ أُمَّةٍ مَن كَانَ تَعْبُدُ فَلَا يَنْفِي أَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ وَغَيْرِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيَدْعَى الْيَهُودُ فَيَقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ غَزِيرَ ابْنِ اللَّهِ فَيَقَالُ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْعُونَ قَالُوا عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُسَارُ إِلَيْهِمْ أَلَّا تَرُدُّونَ فَيُخْشَرُونَ إِلَى النَّارِ

اللہ کے عالموں اور پیشواؤں نے اپنی نادانی اور بے عقلی سے ایسی باتیں دین میں شریک کر لیں جو سراسر عقل کے خلاف ہیں اور انھوں نے یہ سمجھا کہ ہم اپنے اپنے پیغمبروں کو خدا کا بیٹا بنادیں گے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو سب سے بڑا سمجھ کر ہمارے دین میں شریک ہوں گے اور قیامت تک یہ دین اور پیغمبروں کے آنے سے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر ان لوگوں میں ذرا بھی عقل ہوتی اور کچھ بھی سمجھ رکھتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتوں کو دین میں شریک کر کے اپنے دین کو بدنام نہ کرتے یہود کا حال جو اس بیوقوفی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا میں ان کی تعداد نہایت ہی قلیل رہ گئی اور ان کی سب شوکت اور حشمت خاک میں مل گئی اور نصاریٰ کے بھی فروغ کو عربوں نے اسلام کے زور سے مٹا دیا اب اس زمانے میں گو نصاریٰ دنیاوی علوم اور فنون کی وجہ سے مسلمانوں پر غالب ہو گئے ہیں اور بظاہر بہت کچھ قوم نام رکھتے ہیں پر ان کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہیں ہے بلکہ یہ زمانہ ایسا ہے جس میں علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجھتے جاتے ہیں کہ نصاریٰ کا یہ بے دلیل دعویٰ کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تھے کتنی وقعت رکھتا ہے۔ افسوس! صد افسوس! اگر نصاریٰ اس وقت بھی اپنی عقل سے کام لیں اور جیسے دنیا کے کاموں میں غور اور فکر کر رہے ہیں اسی طرح اپنے دین کے اصول کو بھی جانچیں تو یہ سب طمع کاری اور غلابازی جو ان کے پچھلے پادریوں نے کی ہے ان پر کھل جائے وہ بھی مسلمانوں کی طرح سچی توحید کے نور سے مشرف ہوں اگر نصاریٰ اس لغو اور بیہودہ اور خلاف عقل بات یعنی تثلیث کو چھوڑ کر توحید پر آجائیں تو پھر ان میں اور مسلمانوں میں بہت ہی تھوڑا فرق رہ جائے گا اور یہ دونوں قومیں مل جل کر دنیا میں زندگی بسر کرنے لگیں اور کشت اور خون کا دروازہ بند ہو جائے بلکہ کیا محجب ہے کہ چند روز میں اور باقی قومیں بھی ان کی مطیع ہو جائیں اور بعض نا اتفاقی اور اختلاف اور فسادات

ہم پوجتے تھے حضرت مسیح کو جو اللہ کے بیٹے ہیں ان کو جواب ملے گا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جوردہ ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے پھر ان سے کہا جائے گا اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے رب! ہم پیارے ہیں ہم کو پانی پلا حکم ہو گا جاؤ پھر وہ سب ہانکے جائیں گے جہنم کی طرف گویا وہ سراب ہو گا اور لپٹ کے مارے وہ آپ ہی آپ ایک ایک کو کھاتا ہو گا پھر وہ سب گر پڑیں گے جہنم میں یہاں تک کہ جب کوئی باقی نہ رہے گا سو ان لوگوں کے جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہوں یا بد اس وقت مالک سارے جہان کا ان کے پاس آئے گا ایک ایسی صورت میں جو مشابہ نہ ہو گی اس صورت سے جس کو وہ جانتے ہیں اور فرمائے گا تم کس بات کے منتظر ہو ہر ایک گردہ ساتھ ہو گیا اپنے اپنے معبود کے وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے تو دنیا میں ان لوگوں کا ساتھ نہ دیا (یعنی مشرکوں کا) جب ہم ان کے بہت محتاج تھے نہ ان کی صحبت میں رہے پھر وہ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے دویا تین بار یہی کہیں گے یہاں تک کہ ان میں سے بعض لوگ پھر

كَانَهَا سَرَابٌ يَخْطُمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يَدْعُوا النَّصَارَى فَيَقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ فَيَقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيَقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُونَ فَيَقُولُونَ عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيَشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَّا تَرُدُّونَ فَيَخْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ كَانَهَا سَرَابٌ يَخْطُمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ آتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ مَسْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي أَذْنَى صُورَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا قَالَ فَمَا تَتَنَظَّرُونَ تَبِيعَ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوا يَا رَبَّنَا فَارْقِنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا أَفْقَرَ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نَصَاحِبِهِمْ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ

لہ کے اتفاق اور اتحاد اور امن والیاں پیدا ہو۔ خبر یہ سب خدا کی مرضی پر موقوف ہے پر وہ مسلمان جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور مشرکوں کی طرح سوا خدا کے بیروں بتیغیروں کی نذر نیلا کرتے ہیں مصیبت کے وقت ان کو پکارتے ہیں ان سے دعا کرتے ہیں ہر امر پر انکو قادر اور متصرف خیال کرتے ہیں وہ در حقیقت نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں۔ خاک چڑے ان کی عقلوں پر انھوں نے نصاریٰ کو اعتراض کی جگہ دے رکھی ہے۔ اس کی صفات سے جو اس نے بیان کی ہیں اس کو پہچانتے ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہیں ہے نہ کسی کے جوڑ کا ہے پاک ہے ہر عیب اور نقص سے یعنی دنیا میں جب ہم کو اپنی معاش کے واسطے ان لوگوں سے ملنے کی اور دوستی کرنے کی ضرورت تھی اس وقت تو ہم ملے نہیں نہ ان کا ساتھ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول کیا اور ان کی مخالفت کرتے رہے اور ان کا رد کرتے رہے پھر آج جب ہم کو ان کی کچھ احتیاج نہیں ہے ہم ان کے ساتھ کیونکر جائیں اور غرض یہ ہے کہ سو مشین حق تعالیٰ سے عاجزی اور دعا کریں کہ اس مشکل میں ہماری مدد کریں مہاجرین اور انصار کا دنیا میں یہی حال ہوا کہ انھوں نے قرابت اور عزیزداری کا بھی خیال نہ کیا اور مشرکوں سے علیحدہ ہو گئے اور مصیبت گوارہ کی اور یہی حال رہا ہے ہمیشہ موجودوں کا ہر زمانے میں جنھوں نے مشرکوں کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں۔ راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سے اور ہمارا حشر ان کے ساتھ کرے آمین یا رب العالمین۔ قرآن میں ہے یوم یکشف عن ساقی یعنی جس دن کھولا جائے گا ساقی سے ساقی کہتے ہیں چٹلی کو۔ نووی نے کہا ابن عباس اور اکثر اہل لغت نے ساقی کے معنی یہاں شدت اور زور کے لیے ہیں یعنی ایک ہو لٹاک امر غمو ہو گا اور یہ مثل ہے جس کو عرب لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں لڑائی لڑ

جانے کے قریب ہوں گے۔ کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہوگا اور شبہ دل میں زور کرے گا پھر وہ فرمائے گا اچھا تم اپنے رب کی کوئی نشانی بتاؤ جس سے اس کو پہچان دو کہیں گے ہاں پھر خدا کی پنڈلی کھل جائے گی اور جو شخص خدا کو (دنیا میں) اپنے دل سے (بغیر جبر اور خوف یا ریا کے) سجدہ کرتا ہوگا اس کو وہاں بھی سجدہ میسر ہوگا اور جو شخص دنیا میں سجدہ کرتا تھا اپنی جان بچانے کو تلوار کے ڈر سے اور دل میں اس کے ایمان نہ تھا یا لوگوں کے دکھانے کو) اس کی پیٹھ اللہ تعالیٰ ایک تختہ کر دے گا جب وہ سجدہ کرنا چاہے گا تو چت گر پڑے گا۔ پھر وہ لوگ اپنا سر اٹھائیں گے اور خدائے تعالیٰ اس صورت میں ہوگا جس صورت میں پہلے اسے دیکھا تھا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ سب کہیں گے تو ہمارا رب ہے بعد اس کے جہنم پر پل رکھا جائے گا اور سفارش (شفاعت) شروع ہوگی اور لوگ کہیں گے یا اللہ بچا یا اللہ بچا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اہل

بِاللّٰهِ مِنْكَ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَّرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتَّىٰ إِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَكَاذِبُ أَنْ يَنْقَلِبَ فَيَقُولُ هَلْ يَنْتَكُمُ وَبَيْنَهُ آيَةٌ فَتَعْرِفُونَهُ بَهَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَنْقَىٰ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تَلْقَاءِ نَفْسِهِ إِلَّا أَذِنَ اللّٰهُ لَهُ بِالسُّجُودِ وَلَا يَنْقَىٰ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتَّقَاءَ وَرِيَاءَ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ خَرَّ عَلَىٰ قَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُونَ رُءُوسَهُمْ وَقَدْ تَحَوَّلَ فِي صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلَىٰ جَهَنَّمَ وَتَجْلُ الشَّفَاعَةُ وَيَقُولُونَ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ))

حق قائم ہوئی ساق پر اور اصل یہ ہے کہ انسان جب کسی سخت امر میں پڑ جاتا ہے تو اپنی بائیں چڑھاتا ہے اور پنڈلی کھولتا ہے کوشش کے لیے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا بعضوں نے کہ ساق سے یہاں ایک بڑا نور مراد ہے اور یہ ایک حدیث میں بھی وارد ہے ابن فورک نے کہا مراد اس سے وہ فوائد اور الطاف ہیں جو مومنوں کو نئے ملیں گے خدا کے دیدار کے وقت اور بعضوں نے کہا ساق ایک مخلوق ہو خدا کی جس کو خدا نے نشانی بتائی ہو اس وقت کے لیے اور یہ ساقوں سے الگ صورت کی ہو اور بعضوں نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا ڈر جاتا رہے گا اور رب انھیں جائے گا اور جو ہول ان کے دلوں پر تھا وہ جاتا رہے گا اور اطمینان حاصل ہوگا تب وہ سجدہ کریں گے۔ خطابی نے کہا یہ دیدار اور ہے اور وہ جو مومنین کو جنت میں ہوگا وہ اور ہے اتھی ما بال انوئی اور یہ سب تاویلات لغو اور بیکار ہیں اور مخالف ہیں سلف کے۔ اصل یہ ہے کہ خداوند کریم نے جو اعضاء اپنے لیے ثابت کئے ہیں جیسے وجہ اور یہ اور عین اور ساق یہ سب حق ہیں اور محمول ہیں اپنے معنی پر لیکن جیسے خدا کی کنز اور حقیقت کسی بشر کو معلوم نہیں دیے ہی ان اعضاء کی بھی حقیقت اور ماہیت معلوم نہیں پس ان پر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کو خداوند کریم کے سپرد کرنا چاہیے اور پہنچنا چاہیے تشبیہ سے یعنی یوں نہ خیال کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ خدا کا ہاتھ یا منہ یا آنکھ یا پنڈلی آدمیوں کے یا اور کسی مخلوق کے ہاتھ یا منہ یا آنکھ یا پنڈلی کی طرح ہیں بلکہ جیسے اس کی ذات بے مثل اور بے نظیر ہے دیے ہی اس کی صفات بھی سب بے مثل اور بے نظیر ہیں یہی عقیدہ ہے اہلحدیث کا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اسی لیے کہ پیٹھ کے جوڑ جھک نہ سکیں گے پھر سجدہ کیونکر کرے گا نووی نے کہا یہ سجدہ امتحان کے لیے ہوگا اور اس سے بعض علماء نے دلیل قائم کی ہے اس بات پر کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے یعنی اس بات کا حکم کرنا جو ہونہ سکے۔ حالانکہ یہ استدلال باطل ہے اس لیے کہ آخرت تکلیف کی جگہ نہیں ہے اور اس سجدے سے امتحان مقصود ہوگا اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ وہم کیا ہے کہ منافق بھی مومنوں کے ساتھ خدا کو حق

قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْجَنَّةُ قَالَ ((دَحْضٌ مَزَلَّةٌ فِيهِ خَطَاطِفٌ وَكَذَالِيبٌ وَحَسَنٌ تَكُونُ بَنَجْدٌ فِيهَا شَوِيكَةٌ يَقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ قِيَمَرُ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرَفِ الْغَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالْوَيْجِ وَكَالطَّيْرِ وَكَالْجَاوِدِ الْخَيْلِ وَالرَّكَّابِ فَتَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ قَالُوا لَوْ أَنِّي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ بِأَشَدَّ مَنَاشِدَةً لِلَّهِ فِي اسْتِفْصَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِلَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَيُصَلُّونَ وَيُحْجُونَ فَيَقَالُ لَهُمْ أَخْرِجُوا مِنْ عَرَقَتُمْ فَتَحَرَّمْ صُورُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا قَدْ أَخَذَتِ النَّارُ إِلَى بَصْفِ سَاقِيهِ وَإِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْنَا بِهِ فَيَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ

کیسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا! ایک پھسلنے کا مقام ہوگا وہاں آکڑے ہو گئے اور کانٹے جیسے نجد کے ملک میں ایک کانٹا ہوتا ہے جس کو سعدان کہتے ہیں یعنی (ٹیڑھے سر والا) مومن اس پر سے پار ہو گئے بعضے پل مارنے میں بعضے بجلی کی طرح بعضے پرند کی طرح بعضے تیز گھوڑوں کی طرح بعضے اونٹوں کی طرح اور بعضے بالکل جہنم سے بچ کر پار ہو جائیں گے (یعنی ان کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچے گا) اور بعضے کچھ صدمہ اٹھائیں گے لیکن پار ہو جائیں گے اور بعضے صدمہ اٹھا کر جہنم میں گر جائیں گے جب مومنوں کو جہنم سے چھٹکارا ہوگا تو قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی تم میں سے اپنے حق کے لیے اتنا جھگڑنے والا نہیں ہے جتنے وہ جھگڑنے والے ہو گئے خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بھائیوں کے لیے جو جہنم میں ہو گئے۔ (خدا سے جھگڑنے والے یعنی خدا سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بھائیوں کے چھڑانے کے لیے) وہ کہیں گے اے رب ہمارے! وہ لوگ (جو اب جہنم میں ہیں) روزہ رکھتے تھے ہمارے ساتھ اور نماز پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے حکم ہوگا اچھا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جن کو تم پہچانو پھر ان کی صورتیں جہنم پر حرام ہو جائیں گی (یعنی جہنم کی آگ ان کی صورت کو بدل نہ سکے گی اور چہرہ ان کا محفوظ رہے گا تاکہ مومنین ان کو پہچان لیں) اور مومنین بہت سے آدمیوں کو جہنم سے نکالیں گے۔ ان میں سے بعضوں کو آگ نے آدمی پنڈلیوں تک کھایا

ظہر دیکھیں گے۔ ابن فورک نے کہا ایک گروہ اسی طرف گیا حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ مسلمانوں کے علماء کے اجماع سے یہ امر ثابت ہے کہ منافقوں کو خدا کا پدارت نہ ہوگا اور حدیث سے یہ بات کہاں نکلتی ہے کہ منافق بھی خدا کو دیکھیں گے بلکہ اس جماعت کا دیکھنا ٹھکانا ہے جس میں منافق اور مومن سب ہو گئے اور جماعت کے دیکھنے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ہر ایک شخص ان میں کا دیکھے اور کتاب اور سنت سے بہت دلیل ہیں اس امر پر کہ منافق کو اللہ تعالیٰ کا پدارت نہ ہوگا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا بھلائی سے مراد یہاں یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بھلائی وہ شے ہے جو ایمان کے علاوہ ہے اس لیے کہ ایمان کے حصے نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ حصے اس شے کے ہیں جو ایمان پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اور کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینوں پر یا خوف الہی یا نیت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اس پر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلے گا وہ شخص بھی ظہر

ہوگا بعضوں کو گھنٹوں تک پھر وہ کہیں گے اے رب ہمارے اب تو جہنم میں کوئی باقی نہیں رہا ان آدمیوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا (یعنی روزہ، نماز اور حج کرنے والوں میں سے اب کوئی نہیں رہا) حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار برابر بھلائی پاؤ اس کو بھی نکال لاؤ پھر وہ نکالیں گے بہت سے آدمیوں کو اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے نہیں چھوڑا کسی کو ان لوگوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں آدھے دینار برابر بھی بھلائی پاؤ اس کو بھی نکال لو وہ پھر بہت سے آدمیوں کو نکالیں گے اور کہیں گے اے پروردگار! اب تو اس میں کوئی باقی نہیں رہا ان لوگوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھلائی ہو اس کو بھی نکال لو پھر وہ نکالیں گے بہت سے آدمیوں کو اور کہیں گے اے رب ہمارے! اب تو اس میں کوئی نہیں رہا جس میں ذرا بھی بھلائی تھی (بلکہ اب سب اسی قسم کے لوگ ہیں جو بدکار اور کافر تھے اور رتی برابر بھی بھلائی ان میں نہ تھی) ابو سعید خدریؓ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے اگر تم مجھ کو سچانہ جاؤ اس حدیث میں تو پڑھو اس آیت کو کہ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرے گارتی برابر اور جو نیکی ہو تو اس کو دونا کرے گا اور اپنے پاس سے بہت کچھ ثواب دے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبرؐ سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہیں رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (قربان اس کی ذات مقدس کے) پھر

نَذَرَ فِيهَا أَحَدًا مِّمَّنْ أَمَرْنَا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرٍ فَاخْرِجُوهُ فَيَخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرَ فِيهَا مِمَّنْ أَمَرْنَا أَحَدًا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَاخْرِجُوهُ فَيَخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرَ فِيهَا خَيْرًا)) وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ الْخَدْرِيُّ يَقُولُ إِنَّ لَمْ تُصَدِّقُونِي بِهَذَا الْحَدِيثِ فَأَفْرَعُوا إِنَّ شِقَّتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنَّ نَفْسًا حَسَنَةً يَصَاعِفُهَا وَيُؤْتِي مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا)) فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيَخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَغْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ قَدْ غَادُوا حُمَمًا فَيُلْقِيهِمْ فِي نَهَرٍ فِي أَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ نَهَرُ الْحَيَاةِ فَيَخْرِجُونَ كَمَا تَخْرُجُ الْجَنَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ أَلَّا تَرَوْنَهَا تَكُونُ إِلَى الْحَجَرِ أَوْ إِلَى الشَّجَرِ مَا يَكُونُ إِلَى الشَّمْسِ أَصْفَرُ وَأَخْيَضُ وَمَا يَكُونُ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ يَكُونُ أَتْيَضُ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّكَ كُنْتَ

ظلم جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک رتی برابر بھلائی ہوگی (نووی) جن کی تعداد کو کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کریم کے اور خدائے تعالیٰ کی مٹھی اس قدر بڑی ہے کہ ساری زمین اس کی ایک مٹھی میں آجائے گی۔ قیامت کے دن مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹھی سے نکالے جائیں گے اور ان پر کسی کا احسان نہ ہوگا سوائے خدائے کریم کے پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکھتے تھے ان کی تہ

49

دیکھنے میں جب صاف دن ہو؟ ہم نے کہا نہیں اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد ان کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے ان سے کہا جائے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اتنا اور ہے۔ ابو سعیدؓ نے کہا مجھے یہ حدیث پہنچی کہ پل بال سے زیادہ باریک ہو گا اور ٹکوار سے زیادہ تیز ہو گا اور لیٹ کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہم کو وہ دیا جو سارے جہاں والوں میں کسی کو نہیں دیا اور جو اس کے بعد ہے۔

۳۵۶- ایک اور روایت اسی سند سے کچھ کمی بیشی کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

يَوْمَ صَحْوٍ)) قُلْنَا لَا وَنُفْتُ الْحَدِيثَ حَتَّى انْقَضَى آخِرُهُ وَهُوَ نَحْوُ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمَلُوهُ وَلَا قَدَمٍ قَدَمُوهُ ((فَيَقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ بَلَّغْنِي أَنَّ الْجِسْرَ أَذَقُ مِنَ الشَّعْرَةِ وَأَحَدٌ مِنَ السِّيفِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ ((فَيَقُولُونَ رَبَّنَا أُعْطِينَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ وَمَا بَعْدُهُ)) فَأَقْرَبُ بِهِ عَيْسَى بْنُ حَمَادٍ. ۴۵۶- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِإِسْنَادِهِمَا نَحْوُ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ وَقَدْ زَادَ وَنَقَصَ شَيْئًا.

باب: شفاعت کا ثبوت اور موحّدوں کا جہنم سے

نکالا جانا

بابُ اثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ

الْمُوحِّدِينَ مِنَ النَّارِ

۴۵۷- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۵۷- أَبُو سَعِيدٍ خُدْرِيُّ عَنْ رِوَايَتِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَى

۱۔ ☆ قاضی عیاض نے کہا اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اس کا ثبوت اس آیت سے ہے یَوْمَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا اور اس آیت سے وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَى اور حدیثیں شفاعت کے باب میں بہت آئی ہیں اور آثار صحابہ بھی بہت ہیں ان سب کو ملانے سے شفاعت کا ثبوت متواتر ہو جاتا ہے گناہگار مومن کے واسطے اور اجتماع کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزلہ نے شفاعت کا اور انکے نزدیک گناہگار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ دلیل انکی یہ آیت ہے فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَتِ الشَّافِعِينَ اور یہ آیت وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يَطَاعُ حَالًا نَكَلُ يَهُودِیِّیْنَ کَافِرُونَ کے حق میں ہیں اور انھوں نے جو شفاعت کی آیتوں کی تاویل کی ہے کہ مراد اس سے درجوں کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف ان کی تاویل باطل ہوتی ہے کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکالے جائیں گے لیکن شفاعت پانچ قسم کی ہے ایک تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبرؐ سے اور وہ تسکین دینا ہے میدانِ حشر کے ہول سے اور حساب و کتاب جلدی شروع کروانا جیسا کہ بیان آگے آئے گا دوسرے بعض لوگوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں لے جانا یہ بھی ہمارے پیغمبرؐ کے لیے ہے تیسرے شفاعت ان لوگوں کے لیے جو مستحق ہو گئے ہوں جہنم کے ان کی شفاعت ہمارے پیغمبرؐ اور لوگ کریں گے چوتھی شفاعت ان لوگوں کی جو جہنم میں جا چکے ہوں گناہگاروں میں سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبرؐ اور فرشتوں اور مومنین کی شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نکالے گا جہنم سے ہر ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کو اور صرف کافر اس میں رہ جائیں گے۔ پانچویں وہ شفاعت جو جنت میں درجے بڑھانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معتزلہ بھی انکار نہیں کرتے نہ پہلی شفاعت کا۔ قاضی عیاض نے کہا مشہور روایتوں سے سلف صالحین کا شفاعت کے لیے

عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يُذْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُذْخِلُ مَنْ يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيُذْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ أَنْظِرُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مِنْهَا حَبَمًا قَدْ امْتَحَشُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ أَوْ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ فِيهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ إِلَى جَانِبِ السَّبِيلِ أَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً))

اللہ جنت والوں کو جنت میں لے جائے گا جس کو چاہے گا اپنی رحمت سے اور دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جائے گا پھر فرمائے گا دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ وہ لوگ نکلیں گے کوئلہ کی طرح جلتے ہوئے پھر ڈالے جائیں گے نہر الحیات یا نہر الحیا میں (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی ہیں اس حدیث کے اور اوروں کی روایت میں نہر الحیات ہے بغیر شک کے) اور ایسا اگیں گے جیسے دانہ بھیا (بھاؤ) کے طرف آگ آتا ہے کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا کیسا زرد پلٹا ہوا آگتا ہے۔

۳۵۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں دانے کی بجائے کوڑا کرکٹ اگنے کا ذکر ہے۔

۴۵۸- عَنْ عُمَرُو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَيَاةُ وَلَمْ يَشْكُرَا وَفِي حَدِيثٍ خَالِدٍ كَمَا تَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِي جَانِبِ السَّبِيلِ وَفِي حَدِيثٍ وَهَبٍ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حِمَّةٍ أَوْ حَمِيلَةِ السَّبِيلِ

۳۵۹- ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے ہیں جیسے کافر اور مشرک وہ تو نہ مریں گے نہ جییں گے لیکن کچھ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے آگ ان کو مار کر کوئلہ بنا دے گی۔ پھر اجازت ہوگی شفاعت ہوگی اور یہ لوگ لائے جائیں گے گردہ

۴۵۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلَكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمْ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَتْهُمْ إِمَاتَةً

لے دعا کرنا ثابت ہوا ہے اس صورت میں جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے پیغمبر کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اس کی بات کی طرف خیال نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ شفاعت آپ کی کچھ گناہگاروں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی درجات کے لیے بھی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں وہ گناہگاروں میں سے نہ ہو جائے اپنے عمل پر بھروسہ نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو مکروہ سمجھا ہے چاہیے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بھی دعا نہ کرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے طریقے کے تمام ہواکلام قاضی عیاض کا۔ (نووی)

(۳۵۹) نووی نے کہا معنی حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں وہ تو نہ مریں گے نہ جییں گے یعنی کسی طرح ان کو عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا اور راحت حاصل نہ ہوگی جیسے اللہ نے فرمایا ان کا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مر جائیں اور نہ عذاب ہلکا

گردہ اور پھیلائے جائیں گے جنت کی نہروں پر اور حکم ہو گا اے جنت کے لوگو! ان پر پانی ڈالو تب وہ اس طرح سے جمیں گے جیسے دانہ اس مٹی میں جمتا ہے جس کو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل میں رہے ہیں (تب تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ میں جو مٹی جمع ہوتی ہے اس میں دانہ خوب آگتا ہے)۔

۴۶۰- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مندرجہ بالا روایت کی طرح دانہ اگنے تک کا ذکر ہے بعد کا نہیں۔

حَتَّىٰ إِذَا كَانُوا فَحْمًا أُذِنَ بِالشَّقَاعَةِ فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرُ ضَبَائِرٍ فَبُثُوا عَلَىٰ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ فَيَبْتُونَ نَبَاتَ الْحَبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ((فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ.

۴۶۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَثَلِهِ إِلَى قَوْلِهِ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

باب: سب سے آخر میں نکلنے والے دوزخی کا بیان

۴۶۱- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائے گا یہ وہ شخص ہے جو جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹا ہوا نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا چال اور داخل ہو بہشت میں۔ کہا (آپ نے) پس آئے گا وہ بہشت میں یا قریب اس کے پس ڈالا جائے گا اس کے خیال میں کہ تحقیق بہشت بھری ہوئی ہے۔ پس لوٹ آئے گا اور

بَابُ آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا

۴۶۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهْ اذْهَبْ فَأَدْخَلَ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيَحْبِلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا

ظہ ہو گا اور جیسے فرمایا پھر نہ اس میں مرے گا نہ جئے گا اور اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونوں ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور یہ لوگ جو گناہگار ہو کر جہنم میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو مومن تھے پر گناہوں میں مبتلا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ انکو جہنم کی آگ سے مار کر کوئلہ کر دے گا ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا چھینٹنا ہو گا یعنی احساس جاتا رہے گا پھر جہنم سے نکالے جائیں گے مردہ کوئلہ کی طرح۔

☆ (۴۶۱) سحر اور محک میں شک ہے راوی کو اور محک دوسری روایت میں بھی وارد ہے اور وہ عجیب نہیں ہے نہ نقص پھر محک خدا کی صفت ہونے میں کوئی مانع نہیں اور وہ مثل اور صفات الہی کے مشابہ نہیں مخلوق کی صفات کے۔ نویدی نے کہا ٹھٹھا کرنے کے معنوں میں اختلاف ہے اور اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ جو امام بازاری سے منقول ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا اب کچھ نہ مانگوں گا پر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگاتار گئے تو یہ مثل ٹھٹھے کے ہو اب وہ شخص یہ سمجھا کہ اللہ کا یہ فرمانا تو جنت میں جا اور تیرے لیے یہ یہ نعمتیں ہیں ایک قسم کا ٹھٹھا ہے یعنی اس کے ٹھٹھے کا بدلہ ہے تو ٹھٹھے کے بدلے کو مجازاً ٹھٹھا کہا اور مطلب یہ ہے کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے ٹھٹھے کا بادشاہ ہو کر۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے نفی ہے یعنی میں جانتا ہوں کہ تو ٹھٹھا نہ کرے گا بادشاہ ہو کر لیکن تعجب یہ ہے کہ مجھ نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتیں ملیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس شخص کی زبان قابو میں نہ رہی اور وہ خوشی میں اسے بھول گیا کہ لگاؤ لگاؤ

مَلَأَى فِرْجَعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَى
فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ
الْجَنَّةَ قَالَ فَيَأْتِيهَا فَيُخِيلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلَأَى
فِرْجَعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَى فَيَقُولُ
اللَّهُ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ
الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ عَشْرَةَ أَمْثَالِ
الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ مِنِّي أَوْ أَتَضْحَكُ مِنِّي
وَأَنْتَ الْمَلِكُ)) قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَكَانَ
يُقَالُ ذَلِكَ أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنَزَلَةً.

۴۶۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي
لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ
يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيَقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ
الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ
قَدْ أَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيَقَالُ لَهُ أَتَذْكُرُ الزَّمَانَ
الَّذِي كُنْتَ فِيهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقَالُ لَهُ تَمَنَّ
فَيَتَمَنَّى فَيَقَالُ لَهُ لَكَ الَّذِي تَمَنَيْتَ وَعَشْرَةَ
أَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ مِنِّي وَأَنْتَ
الْمَلِكُ)) قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

کہے گا اے میرے رب! پاپا میں نے اس کو بھرا ہوا پس فرمائے گا اللہ
تعالیٰ اس کو جاپس داخل ہو جنت میں کہا (آپ نے) پھر داخل
ہوگا جنت میں پھر ڈالا جائے گا اس کے خیال میں کہ تحقیق وہ بھری
ہوئی ہے پھر لوٹ آئے گا اور کہے گا اے رب میرے پاپا میں نے
اس کو بھرا ہوا پھر فرمائے گا اللہ تعالیٰ جانت میں تیرے لیے دنیا
اور دس گنا دنیا کے برابر جگہ ہے یا دس دنیا کے برابر۔ وہ کہے گا تو
مجھ سے ٹھنا کرتا ہے یا ہنسی کرتا ہے بادشاہ ہو کر عبد اللہ بن مسعود
نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ
کے دانت مبارک کھل گئے اور آپ نے فرمایا یہ سب سے کم
درجے کا جنتی ہوگا۔

۴۶۲- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا میں پہچانتا ہوں اس شخص کو جو سب سے آخر جہنم سے نکلے گا
وہ ایک شخص ہوگا جو گھسٹتا ہوا کولھوں کے بل دوزخ سے نکلے گا
اس سے کہا جائے گا جنت میں جا۔ وہ جائے گا دیکھے گا تو سب
مکانوں میں جنتی ہیں (اور کوئی مکان خالی نہیں چھوٹا سا بھی)۔ اس
سے کہا جائے گا تجھے یاد ہے وہ زمانہ جس میں تو تھا (یعنی وہ دوزخ کی
تکلیف اور تنگی) وہ کہے گا ہاں یاد ہے پھر اس سے کہا جائے گا اچھا
اب کوئی اور آرزو کرو وہ کرے گا حکم ہوگا یہ لے اور دس دنیا کے
برابر لے اور وہ کہے گا اے باری تعالیٰ کیا تو مجھ سے ہنسی ٹھنا کرتا
ہے بادشاہ ہو کر (یعنی دس دنیا کے برابر مجھ کو دیتا ہے اور وہاں تو
ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہیں)۔ راوی نے کہا میں نے رسول

اللہ باتیں کرنے جیسے دنیا میں ایسے محل میں کرتا تھا اور خدا کی طرف غصے کی نسبت کرنے اور یہ ایسا ہے جیسے آپ نے دوسرے شخص کے حق
میں فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئیں روک نہ سکا اور کہنے لگا تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اور چاہے تھا یہ کہنا کہ میں تیرا بندہ ہوں
اور تو میرا رب ہے اور خوشی کے وقت بے اختیار میں اکثر ایسی ہی بے موقع اور غلط باتیں زبان سے نکل جاتی ہیں۔ انتہی۔
(۴۶۲) حدیث میں نواجد کا لفظ ہے اور نواجد ان دانوں کو کہتے ہیں جو سب کے آخر میں نکلتے ہیں جن کو عوام عقل کے دانت کہتے ہیں اور
یہ دانت اسی وقت کھلتے ہیں جب آدمی زور سے ہنستے۔

اللہ ﷻ کو دیکھا آپ نے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے۔
 ۴۶۳- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے آخر جو جنت میں جائے گا وہ ایک شخص ہو گا جو چلے گا پھر اوندھا کرے گا اور جہنم کی آگ اس کو جلاتی جائے گی جب دوزخ سے پار ہو جائے گا تو پیچھے موڑ کر اس کو دیکھے گا اور کہے گا بڑی برکت والا ہے وہ صاحب جس نے نجات دی مجھ کو تجھ سے بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا دیا کہ ویسا کسی کو نہیں دیا نہ انگوں میں نہ پچھلوں میں۔ پھر اس کو ایک درخت دکھلائی دے گا وہ کہے گا اے رب! مجھ کو نزدیک کر دے اس درخت سے میں اس کے تلے سایہ میں رہوں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے! اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہے گا نہیں اے میرے رب! اور عہد کرے گا کہ پھر میں کوئی سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرے گا اس لیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھے گا جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکتا (یعنی انسان بے صبر ہے وہ جب تکلیف میں مبتلا ہو اور عیش کی بات دیکھے تو بے اختیار اس کی خواہش کرتا ہے) آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کر دے گا وہ اس کے سایہ میں رہے گا اور وہاں کا پانی پئے گا پھر اس کو ایک درخت دکھلائی دے گا جو اس سے بھی اچھا ہو گا وہ کہے گا اے پروردگار مجھ کو اس درخت کے نزدیک پہنچا دے تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے! کیا تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ میں پھر سوال نہ کروں گا اور جو میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں تو تو

۴۶۳- عَنْ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((آخِرُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِي مَرَّةً وَيَكْبُو مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَإِذَا مَا جَاوَزَهَا انْتَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِي نَجَّانِي مِنْكَ لَقَدْ أَعْطَانِي اللَّهُ شَيْئًا مَا أَعْطَاهُ أَحَدًا مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فَرَفَعُ لَهُ شَجَرَةً فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذِيبِي مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا سِتْظِلُّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)) يَا ابْنَ آدَمَ لَعَلِّي إِنْ أُعْطِيتُكُمَا سَأَلْتَنِي غَيْرَهَا ((فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَغْفِرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذِيبُهُ مِنْهَا فَيَسْتِظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تَرَفُّعُ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَى فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذِيبِي مِنْ هَذِهِ لِأَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا وَأَسْتِظِلُّ بِظِلِّهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تَعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَعَلِّي إِنْ أَذِنْتُكَ مِنْهَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَغْفِرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذِيبُهُ مِنْهَا فَيَسْتِظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تَرَفُّعُ لَهُ

(۴۶۳) پھر دوزخ کے برابر دنیا کو سامنے رکھا ہے جس پر تو نے تعجب کیا اور اس کو مٹی اور مذاق سمجھا۔ وہ خدائے کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ لاکھوں کروڑوں دنیا کے مثل ایک دم میں بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزاروں لاکھوں دنیا ہماری زمین کے برابر اور اس سے لاکھوں حصے بڑی اس کی سلطنت میں موجود ہیں۔ یہ حدیث اگرچہ جنتیوں کے حال میں وارد ہے پر دنیا میں اس حدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع اور حرص اور بے صبری کی کوئی انتہاء نہیں۔ اگر خزانہ قارون بھی انسان کو مل جائے تو

شَجَرَةٍ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنْ
الْأُولَئِينَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَدْنِي مِنْ هَذِهِ
لَأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا لَا أَسْأَلُكَ
غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا
تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا قَالَ بَلَى يَا رَبِّ هَذِهِ لَا أَسْأَلُكَ
غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَغْفِرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ
عَلَيْهَا فَيَذْنِبُهُ مِنْهَا فإِذَا أَذْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ
أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَدْخِلْنِيهَا
فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِيحُ مِنْكَ أَيْرَضِيكَ
أَنْ أُعْطِيكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ يَا رَبِّ
أَسْتَغْفِرُكَ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ))
فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَلَا تَسْأَلُونِي مِمَّ
أَضْحَكَ فَقَالُوا مِمَّ تَضْحَكَ قَالَ هَكَذَا ضَحِكَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا مِمَّ
تَضْحَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((مِنْ ضَحِكَ رَبِّ
الْعَالَمِينَ حِينَ قَالَ أَسْتَغْفِرُكَ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ
الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ إِنِّي لَا أَسْتَغْفِرُكَ مِنْكَ وَلَكِنِّي
عَلَى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ))

اور سوال کرے گا وہ اقرار کرے گا کہ نہیں پھر میں اور کچھ سوال نہ
کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لیے کہ اس کو صبر
نہیں اس نعمت پر جو دیکھتا ہے تب اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے
نزدیک کر دے گا۔ وہ اس کے سائے میں رہے گا اور وہاں کا پانی پئے
گا پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا جو جنت کے دروازے پر
ہو گا اور وہ پہلے کے دونوں درختوں سے بہتر ہو گا وہ کہے گا اے
رب میرے! مجھ کو اس درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ میں اس
کے سایہ تلے رہوں اور وہاں کا پانی پیوں اب میں اور کچھ سوال
نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! کیا تو اقرار
نہیں کر چکا تھا کہ اب میں اور کچھ سوال نہ کروں گا؟ وہ کہے گا جی ہاں
میں اقرار کر چکا تھا لیکن اب میرا یہ سوال پورا کرنے کے لیے ہے اور
کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لیے کہ
وہ دیکھے گا ان نعمتوں کو جن پر صبر نہیں کر سکتا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس
کو اس درخت کے پاس کر دے گا؟ جب وہ اس درخت کے پاس
جائے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہے گا اے رب میرے
مجھ کو جنت کے اندر پہنچا دے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے
بیٹے! تیرے سوال کو کون چیز تمام کرے گی (یعنی تیری خواہش کب
موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیوں کر بند ہوگا) بھلا تو اس پر
راضی ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کے برابر دوں اور اتنا ہی اور
دوں؟ وہ کہے گا اے رب میرے! تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے سارے
جہان کا مالک ہو کر پھر عبد اللہ بن مسعود ہنسنے لگے اور لوگوں سے
کہا تم چوچھے نہیں مجھ سے میں کیوں ہنستا ہوں لوگوں نے پوچھا
کیوں ہنستے ہو تم انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح (اس

لے یا ہفت کشور کی سلطنت بھی پا جائے تب بھی اس سے زیادہ کی حرص رہے گی اس لیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جز
کات دے اور جس قدر خدا دے اسی کو بہت خیال کر کے اس میں خوش اور گمن رہے ورنہ مفت زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر رنج اور تکلیف میں
گزر رہے گا۔

حدیث کو بیان کر کے) بنے تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا رب العالمین کے ہنسنے سے میں بھی ہنستا ہوں جب وہ بندہ یہ کہے گا کہ تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے سارے جہان کا مالک ہو کہ پروردگار ہنس دے گا (اس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرمائے گا میں ٹھٹھا نہیں کرتا (ٹھٹھا اور مذاق میرے لائق نہیں وہ بندوں کے لائق ہے) بلکہ میں جو چاہتا ہوں کر سکتا ہوں۔

باب: سب سے اونٹنی درجہ کے جنتی کا بیان

۳۶۴- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے کم درجے کا جنتی وہ ہے جس کا منہ اللہ تعالیٰ جہنم کی طرف سے پھیر کر جنت کی طرف کر دے گا اور اس کو ایک درخت دکھائے گا سایہ دار وہ کہے گا اے رب میرے! مجھے اس درخت کے پاس لے جا میں اس کے سایہ میں رہوں گا اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے عبد اللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے! تیرے سوال کو کون چیز تمام کرے گی آخر تک۔ اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلانے کا فلاں فلاں چیز کی آرزو کر یہاں تک کہ جب اس کی سب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو یہ سب لے اور دس حصے ان سے زیادہ لے پھر وہ اپنے گھر میں جائے گا اور حوروں میں سے دونوں بیبیاں اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی شکر خدا کا جس نے تجھ کو جلایا ہمارے لیے اور ہم کو جلایا تیرے لیے پھر وہ کہے گا کسی کو اللہ نے اتنا زیادہ نہیں دیا جتنا مجھ کو دیا۔

۳۶۵- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے پوچھا سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص ہے جو آئے گا سب جنتیوں کے جنت میں جانے کے بعد۔ اس سے کہا جائے گا جنت میں جاوہ کہے گا اے رب

بَابُ أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا

۴۶۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً رَجُلٌ صَرَفَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قَبْلَ الْجَنَّةِ وَمَثَلُ لَهُ شَجَرَةٌ ذَاتُ ظِلٍّ فَقَالَ أَيُّ رَبِّ قَدَّمَنِي إِلَى هَذِهِ الشَّجَرَةِ أَكُونُ فِي ظِلِّهَا)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ((فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِيحُ مِنْكَ)) إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ ((وَيَذْكُرُهُ اللَّهُ سَلْ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ هُوَ لَكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالِهِ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ فَيَقُولَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَاكَ لَنَا وَأَحْيَاكَ لَكَ قَالَ فَيَقُولُ مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُعْطِيَ))

۴۶۵- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهُ عَلَى الْمُنْبَرِ يَرْفَعُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي بَشَرُ بْنُ الْحَكَمِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرَفٌ وَابْنُ أَبِي جَرْرَةَ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يَقُولُ

سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ عَلَى الْغَنَبِ قَالَ سَفِيَانٌ رَفَعَهُ أَحَدُهُمَا أَرَاهُ أَنَّهُ أَنْجَرَ قَالَ ((سَأَلَ مُوسَى رَبَّهُ مَا أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيَقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ فَيَقَالُ لَهُ أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكٍ مِثْلِكَ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ هَذَا لَكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٌ)) قَالَ وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ الْآيَةِ.

۴۶۶- عَنْ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ عَلَى الْغَنَبِ إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ أَحْسَنِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْهَا حَقًّا وَسَأَلَ الْحَدِيثَ بِخَوَرِهِ.

۴۶۷- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ اغْرَضُوا عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتَغْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ فَيَقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا كَذَا

میرے! کیسے جاؤں؟ وہاں تو سب لوگوں نے اپنے اپنے ٹھکانے کر لیے اور اپنی جگہیں بنالیں اس سے کہا جائے گا کیا تو راضی ہے اس بات پر کہ تجھے اتنا ملک ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ کے پاس تھا وہ کہے گا میں راضی ہوں اے رب میرے۔ حکم ہو گا جاتا ملک ہم نے تجھے دیا اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور پانچویں بار میں وہ کہے گا میں راضی ہوں اے رب اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو یہ بھی لے اور دس حصے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے اور جو تجھے بھلا لگے دیکھنے میں وہ لے وہ کہے گا میں راضی ہو گیا اے رب میرے! پھر حضرت موسیٰ نے پوچھا سب سے بڑے درجے والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہیں جن کو میں نے خود چنا اور ان کی بزرگی اور عزت کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اس پر مہر کر دی۔ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل پر گزرا (جو ان کے لئے تیار ہے) اور اس کی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ میں ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرۃ اعین الایۃ یعنی کوئی نہیں جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ہے ان کے لئے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اخیر تک۔

۴۶۶- مغیرہ بن شعبہ منبر پر کہتے حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا سب سے کم درجے کا جنتی کون ہے؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

۴۶۷- ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائے گا اور سب کے بعد دوزخ سے نکلے گا وہ ایک شخص ہو گا جو لایا جائے گا قیامت کے دن پھر حکم ہو گا پیش کرو اس کے ہلکے گناہ اور مت پیش کرو اس کے بھاری گناہ تو پیش کئے جائیں گے اس پر ہلکے گناہ اس کے اور کہا جائے گا فلا نے روز تو نے ایسا کام کیا اور فلاں روز یہ کام کیا۔

وہ قبول کرے گا انکار نہ کر سکے گا اور ڈرے گا اپنے بھاری گناہوں سے کہیں وہ پیش نہ ہوں حکم ہو گا ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دی۔ وہ کہے گا مالک میرے میں نے اور بھی کچھ کام کئے ہیں گناہ کے جن کو میں یہاں نہیں پاتا۔ راوی نے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو آپ مجھے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں۔

۴۶۸- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

۴۶۹- ابو الزبیر نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے ان سے پوچھا گیا لوگوں کے آنے کا حال قیامت کے دن انھوں نے کہا ہم آئیں گے قیامت کے دن اس طرح سے دیکھ یعنی یہ اوپر سب آدمیوں کے پھر بلائی جائیں گی امتیں اپنے اپنے بتوں اور معبودوں کے ساتھ پہلی امت پھر دوسری امت بعد اس کے ہمارا پروردگار آئے گا اور فرمائے گا تم کس کو دیکھ رہے ہو؟ (یعنی امت محمدیؐ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمائے گا) وہ کہیں گے ہم اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہیں (یعنی اس کے منتظر ہیں)۔ پروردگار فرمائے گا میں تمہارا مالک ہوں وہ کہیں گے ہم تجھ کو دیکھیں (تو معلوم ہو) پھر دکھائی دے گا پروردگار ان کو ہنستا ہوا اور ان کے ساتھ چلے گا اور لوگ سب اس کے پیچھے ہونگے اور ہر ایک آدمی

وَكَذَا وَعَمِلَتْ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْتَفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيَقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سِنَةٍ حَسَنَةً فَيَقُولُ رَبُّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَا هُنَا ((فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

۴۶۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۴۶۹- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُسْأَلُ عَنْ الْوُرُودِ فَقَالَ نَجِيءُ نَحْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ كَذَا وَكَذَا انْظُرْ أَيُّ ذَلِكَ فَوْقَ النَّاسِ قَالَ فَتَدْعِي الْأَمَمَ بِأَوْتَانِيهَا وَمَا كَانَتْ تَعْبُدُ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ ثُمَّ يَأْتِينَا رَبُّنَا بَعْدَ ذَلِكَ فَيَقُولُ مَنْ تَنْظُرُونَ فَيَقُولُونَ نَنْظُرُ رَبَّنَا فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ حَتَّى تَنْظُرَ إِلَيْكَ فَيَنْحَلِّي لَهُمْ يَضْحَكُ قَالَ فَيَنْطَلِقُ بِهِمْ وَيَتَّبِعُونَهُ وَيَعْطِي كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَنَافِقٍ أَوْ مُؤَمِّنٍ نُورًا ثُمَّ يَتَّبِعُونَهُ وَعَلَى جَسَرٍ جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ وَحَسَكٌ تَأْخُذُ مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُطْفَأُ نُورُ الْمُتَافِقِينَ ثُمَّ يَنْجُو

(۴۶۹) یہ روایت موقوف ہے جابر اور مسلم کی شرط یہ نہیں مگر انھوں نے بیان کیا اس کو اس لئے کہ وہ مسند مروی ہے دوسرے طریقے سے اور خود امام مسلم نے اس کے رفع پر تنبیہ کی ہے ابن ابی شیبہ کی روایت سے اور بیان کیا ہے اس کی اسناد اور سماع رسول اللہ سے۔ نووی نے کہا اس مقام پر راوی نے غلطی اور تحریف اور غلط کیا ہے اور اتفاق کیا ہے اس پر متقدمین اور متاخرین نے یہ غلطی ہے لکھنے والے کی۔ قاضی عیاضؒ نے کہا حدیث کی عبارت تمام نسخوں میں یہی ہے یعنی عن کذا وکذا انظر ای ذالک فوق الناس جس کا ترجمہ بیان ہوا لیکن مطلب معلوم نہیں ہو تا اور صحیح عبارت یوں ہے علیٰ کون ایسا ہی روایت کیا ہے بعض اہل حدیث نے اور ابن ابی شیبہ کی کتاب میں کعب بن مالک سے مروی ہے بحشر الناس يوم القيمة علی اقل وامنی علی قلی یعنی جمع کئے جائیں گے لوگ قیامت کے دن ایک نیلے پر اور میری امت ایک نیلے پر ہوئی اور کوم بھی نیلے کو کہتے ہیں اونچی زمین کو جو ٹکڑے کی طرح ہوتی ہے۔ طبری نے اپنی تفسیر میں ابن عمر کی روایت سے بیان کیا کہ پھر چڑھیں گے محمدؐ اور آپ کی امت ایک نیلے پر سب لوگوں کے اوپر۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی سے کوم کا لفظ پڑحانہ گیا یا امت گیا تو اس نے کذا وکذا اس کے بدلے لکھا پھر اس کی تفسیر کی ای فوق الناس سے اور انظر کا لفظ تنبیہ کے لیے وہاں لکھ دیا۔ اب نقل ہے

کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن ایک نور ملے گا لوگ اس کے ساتھ ہونگے۔ اور جہنم کے پل پر آگڑے اور کانٹے ہونگے وہ پکڑ لیں گے جن کو خدا چاہے گا بعد اس کے منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور مومن نجات پائیں گے تو پہلا گروہ مومنوں کا ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کے سے ہونگے جو ستر ہزار آدمیوں کا ہو گا جن سے نہ حساب ہو گا نہ کتاب ان کے بعد کا گروہ خوب چمکتے تارے کی طرح ہوں گا۔ پھر ان کے بعد کا ان سے اتر کر یہاں تک شفاعت کا وقت آئے گا اور لوگ شفاعت کریں گے اور جہنم سے نکالا جائے گا وہ شخص بھی جس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اس کے دل میں ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتری تھی یہ لوگ جنت کے آنگن میں ڈال دیئے جائیں گے اور جنتی لوگ ان پر پانی چھڑکیں گے وہ اس طرح نہیں گے جیسے جھاڑ پانی کے بہاؤ میں پنپتا ہے اور ان کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہے گی پھر وہ سوال کریں گے خدا اسے اور ہر ایک کو اتنا ملے گا جیسے ساری دنیا بلکہ دس دنیا کے برابر۔

۴۷۰- جابر سے روایت ہے انھوں نے سنا اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ چند لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جائے گا۔

۴۷۱- حماد بن زید سے روایت ہے کہ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالے گا شفاعت کی وجہ سے؟ انھوں نے کہا ہاں سنا ہے۔

۴۷۲- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں جل کر وہاں سے

الْمُؤْمِنُونَ فَتَنَحَّوْا أَوْلَ زُمْرَةٍ وَجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ سَبْعُونَ أَلْفًا لَا يُحَاسِبُونَ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ كَأَضْوَانِ نَحْمُ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ كَذَلِكَ ثُمَّ تَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَشْفَعُونَ حَتَّى يَخْرُجَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِي شَعِيرَةً فَيُجْعَلُونَ بَيْنَهُمُ الْحَنَّةُ وَيُجْعَلُ أَهْلُ الْحَنَّةِ يَرْشُونَ عَلَيْهِمُ الْمَاءَ حَتَّى يَبْتُتُوا نَبَاتَ الشَّيْءِ فِي السَّبِيلِ وَيَذْهَبُ حَرَّاقُهُ ثُمَّ يَسْأَلُ حَتَّى تُجْعَلَ لَهُ الدُّنْيَا وَعَشْرَةُ أَمْثَالِهَا مَعَهَا.

۴۷۰- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَذْنِهِ يَقُولُ ((إِنَّ اللَّهَ يُخْرِجُ نَاسًا مِنَ النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ)).

۴۷۱- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ)) قَالَ نَعَمْ.

۴۷۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ قَوْمًا يُخْرَجُونَ

ظہ کرنے والوں نے جہنم اس عبارت کو نقل کر دیا اور انظر کو بھی حدیث میں شریک کر دیا۔ واللہ اعلم۔ اور وہ بے پوچھ پاچھ کے جنت میں داخل ہونگے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہیں اور نہ بد قال لیتے ہیں۔ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (۴۷۲) کیونکہ منہ سے سجدہ کیا جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تمام اعضاء سجدے کے انگاروں سے بچے رہیں گے جیسے اوپر گزرا۔

مِنْ النَّارِ يَخْرُقُونَ فِيهَا إِلَّا ذُرَافًا وَجُوهَهُمْ
حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ ۖ))

۴۷۳- عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ قَالَ كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِي
رَأْيِي مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ فَمَخَرَجْنَا فِي عَصَابَةِ
ذَوِي عَدَدٍ نُرِيدُ أَنْ نَخْرُجَ ثُمَّ نَخْرُجَ عَلَى النَّاسِ
قَالَ فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَإِذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَالِسٌ إِلَى سَارِيَةٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ
الْجَهَنَّمِيِّينَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ
مَا هَذَا الَّذِي تُحَدِّثُونَ وَاللَّهُ يَقُولُ إِنَّكَ مَنْ
تُدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْرَجْتَهُ وَكَلِمًا أَرَادُوا أَنْ
يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا فَمَا هَذَا الَّذِي
تَقُولُونَ قَالَ فَقَالَ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ
فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْنِي
الَّذِي يَتَعَهُ اللَّهُ فِيهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ مَقَامُ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحْمُودُ الَّذِي
يُخْرِجُ اللَّهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ قَالَ ثُمَّ نَعَتْ وَضَعُ
الصُّرَاطِ وَمَرَّ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ وَأَخَافُ أَنْ لَا
أَكُونَ أَحْفَظُ ذَلِكَ قَالَ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ رَعِمَ أَنْ قَوْمًا
يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ أَنْ يَكُونُوا فِيهَا قَالَ
يَعْنِي فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمْ عِبْدَانِ السَّمَسِ قَالَ
فَيَدْخُلُونَ نَهْرًا مِنْ أَنْهَارِ الْحَيَّةِ فَيَغْتَسِلُونَ فِيهِ
فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمْ الْقَرَّاطِيْسُ فَرَجَعْنَا قُلْنَا

نکلیں گے اور جنت میں جائیں گے ان کا سب بدن جل گیا ہو گا سوا
منہ کے چکر کے۔

۴۷۳- یزید بن صہیب ابو عثمان فقیر سے روایت ہے میرے دل
میں خار جیوں کی ایک بات کھب گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے
والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو جہنم میں جائے گا وہ پھر وہاں
سے نہ نکلے گا) تو ہم نکلے ایک بڑی جماعت کے ساتھ اس ارادے
سے کہ حج کریں پھر خار جیوں کا مذہب پھیلائیں۔ جب ہم مدینے
میں پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے
لوگوں کو حدیثیں سنا رہے ہیں رسول اللہ ﷺ کی انھوں نے یکا یک
ذکر کیا دوزخیوں کا۔ میں نے کہا اے صحابی رسول خدا ﷺ کے تم کیا
حدیث بیان کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اے رب ہمارے تو
جس کو جہنم میں لے گیا تو نے اس کو رسوا کیا اور فرماتا ہے جہنم کے
لوگ جب وہیں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں ڈال دئے جائیں
گے۔ اب تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے؟
میں نے کہا ہاں انھوں نے پھر کہا تو نے حضرت کا مقام سنا ہے؟
یعنی وہ مقام جو اللہ ان کو قیامت کے روز عنایت فرمائے گا (جس کا
بیان اس آیت میں ہے عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ) میں نے کہا ہاں میں
نے سنا ہے انھوں نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جس کی وجہ سے
اللہ تعالیٰ نکالے گا جہنم سے ان لوگوں کو جن کو چاہے گا پھر بیان کیا
انھوں نے پل صراط کا حال اور لوگوں کے گزرنے کا اس پل پر سے
اور مجھے ڈر ہے یاد نہ رہا ہو یہ مگر انھوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ
دوزخ سے نکالے جائیں گے اس میں جانے کے بعد اور اس طرح
سے نکلیں گے جیسے آنوس کی لکڑیاں (سیاہ جل بھن کر) پھر جنت

(۴۷۳) یہ دونوں آیتیں خار جیوں کی دلیل ہیں جو کہتے ہیں دوزخ میں جا کر پھر کوئی وہاں سے نہ نکلے گا حالانکہ یہ آیتیں ان کافروں
اور مشرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ حدیث میں ساسم کا لفظ ہے جو جمع ہے سسم کی اور سسم کہتے ہیں تل کو اس کی لکڑیاں
بھی دھوپ میں رکھنے سے کالی ہو جاتی ہیں اور بعضوں نے کہا اصل میں یہ لفظ ساسم تھا اس میں تحریف ہو کر ساسم ہو گیا اور ساسم

کی ایک نہر میں جائیں گے اور وہاں غسل کریں گے اور کاغذ کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے یہ سن کر ہم لوٹے اور کہا ہم نے خرابی ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا جھوٹ باندھتا ہے رسول اللہ ﷺ پر (یعنی وہ ہرگز جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص نہ پھرا یہاں ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکین نے۔

وَيَحْكُمُ أَتَرُونَ الشَّيْخَ يَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا فَلَا وَاللَّهِ مَا خَرَجَ مِنَّا غَيْرُ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَوْ كَمَا قَالَ أَبُو نَعِيمٍ.

۴۷۴- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جائیں گے تو خدا کے سامنے کئے جائیں گے ان میں سے ایک جہنم کی طرف دیکھ کر کہے گا اے مالک میرے! جب تو نے مجھ کو نجات دی اس سے تو اب پھر مت بے جا اس میں۔ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے گا جہنم سے۔

۴۷۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ أَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُونَ عَلَى اللَّهِ فَيُلْتَفِتُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ إِذْ أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا فَلَا تُعَذِّبِي فِيهَا فَيُنْجِبِهِ اللَّهُ مِنْهَا)).

۴۷۵- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کرے گا پھر وہ کوشش کریں گے اس مصیبت کو دور کرنے کی یا انکے دل میں خدا اس کا فکر ڈالے گا وہ کہیں گے اگر ہم کسی کی سفارش کروائیں اپنے مالک کے پاس یہاں سے آرام پانے کو تو بہتر ہے اور آئیں گے حضرت آدم کے پاس اور کہیں گے تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے

۴۷۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتُمُونَ لِذَلِكَ وَ قَالَ ابْنُ عَبِيدٍ فَيَلْهَمُونَ لِذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا قَالَ فَيَأْتُونَ آدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ

وہ سیاہ لکڑی کو مثل آہوس کے اور بعضوں نے کہا ساسم کہتے ہیں آہوس کو (نودی مختصر) (شاید ساسم سے سیم ہو گیا ممکن ہے یہ لکڑی وہی ہو جس کو عام طور پر اردو میں شیشم کہا جاتا ہے۔ از مسیح)

(۴۷۵) چند چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے ان کو بزرگی دینے کے لیے ایک ان میں سے حضرت آدم ہیں دوسرے توریت کو تختیوں پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا تیسرے جنت عدن میں درخت اپنے ہاتھ سے لگائے یوں تو سب چیزیں خدا کے حکم سے پیدا ہوئیں پر ان چیزوں کو خدا نے اپنے خاص ہاتھ سے بنایا جیسے حدیث میں وارد ہے پر خدا کا ہاتھ دیسا ہی مقدس اور بے شبہ اور بے نظیر ہے جیسے اس کی ذات مقدس جل شانہ۔ وہ گناہ کیا تھا اس درخت میں سے کھانا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا تھا۔ نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ پیغمبروں سے گناہ صادر ہوتے ہیں یا نہیں اور قاضی عیاض نے بحث میں ایک مختصر تقریر کی ہے کہ یہ ہے کہ نبوت کے بعد ان سے کفر سرزد نہیں ہو سکتا بلکہ وہ معصوم ہیں کفر سے لیکن نبوت سے پہلے تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہیں اب رہے اور گناہ جو کفر سے کم ہیں تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہیں اور اسی طرح ان غلطیوں سے جو تبلیغ رسالت میں ہوں تو لازماً غلطی یہ مذہب ہے استاد ابو مظفر اسفرائینی کا ہمارے ائمہ خراسان سے اور مشائخ صوفیہ کا اور بعضوں کے نزدیک یہ غلطی ہو سکتی ہے کہ

أَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولَ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْضِي رُبَّهُ مِنْهَا وَلَكِنْ أَنْتُمْ نُوحَا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ قَالَ فَيَأْتُونَ نُوحَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْضِي رُبَّهُ مِنْهَا وَلَكِنْ

تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی پیداکی ہوئی روح تم میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم کیا تو انھوں نے تم کو سجدہ کیا تو تم آج ہم لوگوں کی سفارش کرو اللہ تعالیٰ کے پاس وہ آرام دے ہم کو اس جگہ کی تکلیف سے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنے گناہ کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے شرمائیں گے۔ لیکن تم جاؤ نوح کے پاس وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے وہ آئیں گے نوح کے پاس تو نوح کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو دنیا میں ان سے ہوئی تھی یاد کریں گے اور شرمائیں گے اپنے پروردگار سے اور

ظہر جیسے ہمارے پیغمبر کو سہو ہوا نماز میں لیکن ضروری ہے کہ وہ مطلع ہو جائیں اپنی غلطی سے یا اسی وقت یا وقت سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علماء اور اکثر محققین کا۔ اب رہے صغیرہ گناہ تو جو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہیں کہ ان سے دہات اور خست اور کمینہ پن نکلتا ہے ان سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہیں اور باقی صغیرہ گناہ میں اختلاف ہے اکثر فقہاء اور محدثین سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ ان سے ہو سکتے ہیں اور دلیل ان کی قرآن کی آیتیں اور حدیثیں ہیں اور ایک جماعت محققین کی فقہاء اور متکلمین میں سے اس طرف غشی ہے کہ وہ پاک ہیں صفائے سے بھی جیسے کہا رہے پاک ہیں اور نبوت کا منصب مانع ہے ایسے گناہوں کے کرنے سے اور قصد اخذ کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہیں جن سے پیغمبروں کا گناہ گار ہونا نکلتا ہے وہ تاویل کی گئی ہیں یا محمول ہیں سہو پر یا اللہ کا اذن تھا بعض چیزوں میں لیکن انکو ڈر ہوا ان میں مواخذے کا یا بعض چیزیں ایسی ہیں جو نبوت سے پہلے ان سے سرزد ہوئیں اور یہی مذہب حق ہے اس لیے کہ انبیاء کے اقوال اور افعال کی پیروی کرنا لازم ہے پھر اگر وہ خطاوار ہوں تو بہت سے افعال میں ان کی پیروی لازم نہ ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ہم نے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا میں خوب بیان کیا ہے کہ دیکھو دوسری کتابوں میں نہیں ملتا اور اس بات سے مت ڈر کہ یہ مذہب منسوب ہے خوارج اور معتزلہ اور مبتدعہ کے گرد ہوں کی طرف اس لیے کہ ان کا مطلب اس مذہب سے دوسرا ہے وہ یہ ہے کہ کیا صغیرہ گناہ سے کافر ہو جانا اور ہم پاک ہیں اس خیال سے اور یہ جو خطائیں انبیاء کی بیان کی گئیں ہیں جیسے آدم کا بھول کر اس درخت میں سے کھالینا اور نوح کا بد دعا کرنا کافروں پر اور قتل کرنا موٹائی کا ایک کافر کو اور بچانا ابراہیم کا اپنے تئیں کافروں کے شر سے ایک بات کہہ کر جو ایک طرح سے سچ ہو سکتی تھی۔ در حقیقت اوروں کے حق میں گناہ نہیں ہیں مگر انبیاء پر عتاب ہوا یاد دہرے ان باتوں سے بھی بوجہ قرب اور منزلت کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا مور ضمین نے لکھا ہے کہ حضرت اور یس نوح کے دادا تھے پھر اگر یہ ثابت ہو کہ اور یس پیغمبر تھے تو مور ضمین کا یہ قول صحیح نہیں کہ وہ نوح کے دادا تھے اس لیے کہ حدیث سے صاف یہ امر نکلتا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو دنیا میں آئے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث میں رسول کا لفظ ہے اور شاید اور یس نبی ہوں رسول نہ ہوں۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا کہ اور یس الیاس کو کہتے ہیں اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے یوشع بن نون کے ساتھ اس صورت میں کوئی اعتراض نہ ہو گا اسی طرح یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آدم و شیث دونوں پیغمبر تھے وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ تھے اسی طرح شیث کہ وہ خلیفہ تھے۔ آدم کے کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجا جانا تو یہ امر سب سے پہلے نوح کے لیے ہوا۔ قاضی عیاض نے کہا ابو الحسن بن بطات کا مذہب یہ ہے کہ آدم رسول نہ تھے تاکہ یہ اعتراض وارد نہ ہو حالانکہ ابوذر کی طویل حدیث نص صریح ہے کہ آدم اور اور یس دونوں رسول تھے۔

کہیں گے تم جاؤ ابراہیمؑ کے پاس جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا تھا۔ وہ سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو ان سے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے شرمائیں گے لیکن تم جاؤ موسیٰؑ کے پاس جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی اور ان کو توریت شریف عنایت کی۔ وہ سب موسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو ان سے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے شرمائیں گے لیکن تم جاؤ عیسیٰؑ کے پاس جو اللہ کی روح ہیں اور اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں وہ آئیں گے عیسیٰؑ روح اللہ کے پاس۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمدؐ کے پاس وہ ایسے بندے ہیں اللہ کے جن کے اگلے اور

اتوا ابراہیمَ صلی اللہ علیہ وسلم اتخذہ اللہ خلیلاً فیاتون ابراہیمَ صلی اللہ علیہ وسلم فیقول لست ہناکم ویدکرو خطیتہ الہی اصاب فیستحیی ربہ منها ولکن اتوا موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ اللہ وأعطاہ التوراة قال فیاتون موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فیقول لست ہناکم ویدکرو خطیتہ الہی اصاب فیستحیی ربہ منها ولکن اتوا عیسیٰ روح اللہ وکلمتہ فیاتون عیسیٰ روح اللہ وکلمتہ فیقول

لہ نووی یعنی غلیل قاضی عیاض نے کہا غلت کے اصل میں معنی خاص کر لینا اور چن لینا اور صاف کر لینا ہے اور بعضوں نے کہا غلت کا معنی قطع کرنا اور ابراہیمؑ کو غلیل کہا اس لیے کہ انھوں نے قطع کیا اپنی حاجتوں کو سب مخلوقات سے اور چھوڑ دیا ان کو اپنے رب پر اور بعضوں نے کہا غلت کے معنی چکی اور صاف دوستی جو باعث ہوتی ہے اسرار اور موز کے تھلل کی یعنی بھیدوں کے آنے کی اور بعضوں نے کہا غلت کے معنی محبت ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ ابن ابیاری نے کہا غلیل کہتے ہیں دوست کو جس کی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب اس کو جس کی محبت میں کوئی نقص اور غلط نہ ہو۔ واحدی نے کہا یہی قول مختار ہے کیونکہ اللہ غلیل ہے ابراہیمؑ کا اور ابراہیمؑ غلیل ہیں اللہ کے اور جس صورت میں غلت کے معنی قطع حاجت کے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کو ابراہیمؑ کا غلیل نہیں کہہ سکتے (نووی) موسیٰؑ سے اللہ نے بات کی اس پر اجتماع کیا اہل سنت نے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اللہ نے ہرچیز حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا جس کو حضرت موسیٰؑ نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہے جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں۔ مراد اگلے گناہوں سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور پچھلوں سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ مراد ان گناہوں سے وہ بھول چوک ہے جو آپ سے ہوئی اور بعضوں نے کہا کہ مراد اگلے گناہوں سے آدمؑ کی خطا ہے پچھلے سے امت کے گناہ اور بعضوں نے کہ یہ بر تقدیر فرض ہے یعنی اگر تمہارے کچھ گناہ ہوں تو وہ سب معاف اور مغفور ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مقصود اس سے پاکی ہے آپ کی گناہوں سے۔ (نووی) نصاریٰ اس آیت سے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخرو ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب وہ خود گناہگار تھے تو اوروں کو گناہوں سے کیوں کر پاک کریں گے ان کا جواب یہ ہے کہ اگلی کتب سماوی سے اور پیغمبروں کا بھی گناہوں میں مبتلا ہونا نکلتا ہے پھر جو جواب ان کی طرف سے دیا جائے گا وہی جواب ہمارے پیغمبر کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ گناہ اور تقصیر عام بندوں کے اور ہیں اور خاص بندوں کے اور۔ دنیا میں بھی یہ مسئلہ مسلم ہے کہ عام لوگوں سے بہت سی ان باتوں کی شکایت نہیں ہوتی جو خاص بندوں کے لیے بڑی تقصیریں سمجھی جاتی ہیں اسی طرح پیغمبروں اور مقربوں کے گناہ ایسے ہیں جو ہمارے حق میں گناہ ہی نہیں لیکن تقرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہیں اور چونکہ انبیاء بشر ہیں اور محال ہے کہ بشر لوازم بشریت سے پاک ہو اس لیے خواہ مخواہ کوئی تقصیر یا غفلت کسی وقت میں ان سے واقع ہو جاتی ہے پھر مالک اپنے کسی بندے کی ایسی تقصیروں کو بھی یک قلم معاف کر دے تو یہ اس کی کمال محبت ہے اس بندے کے ساتھ اور اس میں عظمت اور بزرگی ہے اس بندے کی اور بندوں پر تو یہ آیت در حقیقت ایک شرف ہے ہمارے پیغمبر کے لیے

پچھلے سب گناہ بخش دیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہوں گا (باریاب ہونے کی) مجھ کو اجازت ملے گی جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا پھر وہ مجھے رہنے دے گا سجدے میں جب تک چاہے گا اور بعد اس کے کہا جائے گا اے محمد! اٹھا اپنے سر کو اور کہہ جو کہتا ہے سنا جائے گا اور مانگ جو مانگتا ہے دیا جائے گا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں سر اٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار کی تعریف کروں گا اس طرح سے جیسے وہ مجھ کو نکھائے گا پھر سفارش کروں گا تو ایک حد میرے لیے مقرر کی جائے گی میں اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور

لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنْ اَنْتَوَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا قَدْ غَفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ)) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قِيَا تُوْبِي فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّىْ فَيُوْذُنِ لِيْ فَاِذَا اَنَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ اَرْفَعُ رَاسَكَ فَقُلْ تَسْمَعُ سَلْ تُعْطٰهُ اَشْفَعُ تَشْفَعُ فَاَرْفَعُ رَاسِيْ فَاُحْمَدُ رَبِّىْ بِتَحْمِيْدِ يَعْلَمْنِيْهِ رَبِّىْ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيُخْذُنِيْ بِخِذِّىْ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْذُ فَاَقْعُ سَاجِدًا

لہذا نہ نقصان جیسا محققین خیال کرتے ہیں خدا ان کو ہدایت کرے۔ البتہ ان کا اعتراض اس صورت میں درست ہوتا کہ ہم اپنے پیغمبر کو معاذ اللہ بندگی سے بڑھا کر خدا تک پہنچا دیتے جیسے انھوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے۔ یہ ایسی بیوقوف اور بے عقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب والے نصاریٰ کے اس خیال پر قہقہہ لگاتے ہیں اور اس خیال کی وجہ سے ان کا سارا مذہب عقائد کے نزدیک لغو ہو گیا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ یعنی جب اور سب پیغمبر ان کو جواب دے دیں گے اور کہیں گے کہ ہم اتنے بڑے کام کے لائق نہیں تو وہ میرے پاس آئیں گے قاضی عیاض نے کہا اور پیغمبروں کا یہ کہنا براہ تواضع اور انکسار ہو گا اور شاید اشارہ ہو اس بات کا کہ یہ درجہ یعنی شفاعت کبریٰ میرا درجہ نہیں بلکہ اس کے بعد والے کا ہے اور شاید ان کو معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا تاکہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہنچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبروں پر ظاہر ہوئے اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں پہلے سن اور بزرگ لوگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کریں گے اور مستعد ہو جائیں گے وہ اس وجہ سے کہ آپ جانتے ہوں گے کہ یہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت خدا ہے میرے لیے ہی رکھی ہے نووی نے کہا اللہ تعالیٰ جو ان لوگوں کے دل میں ڈالے گا کہ پہلے آدم کے پاس جائیں گے پھر نوح کے پاس پھر ابراہیم کے پاس اسی طرح اخیر تک اس میں یہ حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر کی فضیلت سب پیغمبروں پر معلوم ہو جائے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ کے پاس آجاتے تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبروں سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے قبول نہ کیا اور آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الوہیت سے آپ کا کمال قرب ظاہر ہوا اس حدیث سے رسول اللہ کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہوں آدمی ہوں یا جن یا فرشتے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اتنا بڑا کام یعنی شفاعت عظمیٰ کسی اور سے نہ ہو سکے گا اور آپ اس کو قبول کریں گے یا اللہ تو ہم کو اور سب مسلمان بھائیوں کو آپ کی شفاعت نصیب کر آئین یا رب العالمین۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپ کے لیے قیامت کے روز ہو گا اگرچہ یہ درجہ اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کیلئے رکھا ہے پر اس کی اجازت قیامت کو دے گا اب جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ شفاعت کا اذن آپ کو دے چکا ہے انکا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے۔ قرآن میں موجود ہے کہ وہاں کسی کی شفاعت کارگر نہ ہوگی مگر جس کو خدا اذن دے گا اب یہ شفاعت بھی ان ہی لوگوں کے لیے ہوگی جن کا نجات دینے والا اور عذاب سے بچانے والا سوا خدا کے کوئی نہیں پر ظاہر میں پیغمبروں کا رجوع بڑھانے کے لیے اور ان کو خوش کرنے کے لیے ان

فَبَدَّعْنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَّعِينِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ
رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ قُلْ تَسْمَعُ سَلْ تُعْطَى اشْفَعْ
تُشْفَعُ فَأَرْفَعْ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدِ
يُعْلَمُ بِهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيُخَذُ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ
مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ فَلَا أَذْرِي فِي
الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ فَأَقُولُ يَا رَبُّ مَا
بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ
عَلَيْهِ الْحُلُودُ ((قَالَ أَنَسُ عُبَيْدٌ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ
قَتَادَةُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحُلُودُ.

جنت میں لے جاؤں گا اور دوبارہ اپنے پروردگار کے پاس
آکر سجدے میں کروں گا وہ مجھے رہنے دے گا سجدے میں جب
تک اس کو منظور ہو گا پھر حکم ہو گا اے محمد! اپنے سر کو اٹھاؤ اور کہو
سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا سفارش کرو قبول کی جائے گی میں اپنے
سر کو اٹھاؤں گا اور اپنے مالک کی تعریف کروں گا جس طرح وہ مجھ
کو سکھائے گا پھر سفارش کروں گا تو ایک حد باندھی جاوے گی میں
اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں
داخل کروں گا۔ راوی نے کہا مجھے یاد نہیں آپ نے تیسری بار یا
چوتھی بار میں فرمایا میں کہوں گا اے مالک میرے! اب تو کوئی
دوزخ میں نہیں رہا مگر وہ جو قرآن کے بموجب ہمیشہ دوزخ میں
رہنے کے لائق ہے۔ قتادہ نے کہا یعنی جس کا ہمیشہ رہنا وہاں ضرور
ہے۔

۴۷۶- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
((يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتَمُونَ بِذَلِكَ
أَوْ يُلْهَمُونَ ذَلِكَ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَّانَةَ وَقَالَ
فِي الْحَدِيثِ ((ثُمَّ آتِيهِ الرَّابِعَةُ أَوْ أُعْذَرُ الرَّابِعَةَ
فَأَقُولُ يَا رَبُّ مَا بَقِيَ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ)).

۴۷۷- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ
قَالَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فَيُلْهَمُونَ لِذَلِكَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَذَكَرَ فِي
الرَّابِعَةِ فَأَقُولُ يَا رَبُّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ

۴۷۶- حضرت انسؓ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس
میں یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار کے پاس چوتھی مرتبہ آؤں گا اور
عرض کروں گا اے پروردگار اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا
مگر جس کو قرآن نے روک رکھا (یعنی قرآن کے بموجب وہ
ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا سزاوار ہے)

۴۷۷- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا مومنوں کو قیامت کے دن ان کو خیال آئے
گا آخر تک جیسے اوپر حدیث گزری اس میں یہ ہے کہ آپ چوتھی
بار عرض کریں گے اے پروردگار اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو

ظہر سے سفارش کروائے گا اور ان کی سفارش قبول کرے گا یوں نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیغمبر خدا کی درگاہ میں کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباؤ رکھتے
ہو گئے کہ خدائے تعالیٰ اس وجہ سے ان کی سفارش مان لے گا کیونکہ خدائے تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ اس پر رتی برابر کسی کا زور یا دباؤ نہیں اور بڑے
بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی ہر ایک بات اس سے یوں ہی مانگیں گے جیسے بندہ اپنے مالک سے اور غلام اپنے صاحب سے مانگتا ہے یعنی کافر
اور مشرک جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ نہیں بخشے گا شرک اور اس سے ثابت ہوتا ہے مذہب اہل حق کا جس پر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص
توحید پر مے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا۔

حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَمِّيَّ وَجِبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ))

۴۷۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزُونُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزُونُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزُونُ ذَرَّةً)) زَادَ ابْنُ مِنْهَالٍ فِي رَوَاتِهِ قَالَ يَزِيدُ فَلَقِيتُ شُعْبَةَ فَحَدَّثَنِي بِالْحَدِيثِ فَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِهِ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّ شُعْبَةَ جَعَلَ مَكَانَ الذَّرَّةِ ذَرَّةً قَالَ يَزِيدُ صَحَّفَ فِيهَا أَبُو بَسْطَامٍ.

۴۷۹- عَنْ مَعْبُدِ بْنِ هِثَالٍ الْعَنَزِيِّ قَالَ انْطَلَقْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَتَشَفَّعْنَا بِثَابِتٍ فَأَتَيْنَاهُ إِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الضُّحَى فَاسْتَأْذَنَّا لَنَا ثَابِتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَأَجْلَسَ ثَابِتًا مَعَهُ عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا حَمْزَةَ إِنَّ إِخْوَانَكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ يَسْأَلُونَكَ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَيَقُولُونَ آدَمُ فَيَقُولُونَ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِدُرِّتِكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ يَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ يَحْلِلُ اللَّهُ

قرآن کے حکم سے رکا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔
۴۷۸- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے گادوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گادوزخ سے۔ وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں ایک گے ہوں برابر بھلائی ہوگی۔ پھر نکلے گادوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں چيو نئی برابر بھلائی ہوگی۔ شعبہ نے اس حدیث میں تصحیف کی اور بجائے ذرہ کے (جس کے معنی چيو نئی کے ہیں) انھوں نے ذرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جس کو چينا کہتے ہیں)۔

۴۷۹- معبد بن ہلال عنزی سے روایت ہے کہ ہم انس بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (ان سے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہنچے وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی ہم اندر گئے انھوں نے ثابت کو اپنے ساتھ بٹھایا تخت پر ثابت نے کہا اے ابو حمزہ (یہ کنیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہیں تم ان کو شفاعت کی حدیث سناؤ انھوں نے کہا ہم سے بیان کیا حضرت محمد ﷺ نے جب قیامت کا دن ہو گا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جائیں گے پہلے حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے کہیں گے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تاکہ وہ نجات دے اس آفت سے) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت ابراہیمؑ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست ہیں۔ لوگ ان کے پاس

جائیں گے وہ کہیں گے میں اس قابل نہیں لیکن تم حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں (یعنی اللہ نے ان سے کلام کیا بلا واسطہ) لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ روح اللہ ہیں اور اس کا کلمہ ہیں (یعنی بن باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں) لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت محمدؐ کے پاس جاؤ۔ وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں کہوں گا اچھا یہ میرا کام ہے اور میں چلوں گا اور خدائے تعالیٰ سے اجازت مانگوں گا (باریاب ہونے کی) مجھے اجازت ملے گی میں اس کے سامنے کھڑا ہوں گا اور ایسی ایسی تعریفیں اس کی بیان کروں گا جو اب میں نہیں بیان کر سکتا اس وقت اللہ میرے دل میں ڈال دے گا بعد اس کے سجدے میں گر پڑوں گا آخر حکم ہو گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے اور مانگ ہم دیں گے سفارش کر ہم قبول کریں گے میں عرض کروں گا مالک میرے امت میری امت میری حکم ہو گا چا اور جس کے دل میں گیہوں یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لے دوزخ سے میں ایسے سب لوگوں کو نکال لوں گا اور پھر اپنے مالک کے پاس آن کر ویسی ہی تعریفیں کروں گا پھر سجدہ میں گر پڑوں گا حکم ہو گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہتا ہے تیری بات سنی جائے گی مانگ جو مانگتا ہے ملے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی۔ میں عرض کروں گا مالک میرے امت میری امت میری (یعنی اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں) حکم ہو گا چا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لے میں ایسا ہی کروں گا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤں گا اور ایسی ہی تعریفیں کروں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا حکم ہو گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے مانگ ہم دیں گے سفارش کر ہم قبول کریں گے۔ میں

فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ كَلِمَةُ اللَّهِ فَيُؤْتِي مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ فَيُؤْتِي عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُوتِي فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي فَأَقْرُبُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأُحْمَدُهُ بِمَحَامِدٍ لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُلْهِمَنِيهِ اللَّهُ ثُمَّ أَخْبِرُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْأُفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعَ فَأَقُولُ رَبِّ أُمِّي أُمِّي فَيَقَالَ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ بَرٍّ أَوْ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى رَبِّي فَأُحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخْبِرُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْأُفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعَ فَأَقُولُ أُمِّي أُمِّي فَيَقَالَ لِي انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَيْرٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوذُ إِلَى رَبِّي فَأُحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخْبِرُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْأُفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمِّي أُمِّي فَيَقَالَ لِي انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي

قَلْبِهِ أَذْنِي أَذْنِي مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ
خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرَجَتْهُ مِنَ النَّارِ
فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ)) هَذَا حَدِيثُ أَنَسٍ الَّذِي
أَتَيْنَا بِهِ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ قَلَمًا كُنَّا بَطْهَرُ
الْحَبَّانِ قُلْنَا لَوْ مَلْنَا إِلَى الْحَسَنِ فَسَلَمْنَا
عَلَيْهِ وَهُوَ مُسْتَحْفَفٌ فِي دَارِ أَبِي خَلِيفَةَ قَالَ
فَدَعَلْنَا عَلَيْهِ فَسَلَمْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا يَا أَبَا
سَعِيدٍ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ أَبِي حَمْزَةَ فَلَمْ
نَسْمَعْ مِثْلَ حَدِيثِ حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ
قَالَ هِيَ فَحَدَّثَنَا الْحَدِيثَ فَقَالَ هِيَ قُلْنَا
مَا زَادْنَا قَالَ قَدْ حَدَّثَنَا بِهِ مِنْ عَشْرِينَ سَنَةً
وَهُوَ يَوْمِيذٍ جَمِيعٍ وَلَقَدْ تَرَكْتُ شَيْئًا مَا
أَذْرِي أَنَسِي الشَّيْخُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يُحَدِّثَكُمْ
فَتَكَلَّمُوا قُلْنَا لَهُ حَدَّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ خَلِيقُ
الْإِنْسَانِ مِنْ عَجَلٍ مَا ذَكَرْتُ لَكُمْ هَذَا إِلَّا
وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْهُ ((ثُمَّ أَرْجَعَ إِلَى
رَبِّي فِي الرَّابِعَةِ فَأَحْمَدُهُ بِعِلِّكَ الْمُحَامِدِ
ثُمَّ أَخْبَرُ لَهٗ سَاجِدًا فَيَقَالُ لِي يَا مُحَمَّدُ
ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعُ لَكَ وَسَلْ تَغْطُ
وَأَشْفَعُ تُشْفَعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ انْزِلْ لِي
فِيْمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ
لَكَ أَوْ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِلَيْكَ وَلَكِنْ
وَعِزِّي وَكِبْرِيَّاتِي وَعَظَمَتِي وَجَبْرِيَّاتِي
لَأُخْرِجَنَّ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) قَالَ
فَأَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ
سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِينَ

عرض کروں گا اے مالک میرے! میری امت میری امت حکم ہو گا
جا اور جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم بہت کم بہت ہی
کم ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لے۔ میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔
معبد بن ہلال نے کہا یہ انسؓ کی حدیث ہے جو انھوں نے ہم سے
بیان کی پھر ہم ان کے پاس سے نکلے جب جہان (قبرستان) کی
بلندی پر پہنچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن (بصری) کی طرف چلیں اور
ران کو سلام کریں اور وہ ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے
تھے (حجاج بن یوسف ظالم کے ڈر سے) خیر ہم ان کے پاس گئے
اور ان کو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعیدؓ ہم تمہارے بھائی
ابو حمزہ (انسؓ) کے پاس سے آرہے ہیں انھوں نے شفاعت کے
باب میں ایک حدیث ہم سے بیان کی وہی حدیث ہم نے نہیں
سنی۔ انھوں نے کہا ہاں بیان کرو ہم نے وہ حدیث ان سے بیان کی
انھوں نے کہا اور بیان کرو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انھوں نے
بیان نہیں کی انھوں نے کہا یہ حدیث تو انھوں نے ہم سے بیس
برس پہلے بیان کی تھی جب وہ ٹاٹھے تھے (یعنی اتنے بوڑھے نہ تھے
جیسے اب ہیں) اب انھوں نے کچھ چھوڑ دیا میں نہیں جانتا وہ بھول
گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا۔ ایسا نہ ہو تم بھروسہ کر بیٹھو
(اور نیک اعمال میں سستی کرنے لگو) ہم نے ان سے کہا وہ کیا ہے؟
ہم سے بیان کرو۔ یہ سن کر بنے اور کہا انسان کی پیدائش میں جلدی
ہے میں نے تم سے یہ قصہ اس لیے ذکر کیا تھا کہ میں تم سے بیان
کروں اس ٹکڑے کو (جو انسؓ نے چھوڑ دیا یعنی تم جلدی کر کے
درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب بھی
میں بیان کرتا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں پھر لوٹوں گا اپنے
پروردگار کے پاس چوتھی بار اور اسی طرح تعریف و توصیف کروں
گا پھر سجدے میں کروں گا مجھ کو حکم ہو گا اے محمدؐ اسراٹھاؤ اور کہو ہم
سب کے مانگو ہم دیں گے سفارش کرو ہم قبول کریں گے اس

سَنَةٌ وَهُوَ يَوْمٌ مَّيْلٌ حَاجِبٌ

وقت میں عرض کروں گا مالک میرے مجھ کو اجازت دے اس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنی صرف توحید پر یقین رکھتا ہو)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور جاہ و جلال کی میں جہنم سے نکالوں گا اس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ معبود نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حسن نے یہ حدیث ہم سے بیان کی کہا کہ انھوں نے اس کو انس سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہا میں برس سے پہلے جب وہ زوردار تھے (یعنی ان کا حافظہ اچھا تھا بدن میں طاقت تھی)۔

۴۸۰ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بَلَحَمَ فَرُفَعُ إِلَيْهِ الذَّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَتَهَسُّ مِنْهَا نَهْسَةً فَقَالَ ((أَفَا سَيَذُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَذَرُونَ بِمَ ذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيَسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرَ وَتَذْنُو الشَّمْسُ فَيُلْغُ النَّاسُ مِنَ الْعَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَمَا لَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ

۳۸۰ - ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا تو دستی کا گوشت آپ کو دیا گیا اور دستی کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا آپ نے دانتوں سے اسے نوچا پھر فرمایا میں سردار ہوں نگاہ آدمیوں کا قیامت کے دن اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا قیامت کے دن اگلوں اور پچھلوں کو ایک ہی میدان میں یہاں تک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کو سنائی دے گی اور دیکھنے والے کی نگاہ ان سب پر پہنچے گی اور آفتاب نزدیک ہو جائے گا اور لوگوں پر وہ مصیبت اور سختی ہوگی کہ اس کو سہہ نہ سکیں گے آخر آپس میں ایک دوسرے سے

(۳۸۰) اس لیے کہ دست کا گوشت بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے۔ ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ دست کا گوشت آپ کو پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت کئی دن کے بعد ملتا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ کا احسان ظاہر کرنے کے لیے اور اس کا حکم ہوا آپ کو اپنا درجہ بتلانے کے لیے ہمارے فائدے کے لیے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا سردار وہ ہے جو سب لوگوں سے درجہ میں زیادہ ہو اور جس کی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ لیں اور رسول اللہؐ تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں پر آپ نے خاص کیا قیامت کو اس لیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور یہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھا ہوں گے اور آدم اور ان کی اولاد سب آپ کے جہنم کے تلے ہوں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دن کس کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے زبردست اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی۔ کس لیے کہ اور کوئی دعویٰ کرنے والا نہیں رہے گا (نوروی) یعنی وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہو گا کہ دیکھنے میں نگاہ سب پر جاسکے گی۔ برخلاف دنیا کے یہاں زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب پر نہیں جاسکتی بعضوں نے کہا مراد خدا کی نگاہ ہے پر خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر ہی پہنچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو۔ نوروی نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ تلے

کہیں گے چلو آدمؑ کے پاس اور ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے آدمؑ! تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم کیا انھوں نے سجدہ کیا تم کو ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار سے کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال میں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم پر مصیبت ہے۔ آدمؑ کہیں گے آج میرا پروردگار غصہ میں ہے اور ایسا غصہ میں ہے کہ کبھی ایسا غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اس نے مجھے منع کیا تھا درخت سے لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی (اور درخت میں سے کھالیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ نوحؑ کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوحؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے نوحؑ تم سب پیغمبروں سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں شکر گزار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر آئی ہے۔ وہ کہیں گے میرا اب آج ایسا غصہ میں ہے کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور میں نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ پھر وہ سب مل کر ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے ابراہیمؑ تم اللہ کے نبی ہو اور اس کے دوست ہو زمین والوں میں سے تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں

أَلَا تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَىٰ رَبِّكُمْ فَقِيلَ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ أَنْتُمْ آدَمُ فَيَاثُونَ آدَمُ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ آدَمُ إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَيَّ غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَيَّ نُوحٌ فَيَاثُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَا تَرَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَىٰ مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَىٰ قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَيَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَاثُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ

اللہ بدلہ لینے والا ہو گا نافرمانوں سے اور اس کا عذاب سامنے موجود ہو گا اور طرح طرح کے ہول اور ڈر جو محشر والوں کو ہونگے اور یہ باتیں نہ پہلے ہوئی ہیں اور نہ آئندہ ہونگی۔ تو اللہ کے غضب سے یہی مراد ہے اس واسطے کہ محال ہے تغیر اس کے حق میں غضب سے یا رضائے۔ السران الوہاب میں ہے کہ نوہی نے اس مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گزر چکی کہ سلف کا مذہب حقائق میں یہ ہے کہ جو صفات کتاب و سنت میں وارد ہیں ان کو روایت کرنا ان پر یقین کرنا ظاہر پر رواں کرنا بغیر تاویل اور تحریف اور تعطیل اور تشبیہ کے اور جو امر نوہی نے بیان کیا یہ غایت ہے غضب کی نہ اس کا معنی لغوی۔ یہاں سے پیغمبر اور پیغمبروں کا درجہ پہچان لینا چاہیے وہ سب نفسی نفسی کہیں گے اور اپنی جان کی فکر میں ہر گردان ہو گئے اور ہمارے پیغمبر عام کی بھلائی کیلئے خواہاں اور امت کے چھڑانے کے جو یاں ہو گئے۔ سبحان اللہ اس پر یہ آیت صادق ہے وما ارسلناك الا رحمة للعالمین آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا اور آخرت میں اس سے بڑھ کر کوئی شرف ہے اور اس سے زیادہ کوئی نادر جہ ہے یہی فرق ہے مرتبے کا اس شخص میں جو دنیا میں اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص میں جو حق

أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَّا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَّا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَّغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَذَكَرَ كَذَبَاتِهِ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَضَلَّكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَتَكَلَّمَ بِهِ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَّا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَّا تَرَى مَا قَدْ بَلَّغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أَوْمَرَ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَلِمَةً مِنْهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحَ مِنْهُ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَّا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَّا تَرَى مَا قَدْ بَلَّغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى

ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ وہ کہیں گے میرا پروردگار آج اتنا غصہ میں ہے کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ باتوں کو بیان کریں گے (یعنی دنیا میں جو انھوں نے تین بار جھوٹ بولا تھا) اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ موسیٰ کے پاس جاؤ وہ لوگ موسیٰ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہیں بزرگی دی اپنے پیغمبروں سے اور اپنے کلام سے سب لوگوں پر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ موسیٰ کہیں گے میرا پروردگار آج ایسے غصے میں ہے کہ اتنا کبھی غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور میں نے دنیا میں ایک خون کیا تھا جس کا مجھے حکم نہ تھا اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ وہ سب لوگ عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ تم اللہ کے رسول ہو تم نے لوگوں سے بات کی ماں کی گود میں (جھوٹے میں دودھ پیتے وقت) تم اللہ کی ایک بات ہو جو اس نے ذال دی مریم میں اور اس کی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ عیسیٰ کہیں گے میرا پروردگار آج اس قدر غصے ہے کہ اتنا غصے کبھی نہیں تھا اور نہ کبھی ہوگا اور کوئی گناہ ان کا بیان نہیں کیا (جیسے اور پیغمبروں کی خطائیں بیان کیں کیونکہ حضرت عیسیٰ کا کوئی گناہ منقول نہیں) تو مجھے اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ محمد کے پاس جاؤ وہ سب میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیاء ہو اللہ نے تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے ہیں تم سفارش

تک عام لوگوں کی بھلائی چاہتا ہے۔ اول کو ثانی سے کچھ نسبت نہیں ہے جو شخص عام مسلمانوں کی فائدہ و رسانی کا کام کرے جیسے مدرسہ بنائے، سرائے بنوائے مسلمانوں کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے جاہی اور ذلت سے بچیں دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پھیلائے تجارت یا صنعت یا حرب کے آلات و اسباب شائع کرے اس کا درجہ اس مسلمان سے کہیں فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے کے

کر دہاری اپنے رب کے پاس۔ کیا تم ہمارا حال نہیں دیکھتے ہم سب مصیبت میں ہیں یہ سن کر میں چلوں گا اور عرش کے تلے آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کروں گا پھر اللہ تعالیٰ میرا دل کھول دے گا اور وہ وہ تعریفیں اپنی مجھے بتلائے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتلائیں (میں اس کی خوب تعریف اور حمد کروں گا) پھر فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھا لگاں جو مانگنا ہے دیا جائے گا سفارش کر قبول کی جائے گی میں سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا امت میری امت میری حکم ہوگا اے محمد! اپنی امت میں سے لوگوں کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا ان میں سے جنت میں داخل کر اور وہ اور لوگوں کے شریک ہیں باقی دروازوں میں جنت کے (یعنی ان میں سے بھی جاسکتے ہیں پر یہ دروازہ ان کے لیے مخصوص ہے) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جنت کے دروازے کے دونوں بازوؤں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور بصرہ (ایک شہر ہے بحرین میں) یا جیسے مکہ اور بصرہ میں (بصرہ ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر)۔

مُحَمَّدٌ ﷺ فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَغَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اسْتَغْفِرُ لَنَا إِلَى ذَلِكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَأَنْطَلِقُ فَأَيُّي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقْعُ سَاجِدًا لِرَبِّي ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِي مِنْ مَخَاصِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ لِأَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَى اسْتَغْفِرُ تُسْتَفْعُ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ يَا رَبُّ أُمِّتِي أُمِّتِي فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْيَمِينِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى.

۴۸۱- ابوہریرہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک پیالہ رکھا ثرید کا (ثرید ایک کھانا ہے جو روٹی اور شوربہ ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپ نے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپ کو ساری بکری میں آپ نے ایک بار منہ سے اس کو نوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ نوچا اور فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔ جب آپ نے دیکھا آپ کے یار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ نہیں پوچھتے کہ کیوں کر؟ انہوں نے کہا کیوں کر یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا لوگ سب کھڑے ہو گئے خدا کے سامنے اور بیان کیا

۴۸۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَضِعَتْ بَيْنَ يَدَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَصْعَةٌ مِنْ ثَرِيدٍ وَلَحْمٍ فَتَنَازَلْتُ الذَّرَاعَ وَكَانَتْ أَحَبَّ الشَّيْءِ إِلَيَّ فَتَهَسَّ تَهَسَةً فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ثُمَّ تَهَسَّ أُخْرَى فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَلَمَّا رَأَى أَصْحَابَهُ لَا يَسْأَلُونَهُ قَالَ ((أَلَا تَقُولُونَ كَيْفَهُ)) قَالُوا كَيْفَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ)) وَسَأَقِي الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي

اللہ کے لیے عبادت میں مصروف رہے۔ ہر شہر کہ سے ایک مہینے کی راہ پر ہے تو جنت کا پھاںک اس قدر بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کونادوسرے کونے سے اتنا مسافت رکھتا ہے۔ اللہ اکبر جل شانہ اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت کتنی بڑی ہے۔

حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری حضرت ابراہیم کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ انھوں نے بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) سارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرک صادر نہیں ہوتا پر کافروں کے الزام دینے کے لئے پہلے تارے کو خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب وہ ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہ ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا) بتوں کو آپ نے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا، بیمار نہ تھے اور کہا تھا میں بیمار ہوں۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے جنت کے دونوں پنوں میں دروازوں کی چوکھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور بصرہ کے درمیان ہے یا یوں کہا جتنا بصرہ اور مکہ کے درمیان ہے مجھے یاد نہیں کیوں کر کہا (یعنی بصرہ کو پہلے کہلایا گئے کو)۔

حَبَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ وَزَادَ فِي قِصَّةِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ وَذَكَرَ قَوْلَهُ فِي الْكُتُبِ هَذَا رَبِّي وَ قَوْلَهُ لِلْإِنْسَانِ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا وَ قَوْلَهُ إِنِّي سَقِيمٌ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمَصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِعِ الْجَنَّةِ إِلَى عِمْرَانِي النَّبِيبِ لَكُمْ بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ هَجَرَ وَمَكَّةَ)) قَالَ لَا أَذْهَبُ إِلَى ذَلِكَ قَالَ.

۳۸۲- ابوہریرہؓ اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا مسلمان کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ جنت ان کے پاس آجائے گی پھر وہ آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہاں ہمارے جنت کو کھول دو ہمارے لیے۔ وہ کہیں گے جنت سے تم کو نکالا کس نے میرے ہی گناہ نے تو نکالا اب مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا البتہ تم میرے بیٹے ابراہیم کے پاس جاؤ۔ ابراہیم کہیں گے مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا میں اللہ کا دوست تھا لیکن پرے پرے (یعنی مجھے اللہ جل جلالہ سے اتنی نزدیکی نہیں ہوئی کہ کوئی آڑ نہ رہے بلکہ وہ حجاب تھے نہ میں نے اس سے بات کی بلا واسطہ نہ اس کو دیکھا) تم جاؤ موسیٰ کے پاس جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی۔ وہ موسیٰ کے پاس آئیں گے وہ کہیں

۴۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبُو مَالِكٍ عَنْ رِيعَى ابْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا أَبَانَا اسْتَفْضِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ وَهَلْ أَخْرَجَكُمُ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا غَطِيئَةُ أَبِيكُمْ آدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ أَذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ قَالَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِنَّمَا كُنْتُ خَلِيلًا مِنْ وَرَاءَ وَرَاءَ اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَلَّمَهُ

(۳۸۲) کیونکہ یہ دونوں بڑے کام ہیں جن کا خیال موسیٰ کو ہمیشہ رکھنا چاہیے امانت یعنی غلو میں اور سچائی صداقت اور راست بازی بات چیت اور ہر کام کاج میں اور انسانی رشتہ داروں سے جو محتاج ہوں سلوک کرنا ان کی خبر لینا۔ یعنی اگر کوئی چیز اس میں گرے تو ستر برس تک نہ کو نہ پہنچے گی۔ محاذ اللہ۔

اللَّهُ تَكْلِيمًا فَيَأْتُونَ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ أَذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلِمَةَ اللَّهِ وَرُوحِهِ فَيَقُولُ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فَيُؤَذِّنُ لَهُ وَيُرْسِلُ الْأَمَانَةَ وَالرَّحِمَ فَيَقُولُ جَنَّتِي الصِّرَاطُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَيَمُرُّ أَوْلَكُمْ كَأَلْبَرَقٍ ((قَالَ قُلْتُ يَا أَيُّ أَنْتَ وَأُمِّي أَيُّ شَيْءٍ كَمَرُ الْبَرَقِ قَالَ)) أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْبَرَقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِي طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرُ الرِّيحِ ثُمَّ كَمَرُ الطَّيْرِ وَشَدُّ الرُّجَالِ تَجْرِي بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ وَيُنْكِمُ قَانِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتَّى تَعْجِزَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتَّى يَجِيءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِي خِلْفَتِي الصِّرَاطُ كَلَالِيبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ بِأَخْذِ مَنْ أَمَرَتْ بِهِ فَمَخْدُوشٌ نَاجٍ وَمَخْدُوشٌ فِي النَّارِ ((وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ إِنَّ فَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُونَ خَرِيفًا

گے میں اس لائق نہیں تم عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہیں اور اس کی روح ہیں عیسیٰ کہیں گے میرا یہ کام نہیں پھر وہ سب محمد کے پاس آئیں گے آپ کھڑے ہو گئے اور آپ کو اجازت ملے گی (جنت کھولنے کی) اور امانت اور نائے کو بھیج دیا جائے گا وہ پل صراط کے واسطے اور بائیں کھڑے ہو جائیں گے تم میں سے پہلا شخص پل صراط سے اس طرح پار ہو گا جیسے بجلی۔ انھوں نے کہا آپ پر ہمارے ماں باپ صدقے ہوں بجلی کی طرح کوئی چیز گزرتی ہے آپ نے فرمایا تم نے بجلی کو نہیں دیکھا وہ کیسی گزر جاتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے پل مارنے میں پھر جیسے آ جاتی ہے پھر جیسے پرندہ اڑتا ہے پھر جیسے آدمی دوڑتا ہے اپنے اپنے اعمال کے موافق اور تمہارے پیغمبر پل پر کھڑے ہو گئے وہ کہیں گے یا اللہ بچا یا اللہ بچا یہاں تک کہ اعمال کا زور گھٹ جائے گا (یعنی عمدہ اعمال والے نکل جائیں گے اور وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے نیک عمل کم ہیں) (ان کو پار ہونا دشوار ہو گا) اور ایک شخص آئے گا وہ چل نہ سکے گا مگر گھسٹتا ہو اور اس پل کے دونوں طرف آنکڑے ہو گئے نکتے ہوئے جس کو حکم ہو گا اس کو پکڑ لیں گے پھر بعض آدمی چھل چھلا کر نجات پا جائے گا اور بعض آدمی الٹ پلٹ کر جہنم میں گر پڑے گا۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس کی راہ ہے۔

باب: نبی اکرم کا یہ بیان کہ میں جنت میں سب سے پہلے سفارش کروں گا اور سب نبیوں سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے

۴۸۳- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کروں گا اور سب پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع لوگ ہوں گے قیامت کے دن۔

بَاب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا

۴۸۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا))

۴۸۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَنَا أَكْثَرُ النَّبِيِّاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَفْرَغُ بَابَ الْجَنَّةِ))

۴۸۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدِّقْ نَبِيٌّ مِنَ النَّبِيِّاءِ مَا صُدِّقْتُ وَإِنَّ مِنَ النَّبِيِّاءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ))

۴۸۶- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاسْتَفْتِحْ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بَلْ أَمَرْتُ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ))

بَابُ اخْتِيَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةَ الشَّفَاعَةِ لِأُمَّتِهِ

۴۸۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَأَرِيدُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۴۸۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ وَأَرَدْتُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۴۸۴- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع ہوں گے قیامت کے روز اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا (یعنی کھلوں گا)۔

۴۸۵- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کروں گا اور کسی پیغمبر کو اسنے لوگوں نے نہیں مانا جتنے لوگوں نے مجھ کو مانا اور بعض پیغمبر تو ایسا ہے کہ اس کا ماننے والا ایک ہی شخص ہے۔

۴۸۶- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھٹکھٹاؤں گا چونکہ ارپوچھے گا تم کون ہو؟ میں کہوں گا محمد۔ دے کہے گا آپ ہی کے واسطے مجھے حکم ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولنا۔

باب: نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کے لیے دعائے شفاعت کو مؤخر کرنا

۴۸۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جس کو خداوند تعالیٰ ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائیں قبول بھی ہوتی ہیں اور نہیں بھی ہوتیں تو میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔

۴۸۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا کو اٹھا رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کروں۔

(۴۸۷) یعنی دنیا میں اس دعا کو نہ مانگوں بلکہ آخرت کے لیے اٹھا رکھوں اور اپنی امت کی نجات کے لیے صرف کروں۔ سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کو اپنی امت سے کیسی محبت تھی اور الفت کہ باپ کو بیٹے سے ویسی الفت نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اس وقت مدد کریں گے جب باپ بیٹے سے خاوند جور دوسے، جور و خاوند سے ہر ایک عزیز اپنے عزیز سے بیزار ہو گا اور سب کو اپنی اپنی جان بچانے کی فکر ہو گی۔

۴۸۹- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْهَابٍ عَنْ عَمِّهِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سَمِيَانَ بْنِ أُسَيْدٍ بْنُ حَارِثَةَ الثَّقَفِيُّ مِثْلَ ذَلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۹۰- ابوہریرہؓ نے کعب احبار سے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جس کو وہ مانگتا ہے۔ میرا ارادہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کعب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔

۴۹۱- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو ہر ایک نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگ لی (دنیا ہی میں) اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھتا ہوں قیامت کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لیے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ وہ شرک پر نہ مرا ہو۔

۴۹۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لِكَعْبِ الْأَحْبَارِ إِنْ نَبِيٍّ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَإِنَّا أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أُخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَ كَعْبٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

۴۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلْ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا))

(۴۹۱) یعنی خاتمہ کے وقت وہ شرک نہ مرا ہو اگرچہ کتنا گناہگار ہو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مر جاوے شرک سے پاک ہو کر وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اس کے دلائل اوپر بیان ہو چکے۔ السراج الوہاج میں ہے کہ شرک عام ہے خواہ دوسرا کوئی خدا ثابت کرے یا اس کی کسی صفت کو اسکی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جلی ہے اور ایک خفی اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں لیکن وہ شرک میں اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدوں پر جنہوں نے اپنے عالموں اور مجتہدوں کو خدا بنا رکھا ہے اور ان لوگوں پر جو قبروں پر وہ کرتے ہیں جو خاص ہیں اللہ سے اور کائنات میں جانوروں کو سوا اللہ کے اوروں کے نام پر وہ سب شرک ہیں اور باوجود اس کے امید رکھتے ہیں نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنے بزرگوں کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ کھانا چھپا اور جو شرک کرے اس کی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا خواہ کوئی ہو کہیں ہو۔ اسی۔

۳۹۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی ہے جس کو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور ردی جاتی ہے اور میں نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۳۹۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اس نے مانگی اپنی امت کے لیے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۳۹۴- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اس نے مانگی اپنی امت کے لیے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۳۹۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۹۶- مذکورہ بالا اور سند سے بھی حدیث آئی ہے۔

۳۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۳۹۸- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جس کو اس نے مانگا اپنی امت کے حق میں اور میں نے اپنی دعا کو اٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔

۴۹۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا فَيُسْتَجَابُ لَهُ فَيُؤْتَاهَا وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۴۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ فَاسْتَجِيبَ لَهُ وَإِنِّي أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أُزَخَّرَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۴۹۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاها لِأُمَّتِهِ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۴۹۵- وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي حَلَفٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح

۴۹۶- وَ حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ قَالَ أُعْطِيَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۹۷- عَنْ أَنَسِ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

۴۹۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمَّتِهِ وَبُكَائِهِ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ

باب: رسول اللہ ﷺ کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور رونا ان کے حال پر شفقت سے

۴۹۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلُّنَا كَثِيرًا مِنْ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي الْآيَةُ وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنِّي تَغْفِرُ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فَرَفَعَ بَدَنَهُ وَقَالَ ((اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي)) وَبَكَى فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَثَتِكَ أَعْلَمُ فَسَلَّهُ مَا يُشْكِيكَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللَّهُ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنَرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسْوَأُكَ.

۴۹۹- عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی جس میں حضرت ابراہیم کا قول ہے اے رب! انھوں نے بہکایا (یعنی بتوں نے) بہت لوگوں کو سو جو کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے اور یہ آیت جس میں حضرت عیسیٰ کا قول ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو ان کو بخش دے تو تو مالک ہے حکمت والا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے پروردگار میرے امت میری امت میری اور رونے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل تم محمد کے پاس جاؤ اور رب تیرا خوب جانتا ہے لیکن تم جا کر ان سے پوچھو وہ کیوں روتے ہیں؟ جبریل آپ کے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے سب حال بیان کیا۔ جبریل نے اللہ تعالیٰ سے جا کر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل! محمد کے پاس جا اور کہہ ہم تم کو خوش کر دیں گے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کریں گے۔

(۴۹۹) نووی نے کہا اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ کو اپنی امت پر بہت شفقت اور مہربانی تھی دوسرا یہ کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے تیسرا بشارت عظیم ہے اس امت کے لیے اور وہ اور زیادہ ہو گئی خداوند کریم کے وعدے سے جو اس نے کیا کہ ہم تم کو راضی کر دیں گے تمہاری امت میں اور ناراض نہ کریں گے اور یہ حدیث بڑی امید ہے امت کے لوگوں کے لیے۔ چوتھا بیان ہے رسول اللہ کی کمال بزرگی اور علو درجہ کا اور اللہ تعالیٰ کی جو عنایت آپ پر تھی اس کا اور جبریل کے بھیجنے میں یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ کی بزرگی کھل جائے اور معلوم ہو جائے کہ آپ کا درجہ بہت عالی ہے اور خدا تعالیٰ آپ کی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق ہے اس آیت کے وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالَّذِينَ فِيهِنَّ رِجَالٌ مُتَمَنِّعُونَ لِبُيُوتِهِمْ وَاللَّهُ عَالِمُ السِّرِّ الْعَلِيمِ (النجم: ۱۰) اور یہ جو فرمایا ہم تم کو ناراض نہیں کریں گے اس سے بڑی امید نکلتی ہے اس لیے کہ رضامندی جب بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ بعضوں کو معاف کرتا اور بعض کو جہنم میں لے جاتا مگر آپ کو رنج و ہتانا لوگوں کا جو جہنم میں جاتے تو فرمایا میں تم کو رنج نہیں دوں گا بلکہ سب لوگوں کو تمہاری امت کے نجات دوں گا۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ
فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا
تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِينَ

باب: جو شخص کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا اور اس
کی شفاعت نہ ہوگی اور بزرگوں کی بزرگی اس کے کچھ
کام نہ آوے گی

۵۰۰- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَمُنُ أَبِي
قَالَ ((فِي النَّارِ)) فَلَمَّا قَفَى دَعَا فَقَالَ ((إِنَّ
أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ))

۵۰۰- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا
یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ میں۔
جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے اس کو بلوایا اور فرمایا کہ میرا باپ
اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔

بَابُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ
الْقَرَبِينَ

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو
ڈرائیں

۵۰۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ
الْآيَةُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْقَرَبِينَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا فَعَمَّ
وَحَصْرُ فَقَالَ ((يَا بَنِي كَعْبٍ بْنَ لُؤَيٍّ أَنْقِذُوا
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةٍ بْنِ كَعْبٍ أَنْقِذُوا
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِذُوا
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِذُوا
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا
أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسَكَ مِنْ

۵۰۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری
ڈرا تو اپنے کنبہ والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھے ہوئے آپ نے عام
سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو
چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے مرہ بن کعب کے بیٹو چھڑاؤ اپنے
تئیں جہنم سے۔ اے عبد شمس کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔
اے ہاشم کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے عبد المطلب کے
بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے فاطمہ چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم
سے۔ اس لیے کہ میں خدا کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا (یعنی
اگر وہ عذاب کرنا چاہے تو میں بچا نہیں سکتا) البتہ تم جو مجھ سے نانا

(۵۰۰) جہاں اس لیے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا اس کو کسی کا نانا رشتہ کام نہ آئے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی
معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ جو نبوت سے پہلے مرے ہیں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ جہنمی ہیں اور اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ دعوت سے
پہلے یہ مواخذہ ہے کیونکہ ان کو اور پیغمبروں کی دعوت پہنچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم کی اور یہ جو آپ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ میرا باپ بھی
جہنم میں ہے اس سے یہ فرض تھی کہ اس شخص کا رنج گھٹ جاوے اور وہ یہ معلوم کر لے کہ خدا کے ہاں سب برابر ہیں جو قاعدہ اس نے ٹھہرا دیا
اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطی نے کئی حدیثوں سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اللہ
نے آنحضرت کی دعا کو آپ کے والدین کے حق میں قبول کیا اور وہ دوبارہ جلانے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علماء اور محدثین نے اس کا انکار کیا اور ان
حدیثوں کو موضوع قرار دیا اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو۔

رکھتے ہو اس کو میں جوڑتا ہوں گا (یعنی دنیا میں تمہارے ساتھ احسان کرتا ہوں گا)۔

۵۰۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۰۳- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے کنبے والوں کو تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فاطمہ! محمدؐ کی بیٹی! اے صفیہ، عبدالمطلب کی بیٹی اور اے عبدالمطلب کے بیٹو! میں خدا کے سامنے تم کو نہیں بچا سکتا البتہ میرے مال میں سے جو تم جی چاہے مانگ لو۔

۵۰۴- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو! تم اپنی جانوں کو اللہ سے مول لو (نیک اعمال کے بدلے) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے عبدالمطلب کے بیٹو! میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے عباس بیٹے عبدالمطلب کے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے صفیہ پھوپھی رسول اللہ ﷺ کی میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے فاطمہ بیٹی محمدؐ کی تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے پر خدا کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔

۵۰۵- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۵۰۶- قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت ہے دونوں نے کہا جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک ناتے والوں کو تو رسول اللہ ﷺ پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچے

النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّي لَكُمْ رَحِيمًا سَابِلَهَا بَيْتُهَا))

۵۰۲- عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَحَدِيثُ حَرِيرِ أُمِّ وَأَشْتَبَعُ.

۵۰۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ ((يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بِنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَأَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ))

۵۰۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بِنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ سَلِينِي بِمَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا))

۵۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا.

۵۰۶- عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ انْطَلَقَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِلَى رَضْمَةٍ مِنْ جَبَلٍ

(۵۰۶) یا صابا جاہ ایک کلمہ ہے جس کو عرب کے لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہیں اور اکثر عرب میں لوٹ مار صبح کے وقت ہوا کرتی ہے تو اس کلمہ کے کہنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خبردار ہو جائیں اور اپنا بچا کر لیں۔

پتھر پر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے عبد مناف کے بیٹو! میں ڈرانے والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اپنے اہل کے بچانے کو اور ڈرا کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائے تو لگا پکارنے یا صباحا۔

۵۰۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۵۰۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک رشتہ داروں کو اور اپنی قوم کے مخلص (بچے) لوگوں کو تو رسول اللہ ﷺ نکلے یہاں تک کہ آپ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا یا صباحا۔ لوگوں نے کہا یہ کون پکارتا ہے؟ انھوں نے کہا محمد ہیں پھر سب لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے فلاں کے بیٹو! اے فلاں کے بیٹو! اے عبد مناف کے بیٹو! اے عبد المطلب کے بیٹو! وہ سب اکٹھے ہوئے تو آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سوار ہیں تو تم میری بات مانو گے؟ انھوں نے کہا ہم نے تو تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی۔ آپ نے فرمایا تو پھر میں تم کو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے۔ ابو لہب نے کہا خرابی ہو تمہاری تم نے ہم سب کو اسی لیے جمع کیا پھر وہ کھڑا ہوا اس وقت یہ سورت اتری تبت یدا ابی لہب و قد تب۔ یعنی ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور ہلاک ہو اود۔ اعمش نے اس سورت کو پونہ پڑھا آخر تک (یعنی قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرات تب ہے بغیر قد کے۔

۵۰۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

فَعَلَّا أَعْلَاهَا حَجْرًا ثُمَّ نَادَى ((يَا بَنِي عَبْدِ
مَنَاةَ إِنِّي نَذِيرٌ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ
رَجُلٍ رَأَى الْأَعْدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْتَبِأُ أَهْلَهُ فَخَشِيَ أَنْ
يَسْبِقُوهُ فَجَعَلَ يَهْتَفُ يَا صَبَاحَةَ))

۵۰۷- عَنْ زُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو وَفَيْصَةَ بْنِ
مُخَارِقٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحُوهُ
۵۰۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ
وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُخَلَصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ
((يَا صَبَاحَةَ)) فَقَالُوا مَنْ هَذَا الَّذِي يَهْتَفُ
قَالُوا مُحَمَّدٌ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ ((يَا بَنِي فَلَانِ
يَا بَنِي فَلَانِ يَا بَنِي فَلَانِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَاةَ يَا
بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ
((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ عَيْنًا تَخْرُجُ
بِسَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَتُكْتَمُ مُصَدِّقِي)) قَالُوا مَا
جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ
يَدَيَّ عَذَابٍ شَدِيدٍ)) قَالَ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا
لَكَ أَمَّا جَمَعْتُنَا إِلَّا لِهَذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ
السُّورَةُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ كَذَا قَرَأَ
الْأَعْمَشُ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ

۵۰۹- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ صَعِدَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ ((يَا

(۵۰۸) نووی نے کہا اب قرآن میں صرف اسی قدر ہے واندذر عشیرتک الاقربین یعنی ڈرا تو اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور یہ عبارت نہیں ہے ورهطک منهم المخلصین۔ شاید اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہو۔

صَحَاحًا)) بَنَحُو حَدِيثَ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوا
نَزُولَ النَّبِيِّ وَتَذَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِأَبِي طَالِبٍ وَالتَّخْفِيفِ عَنْهُ بِسَبَبِهِ

۵۱۰- عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَفَعْتُ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ
كَانَ يَحْطُوكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ ((نَعَمْ هُوَ
فِي ضَحْضَحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْ أَنَا لَكُنَّا فِي
الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ))

۵۱۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ
الْعَبَّاسَ يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ
كَانَ يَحْطُوكَ وَيَنْصُرُكَ قَهْلُ نَفْعِهِ ذَلِكَ قَالَ
((نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ
إِلَى ضَحْضَحٍ))

۵۱۲- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَحُو حَدِيثَ أَبِي عَوَّانَةَ

۵۱۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُو
طَالِبٍ فَقَالَ ((لَعَلَّه تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فَيُخَلَّلُ فِي ضَحْضَحٍ مِنْ نَارٍ يَبْلُغُ كَعْبَتِهِ يَغْلِي
مِنْهُ دِمَاعُهُ))

بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا

۵۱۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ أَذْنَى أَهْلِ

باب: رسول اللہ ﷺ کی سفارش کی وجہ سے ابو طالب
کے عذاب میں تخفیف ہونے کا بیان

۵۱۰- حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے ابو طالب کو
بھی کچھ فائدہ پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے
واسطے غصے ہوتے تھے (یعنی جو کوئی آپ کو ستاتا تو اس پر غصے
ہوتے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ جہنم کے اوپر کے درجہ میں
ہیں اور اگر میں نہ ہوتا (یعنی میں ان کے لیے دعا نہ کرتا) تو وہ جہنم
کے نیچے کے درجہ میں ہوتے (جہاں عذاب بہت سخت ہے)۔

۵۱۱- عبد اللہ بن حارثؓ سے روایت ہے میں نے سنا عباسؓ سے وہ
کہتے تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ابو طالب آپ کا بچاؤ کرتے تھے
اور آپ کی مدد کرتے تھے اور آپ کے لیے لوگوں پر غصہ کرتے
تھے تو ان کو کچھ فائدہ ہوا ان باتوں سے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں
نے ان کو سخت انگار میں پایا تو میں نکال لایا ان کو ہلکی آگ میں۔

۵۱۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۱۳- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے
پاس آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا شاید ان کو
فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی آگ میں
رکھے جاویں جو ان کے ٹخنوں تک ہو لیکن بھیجا پکتا رہے اس
سے (معاذ اللہ جہنم کی آگ کیسی سخت ہوگی)۔

باب: دوزخیوں میں عذاب کے لحاظ سے سب سے کم
عذاب والے شخص کا بیان

۵۱۴- ابو سعید خدریؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے کم درجہ کا عذاب اس

کو ہوگا جس کو دو جوتیاں آگ کی پہنائی جائیں گی پھر اس کا بھیجا گرمی کے مارے پکے گا۔

۵۱۵- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابو طالب کو ہوگا۔ وہ دو جوتیاں پہنے ہوں گے ایسی جن سے ان کا بھیجا پکے گا۔

۵۱۶- نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ وہ خطبہ پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں سب سے کم درجہ کا عذاب قیامت کے دن اس کو ہوگا جس کے بیچ تلووں کے دو انگارے رکھ دئے جاویں گے اور ان کی وجہ سے بھیجا پکنے لگے گا۔

۵۱۷- نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جو دو جوتیاں اور دو تسمے انگار کے پہنے ہوگا اس کا بھیجا اس طرح پکتا ہوگا جس طرح ہانڈی پھد پھد پکتی ہے۔ وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

باب: کفر کی حالت پر مرنے والے شخص کو اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا

۵۱۸- ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! جدعان کا بیٹا جاہلیت کے زمانہ میں ناتے جوڑتا تھا (یعنی ناتے والوں کے ساتھ سلوک کرتا تھا) اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام اس کو فائدہ دیں گے (قیامت کے دن)؟ آپ نے فرمایا کہ کچھ فائدہ نہ دیں

(۵۱۸) یعنی اس کو قیامت کا یقین نہ تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اس کو کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ کافروں کو انکے نیک اعمال کا فائدہ نہ دیں گے اور ان کو کسی قسم کا اجر نہیں ملے گا نہ آرام ہوگا نہ عذاب ختم ہوگا البتہ یہ ہوگا کہ کافروں پر دوسرے کافروں کی نسبت انکے اعمال کے موافق عذاب سخت یا ہلکا ہوگا۔ تمام ہواکلام قاضی عیاضؒ کا امام حافظ فقیر ابو بکر بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں بعض اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ بیہقی نے کہا یہ بات ممکن ہے کہ ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی حدیثیں اس کافر کی نیکیوں میں جو کفر پر مرے مراد ان سے یہ ہو کہ اس کافر کو عذاب سے کبھی رہائی نہ ہوگی لیکن اس کا عذاب ان نیکیوں کی وجہ

النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ))

۵۱۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ

۵۱۶- عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تَوَضَّعَ فِي أَحْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ))

۵۱۷- عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَاَنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا))

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ

۵۱۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّجَمَ وَيُطْعِمُ الْمَسْكِينِ فَهَلْ ذَلِكَ نَافِعُهُ قَالَ ((لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا

رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ))

گئے۔ اس نے کبھی یوں نہ کہا کہ اے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے قیامت کے دن۔

بَابُ مَوَالَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَقَاطِعَةِ غَيْرِهِمْ
وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ

باب: مومن سے دوستی رکھنے اور غیر مومن سے دوستی قطع کرنے اور ان سے جدا رہنے کا بیان

۵۱۹- عَنْ عُمَرُو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ ((أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي يَعْنِي فَلَنَّا لَنَسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ))

۵۱۹- عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ پکار کر فرماتے تھے چپکے سے نہیں فلاں کی اولاد میری عزیز نہیں بلکہ میرا مالک اللہ ہے اور میرے عزیز وہ مومن ہیں جو نیک ہوں۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى دُخُولِ طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ

باب: مسلمانوں کے ایک گروہ کا بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہونے کا بیان

۵۲۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ مَنبَعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ

۵۲۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے خدا مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ اسے ان لوگوں

میں سے ہٹا دے کہ وہ نیکیاں نہ کرتا تو اس کا عذاب اس کی خطاؤں پر سخت ہوتا۔ علماء نے کہا ہے کہ جداگانہ لوگوں کو کھانا بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانوں کے لیے ایک پیالہ بنایا تھا جس پر سیر می سے چڑھتے تھے اور وہ بنی تیم بن مرہ کی قوم میں سے تھا جو حضرت عائشہؓ کے عزیز تھے اور قریش کے رئیسوں میں سے تھا۔ اس کا نام عبد اللہ تھا اور جداگانہ بنیم جیم اس کے باپ کا نام تھا۔ (نووی)

(۵۱۹) راوی نے اس شخص کا نام نہیں لیا خوف کی وجہ سے اپنے تئیں یاد دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے اور مقصود باب کا اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے کہ میرے عزیز اور رشتہ دار وہی ہیں جو نیک ہوں اگرچہ ان کا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہ ہو وہ میرا عزیز نہیں اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا ہر اوقفاں سے حکم بن ابی العاص ہے اور یہ آپ نے حکم کھلم کھلا فرمایا چپکے سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین اور اعدائے دین سے کھلے خزانے سے بیزار رہنا چاہیے اور نیک لوگوں سے محبت کرنا چاہیے اگر فساد کا ذرہ ہو۔ (نووی)

(۵۲۰) یعنی اس نے دعا کی درخواست کی سب سے پہلے اور میں نے کر دی اب ہر شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ قاضی عیاض نے کہا کہ دوسرا شخص اس مرتبہ کے لائق نہ تھا اور عکاشہ اس کے لائق تھا اور بعضوں نے کہا کہ وہ منافق تھا تو رسول اللہ نے اس کو گول گول جواب دے دیا اور یہ اخلاق کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے کہ تو ان میں سے نہیں ہے اور بعضوں نے کہا آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو تاکہ میری دعا عکاشہ کے باب میں قبول ہوگی اور دوسرے شخص کے باب میں قبول ہونے والی نہیں اس لئے آپ نے دوسرے کے لیے دعا نہیں کی اور خطیب بغدادی نے کہا کہ دوسرا شخص سعد بن عبادہ (انصار کا رئیس) تھا۔ اگر یہ بات سچ ہو تو ان کا منافق قرار دینا غلط ہوگا لیکن

میں سے کر دے۔ پھر دوسرا اٹھا اور بولایا رسول اللہ! دعا کیجئے خدا مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا عکاشہؓ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔

۵۲۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۵۲۲- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ستر ہزار کی ایک جماعت جنت میں جائے گی جن کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ یہ سن کر عکاشہ بن محسن اسدی کھڑا ہوا اپنا کبیل اٹھاتا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! دعا کیجئے مجھ کو اللہ ان لوگوں میں سے کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! تو اس کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ پھر ایک شخص اور انصار میں سے کھڑا ہوا اور بولایا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات تجھ سے پہلے عکاشہؓ کر چکا۔

۵۲۳- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں جاویں گے۔ ان میں سے بعضوں کی صورت چاند کی طرح چمکتی ہوگی۔

۵۲۴- عمرانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں

((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ)).

۵۲۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ الرَّبِيعِ.

۵۲۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَقُولُ يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُصْبِيءُ وَجُوهُهُمْ إِضَاءَةُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَامَ عَكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنِ الْأَسَدِيِّ يَرْفَعُ نَمِيرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ)).

۵۲۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا زُمْرَةً وَاحِدَةً مِنْهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ)).

۵۲۴- عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ

آلہ اخیر قول ظاہر ہے اور اسی کو علماء نے اختیار کیا ہے۔

اس حدیث میں امت نبوی کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ جل جلالہ کے بڑے احسان کا بیان ہے ہمارے پیغمبر پر۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ ان ستر ہزار آدمیوں کے ہر ایک آدمی کے ساتھ ہزار آدمی اور ہوں گے۔ اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد جو بے حساب جنت میں جائیں گے چار ارب اور نوے کروڑ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے آمین۔ (نودی مع زیادة)

(۵۲۴) ☆ یعنی بیماری میں دوا علاج اور جہاز پھونک نہیں کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار میں ہے دوا اور علاج ظہر

أَلَمْ يَغْيِرْ حِسَابَ) قَالُوا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتُمُونَ وَلَا يَسْتَرْفِقُونَ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَامَ
جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون لوگ ہونگے یا رسول اللہ! آپ
نے فرمایا وہ لوگ جو داغ نہیں دیتے اور منتر نہیں کرتے اور اپنے
پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ اس وقت عکاشہ کھڑا ہوا اور عرض

بغیر اس کی مرضی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا پس بھروسہ انکا خدا پر ہوتا ہے۔ نووی نے کہا کہ اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا۔ امام ابو عبد اللہ
مازنی نے کہا کہ بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے دوا اور علاج کی ممانعت پر حالانکہ اکثر علماء اس کے خلاف ہیں اور دلیل ان کی
وہ حدیثیں ہیں جن میں خود آنحضرتؐ نے دواؤں اور غذاؤں کے فائدے بیان کئے ہیں جیسے کلوغی قسط اور ایلوے وغیرہ کے اور خود آپؐ نے
پہاری میں دوا کی اور حضرت عائشہؓ نے آپؐ کی دوا کو نقل کیا ہے اور آپؐ نے منتر بتلایا ہے اور اس سے شفاء ہوئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ
بعض صحابہ نے سورہ فاتحہ کا منتر کیا تھا اور اس پر اجرت لی تھی جب یہ حدیثیں ثابت ہیں تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دواؤں کو
بالطبع مفید جانتے ہیں اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہیں ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ اس تاویل کی طرف
بہت لوگ گئے حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہیں کیونکہ رسول اللہؐ نے ان لوگوں کی فضیلت بیان کی کہ وہ جنت میں بغیر حساب اور کتاب کے جائیں
گے اور ان کے منہ چاندی کی طرح چمکتے ہوں گے پھر اگر یہ تاویل کی جائے جو ان لوگوں نے کی ہے تو یہ فضیلت ان کے ساتھ خاص نہ ہوگی اس
وجہ سے کہ یہ حال تمام مسلمانوں کا بھی ہے اور جو اس کے خلاف اعتقاد رکھتے (یعنی دوا کو بالطبع اور بالذات موثر سمجھتے) وہ تو کافر ہے۔ دوسرے
علماء نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے۔ ابو سلیمان خطابیؒ نے کہا مراد دوا کے ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسہ اللہ ہی پر رکھتے ہیں اور اس کی
قضا اور امتحان پر راضی ہیں۔ انھوں نے کہا یہ درجہ بہت بلند ہے اور ایک جماعت اسی طرف گئی ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ظاہر حدیث بھی یہی
ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے میں اور منتر کرنے میں اور قسم کے علاج کرنے میں کوئی فرق نہیں اور داؤدی نے کہا حدیث
سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت میں یہ کام نہیں کرتے اس لیے کہ مکروہ ہے حالت صحت میں تعویذ اور منتر لیکن بیماری کی حالت
میں تو درست ہے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث سے بھی دو قسم کے علاج مقصود ہیں یعنی منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی معالجہ توکل کے خلاف
نہیں ہے اس لیے کہ علاج خود رسول اللہؐ نے کیا ہے اور سلف کے علماء اور فضلاء نے کیا ہے اور جس سبب پر یقین ہو جیسے کھانا اور پینا سہری کے
لیے وہ توکل کو نہیں بگاڑتا اسی لیے انھوں نے علاج کرنا نہیں چھوڑا نہ روٹی کمانے کو اپنے لیے اور ہال بچوں کے لیے توکل کے خلاف کیا مگر یہ
سب جب ہے کہ اس کا بھروسہ خدا پر ہو نہ اپنی دوا اور علاج اور کمانی پر اور داغ دینے اور دوسرے قسم کے علاج میں فرق بیان کرنا بہت طول
چاہتا ہے اور حضرت نے دواؤں کو جائز رکھا ہے اور دونوں کی تعریف کی ہے۔ لیکن ایک نکتہ میں بیان کرتا ہوں جو کافی ہے وہ یہ ہے کہ حضرتؐ
نے اپنی بھی دوا کی اور دوسروں کی بھی دوا کی اور داغ آپؐ نے نہیں دیا البتہ دوسرے کو دیا ہے اور حدیث صحیح میں ممانعت آئی ہے داغ دینے سے
اور آپؐ نے فرمایا مجھے داغ دینا اچھا نہیں لگتا۔ تمام ہواکام قاضی عیاضؒ کا اور ظاہر وہی معنی ہے جو خطابیؒ نے اختیار کیا اور حاصل یہ ہے کہ ان
لوگوں کا اعتقاد خدا پر قوی ہو گا اور وہ ہر کام کو خدا کے سپرد کرتے ہو گئے تو جو آفت ان پر آوے اس کے دفع کے لیے دنیاوی اسباب کی طرف
انھوں نے توجہ نہیں کی اور بے شک درجہ بہت افضل ہے لیکن رسول اللہؐ نے جو علاج کیا ہے وہ اس واسطے کہ علاج کا جائز ہونا لوگوں کو معلوم
ہو جائے۔ اٹھی لما قال النووی۔

نووی نے کہا سلف اور خلف نے توکل کی حقیقت میں اختلاف کیا ہے۔ امام ابو جعفر طبری نے ایک جماعت سلف سے نقل کیا ہے کہ
توکل یہ ہے کہ سوائے خدا کے اور کسی کا ذکر نہ ہے نہ درندے کا نہ دشمن کا اور روٹی کمانے میں کوشش چھوڑ دے اس خیال سے کہ اللہ خاصم ہے
رزق کا اور دلیل ان لوگوں کی حدیثیں ہیں اور ایک جماعت نے کہا توکل یہ ہے انسان خدا کے تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور اس امر کا یقین کرے کہ
اس کا حکم جاری ہے لیکن کوشش کرے روٹی کمانے میں اور دشمن سے بچنے میں جیسے خفیہروں نے کیا ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا لہذا

کیا یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ خدا مجھ کو ان لوگوں میں سے کرے آپ نے فرمایا تو ان میں سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی! دعا کرو کہ خدا مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کرے۔ آپ نے فرمایا کہ پہل غکاشہ کہہ چکا ہے۔

۵۲۵- عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہیں نہ بدشگون لیتے ہیں نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۵۲۶- سہل بن سعدؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم جو راوی ہے اس حدیث کا اس کو یاد نہیں رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا سات لاکھ) آدمی جنت میں جائیں گے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں ہوگا صف باندھے ہوئے تاکہ سب ایک ساتھ جنت میں جائیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جنت کا دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی ان میں سے پہلے جنت میں نہ گھے گا جب تک اخیر کا شخص نہ گھس لے اور ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

غُكَاشَةُ فَقَالَ اِذْغُ اللّٰهُ اَنْ يَّحْتَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((اَنْتَ مِنْهُمْ)) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهُ اِذْغُ اللّٰهُ اَنْ يَّحْتَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((سَبَقَكَ بِهَا غُكَاشَةُ))

۵۲۵- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِي سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَنْتَطِرُوْنَ وَلَا يَكْتُوْنُ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ))

۵۲۶- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِي سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ سَبْعٌ مِائَةً اَلْفٍ لَا يَذَرِيْ اَبُو حَازِمٍ اَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَسِكُوْنَ اَخِذْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ اٰخِرُهُمْ وَوُجُوْهُهُمْ عَلَى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ))

طبری اور اکثر فقہاء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض صوفیوں نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے لیکن صوفیہ اکثر فقہاء کے موافق ہیں پر وہ یہ کہتے ہیں کہ توکل صحیح نہیں ہوتا جب تک دنیا کے اسباب کا خیال رہے یا ان اسباب پر دل کو اطمینان ہو البتہ اسباب کا کرنا اللہ کا بتلایا ہوا طریقہ ہے اور اس میں اس کی حکمت ہے مگر یہ ضروری ہے کہ بھروسہ اللہ ہی پر ہو اور اس امر کا یقین ہو کہ دنیا کے اسباب سے نہ نفع ہوتا ہے نہ ضرر ہوتا ہے بلکہ نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ تمام ہواکام قاضی عیاض کا۔ استاد ابو القاسم قشیری نے کہا کہ توکل کی جگہ دل ہے اور ظاہر کی حرکت دل کے توکل کے خلاف نہیں بشرطیکہ بندہ کو یقین ہو کہ آسانی اور سختی سب خدا کی تقدیر سے ہے۔ سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ کی مشیت پر راضی ہو جائے اور جو اس کا ارادہ ہو اس پر چھوڑ دے۔ ابو عثمان حمریؓ نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافی سمجھے اور اس پر بھروسہ رکھے۔ بعضوں نے کہا توکل یہ ہے کہ کم و بیش سب کو برابر سمجھے۔ واللہ اعلم۔

۵۲۷- حصین بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ میں سعید ابن جبیرؓ کے پاس تھا انھوں نے کہا کہ تم میں سے کس نے اس ستارہ کو دیکھا جو کل رات کو ٹوٹا تھا؟ میں نے کہا میں نے دیکھا کہ میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھ کو عابد، شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھونے ڈنگ مارا تھا (تو میں سو نہ سکا اور تار اٹوٹتے ہوئے دیکھا)۔ سعیدؓ نے کہا پھر تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا منتر کرایا میں نے۔ انھوں نے کہا تو نے منتر کیوں کرایا؟ میں نے کہا اس حدیث کی وجہ سے جو شععیؓ نے ہم سے بیان کی۔ انھوں نے کہا شععیؓ نے کونسی حدیث بیان کی؟ میں نے کہا انھوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حبیب اسلمیؓ سے انھوں نے کہا کہ منتر نہیں فائدہ دیتا مگر نظر کے لیے یا ڈنگ کے لیے (یعنی بد نظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹنے کے لیے مفید ہے)۔ سعیدؓ نے کہا جس نے جو سنا اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا لیکن ہم سے تو عبد اللہ بن عباسؓ نے حدیث بیان کی انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں بعض پیغمبر ایسا تھا کہ اس کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعض پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے میں ایک بڑی امت آئی میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ ہیں اور ان کی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے، اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب

۵۲۷- عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ أَتَيْكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ أَنَا نَمْ قُلْتُ أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلَافٍ وَلَكِنِّي لَدِغْتُ قَالَ فَمَازَا صَنَعْتَ قُلْتُ اسْتَرْفَيْتُ قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ قُلْتُ حَدِيثٌ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ فَقَالَ وَمَا حَدَّثَكُمْ الشَّعْبِيُّ قُلْتُ حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَنَا رُفِيَّةُ ابْنَةُ عَيْنٍ أَوْ حُمَةُ فَقَالَ قَدْ أَحْسَنَ مَنْ انْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ وَلَكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((غَرَضْتُ عَلَى الْأَمَمِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهَيْطُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمِّي فَقِيلَ لِي هَذَا مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْمُهُ وَلَكِنْ انْظُرْ إِلَى الْأَفْقِ فَظَهَرَتْ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي انْظُرْ إِلَى الْأَفْقِ الْآخَرِ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي هَذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ)) ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاصَّ النَّاسَ فِي أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحَبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمْ

(۵۲۷) ☆ خطابی نے کہا کہ بریدہؓ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے ڈنگ کے منتر سے نہیں ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں اور وہ سچ ہے اور رسول اللہؐ نے منتر کیا ہے اور دوسروں کو منتر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر منتر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اس کا کرنا مباح ہے اور کراہت اس منتر میں ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس احتمال سے بچ

اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے گفتگو کی ان لوگوں کے بارے میں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے بعضوں نے کہا شاید یہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے بعضوں نے کہا نہیں شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور انھوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ بعضوں نے کچھ اور کہا اتنے میں رسول اللہ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟ انھوں نے آپ کو خبر دی تب آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کرتے ہیں نہ منتر رکھتے ہیں نہ منتر کراتے ہیں نہ بدشگون لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر عکاشہ مھسن کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا تو ان لوگوں میں سے ہے۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا دعا کیجئے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے آپ نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔

۵۲۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر اسٹیں پیش کی گئیں باقی حدیث وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔

باب: جنت کے آدھے لوگ اس امت کے ہونگے
۵۲۹- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم میں سے ہوں گے۔ یہ سن کر ہم نے تکبیر کہی (خوشی کے لئے)۔

ظہر کہ شاید اس میں کفر کے الفاظ ہوں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اور احتمال ہے کہ منتر مکروہ ہو جو جاہلیت کے طرز پر ہو۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا جنت ہماری مدد کرتے ہیں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں۔ تمام ہواکلام خطابی کا۔

(۵۲۹) یعنی دنیا میں ہر ایک زمانہ میں کافروں کی تعداد بڑھی رہی اس وجہ سے جنتی لوگ بہت کم ہونگے اور اس امت کے لوگ

الَّذِينَ وَلَدُوا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ وَذَكَرُوا أَسْمَاءَ فَحَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((مَا الَّذِي تَخُوضُونَ فِيهِ)) فَأَعْبَرُوهُ فَقَالَ ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْفِقُونَ وَلَا يَسْتَرْفِقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ فَقَالَ ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ))۔

۵۲۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((غُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ)) ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ هُثَيْمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيثِهِ۔

بَابُ كَوْنِ هَذِهِ الْأُمَّةِ نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
۵۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمَّا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَّا تَرْضَوْنَ أَنْ

تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَاخِبرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ مَا الْمُسْلِمُونَ فِي الْكُفَّارِ إِلَّا كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءٍ فِي ثَوْرٍ أَسْوَدَ أَوْ كَشَعْرَةٍ سَوْدَاءٍ فِي ثَوْرٍ أَيْضٍ))

۵۳۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَبَّةٍ نَحْنُ مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَقَالَ ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ))

۵۳۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَفَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَسْتَدَ ظَهْرُهُ إِلَى قَبَّةِ آدَمَ فَقَالَ ((أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ اللَّهُمَّ أَشْهَدُ أَتُحِبُّونَ أَنْتُمْ رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ((أَتُحِبُّونَ أَنْ تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو

پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ تہائی جنتیوں کے تم ہو گے۔ یہ سن کر ہم نے تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ جنتیوں میں آدھے تم لوگ ہو گئے اور اس کی وجہ یہ ہے جو میں بیان کرتا ہوں مسلمان کافروں میں ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ تیل میں ہو یا ایک سیاہ بال سفید تیل میں ہو۔

۵۳۰- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک خیمہ میں جس میں قریب چالیس آدمیوں کے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم لوگ ہو۔ ہم نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا تم اس بات سے خوش ہو کر جنتیوں کے ایک تہائی تم ہو ہم نے کہا ہاں آپ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کے آدھے ہو گئے اور یہ اس لیے کہ جنت میں وہی جاوے گا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکوں کے اندر ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ تیل کی کھال میں ہو یا ایک سیاہ بال لال تیل کی کھال میں ہو۔

۵۳۱- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ خطبہ پڑھا ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے تویکا دیا اپنی پیٹھ کا چمڑے کے ڈیرہ پر اور فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ نہ جائے گا کوئی جنت میں مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا یا اللہ تو گواہ رہے کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کے چوتھائی لوگ تم میں سے ہوں؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کے تہائی لوگ تم میں

۱۰ جنتیوں کے آدھے عدد کو گھیر لیں گے۔ اگر جنتی بہت ہوتے تو اہل ان کے آدھے لوگ اس امت سے ہونا قیاس سے بعید تھا۔

(۵۳۱) آپ نے پہلی ہی بار یہ نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ غرض ہے کہ زیادہ خوشی ہو دوسری یہ کہ ان کی عزت اور عظمت ثابت ہو اس لیے کہ بارہا کسی آدمی کو دینے سے نکلتا ہے کہ دینے والے کو اس کا بڑا خیال ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بارہا خدا کی تعریف کریں گے اور اس کا شکر ادا کریں گے۔ اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی میں سے جنت کے آدمی آدھے لوگ ہو گئے اور دوسری حدیث میں یوں ہے کہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہو گئی ان میں سے اسی صفیں اس امت کے لوگوں کی ہوں گی۔ اس سے یہ حق

أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَا أَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ مِّنَ الْأَمَمِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ))

بَابُ قَوْلِهِ يَقُولُ اللَّهُ لِآدَمَ أَخْرِجْ بَعَثُ النَّارِ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ

سے ہوں؟ سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کے نصف ہو گے تم مخالف لوگوں میں ایسے ہو جیسے ایک سیاہ بال سفید نیل میں یا ایک سفید بال سیاہ نیل میں۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے کہیں گے کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے دوزخی نکال لو

۵۳۲- ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم وہ کہیں گے حاضر ہوں تیری خدمت میں تیری اطاعت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے حکم ہو گا کہ دوزخیوں کی جماعت نکالو۔ وہ عرض کریں گے دوزخیوں کی کیسی جماعت؟ حکم ہو گا ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے آدمی نکالو جہنم کے لیے اور ایک آدمی فی ہزار جنت میں جائے گا۔ آپ نے فرمایا یہی تو دقت ہے جب بچہ بوڑھا ہو جائے گا بوجہ بول اور خوف کے یا اس دن کی درازی کی وجہ سے اور ہر ایک پیٹ والی عورت اپنا پیٹ ڈال دے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو جیسے نشر میں مست ہیں اور وہ مست نہ ہو گئے۔ پر اللہ کا عذاب سخت ہو گا صحابہؓ اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ دیکھئے اس ہزار میں سے ایک آدمی جو جنتی ہے ہم میں سے کون نکلتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کہ یا جوج و ما جوج کے کافر اس قدر ہیں کہ اگر ان کا حساب کرو تو تم میں سے ایک آدمی اور ان میں سے ہزار آدمی پڑیں۔ پھر آپ نے فرمایا قسم اس ذات

۵۳۲- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَيْتَكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ لِي يَذْنُكَ قَالَ يَقُولُ أَخْرِجْ بَعَثُ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعَثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ قَالَ فَذَلِكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ)) قَالَ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَيْنَا ذَلِكَ الرَّجُلَ فَقَالَ ((أَتَشِيرُوا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ)) قَالَ ثُمَّ ((قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَظْمَعُ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَحَبَدْنَا اللَّهُ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِي

ظہر معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی میں سے جو گئے شاید پہلے رسول اللہ کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے اور بڑھاد یا دوتہائی جنتی آپ کی امت میں سے کئے۔ (نووی)

☆ (۵۳۲) علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتیں کس وقت ہو گئی۔ بعضوں نے کہا قیامت قائم ہوتے وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعضوں نے کہا حشر کے دن اس صورت میں بچے گرا دیتے سے یہ مراد ہے کہ اس وقت ایسا ہول ڈر ہو گا کہ اگر کوئی عورت وہاں حاملہ ہو تو اس کا بچہ گر جائے اور یہی مراد ہے بچے کے بوڑھے ہونے سے (نووی) وہب بن منہ اور مقاتل نے کہا کہ یا جوج و ما جوج یا فٹ بن فوج

کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے ایک چوتھائی آدمی تم میں سے ہونگے۔ اس پر ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے تہائی آدمی تم میں سے ہونگے اس پر ہم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے آدھے آدمی تم میں سے ہوں گے۔

تمہاری مثال اور امتوں کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں ہو یا ایک نشان گدھے کے پاؤں میں۔

۵۳۳- دوسری روایت کا بیان وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں یہ ہے کہ تم اس دن اور لوگوں کے سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے بیل میں یا ایک سیاہ بال سفید بیل میں اور گدھے کے پاؤں کے نشان کا ذکر نہیں کیا۔

نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ ((فَحَبَدْنَا اللَّهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ)) وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ مَثَلَكُمْ فِي الثَّامِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْجِمَارِ ((

۵۳۳- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا ((مَا أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ)) وَلَمْ يَذْكُرَا أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْجِمَارِ.



لہٰذا کی اولاد کو کہتے ہیں اور ضحاک نے کہا وہ ترکوں کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہیں لیکن حوا کے پیٹ سے نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو احتلام ہوا انکا نطفہ مٹی میں مل گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مٹی سے یاجوج ماجوج کو پیدا کیا۔ واللہ اعلم۔ (نووی)

کِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کے مسائل

ہر چند ایمان کے بعد سب عبادات میں نماز مقدم ہے پر نماز کی شرط طہارت ہے اس لیے پہلے طہارت کو بیان کیا۔

باب: وضو کی فضیلت کا بیان

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ

۵۳۳- ابوماک اشعریؒ سے (جن کا نام حارث یا عبید یا کعب بن عاصم یا عمرو ہے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طہارت آدمی ایمان کے برابر ہے اور الحمد للہ بھر دے گا ترازو کو (یعنی اس قدر اس کا ثواب عظیم ہے کہ اعمال تولنے کا ترازو اس کے اجر سے بھر جاوے گا) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں بھر دیں گے آسمانوں اور زمین کے بیچ کی جگہ کو (اگر ان کا ثواب ایک جسم کی شکل فرض کیا

۵۳۴- عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأَانِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ

(۵۳۳) یعنی طہارت کا ثواب اس قدر بڑھتا ہے کہ ایمان کے آدمی ثواب کے برابر ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ایمان ان سب گناہوں کو جو ایمان سے پہلے ہوئے مٹا دیتا ہے۔ اسی طرح وضو کا بھی حال ہے کیونکہ وضو بغیر ایمان کے صحیح نہیں ہوتا اور جب وضو ایمان پر موقوف ہو تو آدمی ایمان کے برابر ہو اور بعضوں نے کہا کہ ایمان سے اس حدیث میں نماز مراد ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِيْمَانَكُمْ یعنی اللہ تمہاری نماز کو بیکار نہیں کرے گا اور طہارت شرط ہے نماز کی اس لیے آدمی نماز کے برابر ہوئی اور حدیث میں شطر کا لفظ ہے اور شطر میں یہ ضروری نہیں کہ برابر آدمیوں آدمیوں اور یہ سب قولوں میں اچھا ہے اور احتمال ہے کہ مراد حدیث سے یہ ہو کہ ایمان کے دو جز ہیں ایک دل سے یقین کرنا دوسرا ظاہر میں اطاعت کرنا۔ اور طہارت مقدم ہے نماز کا اور نماز اطاعت ہے اس لیے طہارت شطر ایمان ٹھہری! واللہ اعلم (نووی) اور نماز روکتی ہے گناہوں سے اور باز رکھتی ہے برائیوں سے اور نے جاتی ہے ثواب اور نیکی کی طرف جیسے نور سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ نماز نور ہے اس وجہ سے کہ نماز پڑھنے سے طرح طرح کے معارف اور مکاشفات حاصل ہوتے ہیں اس لیے کہ دل اس وقت فارغ ہوتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا بد چاہو صبر اور نماز سے اور بعضوں نے کہا کہ پڑھنے والوں کے چہرے پر ایک نور ہو گا قیامت کے دن اور دنیا میں بھی نمازی کے چہرے پر نور ہوتا ہے واللہ اعلم (نووی) اور صدقہ دینے والے کی نجات کے لیے قیامت کے دن صدقہ دلیل ہو گا اس لیے کہ منافق صدقہ نہیں دیتا اور نہ صدقہ میں کوئی فائدہ خیال کرتا ہے اور وہ صبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے؟ صبر کرنا اللہ کی اطاعت پر اور صبر کرنا گناہوں سے بچنے کے لیے اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور دنیا کی تکلیفوں پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص صابر ہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے۔ ابراہیم خواص نے فرمایا صبر کیا ہے جسے رہنا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر۔ ابن عطاء نے کہا کہ صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ۔ استاذ ابو علی دقاق رحمہ

لَنْ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايَعُ نَفْسَهُ
فَمُعْتَقُهَا أَوْ مُؤَبِّقُهَا))

جائے اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن دلیل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھ پر (یعنی اگر سمجھ کر پڑھے اور فائدہ اٹھائے تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے کو فائدہ ہو گا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اٹھتا ہے یا پھر اپنے تئیں آزاد کرتا ہے نیک کام کر کے خدا کے عذاب سے یا برے کام کر کے اپنے تئیں تباہ کرتا ہے۔

بَابُ وَجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلَاةِ

باب: نماز کے لیے طہارت کا ہونا ضروری ہے۔

۵۳۵- عَنْ مُصَنَّبِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَبْعُوهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لِي يَا ابْنَ عَامِرٍ

۵۳۵- مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر ابن عامر کے پاس آئے وہ بیمار تھے ان کے پوچھنے کو۔ ابن عامر نے کہا اے ابن عمر تم میرے لیے دعا نہیں کرتے۔ انھوں نے کہا کہ

ظہ نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا اس پر اعتراض نہ کرے لیکن ظاہر کرنا اپنی مصیبت کا صبر کے خلاف نہیں اگر بطور شکایت کے نہ ہو کیونکہ ابوب کو اللہ تعالیٰ نے صابر کہا ہے اور انھوں نے یہ کہا تھا کہ مجھے دکھ اور بیماری ہے۔ (نووی)

(۶۳۵) نووی نے کہا یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط ہے نماز کے صحت کی۔ قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علماء نے کہ طہارت کیا فرض ہوتی ہے نماز کے لیے۔ ابن جم نے کہا شروع اسلام میں وضو سنت تھا پھر آیت تجیم میں اس کی فرضیت اتری اور جمہور نے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے بھی فرض تھا پھر انھوں نے اختلاف کیا ہے اس میں ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے یا اسی حالت میں جب محدث (بے وضو) ہو تو سلف کے کئی علماء اس طرف گئے ہیں کہ ہر نماز کے لیے وضو فرض ہے اگرچہ محدث نہ ہو اور دلیل ان کی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اذنا قمتم الی الصلوٰۃ اخیر تک یعنی جب تم اٹھو نماز کے لیے تو دھوؤ منہ اور ہاتھ اور اس میں قید حدیث کی نہیں ہے اور ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ اوائل اسلام میں ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ یہ حکم استحباباً ہے نہ وجوباً اور بعضوں کے نزدیک وضو اسی وقت شروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہو البتہ تازہ وضو کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا اہل فتویٰ نے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں رہا اور آیت مذکورہ میں محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنی جب اٹھو تم نماز کے لئے حدیث کی حالت میں۔ تمام ہوا کلام قاضی کا۔ ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضوں نے کہا وضو واجب ہو جاتا ہے حدیث سے اور بعضوں نے کہا واجب نہیں ہو تا جب تک نماز کے لیے نہ انھیں اور بعضوں نے کہا دونوں امروں سے واجب ہو جاتا ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی رائج ہے اور اجماع کیا ہے امت نے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہیں ہے فرض اور نفل نماز میں اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جنازہ کی نماز میں مگر شخصی اور محمد بن جریر طبری سے منقول ہے کہ جنازہ کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور ابن تیمیہ سے منقول ہے کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہے اور اجماع کیا ہے علماء نے اس کے خلاف پر اگر کسی شخص نے عمد آئے وضو نماز پڑھی تو وہ گنہگار ہو گا لیکن کافر نہ ہو گا یہی ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا اس لیے کہ اس نے دین کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور ہماری دلیل یہ ہے کہ کفر نہیں ہو تا مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے۔ یہ جب ہے کہ اس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو مثلاً پانی نہ ملے مٹی تو اس علیہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے اور نہیں قبول کرتا صدقہ اس مال غنیمت میں سے جو تقسیم سے پہلے اڑا لیا جاوے اور تم تو بصرے کے حاکم ہو چکے ہو۔

۵۳۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۳۷- ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں انھوں نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیں حضرت محمدؐ سے پھر ذکر کیا کئی حدیثوں کو ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا تم میں سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے۔

باب: وضو کی ترکیب اور اس کے پورا کرنے کا بیان

۵۳۸- حمران سے روایت ہے جو موسیٰ (آزاد کئے ہوئے غلام) تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے انھوں نے کہا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگو لیا اور وضو کیا تو

عُمَرَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ)) وَكُنْتُ عَلَى الْبَصْرَةِ.

۵۳۶- عَنْ سَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۵۳۷- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَى وَهَبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ أَخَذَكُمْ إِذَا أَخَذْتَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ))

بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ

۵۳۸- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَعَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ

تھے میں امام شافعی کے چار قول ہیں اور ہر ایک قول کی طرف علماء گئے ہیں۔ سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ ہے کہ نماز نہ پڑھے اور جب طہارت ممکن ہو اس وقت تقاضا پڑھ لیوے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے لیکن قضا واجب ہے چوتھا قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لیوے اور قضا واجب نہیں اور اسی قول کو مزنی نے اختیار کیا ہے اور یہ از روئے دلیل سب قولوں میں قوی ہے اس لیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا جب میں تم کو کسی کام کا حکم کروں تو اس کو بجالاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اور اعادہ کے لیے کوئی نیا امر چاہیے اور وہ موجود نہیں۔ (نووی مع زیادة) اور مال غنیمت میں سے صدقہ قبول نہیں ہو تا اس وجہ سے کہ غنیمت کے مال میں سے ضرورت تم نے چوری کی ہو گی یا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق تم پر ہوں گے پھر ایسے شخص کے لیے دعا کیا فائدہ دے گی اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے غرض تھی کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے۔ ورنہ دعا فاسقوں کے لیے مفید ہے۔ ہمیشہ رسول اللہؐ اور سلف اور خلف کافروں اور گنہگاروں کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا ان کو ہدایت کرے اور توبہ نصیب کرے۔ (نووی)

(۵۳۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو میں پانچوں کا تین بار دھونا سنت ہے اور اس پر اتفاق ہے علماء کا۔ (نووی)

نووی نے کہا کہ کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ میں لیوے پھر اسکو پھر اوے بعد اس کے تھوک دیوے اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ پانی کو صرف منہ میں لیوے پھر اوے نہیں لیکن پھر اتنا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہیں ہے اور یہی مذہب جمہور کا ہے۔ لیکن تھے

وَأَسْتَنْشَرُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ

پہلے دونوں پہنچوں کو تین بار دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین بار منہ دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا کہنی تک تین بار پھر بائیں ہاتھ دھویا تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر داہنا پاؤں دھویا تین بار پھر بائیں پاؤں دھویا تین بار بعد اس کے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسے سر کے مسح میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک اگر گیلیا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہو گیا اور بعضوں کے نزدیک اس کا پھر اتنا ضروری ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھر اتنا ضروری نہیں مثل اور اعضاء کا۔ ان تک پانی پہنچانا کافی ہے حدیث میں استسقاء کا لفظ ہے اکثر اہل لغت اور فقہاء اور محدثین نے استسقاء کے معنی ناک چھینکنے کے لیے ہیں۔ ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے ناک میں پانی ڈالنے کے معنی کئے ہیں اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری روایت اس کی مؤید ہے اس میں یہ ہے کہ پہلے استسقاء کیا یعنی ناک میں پانی ڈالا پھر استسقاء کیا یعنی ناک نکلی۔ فراء سے منقول ہے کہ استسقاء کہتے ہیں ناک کے بلانے کو طہارت میں اور استسقاء کہتے ہیں ناک کے اندر پانی پہنچنے کو اور سانس کے زور سے پانی کے اوپر کھینچنے کو۔ اور مستحب ہے کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے مگر جب روزہ سے ہو تو مبالغہ مکروہ ہے کیونکہ لفظ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مبالغہ کرنا ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب تور و زہ دار ہو اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جس طرح سے جب پانی ناک اور منہ میں پہنچ گیا تو مضمدہ اور استسقاء ادا ہو گا اور افضل کیونکر ہے۔ اس میں پانچ قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ تین چلو یوے اور ہر ایک چلو میں سے کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ تیسرا یہ کہ ایک ہی چلو یوے اور کلی کرے پھر ناک میں پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ چوتھا یہ ہے کہ دو چلو یوے ایک چلو سے تین بار کلی کرے اور دوسرے چلو سے تین بار ناک میں پانی ڈالے۔ پانچواں یہ کہ چھ چلو یوے پہلے تین چلو سے کلی کرے پھر تین چلوؤں سے ناک میں پانی ڈالے اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی احادیث سے ثابت ہے جن کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے۔ (نودی)

نودی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو میں اور اجماع کیا ہے مسلمانوں نے کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ میں ایک ایک بار اور تین تین بار اور دو دو بار وار د ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور ایک بار کافی ہے اور اس پر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویوں نے جو اختلاف کیا ایک ہی صحابی سے تو یہ محمول ہے اس پر کہ بعضوں نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جس نے زیادہ بیان کیا وہ قبول ہو گا اس لیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے سر کے مسح میں تو امام شافعی کے نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضاء کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور اکثر علماء کے نزدیک سر کا مسح ایک بار سنت ہے اور ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث میں ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہے حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ حضرت نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا انھوں نے سر کو اور اعضاء پر اور جن حدیثوں میں ایک بار منقول ہے ان کا جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کے واسطے ہے اور ہمیشہ رسول اللہ نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علماء نے منہ اور دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے دھونے کے وجوب پر لیکن ردافض نے پاؤں کے مسح کو واجب کیا ہے اور یہ ان کی خطا ہے کس لیے کہ تمام نصوص متفق ہیں پاؤں کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ کا وضو نقل کیا ہے اس نے پاؤں کا دھونا روایت کیا ہے اسی طرح اجماع کیا ہے علماء نے سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف کیا ہے اس کی مقدار میں۔ امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک جو تھائی سر کا۔ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے وجوب میں چار مذہب ہیں ایک تو مذہب مالک اور شافعی کا اور

الْبُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَهُ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَهُ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ عُلَمَاؤُنَا يَقُولُونَ هَذَا الْوُضُوءُ أَسْبَغَ مَا يَتَوَضَّأُ بِهِ أَحَدٌ لِلصَّلَاةِ.

اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہو کر بیچ میں ان کے اور کسی خیال میں غرق نہ ہو تو اس کے اگلے گناہ سب بخش دیے جائیں گے۔ ابن شہابؒ نے کہا ہمارے علماء کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جائے۔

ظہ ہے کہ یہ دونوں سنت ہیں وضو اور غسل میں اور سلف میں سے حسن بھری اور زہریؒ اور حاکمؒ اور قتادہؒ اور ربیعہؒ اور یحییٰ بن سعید انصاریؒ اور ازہلیؒ اور لیث بن سعدؒ اسی طرف گئے ہیں اور عطاء اور احمدؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں واجب وضو اور غسل دونوں میں اور وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتے بغیر ان کے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبلؒ سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی لیلیٰؒ اور حمادؒ اور اسحاق بن راہویہؒ کا اور ایک روایت ہے عطاء سے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں غسل میں واجب ہیں وضو میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوریؒ کا۔ چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کلی کرنا دونوں میں سنت ہے اور یہی قول ہے ابو ثورؒ اور ابو عبیدہؒ اور داؤدؒ ظاہریؒ اور ابو بکر بن منذرؒ کا اور ایک روایت ہے احمدؒ سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علماء نے اس پر کہ وضو اور غسل دونوں میں پانی بہانا اعضا پر کافی ہے اور ملنا ضروری نہیں اور مالکؒ اور حنفیؒ نے ملنا شرط کیا ہے اسی طرح جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے کہ ٹخنوں اور کہنوں کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہریؒ کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علماء نے ٹخنوں سے مراد وہ دو اونچی ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے بیچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور رافضیوں نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک ٹخنہ ہے اور ٹخنہ وہ ہڈی ہے جو پاؤں کے بیچ میں ہے جہاں پر ٹہیل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمدؒ سے بھی یہ منقول ہے پر صحیح نہیں اور خلاف ہے لغت کے اور اس حدیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور دلائل اس کے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور سب مذہب کے اختلاف کو اور ان کے وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہاں میرا مقصد یہی تھا کہ حدیث سے متعلق امور کو بیان کر دوں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہوں تو دونوں کا دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہو گا اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہ پر ہو یعنی کہنی کے اس طرف تو اس کو دھونا چاہیے اور جو کہنی سے اوپر آگاہو تو اس کا دھونا فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ اس کو دھو لیوے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے۔ (نوویؒ)

نوویؒ نے کہا ہر ادا ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت موکدہ ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتوں میں بھی جن میں نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اس کی حدیث ہے بلالؓ کی جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملوں میں اس عمل کی زیادہ امید ہے اور اگر وضو کے بعد فرض یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی اور یہ جو فرمایا بیچ میں اور کسی خیال میں غرق نہ ہو اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالوں میں نہ پھنسے جو نماز سے علاوہ نہیں رکھتے اگر کسی قسم کا خیال دل میں گزرے اور اسی وقت اس کو ٹال دے اس میں غرق نہ ہو تو معاف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی کیونکہ اس میں اس کا اختیار نہیں۔ دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس قسم کے خیالات جو دل میں گزریں معاف کر دیے ہیں اور اس کا بیان اوپر کتاب الایمان میں

٥٣٩ - عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّهُ رَأَى
عُثْمَانَ دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى كَفْيِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ
فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ
وَأَسْتَشَرْتُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدَيْهِ إِلَى
الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ
رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ
وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ
فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) .

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ
٥٤٠- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ
عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَفْنَاءُ الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ
الْمُؤَذِّنُ عِنْدَ الْعَصْرِ فَلَمَّا بَوَّضُوهُ قَتَوُصًّا ثُمَّ قَالَ
وَاللَّهِ لَأُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا لَوْ لَا آيَةٌ لَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ

۱۔ وہ آیت یہ ہے ان الذین ینکمون ما انزلنا من البیت والہدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتاب اولئک یمنعہم اللہ ویمنعہم اللاعنون یعنی جو لوگ چھپاتے ہیں ان باتوں کو جو کھلی ہیں اور ہدایت کی باتیں بعد اس کے کہ ہم نے بیان کر دیا ان کو لوگوں کے لیے کتاب میں ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں تو حضرت عثمانؓ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی بات کا بخلاف

ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہو تو میں تم سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہو گئے۔

مَا حَدَّثْتُكُمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّيُ صَلَاةً إِلَّا غُفِرَ اللَّهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا)) .

۵۴۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اتنا فرق ہے کہ اپنا وضو اچھی طرح کرے پھر فرض نماز پڑھے۔

۵۴۱- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أَسَامَةَ ((فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّيُ الْمَكْتُوبَةَ)).

۵۴۲- حران سے روایت ہے جب حضرت عثمانؓ وضو کر چکے تو انھوں نے کہا قسم اللہ کی میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں اس حدیث کو تم سے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز کے بعد سے دوسری نماز تک ہو گئے۔ عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے ان الذين يكتُمون ما أنزلنا من البينات والهدى الى قوله الماعنون۔

۵۴۲- عَنْ جُمُرَانَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ وَاللَّهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا وَاللَّهِ لَوْ لَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا حَدَّثْتُكُمْوهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّيُ الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا)) قَالَ عُرْوَةُ الْآيَةُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى إِلَى قَوْلِهِ الْمَاعِنُونَ .

۵۴۳- عمرو بن سعید بن عامر سے روایت ہے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا انھوں نے وضو کا پانی منگوایا پھر کہا

۵۴۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا

اللہ دینا اور اس کا پہنچا دینا واجب نہ کیا ہوتا تو مجھے کچھ حدیث بیان کرنے کی حرص نہیں کہ میں خواہ مخواہ یہ تم سے بیان کرتا۔ اگرچہ یہ آیت اہل کتاب کی شان میں ہے مگر جو کوئی ان کے سے کام کرے اور دین کی بات کو ضرورت کے وقت چھپائے اس کی شان میں یہی دعیہ ہو سکتی ہے اور ایک حدیث مشہور بھی موجود ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی بات چھپا دے اللہ تعالیٰ اس کو آگ کی لگام لگا دے گا اور اچھی طرح وضو کرنا یعنی پورا اس کے شرائط اور آداب کے ساتھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط سیکھنا اور ان پر عمل کرنا احتیاط کے ساتھ مستحب ہے اور چاہیے کہ آدمی اس طرح سے وضو کرے کہ سب اماموں کے نزدیک درست ہو جاوے اور اختلافات کی خصلتوں پر عمل نہ کرے اس لیے ضروری ہے کہ بسم اللہ شروع میں پڑھے نیت کرے ناک میں پانی ڈالے ناک چھینکے سارے سر پر مسح کرے اعضاء کو ملے پے درپے وضو کرے یعنی ایک عضو کو دھو کر ٹھہر نہ جائے یہاں تک کہ وہ سوکھ جائے ترتیب کی رعایت رکھے اس طرح سب اختلافی باتوں کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو بالا جماع طہارت ہو۔ (نووی)

(۵۴۳) یعنی اس نماز اور وضو کی وجہ سے صغیرہ گناہ سب معاف ہو جائیں گے اور کبیرہ گناہ معاف نہ ہوں گے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ صغیرہ ہی اس وقت معاف ہوں گے جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اگرچہ حدیث سے یہ احتمال ہوتا ہے مگر سیاق حدیث اس احتمال کا انکار ہے

بَطْنُهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ تَخْضَرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يَأْتِ كَبِيرَةٌ وَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ)).

۵۴۴- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بَوْضُوءَهُ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ لَا أَذْرِي مَا هِيَ إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِثْلَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً)) وَفِي رَوَايَةٍ ابْنِ عَبْدِ أَتَيْتُ عُثْمَانَ فَتَوَضَّأَ.

۵۴۵- عَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ أَلَا أُرِيكُمْ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَزَادَ قَتِيْبَةُ فِي رَوَايَتِهِ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُهُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت پائے پھر اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر نماز پڑھے اور اچھی طرح رکوع اور سجدہ کرے تو یہ نماز اس کے اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرے گا۔

۵۴۴- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان کے انھوں نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس وضو کا پانی لایا انھوں نے وضو کیا پھر کہا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جن کو میں نہیں جانتا پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اس طرح جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا جو شخص اس طرح وضو کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کو نماز کا اور مسجد میں جانے کا الگ ثواب ہو گا۔ ابن عبدہ کی روایت میں یوں ہے کہ حمران نے کہا میں عثمان کے پاس آیا انھوں نے وضو کیا (یعنی پانی لانے کا ذکر نہیں)۔

۵۴۵- ابوانس (مالک بن ابی عامر) صحابی مدنی جو دادا ہیں امام مالک کے) سے روایت ہے کہ حضرت عثمان نے وضو کیا مقاعد میں پھر کہا کیا میں تم کو دکھاؤں رسول اللہ ﷺ کا وضو؟ پھر وضو کیا تین بار۔ قتیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس وقت حضرت عثمان نے یہ حدیث بیان کی اس وقت ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے کئی اصحاب موجود تھے۔

لکھ کر رہا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا یہ جو اس حدیث میں صفار کا معاف ہونا مذکور ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے اور کہا قویہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فضل سے۔ (نودی)

(۵۴۵) مقاعد ان دکانوں کو کہتے تھے جو حضرت عثمان کے گھر کے پاس تھیں اور بعضوں نے کہا مقاعد زینہ اور سیرھی کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا وہ مقام جو انھوں نے کام کاج کے لیے بیٹھے کا قرار دیا تھا۔ نودی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ کی کہ وضو میں ہر ایک کام تین تین بار کرنا چاہیے اور اوپر بیان کر چکے کہ تین بار بجا لانا سنت ہے بالا جماع اور واجب ایک ہی بار ہے اور امام شافعی کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار سنت ہے جیسے اور اعضا کا دھونا اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جن کی صحت اور ضعف کو لکھ

۵۴۶- عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ قَالَ كُنْتُ أَضَعُ لِعُثْمَانَ طَهُورَهُ فَمَا أَتَى عَلَيْهِ يَوْمَ الْإِلَا وَهُوَ يُفِيضُ عَلَيْهِ نُطْفَةٌ وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلَاتِنَا هَذِهِ قَالَ مِسْتَعْرُ أَرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ ((مَا أَذْرِي أَخَذْتُكُمْ بِشَيْءٍ أَوْ أَسْكُتُ)) فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ فَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيَتِمُّ الطَّهَوْرَ الَّذِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيَ هَذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهَا))

۵۴۶- حمران بن ابان سے روایت ہے میں حضرت عثمانؓ کیلئے طہارت کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہالیا کرتے (یعنی غسل کر لیتے واسطے تکمیل طہارت اور زیادتی ثواب کے)۔ حضرت عثمانؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کی جب ہم اس نماز سے فارغ ہوئے۔ مسعر نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) میں سمجھتا ہوں وہ عصر کی نماز تھی آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا تم سے ایک حدیث بیان کروں یا چپ رہوں ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجئے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اور پانچوں نمازیں پڑھے اس کے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے جو ان نمازوں کے بیچ میں کرے گا۔

۵۴۷- عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ يُحَدِّثُ أَبَا بُرْزَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فِي إِمَارَةِ بَشَرَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ آتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى

۵۴۷- جامع بن شداد سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے حمران بن ابان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو بردہ سے بشر کی حکومت میں (یعنی اس کی حکومت کے زمانے میں) کہ عثمان بن عفانؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص پورا کرے وضو کو جس طرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اس کی فرض نمازیں کفارہ ہوں

ظہر میں نے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور انھوں نے یعنی صحابہ کرام نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا۔ تنقیح کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے تین تین بار وضو کیا پھر رسول اللہ کے اصحاب سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ کو ایسا کرتے دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ (نووی)

۵۴۶) یعنی معلوم نہیں اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے اسلئے کہ آپ نے بیان کر دیا کہ ان کو رغبت پیدا ہو طہارت میں اور عبادات کی سب قسم میں اور پہلے آپ نے بیان کرنے میں تاثر کیا اس خیال سے کہ لوگ اس پر تکیہ نہ کریں بعد میں بیان کرنا مناسب سمجھا۔ (نووی)

بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہم کو رغبت پیدا ہو اچھے اعمال میں یا ذریعہ پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یعنی آپ اپنی رائے پر عمل کیجئے اگر مناسب سمجھئے تو بیان فرمائیے ورنہ خیر۔ (نووی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر طہارت میں صرف فرضوں کو ادا کرے اور سنن مستحب کو چھوڑ دیوے تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی یعنی گناہوں کی مغفرت اگرچہ سنتوں کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہوں گے اور ثواب زیادہ ہو گا۔ (نووی)

گی ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں کرے۔ یہ روایت ہے ابن معاذ کی اور غندر کی روایت میں یہ عبارت نہیں (بشر کی امارت میں) نہ فرض نمازوں کا بیان ہے۔

۵۴۸- حران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفانؓ کے کہ عثمانؓ نے ایک دن اچھی طرح وضو کیا پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اچھی طرح بعد اس کے فرمایا جو شخص اس طرح وضو کرے بعد اس کے مسجد میں جائے لیکن نماز ہی کے لیے اٹھے (یعنی اور کوئی کام کی نیت نہ ہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اٹھے) تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۵۴۹- حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص نماز کے لیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کے لیے مسجد کو چلے اور لوگوں کے ساتھ یا جماعت سے یا مسجد میں نماز پڑھے تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔

۵۵۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے۔

۵۵۱- ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں۔

۵۵۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔

فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ ((هَذَا حَدِيثُ ابْنِ مَعَاذٍ وَكَانَ فِي حَدِيثِ غَدَرٍ فِي إِيمَارَةِ بَشِيرٍ وَلَا ذِكْرُ الْمَكْتُوبَاتِ.))

۵۴۸- عَنْ حُرَّانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ تَوَضَّأَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَوْمًا وَضُوءًا حَسَنًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ غُفِرَ لَهُ مَا خَلَا مِنْ ذَنْبِهِ)).

۵۴۹- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ غُفِرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبُهُ)).

۵۵۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغَشَّ الْكَبَائِرُ)).

۵۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ)).

۵۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَانَ يَقُولُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ)).

باب : وضو کے بعد کیا پڑھنا چاہیے

۵۵۳- عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے ہم لوگوں کو اونٹ چرانے کا کام تھا۔ میری باری آئی تو میں اونٹوں کو چرا کر شام کو انکے رہنے کی جگہ لے کر آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں کو دعوۃ سنارہے ہیں آپ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے اپنے دل کو اور منہ کو لگا کر (یعنی ظاہر اور باطن متوجہ رہے نہ دل میں اور کوئی دنیا کا خیال لائے نہ منہ ادھر ادھر پھرائے) اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ میں نے کہا کیا عمدہ بات فرمائی (جس کا ثواب اس قدر بڑا ہے اور محنت بہت کم ہے) ایک شخص میرے سامنے تھا وہ بولا پہلی بات اس سے بھی عمدہ تھی۔ میں نے دیکھا تو وہ عمرؓ تھے انھوں نے کہا میں سمجھتا ہوں تو ابھی آیا آپ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبده ورسوله یعنی گواہی دیتا ہوں میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں کھولے جائیں گے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے جس میں سے چاہے جائے۔

۵۵۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوءِ

۵۵۳- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْبَيْتِ فَجَاءَتْ نَوْتِي فَرَوَّحْتُهَا بِعِشِّي فَأَذْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَذْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بَقْلِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَّتْ لَهُ الْجَنَّةَ)) قَالَ فَقُلْتُ مَا أَحْوَذَ هَذِهِ فَإِذَا قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي قَبِلْتُهَا اَحْوَذَ فَتَنَظَّرْتُ فَإِذَا عُمَرُ قَالَ اِنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ جُنْتُ اِنْفًا قَالَ ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيَسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ))

۵۵۴- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَآخِذَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

(۵۵۳) وضو کے بعد یہ کلمہ پڑھنا مستحب ہے بالاتفاق اور ترمذی کی روایت میں اس کے بعد اتنا اور زیادہ ہے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطهرین۔ اور نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے سبحانک اللھم اشہد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک واتوب الیک۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ غسل کے بعد بھی ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ (نودی)

بَابُ آخِرُ فِي صِفَةِ الْوُضُوءِ عَلَيْهِ

دوسرا باب : وضو کی ترکیب میں

۵۵۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ عَصِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قِيلَ لَهُ تَوَضَّأْنَا وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهَا عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَحْرَجَهَا فَمُضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاجِدَةٍ فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَحْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَحْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْخِرْفَتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَحْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ يَدَيْهِ وَأَذْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ

۵۵۵- عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاریؓ سے روایت ہے وہ صحابی تھے ان سے لوگوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ کا سا وضو کر کے بتلاؤ انھوں نے ایک برتن (پانی کا) منگوایا اس کو جھکا کر پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع میں دونوں ہاتھ پہنچوں کا دھونا مستحب ہے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اور دھویا ان کو تین بار پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار ایسا کیا پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت میں ہے دونوں چلو ملا کر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا) پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو بار

(۵۵۵) اور ایک روایت میں صحیح بخاری کی ابن عباسؓ سے یوں آتا ہے کہ ہاتھ ڈال کر ایک چلو لیا پھر اس کو دوسرے ہاتھ پر جھکایا اور منہ دھویا اور ابن عباسؓ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور سنن ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کا چلو لے کر منہ پر مارا تو ان حدیثوں میں کسی میں ایک ہاتھ ڈالنا منقول ہے اور کسی میں دو ہاتھ ڈالنا اور کسی میں ایک ہاتھ کے ساتھ دوسرے کو ملا لینا یہ تین صورتیں ہیں لیکن صحیح اور مشہور یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ملا کر پانی لیوئے تاکہ منہ اچھی طرح دھویا جائے۔ ایسا ہی کہا امام شافعی اور مزی نے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ منہ دھونے میں اوپر کی جانب سے شروع کرے۔ (نووی)

نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ ایک عضو کو دو بار اور ایک کو تین بار دھونا درست ہے اور شاید یہ جواز کے لیے ہو۔ نووی نے کہا سر کے مسح میں دونوں ہاتھوں کا سامنے سے لے جانا اور پھر پیچھے سے واپس لے آنا یہ مستحب ہے باتفاق علماء اس لیے کہ ایسا کرنے سے سارے سر پر ہاتھ پھر جاتا ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا یہ اس شخص کے لیے جس کے سر پر بال ہوں کھلے ہوئے اور اگر بال نہ ہو یا جو زائد ہا ہو تو دوبارہ ہاتھ لے جانے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی ہے کہ سارے سر کا مسح واجب ہے اس لیے کہ اس میں کمال کا بیان ہے نہ وجوب کا۔

وضو اور غسل میں علاوہ اخروی ثواب کے دنیاوی فائدے بہت ہیں۔ اطباء نے کہا ہے کہ انسان کے بدن پر ہر روز گرد و غبار ایسا جتا ہے جس کی وجہ سے مسامات بدن کے بند ہو جاتے ہیں اس میل کچیل کو صاف کرنا حفظ صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ شریعت محمدیہ نے ایسا عمدہ قاعدہ باندھا ہے جس کی وجہ سے انسان کو دوسرے تیسرے بھتے ہر ماہ ضرور ایک بار غسل کرنا پڑتا ہے جنابت کا جحد کا حیض و نفاس کا غسل عیدین کا غسل اور چونکہ ہر روز غسل کی وقت تھی اور ضرورت بھی نہ تھی اس وجہ سے سارا بدن آدمی کا لباس سے ڈھکا رہتا ہے اکثر منہ اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کھلے رہتے ہیں تو ان کو صاف رکھنے کے لیے وضو مقرر کیا۔ اب پانچ بار چار بار یا دو بار یا ایک بار تو روز وضو میں ان اعضاء کو دھونا ہو گا البتہ اگر پاؤں موزوں میں چبھے ہوئے ہوں تو ہر بار دھونا ان کا ضروری نہیں بلکہ مقیم کو دن رات میں ایک بار اور مسافر کو تین دن میں ایک بار کافی ہے۔ اب وضو کے شروع میں تین باتیں پانی کی آزمائش کے لیے مقرر کیں ہاتھ پہنچوں تک دھونا رنگ دریافت

دھوئے پھر ہاتھ ڈالا برتن میں اور باہر نکالا اور سر پر مسح کیا پہلے دونوں ہاتھوں کو سامنے سے لے گئے پھر پیچھے سے لے گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک بعد اس کے کہار سول اللہ ﷺ اسی طرح وضو کرتے تھے۔

۵۵۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے آئی ہے مگر اس میں کعبین کا ذکر نہیں۔

۵۵۷- عمرو بن یحییٰ سے اسی اسناد سے روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور یہ نہیں کہا کہ ایک چلو سے اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے کے بعد اتنا زیادہ کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اور گدی تک لے گئے پھر پھیر کر لائے دونوں ہاتھوں کو اسی مقام پر جہاں سے شروع کیا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے۔

۵۵۸- عمرو بن یحییٰ سے بھی کچھ کی ویشی سے مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

۵۵۹- عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا پھر کلی کی پھر ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ

تُمْ قَالَ هَكَذَا كَانَ وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۵۶- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ الْكَعْبَيْنِ.

۵۵۷- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَضْمُضٌ وَاسْتَنْشَرَ ثَلَاثًا وَلَمْ يَقُلْ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَأَقْبَلَ بِيَمَانِهِ وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيَمَانِهِ إِلَى قَفَاءِ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

۵۵۸- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ بِمِثْلِ إِسْنَادِهِمْ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ فَمَضْمُضٌ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْشَرَ مِنْ ثَلَاثِ غُرَفَاتٍ وَقَالَ أَيْضًا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً قَالَ يَهْزُ أُمْلَى عَلَيَّ وَهَيْبٌ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ وَهَيْبٌ أُمْلَى عَلَيَّ عَمْرُو بْنُ يَحْيَىٰ هَذَا الْحَدِيثَ مَرَّتَيْنِ.

۵۵۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَضْمُضَ ثُمَّ اسْتَنْشَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَبَدَأَ

للہ کرنے کے لیے اور کلی مزرہ دریافت کرنے کے لیے اور ناک میں پانی ڈالنا بوردیافت کرنے کے لیے۔ یہی پانی کے تینوں اوصاف ہیں جن کا دیکھنا طہارت کے لیے ضروری ہے۔

(۵۵۷) ☆ شیعوں نے پاؤں کے دھونے کے عوض ان کا مسح معمول کیا ہے حالانکہ پاؤں پر جس قدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست کے لگنے کا احتمال ہوتا ہے منہ اور ہاتھوں پر اتنا نہیں پھر ان کا دھونا ہی مقتضائے عقل ہے اور یہی ثابت ہے احادیث صحیحہ مشہورہ سے اور لطف یہ کہ جب پاؤں موزوں میں ہوں تو موزوں پر مسح کو ناجائز قرار دیں اور جب پاؤں نکھلا ہو تو اس کو دھونا ضروری نہ سمجھیں۔

تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیا پانی لے کر نہ اس پانی سے جو ہاتھ میں لگا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ ان کو صاف کیا۔

باب: ناک میں پانی ڈالنا اسی طرح استنجاء کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے

۵۶۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پانچانہ کی جگہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے صاف کرے اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھٹکے۔

۵۶۱- ہمام بن منبہ سے روایت ہے ابو ہریرہؓ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے سن کر یہ حدیثیں ہم سے بیان کیں پھر انھوں نے ذکر کیا کئی حدیثوں کو ایک ان میں سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو دونوں نکتوں کو صاف کرے پانی سے پھر ناک چھٹکے۔

۵۶۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور جو شخص استنجا کرے تو طاق بار کرے۔

۵۶۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔

الْيَمْنَى ثَلَاثًا وَالْأُخْرَى ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضَّلَ يَدَيْهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَتَقَاهُمَا قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَارِثِ

بَابُ الْإِيتَارِ فِي الْإِسْتِنْجَاءِ

وَالِاسْتِجْمَارِ

۵۶۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وَتَرًا وَإِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْشِفْ))

۵۶۱- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِفْ بِمَنْخَرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَسْتَنْشِفْ))

۵۶۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِفْ وَمَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوقِرْ))

۵۶۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

(۵۶۰) یعنی تین ایماں یا سات ڈھیلوں سے اور بعضوں نے استنجاء کے معنی دھونے کے لیے ہیں یعنی طاق بار خوشبو لیوے لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمہ میں مذکور ہوا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پونچھنا طاق بار ہو یعنی تین ایماں یا سات بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی واجب ہے۔ اگر تین سے صفائی ہو گئی تو اب زیادہ لینا واجب نہیں اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہیے پھر اگر طاق عدد ہو گیا تو اب زیادہ نہ لیوے اور جو جفت ہو اچھے چار یا چھ تو طاق کر لینا مستحب ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدلیل اس حدیث کے اور جمہور کی دلیل وہ حدیث ہے جو سنن میں مروی ہے کہ جس نے طاق لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق باز نہ لیا تو بھی کچھ حرج نہیں۔ (نووی)

(۵۶۱) نووی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے اس شخص کی جو ناک چھٹکنا واجب کہتا ہے۔

۵۶۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جاگے تو ناک چھٹکے تین بار اس لیے کہ شیطان اس کے ہانے پر رہتا ہے یا ناک میں۔

۵۶۵- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجاء کرے تو طاق بار کرے۔

باب : پورا پاؤں دھونا واجب ہے

۵۶۶- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما گئے جس دن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو انھوں نے وضو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عبد الرحمن وضو کو پورا کرو میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں والوں کے لیے جہنم کی آگ سے۔

۵۶۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْشِزْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيَاشِيمِهِ))

۵۶۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُتَوَّزْ))

بَابُ وَجُوبِ غَسْلِ الرَّجْلَيْنِ بِكَمَالِهِمَا

۵۶۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَنَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((وَنِيلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ))

(۵۶۴) قاضی عیاضؒ نے کہا احتمال ہے کہ چھٹکا شیطان ناک میں رہتا ہو کیونکہ ناک میں سے راستہ دل تک جاتا ہے اور اس پر کچھ پردہ بھی نہیں ہے اور حدیث میں ہے کہ شیطان دھانی ہوئی چیز کو نہیں کھولتا اسی لیے جمائی میں منہ بند کرنے کا حکم ہے تاکہ شیطان منہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً اغیار ہو یا ناک کا رینٹ وغیرہ۔ (نودوی)

(۵۶۶) نودوی نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ پاؤں کو دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور اس مسئلہ میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کئی مذہب ہیں مگر جن کو فقہاء کی ایک جماعت اور اہل فتویٰ نے ہر ایک زمانہ اور ہر ایک شہر میں اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں پاؤں کا مسح سمیت دھونا واجب ہے اور ان کا مسح کافی نہیں اور دھونے کے ساتھ پھر مسح کرنا ضروری نہیں اور اس کا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہیں اور شیعہ نے کہا کہ دونوں پاؤں کا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جہانی معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح کرے دونوں پاؤں پر خواہ انکو دھوئے اور بعض ظاہر یہ ہے کہ مسح اور دھونا دونوں واجب ہیں اور ان مخالفین نے جو دلائل بیان کئے ہیں وہ ظاہر نہیں ہیں اور میں نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح مہذب میں کی ہے جو کوئی اس کو دیکھے تو کوئی شبہ نہ رہے گا اور یہاں تو ہمارا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی شرح بیان کریں نہ مخالفین کی رد و قدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگوں نے رسول اللہ کا وضو نقل کیا ہے مختلف مقامات اور مختلف حالات میں ان سب نے پاؤں کا دھونا نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اس میں دلیل ہے پاؤں کے دھونے کی ورنہ اس وعید کا کوئی مطلب نہیں نکلتا اور ایک حدیث صحیح ہے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وضو کیونکر کرنا چاہیے؟ آپ نے پانی منگولیا اور دونوں پیچھے دھوئے یہاں تک کہ دونوں پاؤں دھوئے پھر فرمایا وضو اس طرح کرنا چاہیے اور جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابو داؤد وغیرہ نے باسانید صحیحہ نقل کیا ہے۔

۵۶۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۶۷- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۵۶۸- چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۶۸- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فِي حَنَازَةَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ فَمَرَرْنَا عَلَى بَابِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۵۶۹- اوپر والی حدیث کی طرح یہاں بھی چند مختلف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث آئی ہے۔

۵۶۹- عَنْ سَالِمِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ كُنْتُ أَنَا مَعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۵۷۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے۔ راہ میں ایک جگہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا۔ ہم جو ان کے پاس پہنچے تو ان کی ایڑیاں سوکھی معلوم ہوتی تھیں ان پر پانی نہیں لگا تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے۔ پورا کرو وضو کو۔

۵۷۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُوا وَهُمْ عِجَالٌ فَأَنْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلَوُّحٌ لَمْ يَمْسَسْهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَبَلِّ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اسْبِغُوا الْوُضُوءَ)).

۵۷۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔ شعبہ کی حدیث میں ”اسبغوا الوضوء“ کے الفاظ ہیں۔

۵۷۱- عَنْ مَنصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَكَيْسٍ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ((اسْبِغُوا الْوُضُوءَ)) وَفِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْرَجِ.

۵۷۲- عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ہم سے چھٹ گئے ایک سفر میں پھر آپ نے پایا ہم کو اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا۔ ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤں پر۔ آپ نے پکارا خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔

۵۷۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَأَذْرَكْنَا وَقَدْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَحَقَعْنَا نَمْسُحُ عَلَى أَرْجُلِنَا فَنَادَى ((وَبَلِّ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)).

۵۷۳- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے وضو میں اپنی ایڑی نہیں دھوئی تھی تو فرمایا خرابی

۵۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا لَمْ يَغْسِلْ عَقْبِيهِ فَقَالَ

((وَتِلْ لِلْعَاقِبِ مِنَ النَّارِ))

ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔

۵۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمَطَهَرَةِ فَقَالَ أَسْبَغُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((وَتِلْ لِلْعَاقِبِ مِنَ النَّارِ))

۵۷۴- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا بدھنی سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیوں کہ میں نے سنا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے کو نیچوں کو انگار سے۔

۵۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَتِلْ لِلْعَاقِبِ مِنَ النَّارِ))

۵۷۵- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے۔

بَابُ وَجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ اْأَجْزَاءِ

باب: وضو میں تمام اعضا کا وجوب پورا

مَحَلُّ الطَّهَارَةِ

دھونے کا بیان

۵۷۶- عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظِفْرِ عَلَى قَدَمِهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((ارْجِعْ فَأَخْسِنْ وَضُوءَكَ فَرَجِعْ)) ثُمَّ صَلَّى

۵۷۶- جابر سے روایت ہے کہ مجھ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آد۔ لوٹ گیا پھر آکر نماز پڑھی۔

بَابُ خُرُوجِ الْخَطَايَا مَعَ مَاءِ

باب: وضو کے پانی کے ساتھ گناہوں کے دور

الْوُضُوءِ

ہونے کا بیان

۵۷۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا

۵۷۷- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ مسلمان یا مومن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ

(۵۷۶) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو میں ایک ذرہ مقام بھی جس کا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن جہنم میں اگر کوئی حصہ منہ کا چھوڑ دے اور اس پر ہاتھ نہ پھیرے تو اس میں اختلاف ہے ہمارا اور رجبہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ جہنم درست نہ ہوگا جیسے وضو درست نہ ہوگا اور ابو حنیفہؒ سے اس میں تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر آدھے سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ درم سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جان کر ایسا کرے تب بھی اس کی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو اس کو نرمی سے سمجھانا چاہیے۔ اور بعض لوگ دلیل لائے ہیں اس حدیث سے کہ دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور قاضی عیاض نے دلیل کیا ہے اس حدیث کو موالاة یعنی پے درپے وضو کرنے کے وجوب پر اس لیے کہ آپ نے اچھی طرح وضو کیا اور یہ نہیں حکم دیا کہ صرف سوکھا جو رہ گیا اسی مقام کو دھولے حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اسی وضو کو پورا کر دو۔ (اتہمی)

تَوَضُّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بَعَيْنُهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَتْ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَسَّتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ)) ۱۔

دھوتا ہے تو اس کے منہ سے وہ سب گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے کئے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے راوی کا) پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔

۵۷۸- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ))۔

۵۷۸- حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۲

باب: منہ کو زیادہ دھونا اس قدر کہ سر کے سامنے کا حصہ بھی دھل جائے اسی طرح ہاتھوں اور پاؤں کو کہنیوں

اور ٹخنوں کے پار تک دھونا مستحب ہے

۵۷۹- عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَمِرِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الَّتِي مَنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي

۵۷۹- نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وضو کرتے ہوئے انھوں نے منہ دھویا تو اس کو پورا دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا

۱۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے ردافض کا جو پاؤں پر مسح کرتے ہیں۔

۲۔ نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہاں تک دھونا ہے بعضوں نے کہا کہنیوں اور ٹخنوں سے بڑھ کر دھونا چاہیے۔ کتنا بڑھائے؟ اس کی کوئی حد نہیں۔ بعضوں نے کہا آدھے بازو تک مستحب ہے اسی طرح پنڈلی تک بعضوں نے کہا مونڈھوں تک دھونا مستحب ہے اور اس باب میں جو حدیثیں مذکور ہیں وہ اس بات کی تائید کرتی ہیں اور یہ جو امام ابوالحسن بن بطال مالکی اور قاضی عیاض نے دعویٰ کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا باتفاق علماء مستحب نہیں ہے یہ دعویٰ باطل ہے اور کیونکہ یہ دعویٰ صحیح ہو گا جب رسول اللہ اور ابو ہریرہؓ سے اس کے خلاف ثابت ہے اور ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثوں سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے اس پر یہ حدیثیں حجت ہیں اور یہ جو ایک حدیث میں مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا گھٹایا تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ مراد اس سے تعداؤ میں بڑھانا اور گھٹانا ہے۔ انتہی

ایک حصہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر سیدھا پاؤں دھویا تو پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے۔ پھر جو کوئی تم میں سے اپنے منہ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھائے۔

۵۸۰۔ نعیم بن عبد اللہ سے روایت ہے انھوں نے دیکھا ابو ہریرہؓ کو وضو کرتے ہوئے انھوں نے منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ مونڈھوں تک پہنچ گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ پنڈلیوں تک پہنچ گئے۔ بعد اسکے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے روز سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہو کر آویں گے وضو کے نشان سے پھر جو کوئی تمہیں سے اپنے منہ کو زیادہ دھو سکے وہ دھو دے۔

۵۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے الہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد دودھ سے زیادہ میٹھا ہے اور اس پر جو برتن رکھے ہوئے ہیں وہ شمار میں تاروں سے زیادہ ہیں اور میں لوگوں کو روکوں گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم کو پہچان لیں گے اس دن؟ آپ نے فرمایا ہاں تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوا تمہارے کسی امت کے لیے نہ ہوگا۔ تم آؤ گے میرے سامنے سفید ہاتھ پاؤں لے کر وضو کے طفیل سے۔

الْفُضْدُ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْغُضْفِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنْتُمْ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَخَجِّلَهُ))

۵۸۰۔ عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ رَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتَّى كَادَ يَبْلُغَ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى رَفَعَ إِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَرِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ))

۵۸۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةٍ مِنْ عَدْنٍ لَهْوٍ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلَجِ وَأَخْلَى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَأَنِّي أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ وَإِنِّي لَأَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ ((نَعَمْ لَكُمْ سِيمًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَّمِ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَرِ الْوُضُوءِ))

۵۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَرُدُّ عَلَيَّ أُمَّتِي الْحَوْضَ وَأَنَا أَذُودُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ إِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ إِبِلِهِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَتَعْرِفُنَا قَالَ ((نَعَمْ لَكُمْ سِيمًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرُدُّونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ وَلْيَصِدَّنْ عَنِّي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ فَلَا يَصِلُونَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ هَؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي فَيَجِئُنِي مَلَكٌ فَيَقُولُ وَهَلْ تَذَرِي مَا أَخَذْتُوَا بِعَذْلِكَ))

۵۸۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے لوگ میرے حوض کوثر پر آویں گے اور میں لوگوں کو ہٹاؤں گا اس پر سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ہم کو پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں تمہاری نشانی ایسی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی۔ تم آؤ گے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤں لے کر وضو کی وجہ سے اور ایک گردہ روکا جاوے گا میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آسکے گا تب عرض کروں گا کہ اے پروردگار یہ تو میرے لوگ ہیں۔ اس وقت ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد دنیا میں نئے نئے کام کئے۔

(۵۸۲) ☆ نووی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضوں نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہیں پر یہ فضیلت یعنی پیشانی اور ہاتھ پاؤں نورانی ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل ان کی دوسری حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا وضو ہے لیکن اول جماعت نے دو جواب دیے ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا ضعف مشہور ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اس حدیث کو مان لیا جائے تو اس سے اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ اگلے پیغمبروں کے لیے بھی وضو تھا پر اگلی امتوں کے لیے وضو ثابت نہیں ہوتا۔ انتہی

دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یہ سن کر میں کہوں گا تو پھر پرے رہو پرے رہو یعنی دور رہو۔ نووی نے کہا علماء نے اس مقام پر کئی طرح کی باتیں لکھی ہیں پہلی یہ کہ مراد ان لوگوں سے منافق ہیں جو اسلام سے پھر گئے تو احتمال ہے کہ ان کا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنی سفید منہ اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ ہو اور رسول اللہ نشان کو دیکھ کر ان لوگوں کو مسلمان سمجھیں۔ اس وقت آپ کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ اپنی حالت پر نہیں رہے اور انہوں نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنی اسلام پر ان کا خاتمہ نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ مراد ان لوگوں سے وہ لوگ ہیں جو حضرت کے زمانہ میں تھے اور آپ کی حمایت میں مسلمان تھے پھر آپ کے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ ان لوگوں کو پہچان کر بلائیں گے اگرچہ ان پر وضو کا نشان نہ ہو گا اس وقت جواب ملے گا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسرے یہ کہ مراد ان لوگوں سے گناہگار ہیں جن کا خاتمہ توحید پر ہوا پر کبیرہ گناہوں اور بدعتوں میں مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے درجہ تک نہیں پہنچی تھی اس صورت میں یہ ضروری نہیں کہ یہ لوگ جہنم ہی میں جاویں بلکہ شاید پہلے یہ سزا ہانکے جانے کی ان کو ملے پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور وہ جنت ہی میں جاویں بغیر عذاب کے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید نورانی ہوں اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپ کے زمانہ کے بھی ہوں اور آپ کے بعد کے بھی ہوں لیکن آپ ان کو نشان سے پہچان لیں گے۔ امام ابن عبد البر نے کہا جو شخص دین میں نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندہ جائے گا جیسے رافضی اور خارجی اور تمام گمراہ فرقے اسی طرح وہ لوگ بھی راندے جائیں گے جو ظلم کرتے ہوں لوگوں کے حق دباتے ہوں حق کو مٹاتے ہوں ناحق پھیلاتے ہوں کبیرہ گناہ علانیہ کرتے ہوں اور اس قسم کے سب لوگوں کے لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جائیں۔ انتہی۔

۵۸۳- عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ حَوْضِي لَأَبْعُدُ مِنْ أَيْلَةٍ مِنْ عَدَنَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَذُودُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُودُ الرِّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيبَةَ عَنْ حَوْضِهِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ ((نَعَمْ تَرُدُّونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ))

۵۸۳- حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچ میں) قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں لوگوں کو وہاں سے ہٹاؤں گا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے ہانکتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم میرے پاس آؤ گے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں وضو کے نشان ہوں گے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہوں گے۔

۵۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَارَ قَوْمٌ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَدِدْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا)) قَالُوا أَوْلَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ)) فَقَالُوا كَيْفَ نَعْرِفُ

۵۸۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا سلام ہے تم پر یہ گھر ہے مسلمانوں کا اور ہم خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علماء اور فضلاء سے ملنے کی)۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں

(۵۸۳) اگرچہ مرنا یقینی ہے اس میں شک نہیں پر انشاء اللہ آپ نے برکت کے لیے فرمایا اور خدا کا حکم بجالانے کے لیے کہ اس نے فرمایا ہے تم کسی کام کو جو کل کرنے والے ہو یوں نہ کہو میں کل کروں گا بلکہ یوں کہو کروں گا اگرچہ خدا چاہے اور خطاب نے کہا انشاء اللہ عادت کے طور پر کہا تحسین کلام کے لیے اور بعضوں نے کہا انشاء اللہ مرنے سے متعلق نہیں ہے بلکہ مومنین کے ساتھ ملنے سے یعنی خدا چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہو گا اور ہم بھی تم سے ملیں گے اسی جگہ اور بعضوں نے انشاء اللہ کے معنی جس وقت خدا چاہے اور بعضوں نے اور معنی کئے ہیں جو ضعیف ہیں۔ (نووی)

صحابہ نے کہا کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو۔ امام باجی نے کہا اس سے یہ غرض نہیں کہ تم بھائی نہیں ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمہارا اور جد تو بھائی اپنے سے زیادہ ہے تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ صرف بھائی ہیں صحابی نہیں جیسے اللہ نے فرمایا مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا ابن عبد البر نے اس حدیث سے اور حدیثوں سے استدلال کیا ہے اس امر پر کہ آپ کے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فضیلت رکھتے ہیں یہاں تک کہ بعض ان میں کے افضل ہیں بعض صحابہ سے اور یہ جو حضرات نے فرمایا بہتر تم سے میرے زمانہ کے لوگ ہیں تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہیں اور وہ بے شک افضل ہیں تمام امت میں لیکن جو شخص حضرت کی صحبت میں رہا ہو یا آپ کو دیکھا ہو اور اس کا کچھ اثر دین میں نہ ہو تو بعد اس کے زمانہ کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا سوا ابن عبد البر کے اور بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علماء اس

مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أَمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ((أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ خَيْلٍ ذَهَبٌ بَيْنَهُمْ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَارِطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا لِيَذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ النَّعِيرُ الْمَضَالُ أَنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيَقَالَ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَلُوا يَبْعَدُ فَقَالُوا سَحَقًا سَحَقًا))

نہیں آئے۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ کیوں کر پہچانیں گے اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کو آپ نے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا بھلا تم دیکھو اگر ایک شخص کے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں کے گھوڑے سیاہ مشکلی گھوڑوں میں مل جاویں تو وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچانے گا صحابہؓ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لے گا۔ آپ نے فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے ہوں گے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر خبردار ہو بعض لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جائیں گے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہٹایا جاتا ہے۔ میں ان کو پکاروں گا آؤ آؤ۔ اس وقت کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے تئیں بدل دیا تھا اور کافر ہو گئے تھے یا ان کی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے۔ تب میں کہوں گا جاؤ دور ہو دور ہو۔

۵۸۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے صرف ”لیذادن“ کے بجائے ”فلیدادن“ کے الفاظ ہیں۔

۵۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبَرَةِ فَقَالَ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ)) يَمِثِلُ حَدِيثَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَالِكٍ ((فَلْيَذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي))

اللہ کے خلاف ہیں اور کہتے ہیں جو حضرت کی صحبت میں رہا ایک بار بھی آپ کو دیکھا اس کو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اس کے بعد کے زمانہ کا شخص اس کے برابر نہیں ہو سکتا گو کہ کتنا ہی مرتبہ رکھتا ہو زہد میں اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے اگر تم میں سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مدیا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔ تمام ہواکلام قاضی عیاض کا۔ (نووی)

اس وقت کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے تئیں بدل دیا تھا آپ کے بعد۔ السراج الوہاج میں ہے اللہ تعالیٰ تباہ کرے رافضیوں کو انہوں نے ان لوگوں سے صحابہ کرام کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث میں رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ ثابت ہو تب بھی مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے نہ تمام صحابہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا وما بدلوا تبديلا اور فرمایا رضي الله عنهم ورضوا عنه اور فرمایا ليغبط بهم الكفار اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص صحابہ سے ناراض ہو کر ان پر غصہ کرے وہ خود کافر ہے۔ لعنت ہو اللہ کی اس مردود پر جو رسول اللہ کے رفیقوں اور جان نثاروں پر تہمت لگائے اور ان کو اہل بیت رسالت کا بدخواہ جانے اور بھول جاوے ان کی خدمتوں کو جن کی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جن کی سعی اور کوشش سے آج تک دین کا قیام ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم جمعین۔

بَابُ تَبْلُغِ الْحِلْيَةِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ
۵۸۶- عَنْ أَبِي حَازِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
كُنْتُ حَلَفْتُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ
فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتَّى تَبْلُغَ إِبْطُهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا
هُرَيْرَةَ مَا هَذَا الْوُضُوءُ فَقَالَ يَا بَنِي فَرُوحَ أَنْتُمْ
هَاهُنَا لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ هَاهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هَذَا
الْوُضُوءَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةَ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ
الْوُضُوءُ))

باب: وضو کے پانی کی جگہ تک زیور ت پہنائے جانے کا بیان
۵۸۶- ابو حازم سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہؓ کے پیچھے تھا وہ
نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر
کے یہاں تک کہ بغل تک دھویا۔ میں نے کہا اے ابو ہریرہؓ یہ کیسا
وضو ہے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا اے فروخؓ کی اولاد (فروخؓ ابراہیم کے
ایک بیٹے کا نام ہے جس کی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی
عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود ہو تو میں
اس طرح وضو نہ کرتا۔ میں نے سنا اپنے دوست سے (یعنی رسول
اللہ ﷺ سے) آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں
تک زیور پہنایا جاوے گا جہاں تک اس کا وضو پہنچتا ہو۔

بَابُ فَضْلِ إِسْبَاحِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ

۵۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَلَا
أَذُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ
بِهِ الدَّرَجَاتِ)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
((إِسْبَاحُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكثْرَةُ
الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ
الصَّلَاةِ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ))

باب: ثواب ہے
۵۸۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا
میں تم کو نہ بتاؤں وہ باتیں جن سے گناہ مٹ جائیں (یعنی معاف
ہو جائیں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جائیں) اور درجے بلند
ہوں (جنت میں)؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! بتلائیے
آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی
شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک (اس
طرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا
دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد۔ یہی رباط ہے (یعنی نفس کا روکنا
عبادت کے لیے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جس کا ذکر
قرآن شریف میں ہے ورابطوا)۔

(۵۸۶) ☆ (میں اس طرح وضو نہ کرتا) اس لیے کہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں ایسا نہ ہو کہ تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ بغلوں تک ہاتھوں
کا دھونا فرض ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ابو ہریرہؓ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اس کو چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل
کرے یا دوسرے کی وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً جاہلوں کے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر
ضرورت کے اس رخصت پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھیں مثل فرض کے۔ (نووی)

۵۸۸- عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ذِكْرُ الرِّبَاطِ وَفِي حَدِيثِ
مَالِكٍ يَنْتَهِي ((فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ))۔

۵۸۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اس میں
رباط کا ذکر ہے اور مالک کی حدیث میں دو مرتبہ ذکر آیا ہے۔

بَابُ السَّوَاكِ

۵۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ عَلَى أُمِّي لَأَمَرْتُهُمْ
بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ))۔

۵۸۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر
مسلمانوں پر شاق (یعنی دشوار) نہ ہوتا اور زہیرؓ کی روایت میں یوں
ہے کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو حکم کرتا ہر نماز
کے وقت مسواک کرنے کا۔

۱۔ امام نووی نے کہا مسواک کرنا سنت ہے واجب نہیں کسی وقت نہ نماز کے لیے نہ اور کسی وقت اور اس پر اتفاق کیا تمام معتد بہ علماء نے لیکن
شیخ ابو حامد نے داؤد طائی سے اس کا وجوب نقل کیا ہے لیکن کہا انھوں نے مسواک ایسا واجب ہے جس کے ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق
ابن راہویہ سے منقول ہے کہ مسواک واجب ہے اگر قصد اس کو ترک کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی اور ہمارے پچھلے اصحاب نے شیخ ابو حامد
کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہے جیسے جماعت کا اور اگر داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب
بھی اجماع میں ان کی مخالفت ضرر نہ کرے گی اس لیے کہ محققین علماء اور اکثر علماء اسی طرف گئے ہیں کہ مسواک سنت ہے اور اسحاق بن راہویہ
سے وجوب کی روایت صحیح نہیں ہے پھر مسواک مستحب ہے سب وقتوں میں لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو
سے ہو یا تیمم سے دوسرے وضو کے وقت تیسرے قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھے سو کر اٹھتے وقت پانچویں منہ کے تغیر کے وقت اور یہ تغیر یا
تو نہ کھانے اور پینے سے ہوتا ہے یا بدبودار چیز کے کھانے سے یا بہت دیر تک چپ رہنے سے یا بہت باتیں کرنے سے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے
کہ مسواک روزہ دار کے لیے مکروہ ہے دو پہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزہ دار کے منہ کی بو جو نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے
جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ مسواک پہلو کی ہو اگر کسی ایسی چیز سے کر لے جس سے منہ کا تغیر جاتا رہے تو مسواک ادا ہو جائے گی۔ جیسے کھرے
کپڑے سے اور سعد سے یا اشنان سے اسی طرح منجن سے اگر انگلی سے رگڑے اور انگلی نرم ہو تو مسواک ادا نہ ہوگی اور اگر سخت ہو تو اس میں تین
قول ہیں ایک تو مشہور ہے کافی نہ ہوگی، دوسرے یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو کافی ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ متوسط لکڑی سے
مسواک کرے نہ بہت سوکھی کہ جس سے مسوڑھے چھل جائیں نہ بالکل گیلی اور مستحب ہے کہ مسواک منہ کے عرض میں کرے نہ لبائی میں
ایسا نہ ہو کہ مسوڑھوں کو زخم لگے اور اگر طولی میں مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب پھر اوے وانٹوں کے
کنارے اور جڑوں اور تمام حلق میں اور نیچے نرمی کے ساتھ اور پہلے داہنی طرف سے شروع کرے اور دوسرے کی مسواک کرنا اس کی اجازت
سے درست ہے اور لڑکے کو لڑکپن سے مسواک کی عادت ڈالیں تاکہ عادت ہو جائے۔

(۵۹۲) نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ مسواک واجب نہیں۔ امام شافعی نے کہا کہ اگر واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگرچہ
وہ شاق ہوتا اور ایک جماعت علماء نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے اور یہی مذہب ہے اکثر فقہاء اور جماعت
مشکمین اور اصحاب رسول کا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہ مامور بہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلہ میں خدا
کی طرف سے کوئی حکم نہ اترے اس میں رسول اللہ کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے
وقت مسواک کرنا افضل ہے۔ (ابھی باختصار)

۵۹۰- عَنْ الْمُقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُبْدَأُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسَّوَالِكِ.

۵۹۰- مقدم بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ جب گھر میں آتے تو پہلے کیا کام کرتے؟ کہا مسواک کرتے (اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کیسی ضروری چیز ہے)۔

۵۹۱- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ يَبْدَأُ بِالسَّوَالِكِ.

۵۹۱- ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں آتے تو پہلے مسواک کرتے۔

۵۹۲- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفُ السَّوَالِكِ عَلَى لِسَانِهِ.

۵۹۲- ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا مسواک کا ایک کونہ آپ کی زبان پر تھا (یعنی مسواک سے زبان صاف کر رہے تھے)۔

۵۹۳- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشْوِصُ فَاهُ بِالسَّوَالِكِ.

۵۹۳- حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے مسواک سے (یادانتوں کو ملتے مسواک سے)۔

۵۹۴- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ بِمَنْزِلِهِ وَلَمْ يَقُولُوا لِيَتَهَجَّدَ

۵۹۴- حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کھڑے ہوتے آگے وہی حدیث ہے۔ ”لیتہجد“ کے الفاظ نہیں ہیں اس حدیث میں۔

۵۹۵- عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشْوِصُ فَاهُ بِالسَّوَالِكِ.

۵۹۵- حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کھڑے ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

۵۹۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَظَفَرَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاجْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتَّىٰ بَلَغَ فِقْنًا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّلَكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى

۵۹۶- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے تو پچھلی رات کو آپ اٹھے اور باہر نکلے آسمان کی طرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے ان فی خلق السموات والارض سے فقنا عذاب النار تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کی طرف دیکھا

(۵۹۶) علامہ نووی نے کہا اس حدیث سے بڑے قاعدے نکلے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم نے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے۔ ہم بھی وہیں اس کی شرح اور فوائد بیان کریں گے انشاء اللہ۔

ثُمَّ اضْطَحَّجَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا هَذِهِ الْآيَةُ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى۔ اور یہی آیت پڑھی۔ پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

بابُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ باب: سنت باتوں کا بیان

۵۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِثَانُ وَالْإِسْتِحْدَاذُ وَقَتْلُ الْأَظْفَارِ وَتَنْفُ الْبَابِ وَقَصُّ الشَّارِبِ))۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں ختنہ کرنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا اور ناخن کاٹنا اور بغل کے بال اکھیرنا اور مونچھ کترنا۔

(۵۹۷) ☆ نووی نے کہا فطرت سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ ابو سلیمان خطابی نے کہا اکثر علماء نے فطرت کے معنی سنت کے لیے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں اور بعضوں نے کہا فطرت سے دین مراد ہے پھر ان میں سے اکثر چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعض چیزوں کے وجوب میں اختلاف ہے جیسے ختنہ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا۔

ختنہ کرنا امام شافعی اور بہت علماء کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے۔ امام شافعی کے نزدیک ختنہ مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے۔ مرد پر تو یہ کہ ختنہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جائے یہاں تک کہ لورا ختنہ کھل جائے اور عورت پر یہ کہ فرج کی اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا جس پر جمہور علماء ہیں یہ ہے کہ ختنہ بچپن میں جائز ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ دلی پر نابالغ کا ختنہ کرنا واجب ہے اس کے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ ہے کہ ختنہ بچہ کا پیدائش کے ساتویں دن کرنا مستحب ہے اور پیدائش کا دن بھی محسوب ہو گا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے غشی مشکل میں (یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی نشانیاں برابر موجود ہوں)۔ بعض نے کہا اس کا ختنہ فرج میں کرنا چاہیے بلوغ کے بعد اور بعضوں نے کہا جب تک اس کا حال نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اس وقت تک اس کا ختنہ نہ کرنا چاہیے اور جس شخص کے دوڑ کر ہوں تو اگر دونوں کام کے ہوں تو دونوں کا ختنہ کیا جائے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضوں کے نزدیک پیشاب ہے اور بعضوں کے نزدیک جماع اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مر جاوے تو اس میں تین قول ہیں صحیح اور مشہور یہ ہے کہ ختنہ نہ کریں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ دوسرا یہ کہ ختنہ کریں۔ تیسرا یہ کہ بڑا ہو تو کریں چھوٹا ہو تو نہ کریں۔ انتہی۔

زیر ناف کے بال مونڈنا سترے سے اور یہ سنت ہے اور مقصود یہ ہے کہ مقام صاف اور پاک رہے اور افضل مونڈنا ہے اور کترنا اور اکھیرنا بالوں کو بھی درست ہے اسی طرح نورہ لگانا بھی درست ہے اور مرد اور زیر ناف سے وہ بال ہیں جو ڈکر پر ہوں اور اس کے گرد اگر د۔ اسی طرح وہ بال جو عورت کی فرج کے آس پاس ہوں۔ ابو العباس بن شریح نے کہا کہ مراد وہ بال ہیں جو دبر کے گرد ہیں بہر حال قبل اور دبر اور ان کے آس پاس سب بالوں کا مونڈنا بہتر ہے اب اس کے لیے کوئی میعاد مقرر نہیں جب ضرورت ہو اس وقت مونڈنے یعنی جب بال بڑھ جاویں۔ اسی طرح مونچھ اور بغل کے بال لینے کے لیے اور ناخن کترانے کے لیے کوئی میعاد مقرر نہیں اور زیر ناف کے بالوں میں منقول ہے چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑنا۔ اس سے یہ مقصود ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی میعاد ہے۔ (نووی) بعض بے وقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شریعت محمدی میں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے کیوں بحث کی جاتی ہے؟ ان کا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو اس شریعت کے لیے ضروری ہے جو سب شریعتوں سے بہتر اور سب کی ناخ ہو اور اعلیٰ وہی ہے جس میں تمام ضروریات کی تعلیم ہو لہ

۵۹۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْإِخْتِائَانِ وَالِاسْتِحْدَاذُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَتَنْفُ الْإِيطِ))
 ۵۹۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۵۹۸- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ کرانا، زیر ناف کے بال مونڈنا، مونچھیں مونڈنا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال کھینچنا۔
 ۵۹۹- انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے لیے میعاد مقرر

تھ اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو حقیر جان کر چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کرنا یہ تو بیہ تو فوں کا کام ہے نہ عاقلوں کا۔ البتہ اس امر میں غور کرنا چاہیے کہ یہ باتیں مفید ہیں اور منفعت بخش یا بے کار؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی میں جن کاموں کا حکم ہوا ہے خواہ وہ انی ہو یا اعلیٰ سب کے سب مفید اور ضروری اور فائدہ بخش ہیں۔ ایک زیر ناف کے بال لینے کو دیکھو کہ علاوہ طہارت اور نفاست ہے طہا بھی یہ امر باہ کو بڑھاتا ہے۔ اسی طرح اور کاموں کو قیاس کرو۔ وہ شخص بڑا جاہل، کم سمجھ، نادان، بے وقوف ہے جو بیغیروں کو اپنے برابر خیال کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ انکے احکام سب مفید اور ضروری نہیں ہو سکتے۔

ناخن کاٹنا یہ بھی سنت ہے واجب نہیں ہے اور مستحب ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کے ناخن کاٹے پھر پاؤں کے پہلے داہنے کے کلمے کی انگلی سے شروع کرے پھر بیچ کی انگلی پھر اس کے پاس والی انگلی پھر چھٹنگلیا پھر انگوٹھا پھر بائیں ہاتھ میں چھٹنگلیا سے شروع کرے پھر اس کے پاس والی انگلی اس طرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پاؤں میں چھٹنگلیا سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھٹنگلیا پر ختم کرے۔ (نووی)

بغل کے بال اکھیرنا یہ بالاتفاق سنت ہے اور افضل یہی ہے کہ اکھیرے اگر اکھیر سکے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہے اور یونس بن عبدالاعلیٰ سے منقول ہے میں امام شافعیؒ کے پاس گیا ان کے پاس مزین تھا وہ ان کی بغل کے بال مونڈ رہا تھا انھوں نے کہا میں جانتا ہوں کہ اکھیرنا سنت ہے لیکن مجھ سے نہیں ہو سکتا درود کی وجہ سے اور مستحب ہے کہ پہلے داہنی بغل سے شروع کرے۔ (نووی)

مونچھ کترنا یہ بھی سنت ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترنا شروع کرے اور اختیار ہے کہ خود کترے یا دوسرے سے کتروائے اور بغل کے بال خود لینا بہتر ہے اگر دوسرے سے منڈائے تو بھی جائز ہے لیکن زیر ناف کے بال خود منڈے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ مونچھ کہاں تک کترنا چاہیے مختار یہ ہے کہ یہاں تک کترائے کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جائے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حد بیٹ میں آیا ہے منا دو مونچھوں کو مراد اس سے یہی ہے کہ جس قدر ہونٹ سے بڑھی ہوئی ہیں۔ اسی طرح داڑھی کے چھوڑنے کا حکم ہے اور فارس کے لوگوں کی عادت تھی کہ وہ داڑھیوں کو کترایا کرتے تھے شریعت میں اس کی ممانعت ہوئی اور علماء نے داڑھی میں دس بارہ باتیں ایسی لکھی ہیں جو ایک سے ایک زیادہ بری ہیں۔ ایک تو سیاہ خضاب کرنا داڑھی کا جب جہاد کی غرض سے نہ ہو، دوسرے زرد خضاب کرنا نیک لوگوں کی مشابہت کے لیے نہ ایک زیادہ بری ہیں۔ تیسرے خضاب کرنا گندھک وغیرہ سے بالوں کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم و ادب کریں اور یہ سنت کی پیروی کے واسطے، تیسرے خضاب کرنا گندھک وغیرہ سے بالوں کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم و ادب کریں اور یہ سمجھیں کہ بزرگ ہیں، جو تھی اوائل شباب میں جب شروع داڑھی کے بال نکلیں تو ان کا اکھیرنا زیبائش کے لیے، پانچویں سفید بالوں کا اکھیرنا، چھٹے بالوں کی صفیں جمانا نہ برہ تاکہ عورتوں کو بھلا معلوم ہو، ساتویں اس کو گھٹانا رخساروں کے بال مونڈ کر یا بڑھانا کپٹی کے بالوں کو بلا کر، آٹھویں کنگھی کرنا نہ نیت نمائش، نویں اس کو پریشان چھوڑ دینا بے پرواہی سے بار بار اپنے تئیں زائد کہلانے کو، دسویں اس کی سیاہی اور سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے، گیارھویں اس کو باندھنا اور گوندھنا، بارھویں اس کو منڈانا۔ پر اگر عورت کے داڑھی نکل آئے تو اس کو منڈانا مستحب ہے۔ انتہی۔

ہوئی مونچھ کترنے کی اور ناخن کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑیں ہم ان کو چالیس دن سے زیادہ۔

۶۰۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مثاد موچھوں کو اور چھوڑ دو ڈاڑھیوں کو۔

۶۰۱- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو حکم ہوا موچھوں کو جڑ سے کاٹنے کا اور ڈاڑھی کو چھوڑ دینے کا۔

۶۰۲- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خلاف کرد مشرکوں کا نکال ڈالو موچھوں کو اور پورا رکھو ڈاڑھیوں کو (یعنی چھوڑ دو ان کو اور ان میں کتر بیونت نہ کرو)۔

۶۰۳- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتر و موچھوں کو اور لٹکاؤ ڈاڑھیوں کو اور خلاف کرو فارسیوں کا (یعنی آتش پرستوں کا)۔

۶۰۴- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس باتیں پیدائشی سنت ہیں ایک موچھیں کترنا دوسری ڈاڑھی چھوڑ دینا تیسری مسواک کرنا چوتھی ناک میں پانی ڈالنا

قَالَ أَنَسُ وَقَتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَتَنْفِ الْإِبْطِ وَخَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَا تَتْرَكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

۶۰۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحَى)).

۶۰۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللَّحْيَةِ.

۶۰۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ ((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَوْفُوا اللَّحَى)).

۶۰۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((جَزُوا الشَّوَارِبَ وَأَارِخُوا اللَّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ)).

۶۰۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ

(۶۰۲) یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب میں سے اور بہت علماء کا اور قاضی عیاض نے کہا ڈاڑھی کا مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اس کے طول اور عرض میں سے بالوں کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنے تئیں ڈاڑھی بڑھا کر مشہور کرے جیسے ڈاڑھی کتر کر اور سلف نے اختلاف کیا ہے کہ ڈاڑھی کی حد کیا ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی حد نہیں مگر اتنی نہ بڑھائے کہ مشہور ہووے بلکہ کم کر دیوے اور امام مالک نے ڈاڑھی کو لمبا کرنا مکروہ رکھا ہے اور بعضوں نے ایک منگی کی حد کر دی ہے جس قدر اس سے زیادہ ہووے کتر ڈالنا چاہیے اور بعضوں نے اس کا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر حج یا عمرہ میں اور موچھوں میں تو سلف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاویں یا مونڈی جاویں کیونکہ حضرت نے صاف فرمایا مثاد موچھوں کو اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور بہت سے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ موچھوں کا بالکل مونڈ ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک کہتے تھے کہ یہ مثلاً ہے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو سزا دی جاوے اور مکروہ جانتے تھے ان کا لینا اوپر سے اور ان کا یہ قول ہے کہ احتواء اور جزاء اور قص سب کے معنی کترنے کے ہیں یعنی موچھوں کو کترنا چاہیے یہاں تک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جائے اور بعض علماء نے کا ہے کہ ان دونوں امروں میں اختیار ہے جو چاہیے کرے۔ تمام ہو اکلام قاضی عیاض کا اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑھی تو اپنے حال پر چھوڑ دی جائے اس میں کمی نہ کریں اور موچھیں اتنی کتریں کہ ہونٹ کا کنارہ کھلا رہے۔ (نووی)

وَالسَّوَاكُ وَاسْتِشْقَ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ
وَعَسَلُ الْبَرَاخِمِ وَتَتَفُّ الْبَاطِ وَحَلَقُ الْعَانَةِ
وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ ((قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ
وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمُضَةُ زَادَ
قُتَيْبَةُ قَالَ وَكَيْفَ انْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْإِسْتِجَاءَ.

پانچویں ناخن کاٹنا۔ چھٹی پوروں کا دھونا (کانوں کے اندر اور ناک
اور بغل اور رانوں کا دھونا) ساتویں بغل کے بال اکھڑنا۔ آٹھویں
زیر ناف کے بال لینا۔ نویں پانی سے استنجاء کرنا (یا شرمگاہ پر وضو
کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا)۔ مصعب نے کہا میں دسویں بات
بھول گیا شاید کلی کرنا ہو۔ وکیعؒ نے کہا انتقاص الماء سے (جو
حدیث میں وارد ہے) استنجاء مراد ہے۔

۶۰۵- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ
مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُوهُ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ.

۶۰۵- اس سند سے بھی یہی حدیث مروی ہے سوائے اسکے کہ یہاں
زکریا نے کہا کہ اس کے باپ نے کہا اور میں دسویں چیز بھول گیا۔

بَابُ الْإِسْتِطَابَةِ

۶۰۶- عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِيلَ لَهُ قَدْ غَلَمَكُمْ
نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى
الْحِرَاءَةَ قَالَ فَقَالَ أَجَلٌ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ
الْقُبْلَةَ لِغَايِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ أَوْ
أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ
نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ

باب: استنجے کے بیان میں
۶۰۶- سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا
تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ہر ایک بات سکھائی یہاں
تک کہ پامختلہ اور پیشاب کو بھی انہوں نے کہا ہاں۔ ہم کو آپ نے
منع کیا قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پیشاب اور پامختلہ کے لیے یا
ہم استنجا کریں داہنے ہاتھ سے یا تین پتھروں سے کم میں استنجا کریں
یا گو بر اور ہڈی سے استنجا کریں۔

(۶۰۶) نووی نے کہا اس مسئلہ میں علماء کے کئی مذہب ہیں ایک تو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ وہ یہ ہے کہ پیشاب اور پامختلہ میں
قبلہ کی طرف منہ کرنا جنگل میں حرام ہے مگر آبادی میں حرام نہیں اور یہی روایت ہے عباس بن عبدالمطلب اور عبد اللہ بن عمرؓ اور شعبیؒ اور اسحاق
بن راہویہ اور احمد بن حنبل سے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ حرام ہے جنگل میں ہو یا آبادی میں اور یہی قول ہے ابویوب انصاری اور مجاہد اور
ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری اور ابو ثور اور احمد کا دوسری روایت میں، تیسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ درست ہے مکان میں ہو یا جنگل میں اور یہی
مذہب ہے عروہ بن زبیرؒ اور ربیعہ کا جو شیخ تھے امام مالکؒ کے اور داؤد ظاہری کا۔ چوتھا مذہب یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کرنا کہیں درست نہیں
ہے نہ مکان میں نہ جنگل میں لیکن پیٹھ کرنا درست ہے اور یہ ایک روایت ہے امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ سے۔ دوسرے مذہب والوں کی دلیل وہ
صحیح حدیثیں ہیں جو مطلقاً ممانعت میں وارد ہیں جیسے سلمانؓ کی حدیث اور ابویوبؓ اور ابو ہریرہؓ وغیرہما کی انہوں نے کہا کہ یہ ممانعت قبلہ کی
عظمت کے سبب ہے اور یہ بات ہر جگہ موجود ہے خواہ جنگل ہو یا مکان ہو اور اگر مکان کی آڑ کے سبب سے یہ امر جائز ہو تو چاہیے کہ جنگل میں
بھی جائز ہو اس لیے کہ جنگل میں ہمارے اور کعبہ کے بیچ میں پہاڑ اور نالے وغیرہ حائل ہیں۔ تیسرے مذہب والوں کی دلیل ابن عمرؓ کی حدیث
ہے کہ انہوں نے رسول اللہؐ کو بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے اور کعبہ کی طرف پیٹھ کئے دیکھا حاجت کے وقت اور حضرت عائشہؓ کی
حدیث کہ رسول اللہؐ کو یہ خبر پہنچی کہ بعض لوگ قبلہ کی طرف منہ کرنا حاجت کے وقت مکروہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں ایسا خیال کر چکے تب
آپ نے فرمایا میری گھڑی قبلہ کی طرف کر دو۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے اپنی سند میں اور ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ چوتھے

فقہ مذہب والوں کی دلیل سلمان کی حدیث ہے۔ پہلے مذہب والوں کی دلیل عبد اللہ بن عمر کی حدیث ہے اور حضرت عائشہ کی اور حدیث جاری کی رسول اللہ نے منع کیا پیشاب میں قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پھر میں نے دیکھا آپ کو وفات سے ایک سال پہلے آپ قبلہ کی طرف منہ کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ ہمارے باسند حسن اور حدیث مروان الصفری کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا انھوں نے اونٹنی کو بٹھایا قبلہ کے سامنے پھر اس کی آڑ میں پیشاب کرنے لگے میں نے کہا یہ تو منع ہے انھوں نے کہا منع تب ہے جب کھلے میدان میں ایسا کرے۔ اگر قبلہ میں اور استنجا کرنے والے میں کوئی چیز حائل ہو تو منع نہیں۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور یہ حدیث صحیح ہیں جن سے اس امر کا جواز مکان میں ثابت ہوتا ہے اور ابو ایوب اور سلمان اور ابو ہریرہ کی حدیثیں جو ممانعت میں وارد ہیں وہ محمول ہیں صحرا پر تاکہ جمع ہو جاوے حدیثوں میں اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثوں میں جمع کرنا ضرور ہے جب جمع ہو سکے اور یہاں پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مکان میں صرف فرق یہ ہے کہ جنگل میں قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے کی ضرورت نہیں اور مکان میں کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڑیاں اسی طرف بنی ہوں یا اور طرف جگہ نہ ہو اور جس نے پیٹھ کرنا درست سمجھا ہے اس کے رد کے لیے بہت سی صحیح موجود ہیں جن میں مطلقاً ممانعت آئی ہے جیسے ابو ایوب وغیرہ کی حدیث۔ اب امام شافعی کے مذہب کے موافق مکان میں قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اس وقت درست ہے جب دیوار مکان کے تین ہاتھ یا اس سے کم فاصلہ پر ہو اور وہ دیوار آڑ اس قدر اونچی ہو کہ اعضاء اسفل کی آڑ ہو سکے اس کا اندازہ پالان کی چھلی لکڑی سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہو گا مثل جنگل کے اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال میں مکان میں یہ امر درست ہے اور جنگل میں درست نہیں لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہیں آڑ میں خواہ جانور کی ہو یا دیوار کی یا نیلے یا پہاڑ کی اور اگر اپنا دامن قبلہ کی طرف لٹکا دے تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اس لیے کہ آڑ ہو گئی اب جہاں منہ کرنا یا پیٹھ کرنا درست ہے وہاں بھی کراہت ہے لیکن جمہور کے نزدیک مکروہ نہیں اور مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف اور حرج ہو اور طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے تو مکروہ نہیں در نہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبلہ کی طرف منہ کر کے مکان میں ہو یا جنگل میں۔ ہمارا اور بو حنیف اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور مالکی لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ابن قاسم نے اس کو جائز رکھا ہے اور ابن حبیب نے ردہ کہا ہے لیکن صحیح جواز ہے اور بیٹ المقدس کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پانچاں یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے بچے پھر استنجے کے وقت ایسا کرے تو جائز ہے۔

دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہیں ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ اپنے ہاتھ سے استنجا کے متعلق کوئی کام نہ لیوے مگر عذر سے اگر پانی سے استنجا کرے تو دائیں ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ کو پھیرے ذکر یا بر پر اور اگر ڈھیلے سے استنجا کرے تو مقعد کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلا زمین پر یا دونوں پاؤں کے بیچ میں رکھ کر اس سے پونچھے اور بائیں ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلا دائیں ہاتھ سے لیوے اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور دائیں ہاتھ نہ ہلاوے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ذکر کو دائیں ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائیں ہاتھ میں لیوے اور یہ صحیح نہیں ہے۔ (نودی)

تین پتھروں سے کم میں استنجا کرنا منع فرمایا نودی نے کہا اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے میں نجاست کا دور کرنا ضروری ہے اور تین بار پونچھنا ضروری ہے اگر ایک بار یا دو بار سے نجاست دور ہو گئی تو تیسری بار پونچھنا ضروری ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جاوے تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کریں جس کے تین کونے تھ

۶۰۷- عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا الْمُشْرِكُونَ إِنَّمَا أَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتَّى يُعَلِّمَكُمْ الْحِرَاءَةَ فَقَالَ أَحَلَّ إِنَّهُ نَهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِي أَحَدُنَا بِمِثْنِهِ أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَى عَنْ الرُّوثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ ((لَّا يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ))

۶۰۷- سلمانؓ سے روایت ہے کہ ہم سے مشرکوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں تمہارے صاحب کو وہ تم کو ہر چیز سکھاتے ہیں یہاں تک کہ پائخانہ اور پیشاب کرنا بھی۔ سلمان نے کہا بیشک آپ نے ہم کو منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلہ کی طرف منہ کر کے اور منع کیا ہے ہم کو گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے اور آپ نے فرمایا ہے کوئی تم میں سے استنجانہ کرے تین پتھروں کے بغیر یا تین پتھروں سے کم میں۔

۶۰۸- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بَبْعَرٍ

۶۰۸- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پونچھنا ہڈی یا میٹگی سے (یعنی استنجے کو ان چیزوں سے)

لہ ہوں اور ہر ایک کو نے سے ایک ایک بار پونچھے تو کافی ہو جائے گا اس لیے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے بہتر ہیں ایسے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگے اور پیچھے دونوں طرف استنجا کرے تو چھ بار پونچھنا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہوں لیکن اگر ایک ہی ڈھیلہ چھ کو نے والا ہو تو درست ہے۔ اسی طرح موٹے دبیز کپڑے سے جس میں دوسری طرف تری نہ پہنچے استنجا کرنا درست ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے تو اب چوتھا ڈھیلہ لینا ضرور ہے اگر چوتھے سے صفائی نہ ہو تو اب پانچواں لینا واجب ہے اب چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے سے صفائی ہو جائے تو ساتواں مستحب ہے طاق کرنے کے لیے غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے ہو جائے تو اب نہ بڑھائے اور جو جھٹ سے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کر لے اور رسول اللہ نے جو حدیث میں پتھروں کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے استنجا کرنا جائز سمجھا ہے اور اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ کپڑے اور لکڑی سے بھی استنجا درست ہے اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سے نجاست دور ہو اور یہ امر سوائے پتھر کے اور چیزوں سے بھی ہو سکتا ہے اور رسول اللہ نے پتھروں کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اکثر پتھر کھل سے مل جاتے ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ نے منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنے سے۔ اگر پتھر کی تخصیص منظور ہوتی تو سوا پتھر کے سب چیزوں سے منع کرتے۔ (نودی)

گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنا منع ہے نودی نے کہا گوبر سے مراد ہر ایک نجس چیز ہے اس لیے استنجا کرنا درست نہیں اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنوں کی خوراک ہے اسی طرح ہر ایک کھانے کی چیز سے استنجا منع ہے اور جانور کے ہر ایک جزو سے اور کتابوں کے ورقوں سے نجس چیز رقیق ہو پانی کی طرح یا جمی ہوئی ہو اس سے کسی طرح استنجا درست نہیں اگر کسی نے اس سے استنجا کیا تو درست نہ ہو گا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنا پڑے گا ڈھیلہ کافی نہ ہو گا اس لیے کہ مقام استنجا نجس ہو گیا اجنبی نجاست سے اور جو کسی کھانے کی چیز پاک سے استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہ ہو گا لیکن ڈھیلے سے استنجا اس کے بعد کافی ہے اگرچہ نجاست اپنے مقام سے زیادہ نہیں بڑھی اور بعضوں نے کہا استنجا درست ہو جائے گا مگر گنہگار ہو گا۔ (نودی)

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ

۶۰۹- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا بَبُولٍ وَلَا غَائِطٍ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا)) قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَّاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَتَنَحَّرَفْنَا عَنْهَا وَتَسْتَغْفِرُ اللَّهُ قَالَ نَعَمْ.

۶۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلَى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا)).

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ فِي الْأَبْنِيَةِ

۶۱۱- عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهَرَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِي انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ نَاسٌ إِذَا قَعَدْتَ لِلْحَاجَةِ تَكُونُ لَكَ فَلَا تَقْعُدُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَلَا يَتِ الْمَقْدِسَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَلَقَدْ رَقِيتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلَى لَبَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ.

۶۱۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَقِيتُ عَلَى بَيْتِ أُخْتِي حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِحَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ.

باب پانچھانے پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم

۶۰۹- ابویوبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم پانچھانے کو جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو نہ پیٹھ کرو اس طرف پانچھانہ یا پیشاب میں البتہ پورب یا پچھم کی طرف منہ کرو۔ ابویوبؓ نے کہا پھر ہم شام کے ملک میں آئے دیکھا تو کھڑیاں قبلہ کی طرف بنی ہوئی ہیں۔ ہم ان پر سے منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے۔

۶۱۰- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی حاجت کے لیے بیٹھے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ پیٹھے۔

باب: گھروں میں اس امر کی رخصت کا بیان

۶۱۱- واسع بن حبان سے روایت ہے میں نماز پڑھتا تھا مسجد میں اور عبد اللہ بن عمرؓ اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب میں نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے ان کے پاس مڑا عبد اللہؓ نے کہا لوگ کہتے ہیں جب حاجت کو بیٹھو تو قبلہ اور بیت المقدس کی طرف منہ نہ کرو اور میں چھت پر چڑھا تو رسول اللہ ﷺ کو دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کے لیے بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے (اور جب بیت المقدس کی طرف منہ ہو گا تو قبلہ کی طرف پیٹھ ہوگی)۔

۶۱۲- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں اپنی بہن حفصہؓ کے گھر چڑھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شام کی طرف منہ تھا اور قبلہ کی طرف پیٹھ تھی۔

باب: داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت کا بیان
۶۱۳- ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنا ذکر پیشاب کرنے میں داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور پانچخانہ کے بعد داہنے ہاتھ سے استنجاء نہ کرے اور برتن میں پھونک نہ مارے۔

۶۱۴- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پانچخانہ جاوے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے۔

۶۱۵- ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا برتن میں پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنے سے۔

باب: طہارت وغیرہ میں داہنی طرف شروع کرنے

کا بیان

۶۱۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت میں اور کنگھا کرنے میں اور جو تا پہنٹے میں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِجْاءِ بِالْيَمِينِ
۶۱۳- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُمْسِكُنْ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَهُوَ يَبُولُ وَلَا يَتَمَسَّحُ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَنْتَفِسُ فِي الْإِنَاءِ))

۶۱۴- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسُّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ))

۶۱۵- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَنْتَفِسَ فِي الْإِنَاءِ وَأَنْ يَمَسُّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَأَنْ يَسْطِيبَ بِيَمِينِهِ

بَابُ التَّيْمُنِ فِي الطُّهُورِ وَغَيْرِهِ

۶۱۶- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَحِبُّ التَّيْمُنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ

(۶۱۳) ☆ نووی نے کہا استنجے میں ذکر داہنے ہاتھ سے تھا مگر وہ ہے بکراہت تخریجی جیسے اوپر گزرنا اور مقصود یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے کسی طرح کی مدد نہ لیوے استنجے میں۔ اور برتن میں پھونک مارنا اس لیے منع ہوا کہ شاید منہ یا ناک میں سے کوئی چیز نکل کر پانی میں گرے لیکن پانی کے باہر پھونکنا سنت ہے تین بار۔

(۶۱۶) ☆ نووی نے کہا یہ ایک قاعدہ مسترد ہے شروع میں اور وہ یہ ہے کہ جو کام دنیا میں ذرا عزت رکھتے ہیں جیسے کپڑا پہننا اور مونہ پہننا اور مسجد میں جانا اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخن کاٹنا اور مونچھ کترنا اور بالوں میں کنگھی کرنا اور بغل کے بال منڈوانا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضا دھونا اور پانچخانہ سے نکلنا اور کھانا اور پینا مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو باتیں ان کے مثل ہیں ان سب میں داہنی طرف سے شروع کرنا اور کپڑا اتارنا اور پاجامہ یا سوزہ اتارنا اور جو کام ان کے مثل ہیں ان میں بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور یہ سب اس وجہ سے کہ دائیں جانب کو بائیں جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ وضو میں داہنے ہاتھ یا پاؤں کو پہلے دھونا سنت ہے اگر اس کے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہے گی لیکن وضو صحیح ہو جائے گا اور شیعہ کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور ان کے خلاف کا اعتبار نہیں اور بائیں طرف سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے۔ شافعی نے صاف کہہ دیا ہے اور سنن ابوداؤد اور ترمذی میں لفظ

۶۱۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيْمُنَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي نَعْلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُورِهِ.

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّحَلِّيِ فِي الطَّرُقِ وَالظُّلَالِ
۶۱۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اتَّقُوا اللَّعَانَيْنِ)) قَالُوا وَمَا اللَّعَانَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ)).

۶۱۷- ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام میں پسند کرتے جو تاپہنے میں اور کنگھی کرنے میں اور طہارت کرنے میں (بخاری کی روایت میں ہے جہاں تک آپ سے ہو سکتا ہر ایک کام میں)۔

باب: راستہ اور سایہ میں پانچخانہ کرنے کی ممانعت
۶۱۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچو تم لعنت کے دو کاموں سے (یعنی جن کی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کریں)۔ لوگوں نے کہا وہ لعنت کے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا ایک تو راہ میں (جدھر سے لوگ آتے جاتے ہوں) پانچخانہ کرنا۔ دوسرا سایہ دار جگہ (جہاں لوگ بیٹھ کر آرام کر لیتے ہوں) پانچخانہ کرنا (ان دونوں کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور وہ برا نہیں گئے لعنت کریں گے)۔

باب: قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجاء کرنا
۶۱۹- انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ کے اندر گئے اور آپ کے پیچھے ایک لڑکا گیا اس کے پاس ایک بدھنا (لوٹا وغیرہ) تھا۔ وہ لڑکا ہم سب میں چھوٹا تھا اس نے بدھنا ایک بیری کے پاس رکھ دیا پھر رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجاء کر کے۔

۶۲۰- انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانچخانہ جاتے ہیں اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور برچھی اٹھاتے پھر آپ استنجاء کرتے پانی سے اور برچھی اس واسطے ساتھ رکھتے کہ اس کو سامنے گاڑھ

بَابُ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ مِنَ التَّبَرُّزِ
۶۱۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِیْضَاءٌ هُوَ أَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدْ اسْتَنْجَى بِالْمَاءِ.

۶۲۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخِلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِي إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنْزَةً فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ.

تھیں ہاں سیدہ حسنہ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم پہنچو یا وضو کرو تو دائیں طرف سے شروع کرو اور یہ نص ہے دائیں طرف سے شروع کرنے میں اب اس کا خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام ہے اور علماء کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہیں ہے تو مکروہ ہوگا اور بعض اعضاء وضو کے ایسے ہیں جن میں دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب نہیں بلکہ دائیں اور بائیں دونوں کی ایک بارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونوں کان دونوں رخسار اگر یہ امر نہ ہو سکے تو داہنے سے شروع کرے۔ (نووی)

کے نماز پڑھیں)۔

۶۲۱- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ حاجت کو کھلے میدان میں جاتے (لوگوں کی نظر سے دور) پھر میں پانی آپ کے پاس لاتا آپ اس سے استنجاء کرتے۔

۶۲۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ بِحَاجَتِهِ فَأَتِيَهُ بِالْمَاءِ فَيَتَغَسَّلُ بِهِ.

باب : موزوں پر مسح کرنے کا بیان

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۶۲۲- ہمام سے روایت ہے جریر نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔ لوگوں نے کہا تم ایسا کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر۔ اعمش نے کہا ابراہیم نے کہا

۶۲۲- عَنْ هَمَّامٍ قَالَ قَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هَذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ

(۶۲۱) نووی نے کہا اس حدیث سے کئی مسائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگوں کی نگاہ سے۔ دوسرا یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے کام لے سکتا ہے۔ تیسرا یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے۔ چوتھا یہ کہ پانی سے استنجاء کرنا مستحب ہے اور صرف پتھروں پر قناعت کرنے سے بہتر ہے اور لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتویٰ اس طرف گئے ہیں کہ ڈھیلوں سے استنجاء کر کے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا ڈھیلے کافی نہیں ہیں مگر اس صورت میں جب پانی نہ ملے اور بعض علماء نے ان حدیثوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہیں۔ قاضی عیاض نے کہا اس قول کی کچھ اصل نہیں اور نہ رسول اللہ سے یہ امر منقول ہے کہ آپ نے حوض کو پایا ہو پھر اس کو چھوڑ کر برتن سے وضو اختیار کیا ہو۔ انجی

۱۔ نووی نے کہا ہے کہ علماء نے اجماع کیا ہے کہ موزوں پر مسح جائز ہے سفر اور حضر دونوں میں برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہیں اختلاف کیا اس میں کسی نے جس کا اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اس کا انکار کیا ہے اور ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں۔ امام مالک سے اس میں کئی روایتیں ہیں اور مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزوں کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے۔ حسن بھری نے کہا مجھ سے ستر صحابیوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کرتے تھے موزوں پر اور میں نے شرح مہذب میں ان صحابہ میں سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور کئی عمدہ باتیں لکھی ہیں اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مسح موزوں پر افضل ہے یا پاؤں کا دھونا۔ ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ پاؤں کا دھونا افضل ہے اور یہی قول ہے حضرت عمر اور ابوالیوب انصاری کا اور ایک جماعت تابعین کی اس طرف گئی ہے کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبی اور حکم اور حماد کا اور احمد سے اس باب میں دو روایتیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں لیکن مندر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۶۲۲) اور سورہ مائدہ میں وضو کی آیت ہے جس میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اب اگر جریر اس سورہ کے اترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ ان کی حدیث سورہ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہو اور جب وہ اس کے اترنے کے بعد اسلام لائے تو اب یہ گمان ہرگز چل نہیں سکتا اور سنن بیہقی میں ابراہیم بن ادہم سے مروی ہے انھوں نے کہا میں نے موزوں کے مسح میں جریر کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہیں سنی۔

إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ. لوگوں کو یہ حدیث بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریرؓ سورہ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

۶۲۳- عَنْ الْأَعْمَشِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عَيْسَى وَشُعْبَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ. اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے اس میں چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مذکور ہے کہ عبد اللہ کے ساتھیوں کو یہ حدیث اچھی لگتی تھی اس لئے کہ جریر مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

۶۲۴- عَنْ حَدِيثَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِلَيَّ سَبَاطَةُ قَوْمٍ قَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ اذْنُهُ فَذَنُوتُ حَتَّى قُمْتُ عِنْدَ عَقَبَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِعَلَى خُفَيْهِ. ۶۲۴- حدیفہ سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کی روڑی پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا میں سرک گیا۔ آپ نے فرمایا نزدیک آ۔ میں نزدیک چلا گیا یہاں تک کہ آپ کی ایزبوں کے پاس کھڑا ہو گیا پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

(۶۲۳) نووی نے کہا علماء نے اس حدیث میں کئی وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہ جو شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ نے بھی پیٹھ کے درد کی وجہ سے ایسا کیا ہو گا۔ دوسری وجہ یہ ہے جس کو تکلفی نے باسناد ضعیف نقل کیا کہ آپ کے گھٹنوں کے اندر درد تھا، تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو جگہ نہ ملی بیٹھنے کی اس لیے آپ لاچار ہو کر کھڑے رہے اور امام ابو عبد اللہ مازری اور قاضی عیاض نے ایک چوتھی وجہ بیان کی ہے کہ کھڑے ہونے میں در سے حدیث نہ نکلنے کا اطمینان ہوتا ہے برخلاف بیٹھنے کے اور اسی واسطے حضرت عمرؓ نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا در پر کورہ کے رکھتا ہے حدیث نہ نکلنے سے اور ایک پانچویں وجہ بھی ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر اس لیے پیشاب کیا تھا تاکہ اس کا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپ کی یہ تھی کہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہے انھوں نے کہا جو کوئی تم سے کہے رسول اللہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو احمد بن حنبلؓ اور ترمذیؓ اور نسائیؓ اور بہت لوگوں نے اور اسناد اس کی بہتر ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت میں کئی حدیثیں مروی ہیں وہ ثابت نہیں ہیں پھر حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ثابت ہے اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے مگر عذر نہ ہو اور یہ کہ اہمیت تنزیہی ہے نہ تحریمی۔ ابن منذر نے اشراق میں لکھا ہے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں تو حضرت عمرؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابن عمرؓ اور سہل بن سعدؓ سے یہ امر ثابت ہے کہ انھوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انسؓ اور علیؓ اور ابو ہریرہؓ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرینؒ اور عروہ بن زبیرؓ نے اور ابن سعدؓ اور شعبیؓ اور ابراہیم بن سعدؓ نے اس کو مکروہ جانا ہے۔ ابراہیم بن سعدؓ اس شخص کی گواہی نہیں قبول کرتے تھے جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے اور اس مسئلہ میں ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنے کی جگہ ایسی ہو جس پر سے پیشاب کے قطرے اڑیں تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اڑنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ امام ہالک کا یہی قول ہے۔ ابن منذر نے کہا پیشاب بیٹھ کر کرنا میرے نزدیک بہتر ہے اور کھڑے ہو کر بھی درست ہے اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہؐ سے۔ تمام ہواکلام ابن منذر کا لیکن

۶۲۵- عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ أَبُو مُوسَى يُسَدِّدُ فِي الْبُؤْلِ وَيَبُولُ فِي قَارُورَةٍ وَيَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ جِلْدَ أَحَدِهِمْ بُولٌ قَرَضَهُ بِالْمَقَارِضِ فَقَالَ خُذْنِي لَوْ دِدْتُ أَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا يُسَدِّدُ هَذَا التَّشْدِيدَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشِي فَأَتَى سَبَاطَةَ خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ

۶۲۶- عَنْ الْمُعْبِرَةِ بِنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُعْبِرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَنَوَضًا وَمَسَحَ عَلَى

۶۲۵- ابو وائلؓ سے روایت ہے ابو موسیٰؓ نہایت سختی کرتے تھے پیشاب میں۔ وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشی میں اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا تو وہ کھال کتر تا قینچیوں سے۔ حذیفہؓ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابو موسیٰؓ ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھوڑے پر آئے دیوار کے پیچھے آپ کھڑے ہوئے جس طرح سے تم میں کوئی ہوتا ہے پھر پیشاب کیا میں دور ہٹا آپ نے اشارہ فرمایا پاس آ۔ یہاں تک کہ میں آپ کی ایزلیوں کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سے فارغ نہ ہوئے۔

۶۲۶- مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کام کو نکلے ان کے پیچھے مغیرہؓ پانی کا ڈول لے کر گئے اور جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنی وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔ ابن ربیعؓ کی روایت میں یوں ہے

لہ ایک قوم کی روڑی پر آنا پیشاب کرنے کے لیے تو یہ اس وجہ سے ہو گا کہ وہ لوگ اس سے برائے مانتے ہو گئے بلکہ خوش ہوتے ہو گئے اور جس شخص کو ناراضگی نہ ہو اس کی زمین میں پیشاب کرنا ایسا کا کھانا کھانا درست ہے اور اس کی مثالیں بہت ہیں یادہ روڑی خاص اس قوم کی نہ ہو گا بلکہ سب گھروں کے صحن میں مشترک ہو گی لیکن ان کے گھر کے قریب ہو گی اس وجہ سے ان کی طرف نسبت کی گی اور یہ جو آپ نے گھوڑے پر پیشاب کیا اور دور تشریف نہ لے گئے حالانکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور جاتے تو قاضی عیاض نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ لوگوں کو سمجھانے میں یادہ اپنے اور کاموں میں مصروف ہو گئے۔ دفعتاً آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اس وقت دور جانا ممکن نہ ہو اس لیے آپ گھوڑے پر چلے گئے۔ (نووی)

(آپ نے فرمایا نزدیک آ۔ میں نزدیک چلا گیا) آپ نے نزدیک اس واسطے بلایا تاکہ لوگوں سے آڑ ہو جائے دوسری یہ کہ آپ کی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسرے حدیث سے بھی اطمینان تھا اس لیے پاس بلانے میں کوئی تباہت نہ تھی۔ (نووی)

(یہاں تک کہ آپ کی ایزلیوں کے پاس کھڑا ہوا پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا) نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے ایک تو موزوں پر مسح کرنا، دوسرے حضرت میں مسح جائز ہونا، تیسرے کھڑے ہو کر پیشاب جائز ہونا، چوتھے پیشاب کرنے والے سے دوسرے آدمی کے نزدیک ہونے کا جواز، پانچویں پیشاب کرنے والے کا بلانا دوسرے کو آڑ کے لیے، چھٹے پردہ کرنے کا استحباب، ساتویں جواز پیشاب کا گھروں کے نزدیک۔

(۶۲۵) حذیفہؓ کی غرض اس حدیث کے بیان کرنے میں یہ تھی کہ اتنی سختی ابو موسیٰؓ کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور چھپیں اڑنے کا خیال نہ کیا اور شیشے وغیرہ میں پیشاب نہیں کیا جیسا کہ ابو موسیٰؓ کرتے ہیں۔

الْحُفَيْنِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمَيْحٍ مَكَانَ حِينَ حَتَّى. پانی ڈالا آپ پر یہاں تک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت سے (یعنی وضو سے)۔

۶۲۷- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَعَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْحُفَيْنِ. مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے اور اس میں ہے کہ آپ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا پھر جرابوں پر بھی مسح کیا۔

۶۲۸- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ نَزَلَ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَّتُ عَلَيْهِ مِنْ إِذَاوَةٍ كَانَتْ مَعِيَ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ. مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ اترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر آپ آئے تو میں نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپ نے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔

۶۲۹- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ ((يَا مُغِيرَةُ خُذْ الْإِذَاوَةَ)) فَأَخَذْتُهَا ثُمَّ حَرَجْتُ مَعَهُ فَأَنْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ حَبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَيْنِ فَلْهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أُسْغَلِيهَا فَصَبَّتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وَضَوَّءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ ثُمَّ صَلَّى. میں نے لے لی اور آپ کے ساتھ نکلا آپ چلے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر لوٹ کر آئے۔ آپ ایک جہ پہن ہوئے تھے شام کا تنگ آستینوں کا آپ نے چاہا اپنے ہاتھ آستینوں سے باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا۔ پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا آپ نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی۔

۶۳۰- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَ حَاجَتَهُ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّبْنَاهُ بِالْإِذَاوَةِ فَصَبَّتُ عَلَيْهِ فَعَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ

(۶۲۸) نو دی نے کہا اس حدیث سے اور اسامہ بن زید کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور بعض حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہیں ہیں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ مدد لینا تین قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی لانے میں کسی سے مدد لیوے اور یہ نہ مکروہ ہے نہ اس میں کچھ قباحت ہے۔ دوسرے یہ کہ اعضاء کے دھونے میں مدد لیوے یعنی دوسرا شخص اس کے اعضاء کو دھوے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت جائز ہے تیسرے یہ کہ دوسرا شخص صرف پانی ڈالے اس کا ترک اولیٰ ہے کرنا مکروہ ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں اور جب کوئی دوسرا پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے ہائیں طرف کھڑا ہو۔

چاہے جب تک تھا آخر دونوں ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے نکالا اور دھویاں کو اور سر پر مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

۶۳۱- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہاں تک کہ اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا دھو لے۔ آپ نے منہ دھویا آپ جبہ اون کا پہنے ہوئے تھے تو ہاتھ استیموں سے باہر نکال نہ سکے۔ آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے دے میں نے ان کو طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا ان دونوں پر۔

۶۳۲- مغیرہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرایا آپ نے وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا مغیرہ نے کہا تو آپ نے فرمایا میں نے ان کو طہارت میں پہنا ہے۔

باب: پیشانی اور دستار پر مسح کرنا

۶۳۳- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سفر میں پیچھے رہ گئے میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا جب آپ حاجت

(۶۳۱) نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزوں کا پہننا طہارت کا ملہ پر ضروری ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے داہنا پاؤں دھویا پھر موزہ پہنا پھر بائیں پاؤں دھویا اور موزہ پہنا تو داہنے موزے پر مسح درست نہ ہو گا اس لیے کہ اس وقت طہارت کا ملہ نہ تھی اب اس کا اتارنا اور دوبارہ پہننا ضروری ہے البتہ بائیں موزہ اتارنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اس کے پہننے کے وقت طہارت کامل ہو چکی تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائیں موزہ کا بھی اتارنا ضروری ہے اور یہ قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور یحییٰ بن آدم اور حزنی اور ابو ثور اور داؤد کا یہ قول ہے کہ پہننا موزہ کا حدث کی حالت میں بھی درست ہے بعد اس کے طہارت کامل کر لیوے۔ انتہی۔

(۶۳۳) یہی وہ حدیث ہے جس سے رسول اللہ کا نماز پڑھنا اپنے صحابی کے پیچھے ثابت ہوتا ہے علماء نے کہا ہے کہ آپ نے سوا عبد الرحمن بن عوف کے اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی البتہ جبریل کے پیچھے نماز پڑھی۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتیں نکلتی ہیں ایک افضل کا اقتداء کرنا اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ دوسرے نبی کا نماز پڑھنا اپنے ساتھی کے پیچھے تیسرے فضیلت اول وقت

فَلَمَّا قَضَىٰ حَاجَتَهُ قَالَ ((أَفْعَلْ مَاءً)) فَأَتَيْنَهُ
بِمِطْهَرَةٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ
عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُ الْحَبَّةِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ
تَحْتِ الْحَبَّةِ وَأَلْقَى الْحَبَّةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ
ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتَيْهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى
خُفْيَيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَأَتَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ
قَامُوا فِي الصَّلَاةِ يُصَلِّي بِهَمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحْسَنَ بِالنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ
فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرُّكْعَةَ الَّتِي سَبَقْتَنَا.

سے فارغ ہوئے تو فرمایا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں ایک چھاگل
لے کر آیا پانی کی آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا پھر
باہیں آستیموں میں سے نکالنا چاہیں تو آستین تک ہوئی آپ نے
نیچے سے ہاتھ کو نکالا اور جبہ کو اپنے مؤذنوں پر ڈال دیا اور
دونوں ہاتھ دھوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ پر اور موزوں پر
پھر سوار ہوئے میں بھی سوار رہا جب اپنے لوگوں میں پہنچے تو وہ نماز
پڑھ رہے تھے عبدالرحمن بن عوف ان کو نماز پڑھا رہے تھے اور وہ
ایک رکعت پڑھ چکے تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ
تشریف لائے ہیں وہ پیچھے ہٹنے لگے آپ نے اشارہ کیا اپنی جگہ پر
رہو آخر انھوں نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ
کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے
ہو چکی تھی پڑھ لی۔

۶۳۴- عَنْ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدِّمِ رَأْسِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ.
۶۳۵- عَنْ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بِمِثْلِهِ.
۶۳۶- عَنْ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتَيْهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ
وَعَلَى الْخُفَّيْنِ.

۶۳۴- مغیرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مسح کیا
موزوں پر اور پیشانی پر اور عمامہ پر۔
۶۳۵- دوسری روایت کا معنی بھی وہی ہے جو اوپر گزرا۔
۶۳۶- مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزوں
پر۔

نماز پڑھنے کی کیونکہ صحابہ نے آپ کا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کر دی، چوتھے جب امام حاضر نہ ہو تو لوگ کسی اور امام کو امام بنا سکتے ہیں
بشرطیکہ اس سے کوئی مفسدہ نہ پیدا ہو اور امام کو رنج نہ ہو ورنہ سب لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں اور دوبارہ جماعت میں شریک
ہونا مستحب ہو گا یا نجوس مسبوق سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کر لے اور یہ باقی نماز بدو پڑھے اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی البتہ سورۃ
فاتحہ پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع میں پاوے، چھٹے یہ کہ مسبوق کو بھی امام کی پیروی رکوع اور سجود اور قعدہ سب ارکان میں
ضروری ہے اگرچہ اسکے قعدہ کا وقت نہ ہو، ساتویں یہ کہ مسبوق امام سے تب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے اور عبدالرحمن بن عوف
جو نماز پڑھائے گئے اور ابو بکر صدیق کی طرح پیچھے ہٹ نہ آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدالرحمن ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور ابو بکر نے
کوئی رکعت نہیں پڑھائی تھی۔ انہی۔

(۶۳۴) ☆ عمامہ پر مسح کرنا درست ہے اور اس کا اتارنا ضروری نہیں رفع حرج کے لیے۔ اہلحدیث کا یہی قول ہے اور بعض علماء کے نزدیک
عمامہ پر مسح جائز نہیں جب تک سر پر ہاتھ نہ پھیرے۔

۶۳۷- بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور عمامہ پر۔

۶۳۷- عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَيْنِ وَالْعِمَامَةِ وَفِي حَدِيثٍ عَيْسَى حَدَّثَنِي الْحَكَمُ حَدَّثَنِي بِلَالٌ.

۶۳۸- اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور بلال کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا۔

۶۳۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: موزوں پر مسح کرنے کی مدت کا بیان

بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ

۶۳۹- شرح بن ہانی سے روایت ہے میں حضرت عائشہ کے پاس آیا ان سے موزوں کا مسح پوچھنے کو انھوں نے کہا کہ تم ابو طالب کے بیٹے (یعنی حضرت علیؑ) سے پوچھو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے ہم نے ان سے پوچھا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر کی اور مقیم کے لیے ایک دن رات۔ راوی نے کہا کہ جب سفیان عمرو کا ذکر کرتے تو ان کی تعریف کرتے۔

۶۳۹- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِإِنِّي أَبِي طَالِبٍ فَسَلِّمْ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ قَالَ وَكَانَ سُفْيَانُ إِذَا ذَكَرَ عَمْرًا أَثْنَى عَلَيْهِ.

۶۴۰- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

۶۴۰- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ عَنْ الْحَكَمِ

بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۶۴۱- شرح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے موزوں کے مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ علیؑ کے پاس جاؤ وہ اس مسئلے کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں پھر میں علیؑ کے پاس آیا تو انہوں نے نبی اکرم کی حدیث بیان کی۔

۶۴۱- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ فَقَالَتْ أَنْتِ عَلِيًّا فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(۶۳۹) ہم نووی نے کہا جمہور علماء کا یہی قول ہے جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد کا اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دنوں تک چاہے مسح کرے اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کا ان کی دلیل ابن ابی عمار کی حدیث ہے جو ابوداؤد نے روایت کی لیکن وہ حدیث باتفاق علماء ضعیف ہے۔ اب اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزے پہننے کے بعد حدث کے وقت سے شروع ہوگی نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت گزرنے سے پہلے نہانے کی حاجت ہوئی تو موزے پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک بحر اگر غسل کیا اور دونوں پاؤں موزے کے اندر دھو لیے تو جنابت جاتی رہے گی اور نماز جائز ہو جائے گی اب اگر اس کے بعد حدث ہوگا تو موزے پر مسح درست نہیں اس لیے کہ موزوں پر مسح اسی وقت درست ہے جب طہارت کاملہ پر پہنے جاویں اب ان کو اتار کر طہارت کر کے پھر پہنے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو دوسرے کا حوالہ دیوے جو اس کو خوب جانتا ہو۔ انتہی

بَابُ جَوَازِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ

وَاحِدٍ

٦٤٢ - عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خَفِيهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَتْ ((عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ)).

بَابُ كَرَاهَةِ غَمَسِ الْمُتَوَضَّعِ وَغَيْرِهِ
يَدُهُ الْمَشْكُوكُ فِي نَجَاسَتِهَا فِي الْإِنَاءِ

باب: ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا

٦٤٢ - بریدہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور مسح کیا موزوں پر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا میں نے قصد ایسا کیا۔

باب: پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنا اس کو دھونے سے پہلے مکروہ ہے

(٦٤٢) نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو موزے پر مسح کرنا دوسرے فرض نمازوں کا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدیث نہ ہو اور یہ جائز ہے باجماع علماء اور امام ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن بن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علم سے اس کے خلاف نقل کیا ہے ان کے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضروری ہے اگرچہ وضو ہو اور دلیل ان کی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اذاعتہم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوهکم الا یہ اور جمہور کی دلیل احادیث صحیحہ ہیں۔ ایک ان میں سے یہ حدیث ہے اور ایک حدیث انس کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگوں کو ایک ہی وضو کافی ہو تا جب تک حدیث نہ ہو دوسری حدیث سوید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اس کی تائید میں اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفہ اور مزدلفہ میں اور تمام سفروں میں اور حدیث قضا نمازوں کے جمع کرنے کی خندق میں اور آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو تو منہ دھو اخیر تک اور بعضوں نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے رسول اللہ کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور اس میں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھے خواہ فرض ہو یا نفل دوسرے یہ کہ تازہ وضو اس صورت میں مستحب ہے جب اس سے کوئی فرض نماز پڑھے تیسرے یہ کہ اس وضو سے وہ کام کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسے مصحف کا چھونا، سجدہ تلاوت کرنا، چوتھے یہ کہ ہر حال میں مستحب ہے اگرچہ ان میں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گزرے کہ جس کے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جاوے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں موافق مذہب صحیح کے اور امام الحرمین نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے اسی طرح تازہ تیمم کرنے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم زخمی اور بیمار کے لیے ہو گا جو پانی ہوتے ہوئے تیمم کرتے ہیں اور ان کے سوا اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی واجب نہ کہیں اور جو یہ حضرت عمرؓ نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر رسول اللہ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے جیسے افضل ہے اور اس دن جو کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود تھا جیسے آپ نے فرمایا میں نے یہ کام قصد کیا ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجے والا بڑے درجے والے سے سوال کر سکتا ہے ان افعال سے جو غلات کے خلاف ہوں اس لیے کہ کبھی یہ امر نسیان سے ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو جاوے گا اس سوال کی وجہ سے۔ اٹھی

قَبْلَ غَسْلِهَا ثَلَاثًا

۶۴۳- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک اس کو تین بار نہ دھو لے کیونکہ معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اس کا۔

۶۴۴- مذکورہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۴۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ)) .

۶۴۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثٍ وَكَيْعٍ قَالَ يَرْفَعُهُ بِمِثْلِهِ .

۶۴۵- اس سند سے بھی وہی حدیث منقول ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

۶۴۵- عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

۶۴۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالے اس لیے کہ اس کو معلوم نہیں کہ کہاں رہا ہاتھ اس

۶۴۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِغْ عَلَى يَدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ

(۶۴۳) ☆ امام شافعیؒ نے کہا عربوں کی عادت تھی کہ وہ دھیلیوں سے استنجا کیا کرتے اور ان کے ملک گرم تھے سونے میں پسینہ آتا اس لیے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہو گیا ہو اور اس حدیث سے کئی مسائل نکلتے ہیں ایک تو یہ کہ قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جائے تو وہ نجس ہو جاوے گا دوسرے یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا ضروری نہیں سواکتے کے چائے ہوئے برتن کے تیسرے یہ کہ استنجا کا مقام دھیلیوں سے پاک نہیں ہوتا بلکہ معاف ہے نماز اس سے چوتھے یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضروری ہے یعنی نجاست متحققہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہے پانچویں یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے صرف پانی ڈالنا کافی نہیں چھٹے یہ کہ عبادات میں احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط دوسرے کے درجہ تک نہ پہنچے۔ اب جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تیز یہی ہے نہ کہ تحریمی جس صورت میں نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈال دے گا تو پانی نجس نہ ہو گا اور حسن بصری سے منقول ہے کہ نجس ہو جائے گا اگر رات کو سو کر اٹھا ہے اور اخلق بن راہویہ اور محمد بن جریر طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونوں میں طہارت ہے پھر شک سے وہ نجس نہیں ہو سکتے اور یہ سو کر اٹھنا ہمارے نزدیک سونے سے مخصوص نہیں بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہ ہو یا بغیر سونے نجاست کا گمان ہو تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے نہ ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کے خواب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے اور جو دن کے خواب سے اٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے۔ اجماع۔

(۶۴۶) ☆ یہ کنایہ ہے یعنی دیر پاؤں پر رہا اور کنایہ ایسے مقاموں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اس کی بہت نظیریں ہیں۔ یہ تب ہے کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں طہ

يَذُو فِي إِنَائِهِ فَإِنَّهُ لَا يَذُو فِي مِمَّ يَأْتِي يَذُو ((

کارات کو۔

٦٤٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي رِوَايَتِهِمْ جَمِيعًا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ كُلُّهُمْ يَقُولُ حَتَّى يَغْسِلَهَا وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ ثَلَاثًا إِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ رِوَايَةِ جَابِرِ وَأَبْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَقِيقٍ وَأَبِي صَالِحٍ وَأَبِي رَزِينٍ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِمْ ذِكْرَ الثَّلَاثِ

٦٤٧- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث کئی اسانید سے مروی ہے ہر ایک میں ہاتھ دھونے کا ذکر ہے مگر کسی ایک نے بھی تین مرتبہ کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ حُكْمِ وَلَوْغِ الْكَلْبِ

باب: کہتے کے منہ ڈالنے کا بیان

٦٤٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدَكُمْ فَلْيُرْقِهْ ثُمَّ لْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ))

٦٤٨- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کتا منہ ڈال کر پئے تم میں سے کسی کے برتن میں تو بہاڑے اس کو پھر سات بار دھو دے۔

٦٤٩- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ فَلْيُرْقِهْ

٦٤٩- اس روایت میں بہانے کا ذکر نہیں ہے

٦٥٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدَكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ

٦٥٠- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے پئے تو اس کو سات بار دھونا چاہیے۔

٦٥١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((طَهْرُ إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ لَاهُنَّ بِالْمَرَّاتِ))

٦٥١- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اس میں منہ ڈال کر پئے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھوئیں پہلی بار مٹی سے بائجھیں۔

٦٥٢- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

٦٥٢- ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثیں ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان

لہ ہاتھ ڈالنا دھونے سے پہلے مکروہ نہیں ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پانی پر ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھو دے یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا اور کسی سے مدد لیوے۔ (نووی)

(٦٥٢) ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اس کا لعاب اور پسینہ ناپاک ہے۔ جمہور علما کا یہی قول ہے اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل ان کی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کھاؤ تم وہ شکار جو کتے پکڑیں تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے پکڑنے میں ضرور لگے گا مگر یہ دلیل قوی نہیں اس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہاں کتے تھے

میں سے ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتاب اس میں چڑھ چڑھ پئے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھو دے۔

۶۵۳- عبد اللہ بن مغفل مرنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کہ کتابوں کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال ان کا اور حال کتابوں کا پھر اجازت دی شکاری کتاب اور گلے کا کتابانے کی (یعنی بکریوں کی منڈی کی حفاظت کے لیے) اور فرمایا جب کتاب برتن میں منہ ڈال کر پئے تو اس کو سات بار دھو اور آٹھویں بار منی سے مانجھو۔

۶۵۴- یحییٰ بن سعد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور رخصت دی آپ نے بکریوں کا کتاب اور شکاری کتاب اور کھیت کا کتابانے کی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((طَهِّرُوا إِنَاءَ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَعَ الْكَلْبُ فِيهِ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ))

۶۵۳- عَنْ ابْنِ الْمُغْفَلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ ((مَا بَالُهُمْ وَبَالَ الْكِتَابِ)) ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيِّدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ ((إِذَا وَلَعَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَقِّرُوهُ الثَّامِنَةَ فِي الثَّرَابِ))

۶۵۴- فِي رَوَايَةٍ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيِّدِ وَالزَّرْعِ

اللہ نے منہ لگا یا طہارت ثابت نہیں ہوتی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ کے زمانہ میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈالتا اس کا جواب یہ ہے کہ آنے جانے سے طہارت اس کی ثابت نہیں ہوتی اب رہا پیشاب اس کا وہ تو بالا اجماع نجس ہے اور مسجد کے نہ دھونے کی وجہ یہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہو سکتی ہوگی یا اس وجہ سے کہ زمین سوکھ گئی تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتدائے اسلام میں ہو گا بعد اس کے مسجدوں کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثیں آتی ہیں ان میں کتابانے کی اجازت دی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پالنے کی اجازت سے اس کی طہارت لازم نہیں آتی ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے منہ ڈال کر پینے سے برتن کا سات بار دھونا ضروری ہے اور یہی قول ہے ابن عباسؓ اور عمروؓ اور ابن سیرینؓ اور طاؤسؓ اور عمرو بن دینارؓ اور اوزاعیؓ اور مالکؓ اور شافعیؓ اور احمد بن حنبلؓ اور اسحاق بن راہویہؓ اور ابو ثورؓ اور ابو عبیدہؓ اور داؤد کا اور خلاف کیا اس کا ابو حنیفہؓ نے اور قیاس کیا اس کو نجاستوں پر حالانکہ یہ قیاس ہے بمقابلہ نص کے۔ اور دلیل لائے ہیں طحاویؒ اور دارقطنیؒ کی روایت سے کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابو ہریرہؓ نے بھول کر یہ کہا ہو سات بار دھونے کو وہ مستحب جانتے ہوں اور تین بار کو واجب اور ابو ہریرہؓ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انھوں نے سات بار دھونے کا حکم کیا بہر حال ابو ہریرہؓ کا قول احادیث صحیحہ مرفوعہ صریحہ کے مقابل نہیں ہو سکتا۔ (نیل الاوطار) نوویؒ نے کہا ہمارے نزدیک کتے کا پیشاب اور پاخانہ یا خون یا پسینہ وغیرہ اگر لگ جاوے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دھوئیں اور ایک بار منی سے۔

(۶۵۳) جہاں نوویؒ نے کہا ہمارا مذہب اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ سات بار دھوئیں ان میں ایک بار منی مل کر دھوئیں اور چونکہ منی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھواں بار ہو اور بھیج اس قدر احتیاط کا کہتے کہ جھوٹے میں یہ ہے کہ بعض کتاب ہر بلا ہوتا ہے اور بعض دیوانہ تو سات بار دھونے میں برتن سے بالکل اثر جاتا رہے گا یہ نہیں کہ نجاست اس کی اور نجاستوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ سور کتے سے بھی زیادہ نجس ہے پراس میں زہر نہیں۔

(۶۵۴) نوویؒ نے کہا ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتاب پالنا حرام ہے جیسے کوئی پالے اس کی صورت تھ

- باب: تھمے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت
- ۶۵۵- عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ
- ۶۵۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يُبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ))
- ۶۵۷- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَبْلُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَغْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ))
- ۶۵۸- ہمام بن منبہ نے کہا یہ حدیثیں ہیں جو ہم سے ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیں پھر کئی حدیثیں بیان کیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کر کہ پیشاب کرے تو تھمے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پھر غسل کرے اسی پانی سے۔

لح کو پسند کر کے یا نمائش و زیبائش کے لیے تو یہ حرام ہے بلا خلاف لیکن ضرورت کے لیے پالاندر ست ہے اور اس حدیث میں تو تین کاموں کے لیے اجازت ہے ایک شکار کے لیے دوسرے جانوروں کی حفاظت کے لیے تیسرے کھیت کی حفاظت کے لیے ان تین کاموں کے لیے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ اختلاف ہے کہ گھروں کی حفاظت کے لیے اس کا پالاندر ست ہے یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا اگر کٹھننا ہو تو اس کو مار ڈالیں اور اگر کٹھننا نہ ہو تو نہ ماریں۔ امام الحرمینؒ نے کہا کہ کتوں کے قتل کی حدیث منسوخ ہے اسی طرح سیاہ کتے کے قتل کی۔ اتنی مختصراً

(۶۵۷) نووی نے کہا یہ ممانعت بعض پانی میں تو تحریم ہے اور بعضوں میں کراہت اور اس حدیث سے نکلا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اس میں پیشاب کرنا حرام نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جائے گا موافق مذہب مشہور شافعی کے اور دوسرے کو دھوکہ ہوگا وہ اس کو استعمال کرے گا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن تھما ہوا ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں اور اگر حرام کہیں جب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نجی تحریم کے لیے ہے اور وہ پانی نجس ہو جائے گا حنفیہ کے نزدیک جس صورت میں اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ہلانے سے دوسرا کنارہ بے اور جو پانی تھوڑا ہو تھما ہو تو اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اس میں پیشاب کرنا حرام ہے اور پانچگانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہے بلکہ اس سے بدتر ہے اسی طرح اگر کسی برتن میں پیشاب کر کے اس کو پانی میں ڈال دے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ بہہ کر اس میں جاوے یہ سب باتیں منع ہیں اور ان میں کسی عالم نے خلاف نہیں کیا البتہ داؤد و ظاہری سے معقول ہے کہ ممانعت خاص ہے انسان کے پیشاب سے اور پانچگانہ کی ممانعت نہیں نہ برتن میں پیشاب کر کے اس کو ڈالنے کی اور نہ پانی کے نزدیک پیشاب کرنے کی اور علماء نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پانچگانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ پانی میں نہ جاوے کیونکہ لوگ وہاں آتے جاتے ہیں تو ان کو تکلیف ہوگی اور جس نے استنجانہ کیا ہو وہ اگر پانی میں غوطہ لگانا چاہے استنجے کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاوے گا تو حرام ہے اور اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے اسی طرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو تو اس صورت میں نہ کرنا بہتر ہے۔ اتنی

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ
۶۵۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ)) فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَارَلُهُ تَنَارُلًا.

بَابُ وَجُوبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنَ النَّجَاسَاتِ إِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَّ الْأَرْضَ تَطْهَرُ بِالْمَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى حَفْرِهَا

۶۵۹- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((دَعُوهُ وَلَا تُزِدْمُوهُ)) قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بَدَلُوهُ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ.

۶۶۰- عَنْ أَنَسٍ أَنِ ابْنِ مَالِكٍ يَذْكُرُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((دَعُوهُ)) فَلَمَّا فَرَغَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُنُوبٍ فَصَبَّ عَلَى بَوْلِهِ.

باب: تھمے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت

۶۵۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھمے ہوئے پانی میں نہ نہاؤے لوگوں نے ابو ہریرہؓ سے کہا پھر کیا کرے؟ انھوں نے کہا ہاتھوں سے پانی لے کر نہاؤے۔

باب: مسجد میں جب پیشاب کرے تو اس کو پانی سے دھونا ضروری ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی ہے اس کا کھودنا ضروری نہیں۔

۶۵۹- انسؓ سے روایت ہے کہ ایک گنوار مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اس کو مارنے یا ہٹانے کے لیے اٹھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت رو کو پیشاب اس کا۔ جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اس پر ڈال دیا۔

۶۶۰- انس بن مالک رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا لوگ چلائے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اس کو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے حکم کیا تو ایک ڈول پانی کا اس کے پیشاب پر ڈالا گیا۔

(۶۵۸) ☆ نووی نے کہا ہمارے علماء کے نزدیک تھمے ہوئے پانی میں نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر اسی طرح جاری چشمے میں۔ شافعی نے یوہی میں کہا میں مکروہ جانتا ہوں جنب کے لیے غسل کرنا کنوس میں اور تھمے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت ترکیبی ہے نہ تحریمی اور اگر جنب نے ایسے پانی میں غسل کیا اور وہ دو قلوں سے کم ہے تو مستعمل ہو جائے گا اور حنفیہ کے ہاں جو وہ وہ یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہو گا اور صحیح مذہب الجہد یہ تھا کہ یہ ہے کہ پانی پاک ہے اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اس کا مزہ یا رنگ یا بو نہ بدلے اور کچھ فرق نہیں ہے قلیل اور کثیر پانی میں خواہ وہ دو قلوں سے کم یا اس سے کم۔ انہی مع زیادہ۔

(۶۶۰) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور اس پر اجتماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کم سن بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اس کو ہم آگے بیان کریں گے انشاء اللہ۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنی چاہیے اور نجاستوں سے پاک رکھنی چاہیے اور زمین پر پانی ڈالنے سے زمین پاک ہو جاتی ہے اور اس کا کھودنا ضروری نہیں یہی ہمارا اہل

۶۶۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِي فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَهْ مَهْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَزِدُّهُ دَعْوَهُ)) فَتَرَكَهُ حَتَّى يَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ)) أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَأَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَسَنَّهُ عَلَيْهِ.

۶۶۱- انس بن مالک سے روایت ہے ہم رسول اللہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں اتنے میں ایک جنگلی آیا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ کے اصحاب نے کہا ہائیں ہائیں کیا کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا پیشاب مت روکو جانے دو لوگوں نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکا آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ مسجدیں پیشاب اور نجاست کے لائق نہیں یہ تو اللہ کی یاد کے لیے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئی ہیں یا ایسا ہی کچھ آپ نے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم کیا وہ ایک ذول پانی کا لایا اور اس پر بہا دیا۔

فقہ اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو نرم اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے کہ تذلیل یا عناد سے مخالفت نہ کرے اور علماء نے لکھا ہے رسول اللہ نے اس گنوار کے چھوڑ دینے کا دودھوں سے حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اس کو ضرر ہو تا دوسرے اگر وہ پیشاب کرنا چلا جاتا تو ساری مسجد اور اس کے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے۔ (۶۶۱) نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو بچانا چاہیے ناپاک چیزوں سے اور تھوک سے اور آواز بلند کرنے سے اور لڑائی جھگڑوں سے اور خرید و فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہاں پر میں چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہوں ایک یہ کہ بے وضو کو مسجد میں بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے اعتکاف یا علم دین پڑھنے یا پڑھانے یا وعظ کرنے یا سننے یا نماز کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ مباح ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ اسی طرح مسجد کے اندر سونا درست ہے۔ امام شافعی نے ام (نامی کتاب) میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ ابن منذر نے اشراق میں لکھا ہے کہ مسجد میں سونے کی اجازت دی ہے سعید بن مسیب اور حسن اور عطاء اور شافعی اور ابن عباس نے کہا مسجد کو خواب گاہ مت بناؤ اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد میں جاوے تو کچھ قباحت نہیں اور اوزاعی نے کہا مسجد میں سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسافروں کو مسجد میں سونا درست ہے اور مقیم کو مناسب نہیں امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قباحت نہیں پھر اگر کوئی مسجد کو خواب گناہ بنا لے تو جائز نہیں اور اسحق کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد میں سونا جائز رکھا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ مسجد میں سویا کرتے تھے اور کافر مسلمانوں کی اجازت سے مسجد میں جاسکتا ہے البتہ بغیر اجازت سے اس کو جانے سے روکا جاوے گا۔ ابن منذر نے کہا مسجد میں وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام میں وضو کرنا جس سے لوگوں کو تکلیف ہو مکروہ ہے اور ابن میرین اور مالک اور یحییٰ بن یونس سے اس کی کراہت مروی ہے مسجد کے صاف رکھنے کے لیے ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے لکھا ہے کہ جانوروں اور دیوانوں اور لڑکوں کا مسجد میں لے جانا مکروہ ہے اور مردودہ لڑکے ہیں جن کو تمیز نہیں کیونکہ وہ نجس کر دیں گے۔ مسجد پر جانور کالے جانا حرام نہیں ہے اس لیے کہ رسول اللہ نے طواف کیا ہے خانہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہو کر اور یہ کراہت کے منافی نہیں اس لیے یہ آپ نے بیان جواز کے لیے ایسا کیا ہو گا اس لیے کہ آپ سب لوگوں کو دکھلائیے تو دوسرے آپ کی پیروی کریں اسی طرح مسجد میں نجاست کا لے جانا حرام ہے اور جس کے بدن میں ایسی نجاست لگی ہو کہ اس سے مسجد کے نجس ہو جائے

بَابُ حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرُّضِيِّ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ

باب : شیر خوار بچے کے پیشاب کو کیوں کر دھونا چاہیے

۶۶۲- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ بچوں کو لاتے آپ ان کے لیے دعا کرتے اور ہاتھ پھیرتے ان پر اور کچھ چبا کر انکے منہ میں دیتے جیسے کھجور وغیرہ ایک لڑکا آپ کے پاس لایا گیا اس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ ڈال دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

۶۶۳- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ پر ڈال دیا۔

۶۶۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۶۲- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالصِّبْيَانِ فَيَبْرِكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ قَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتَتْهُ بَوَلُهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ

۶۶۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ قَبَالَ فِي حَجْرِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ

۶۶۴- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

۶۶۵- ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لے کر آئیں جو انانج نہیں کھاتا اور اس کو آپ کی گود میں بٹھا دیا اس نے پیشاب کر دیا آپ نے فقط پانی اس پر چھڑک دیا۔

۶۶۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی ایک دو لفظوں کے تغیر سے مروی ہے۔ آپ نے پانی اس پر چھڑک دیا۔

۶۶۷- عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا نے جو بچہ

۶۶۵- عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مُحْصِنٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِي حَجْرِهِ قَبَالَ قَالَ فَلَمْ يَرِدْ عَلَى أَنْ نَضْحَ بِالمَاءِ

۶۶۶- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ

۶۶۷- عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتِ مُحْصِنٍ وَكَانَتْ مِنْ

لہ جانے کا ذرہ ہو وہ مسجد میں نہ جاوے اور جو ذرہ ہو تو چا سکتا ہے اگر مسجد میں فضولیوے اور خون کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر مسجد میں پیشاب کرے تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مکروہ ہے۔ دوسرے یہ کہ حرام ہے۔ مسجد میں چٹک لینا، پاؤں ہلانا، انگلیاں چٹکانا درست ہے۔ مسجد کو جھاڑا صاف رکھنا مستحب ہے۔

(۶۶۷) نووی نے کہا ان حدیثوں سے بچوں کے منہ میں کچھ چبا کر دینے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور اہل صلاح اور فضل سے برکت حاصل کرنا بھی نکلا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو بزرگوں کے پاس بجانا بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حسن معاشرت اور نرمی اور ملائمت اور اطفال پر رحم کرنا بہت عمدہ چیز ہے اور باب سے مقصود یہ ہے کہ بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے اور اس سے

مہاجراتِ الاول المانی بایعن رسول اللہ ﷺ وہی اُخْتُ عَکَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَحَدُ نَبِیِّ أَسَدِ بْنِ حَزِیْمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَابِهَا لَمْ يَلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ عَيْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنِي أَنَّ أَهْلَهَا ذَلِكَ بَالَ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَاءٍ فَغَسَّحَهُ عَلَى ثَوْبِهِ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسَلًا

باب حُكْمِ الْمَنِيِّ

باب: منی کا حکم

۶۶۸- علقمہ اور اسود سے روایت ہے ایک شخص حضرت عائشہؓ کے پاس اترا وہ صبح کو اپنا کپڑا دھونے لگا شاید رات کو اختلام ہو گیا ہو گا حضرت عائشہؓ نے کہا کہ تجھے کافی تھا اگر منی تو نے دیکھی صرف اتنا مقام دھو ڈالتا اور جو نہیں دیکھی تو پانی گردا گرد چھڑک دیتا۔ میں تو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی چھیل ڈالتی (یعنی کھرج ڈالتی اس لیے کہ وہ گاڑھی ہوتی) پھر آپ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھتے۔

۶۶۸- عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّمَا كَانَ يُجَرِّتُكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَإِنَّ لَمْ تَرَ نَضَحْتَ حَوْلَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتَنِي أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكًا فَيُصَلِّي فِيهِ.

۶۶۹- اسود اور ہمام سے روایت ہے حضرت عائشہؓ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرج ڈالتی تھی۔

۶۶۹- عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۶۷۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں سے منی کھرپنے کی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۷۰- عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ فِي حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مُعْشَرٍ.

لہٰذا باب میں تین مذہب ہیں ایک تو صحیح اور مشہور یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے لیکن لڑکی کا پیشاب مثل اور نجاستوں کے دھونا ضروری ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کا دھونا ضروری ہے اخیر کے دونوں مذہب شاذ اور ضعیف ہیں اور پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے علی بن ابی طالب اور عطاء بن ابی رباح اور حسن بصری اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ایک جماعت سلف اور اصحاب حدیث نے اور وہی قول ہے ابن وہب کا اور وہی مروی ہے ابو حنیفہ سے اور تیسرے مذہب کو مالک نے اختیار کیا ہے اور ابو حنیفہ سے یہی مشہور ہے۔ یہ اختلاف اس بچے میں ہے جو سواد دھ کے اور کوئی غذا نہ کھاتا ہو لیکن جب وہ اناج کھانے لگے تو سب کے نزدیک اس کا پیشاب دھونا ضروری ہے۔ انہی باختصار

۶۷۱- و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ بَنَتْهُ حَدِيثُهُمْ

۶۷۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۷۲- عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ الْمَنِيِّ يُصِيبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ أَيْغُسِلُهُ أَمْ يُغَسِّلُ الثَّوْبَ فَقَالَ أَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَسِّلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الثَّوْبِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْغَسْلِ فِيهِ.

۶۷۲- عمرو بن میمون سے روایت ہے میں نے سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر منی کپڑے میں لگ جاوے تو منی کو دھو ڈالے یا کپڑے کو دھو دے؟ انھوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھو ڈالتے پھر نماز کو نکلتے وہی کپڑا پہن کر اور میں دھونے کا نشان دیکھتی آپ کے کپڑے میں۔

۶۷۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ ابْنَ أَبِي زَائِدَةَ فَحَدَّثَنِي كَمَا قَالَ ابْنُ بَشَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَسِّلُ الْمَنِيَّ وَأَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ أُغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۳- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے کہ ابن بشر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منی کو خود دھو ڈالتے تھے۔ ابن مبارک اور ابن واحد عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں کی روایت کردہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں منی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں سے دھو ڈالتی تھی۔

۶۷۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شِهَابٍ الْحَوَّلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلَى عَائِشَةَ فَاخْتَلَمْتُ فِي ثَوْبِيَّ فَعَمَسْتُهُمَا فِي الْمَاءِ فَرَأَيْتَنِي جَارِبَةً لِعَائِشَةَ

۶۷۴- عبد اللہ بن شہاب خولانی سے روایت ہے میں حضرت عائشہ کے پاس اترا مجھے احتلام ہو گیا کپڑوں میں۔ میں نے ان کو پانی میں ڈبوایا حضرت عائشہ کی ایک چھو کری نے یہ دیکھا اور ان سے

(۶۷۴) یعنی اگر کپڑے میں منی لگ جائے تو سارے کپڑے کا دھونا اور غوطہ دینا ضروری نہیں صرف اتنے مقام کو دھو ڈالے جہاں منی لگی ہو۔ نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے آدمی کی منی میں تو مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر منی خشک ہو تو اس کا دل ڈالنا کافی ہے اور یہی ایک روایت ہے احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال میں اس کا دھونا ضروری ہے اور لیث نے کہا کہ منی نجس ہے لیکن منی بھرے اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز کا لوٹنا ضروری نہیں اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے میں منی بھری ہو اور اس سے نماز پڑھے تو نماز لوٹنا ضروری نہیں اگرچہ منی کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو لیکن اگر بدن میں لگی ہو تو نماز کا لوٹنا ضروری ہے اگرچہ منی تھوڑی ہو۔ اور بہت سے علماء اس طرف گئے ہیں کہ منی پاک ہے اور یہی مروی ہے حضرت علیؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور عمرؓ اور عائشہؓ سے اور داؤد اور احمدؓ سے صحیح تر روایت میں اور یہی مذہب ہے شافعیؒ اور احمدؒ یث کا اور جس نے کہا کہ منی کی طہارت صرف شافعی کا قول ہے اس نے غلطی کی۔ اب جو لوگ نجس کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں منی دھونے کا ذکر ہے اور جو پاک کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں کھرچ ڈالنے کا ذکر ہے کیونکہ منی نجس ہوتی تو اس کا ملنا اور کھرچ ڈالنا کافی نہ ہوتا جیسے خون کا ملنا اور کھرچنا کافی نہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ دھونے کی لئے

فَأَعْبَرْتُهَا فَبَعَثْتُ إِلَيَّ عَائِشَةَ فَقَالَتْ مَا حَمَلْتُكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُ مَا يَرَى النَّاسُ فِي مَنْأَمِهِ قَالَتْ هَلْ رَأَيْتَ فِيهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَأَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَإِنِّي لَأَحْكُمُ مِنْ نَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَسًا بِظُفْرِي

بَابُ نَجَاسَةِ الدَّمِّ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ

۶۷۵- عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْخَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ ((تَحْتُهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَتَضَخُّهُ ثُمَّ تَغْتَسِلُ فِيهِ))

بیان کیا انھوں نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا ان کپڑوں کو تم نے کیوں ڈبویا؟ میں نے کہا خواب میں میں نے وہ دیکھا جو سونے والا دیکھتا ہے (مراد احتلام ہے)۔ انھوں نے کہا کپڑوں میں تو نے کچھ اثر پایا؟ میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتا تو اس کا دھو ڈالنا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے سوکھی منی اپنے ناخنوں سے چھیل ڈالتی۔

باب: خون کی نجاست اور اس کے دھونے کا بیان

۶۷۵- اسما سے روایت ہے ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور اس نے کہا ہم میں سے کسی کو کپڑے میں حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا پہلے اس کو کھرج ڈالے پھر پانی ڈال کر ملے پھر دھو ڈالے پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے۔

اس روایت محمول ہے استحباب اور صفائی پر یعنی دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی منی کا حکم ہو اب ہمارے اصحاب کا ایک قول ضعیف ہے اور وہ یہ کہ منی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ ضعیف یہ ہے کہ دونوں کی منی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی منی پاک ہے اور جب منی پاک ہوئی تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ درست نہیں ہے کیونکہ طبیعت اس سے گھن کرتی ہے تو وہ خباثت میں داخل ہیں جو حرام ہیں اب منی اور جانوروں کی توکتے اور سور کی منی تو نجس ہے بلا خلاف۔ اور جانوروں کی منی میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہیں خواہ اس جانور کا گوشت حلال ہو یا نہ ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقاً۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہو اس کی منی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اس کی منی بھی ناپاک ہے۔

نودی نے کہا حضرت عائشہ کی اس حدیث سے لوگوں نے دلیل قائم کی ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح بھی یہ ہے اور انھوں نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو احتلام تو ہونا محال تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے تو اب جو منی رسول اللہ ﷺ پر ہوگی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع میں منی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہیں انھوں نے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہیں ہوتا بلکہ جب بدن میں اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اس کو دفع کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ احتمال ہے کہ یہ منی مقامات جماع یعنی بوسہ اور مساس اور مباشرت سے نکلے ہو۔ اتنی

(۶۷۵) نودی نے کہا اس حدیث سے نکلا ہے کہ نجاست کا پانی سے دھونا واجب ہے اور جو کوئی کسی اور دوسری چیز سے دھو دے سرکہ وغیرہ سے تو جائز نہ ہو گا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے میں صاف کرنا اس کا ضروری ہے عدد کی شرط نہیں ہے۔ اگر نجاست مٹی ہے جو آنکھ سے دکھائی نہیں دیتی جیسے پیشاب وغیرہ اس کا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور نجاست یعنی جو آنکھ سے دکھائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اس کا دھونا واجب ہے کہ نجاست زائل ہو جائے اب بعد اس کے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا نچوڑنا دھونے کے بعد شرط نہیں ہے صحیح قول کے موافق۔ اب اگر نجاست یعنی کے دھونے کے بعد اس کا

۶۷۶- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ۔

باب الدلیل علی نجاسة البول
ووجوب الاستبراء منه

۶۷۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ ((أَمَّا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالْإِسْمَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَبْرِئُ مِنْ بَوْلِهِ)) قَالَ فَذَعَا بِعَسِيبٍ رَطِبٍ فَشَفَعَهُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هَذَا

۶۷۷- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے نکلے تو فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں ایک تو ان میں چغل خوری کرتا (یعنی ایک کی بات دوسرے سے لگا اور لڑائی کے لیے) دوسرا اپنے پیشاب سے بچنے میں احتیاط نہ کرتا۔ پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی منگوائی اور چیر کر اس کو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی اور

تھو رنگ رہ جائے تو کچھ قباحت نہیں البتہ اگر اس کا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا نجس ہے اور مزہ دور کرنا ضروری ہے اور جو بوجھ رہا ہے تو اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جائے گا۔ اتنی مختصراً

(۶۷۷) بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا بڑے گناہ پر نہیں اس سے یہ غرض ہوگی کہ ان کے دانست میں بڑا گناہ نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا ان پر مشکل نہ تھا اور قاضی عیاضؒ نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ نہ تھا اس سے یہ مطلب ہے کہ عذاب کچھ بڑے سے بڑے گناہ پر منحصر نہیں بلکہ چھوٹے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کے بڑے ہونے کا یہ سبب ہے کہ پیشاب سے جب پرہیز نہ کیا تو نماز باطل ہوئی اور نماز کا ترک کبیرہ گناہ ہے اسی طرح چغل خوری اور فساد سب سے بدتر گناہ ہے۔ (نووی)

آپ نے ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹہنی گاڑ دی شاید انکے سوکھنے تک عذاب ہلکا ہو دے۔ نووی نے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ نے ان دونوں کی سفارش کی تو وہ سفارش قبول ہوئی۔ اس طرح سے کہ انکے عذاب سے کم کرنے کا حکم ہوا انہی کے سوکھنے تک اور شاید آپ دعا کرتے ہوں ان کے لیے ٹہنیوں کے خشک ہونے تک اور احتمال ہے کہ ہری ٹہنیاں تسبیح کہتی ہوں اس وجہ سے عذاب کی کمی ہو اور جب سوکھ جاویں تو تسبیح موقوف ہو جاتی ہو کیونکہ وان من شئ الا یسبح بحمده سے اکثر مفسرین کے نزدیک وہی شے مراد ہے جو زندہ ہو اور کلزی اور پتھر کی زندگی جب ہی تک ہے کہ وہ کالے نہ جاویں اور محققین علماء کا یہی قول ہے کہ آیت عام ہے اور ہر ایک چیز ہی تسبیح کرتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے اپنے صانع کی قدرت پر دلالت کرتی ہے اور یہی اس کی تسبیح ہے۔

برگ درختاں ہز در نظر ہشدار
ہر درخت دفتریت معرفت کردگار

اور اس حدیث سے علماء نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب ہے اس لیے کہ جب ہری شاخ سے عذاب کی کمی ہو تو قرآن کی برکت سے ضرور عذاب میں کمی ہوگی اور بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی نے وصیت کی

وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ ((لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَتَبَسَا))۔
فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اس وقت تک ان کا عذاب ہلکا ہو جائے۔

۶۷۸- عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَكَانَ الْآخِرُ لَا يَسْتَنْزِعُهُ عَنْ الْبُؤْلِ أَوْ مِنْ الْبُؤْلِ))۔
۶۷۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جو دوسرا شخص تھا وہ پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا۔



حکم کی تھی کہ میری قبر میں دوہری شائیں رکھ دی جائیں اور شاید انھوں نے تبر کار رسول اللہ کے فعل کو دیکھ کر یہ وصیت کی۔ خطابی نے انکار کیا اس فعل کا جو لوگ قبروں پر کیا کرتے ہیں یعنی پھول اور شائیں ڈالنے کا اور کہا اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور معتزلہ نے اس کے خلاف کیا ہے اور پیشاب نجس ہے اور چغفل خوری حرام ہے جب فساد کی نیت سے ہو اور جو کسی مسلمان کا ضرر سے بچنا منظور ہو تو ثواب ہے وہ چغفل خوری میں داخل نہیں۔ اتنی مع زیادہ۔

کِتَابُ الْحَيْضِ

حیض کا بیان ۱

- بابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْبِازَارِ ۶۷۹- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْزِرُ بِبِازَارٍ ثُمَّ يُمَاشِرُهَا.
- باب: تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا ۶۷۹- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے ہم میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کو حکم کرتے تہبند باندھنے کا پھر اس کے اوپر مباشرت کرتے اس کے ساتھ۔
- ۶۸۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَنْزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُمَاشِرُهَا.
- ۶۸۰- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ ﷺ حکم کرتے تہ بند باندھنے کا۔ جب حیض کا خون جوش پر ہوتا پھر اس سے مباشرت کرتے

۱ حیض کے معنی لغت میں بہنا اور اصطلاح میں اس خون کو کہتے ہیں جو بالغ عورت کے رحم سے بہتا ہے معین دونوں میں اور استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت عادت کے خلاف آوے۔

(۶۷۹) یعنی لپٹنے اس سے اور مساس کرتے اور بوسے لیتے پر جماع نہ کرتے کیونکہ حیض میں جماع کرنا حرام ہے باجماع اہل اسلام اور اگر کوئی اس کو حلال جانے تو وہ کافر مرتد ہے۔ اس لیے کہ اس کی حرمت قرآن سے ثابت ہے اور جو کوئی حلال نہ جانے اور بھول سے یا نادانستہ ایسا کام کرے تو اس پر گناہ ہے نہ کفارہ اور اگر جان بوجھ کر کرے تو گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ واجب نہیں۔ مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی کا ایک روایت میں یہی قول ہے اور جمہور سلف نے اسی کو اختیار کیا ہے جیسے عطاء اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور کچھ اور زہری اور ابو الزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور ابوب سختیانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد کا اور ایک قول یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب ہے اور یہی مروی ہے حضرت ابن عباسؓ اور حسن بھری اور سعید بن جبیر سے اور یہی قول ہے قتادہ اور اوزاعی اور اسحاق کا اور احمد کا ایک روایت میں۔ اب اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے کفارہ میں تو حسن اور سعید نے کہا وہ کفارہ ایک بردے کا آزاد کرنا ہے اور باقی لوگوں نے کہا وہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ دینا ہے اور دلیل ان کی ابن عباسؓ کی حدیث ہے مرفوع جو شخص اپنی عورت سے جماع کرے حیض کی حالت میں وہ ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ باتفاق حفاظ ائمہ

(۶۸۰) یعنی نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ ہر شخص کا کام نہیں البتہ رسول اللہ میں یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اس کو یہی بہتر ہے کہ حائضہ سے مباشرت بھی نہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ غلبہ شہوت میں جماع کر بیٹھے اور گنہگار ہو۔ نووی نے کہا مباشرت ایک تو جماع کے معنی میں ہے وہ حیض کی حالت میں حرام ہے جیسے اوپر گزر اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف کے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسہ سے یا چمٹاؤ سے یا مساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت میں۔۔۔ باتفاق علماء اور وہ جو عیدہ مسلمانی سے منقول ہے کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت میں درست نہیں تو یہ شاذ ہے مگر ہے اس کو کسی نے قبول نہیں کیا اور اگر

قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ بِرَبِّهِ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ بِرَبِّهِ.

۶۸۱- عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْبِازَارِ وَهُنَّ حِيضٌ.

بَابُ الْإِصْطِجَاعِ مَعَ الْحَائِضِ فِي لِحَافٍ وَاحِدٍ

۶۸۲- عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْطِجِعُ مَعِيَ وَأَنَا حَائِضٌ وَيَتَنِي وَيَبْنِي ثَوْبٌ.

۶۸۳- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَنْبَأُ أَنَا مُصْطِجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْحَمِيلَةِ إِذَا حِضْتُ فَأَنْسَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِضَّتِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنْفُسْتُ)) قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَأَصْطِجَعْتُ نَعْمَ فِي الْحَمِيلَةِ قَالَتْ وَكَأَنْتُ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْخَنَابَةِ.

حضرت عائشہؓ نے کہا تم میں سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اس قدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے۔

۶۸۱- ام المومنینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی عورتوں سے مباشرت کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتیں۔

باب : حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا

۶۸۲- ام المومنین ميمونة سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی اور میرے اور آپ کے بیچ میں ایک کپڑا حائل ہوتا۔

۶۸۳- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں دفعتاً مجھے حیض آیا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھا لیے حیض کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا؟ میں نے کہا ہاں آپ نے مجھے بلایا پھر میں آپ کے ساتھ لیٹی اسی چادر میں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے۔

ظہر ثابت بھی ہو تو مرد و عورت کے بدن کے میل احادیث صحیحہ کے جن کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ازار سے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ گھٹنے اور ناف کے بیچ میں مباشرت کرے لیکن سوا قبل اور دبر کے اور مقاموں میں اس میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت محمدیہ ہے۔۔۔۔۔ جہاں حیض بند ہو اور عورت نے غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جاوے گی ہمارا اور مالک اور احمد کا مذہب یہی ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دس روز میں حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی مباشرت حلال ہے۔ اتنی مختصر۔

(۶۸۳) بخاری نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حائضہ کے ساتھ سونا جائز ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے، ناف اور زانوؤں کے نیچے یا صرف فرج نہ ملے۔ علماء نے کہا ہے کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا اور اس کا بوسہ لینا درست ہے اسی طرح مساس کرنا ناف کے اوپر اور زانوؤں کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہیں ہے وہ پانی اور ہر ایک چیز میں ہاتھ ڈال سکتی ہے اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے، کنگھی کر سکتی ہے، کھانا پکا سکتی ہے اس کا جو ٹھکانا اور پیٹ دونوں پاک ہیں اور ابن جریر نے کہا اس پر اجماع ہے علماء کا۔ اتنی۔

بَابُ جَوَازِ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ رَوْحِهَا
وَتَرْجِيلِهِ وَطَهَارَةِ سُورِهَا وَالِاتِّكَاءِ فِي
حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ

۶۸۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَفَ بَدَنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأَرْجِلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ

۶۸۵- عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضِ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَدْخُلُ عَلَى رَأْسِهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْجِلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا وَقَالَ ابْنُ رُمَيْحٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ

۶۸۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُحَاوِرٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ

۶۸۷- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حِجْرَتِي فَأَرْجِلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ

۶۸۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اس کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے اس کی گود میں تکیہ لگا کر بیٹھنا اور قرآن پڑھنا درست ہے۔

۶۸۴- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں تشریف نہ لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت (پیشاب پاخانہ وغیرہ) کے واسطے۔

۶۸۵- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں (جب اعتکاف میں ہوتی) گھر میں جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر میں بیمار ہوتا اس کو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رہ کر اپنا سر میری طرف ڈال دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں نہ جاتے مگر حاجت کے لیے جب اعتکاف میں ہوتے۔ ابن ریح نے کہا جب کہ وہ سب اعتکاف میں ہوتے۔

۶۸۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں ہوتے تو مسجد کے باہر اپنا سر نکال دیتے میں آپ کا سر دھو دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۷- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنا سر میرے نزدیک کر دیتے اور میں حجرہ میں ہوتی پھر میں کنگھی کرتی آپ کے سر میں اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۸- ام المومنین حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا

(۶۸۴) نوٹ: یہاں اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے معلوم ہوئے جن کا ذکر انشاء اللہ اعتکاف کے باب میں آئے گا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنے والا اپنے بدن کا کوئی حصہ جیسے ہاتھ یا پاؤں یا سر مسجد سے باہر نکالے تو اس کا اعتکاف باطل نہ ہو گا اور جو شخص حلف کرے اس بات کی کہ فلاں گھر میں نہ جائے گا فلاں گھر سے نہ نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اس کے اندر کرے یا اس میں سے نکالے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بیوی سے خدمت لے سکتا ہے پکانے اور نہانے دھونے میں بشرطیکہ وہ راضی ہو۔ انتہی

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ.
۶۸۹- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَأْوِلُنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنْ حَيْضَتُكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ))

سردھوتی اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے جائز نماز اٹھانے کا مسجد سے۔ میں نے کہا میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

۶۹۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَاوِلَهُ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((تَتَاوَلِيهَا فَإِنَّ الْخَيْضَةَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ))

۶۹۰- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا جائز نماز کے اٹھالینے کا مسجد سے میں نے کہا میں حیض سے ہوں۔ آپ نے فرمایا اٹھانے کا حیض تیرے ہاتھ میں تھوڑی ہے۔

۶۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَمَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ نَأْوِلُنِي الثُّوبَ)) فَقَالَتْ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنْ حَيْضَتُكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ)) تَتَاوَلْتَهُ.

۶۹۱- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے اتنے میں آپ نے فرمایا اے عائشہ مجھ کو کپڑا اٹھانے انھوں نے کہا میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے پھر انھوں نے کپڑا اٹھا دیا۔

۶۹۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أَتَاوَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعْرِقُ الْعَرَقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أَتَاوَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فِيَّ وَلَمْ يَذْكُرْ زَهْرًا فَيَشْرَبُ

۶۹۲- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں پانی پیتی تھی پھر پی کر برتن رسول اللہ ﷺ کو دیتی آپ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے رکھ کر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ ﷺ کو دے دیتی آپ اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا۔

۶۹۳- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَكَبَّرُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ

۶۹۳- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میری گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۹۴- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتْ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا بِهَا وَلَمْ يُحَامِعُوهُنَّ فِي

۶۹۴- انس سے روایت ہے یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اس کو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ گھر میں اس کے ساتھ رہتے

(۶۸۹) جہاں حدیث میں خمرہ کا لفظ ہے اکثر علماء نے کہا کہ خمرہ وہ ذرا سا کڑا ہے جو بونے وغیرہ کا جس پر سجدہ کیا جاوے اور خطائی نے کہا خمرہ سے مراد جائز نماز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مسجد کے باہر رہنا حائضہ اندر کر کے جو یا گھسیٹ لے اور ہاتھ اندر لے جانے میں کوئی قباحت نہیں اگرچہ تو حیض سے ہے۔

(۶۹۳) آپ ان کی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے ان کی ذات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان تو تھے انھوں نے اسلام کی حرارت لے لی

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَى فَأَعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ إِلَى آخِرِ الْمَآثِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ)) فَبَلَغَ ذَلِكَ الْيَهُودَ فَقَالُوا مَا نُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدْعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا حَالَفَنَا فِيهِ فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ يَقُولُ كَذًا وَكَذًا فَلَا نُحَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَّنَا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِي أَنْأَرِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا.

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلہ کو پوچھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ویسألونک عن المہیض عن المہیض آخر تک یعنی پوچھتے ہیں تم کو حیض سے تم کہہ دو حیض پلید ہے تو جدا رہو عورتوں سے حیض کی حالت میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے۔ یہ خبر یہود کو پہنچی انھوں نے کہا یہ شخص (یعنی محمد) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارا خلاف کرے یہ سن کر اسید بن حذیر اور عباد بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہود ایسا کیا کہتے ہیں۔ ہم حاکمہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں؟ (یعنی جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہم کو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیے۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا (ان کے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیوں نہ کریں آپ کو برا معلوم ہوا کس لیے کہ خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپ کو ان دونوں شخصوں پر غصہ آیا وہ اٹھ کر باہر نکلے اتنے میں کسی نے آپ کو دودھ بھیجا تحفہ کے طور پر آپ نے ان دونوں کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا تب ان کو معلوم ہوا کہ آپ کا غصہ ان کے اوپر نہ تھا۔

بَابُ الْمَذْيِ

باب مذی کا بیان

۶۹۵- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكُنْتُ أَسْتَحْبِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنِهِ فَأَمَرْتُ الْمُقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ((يَغْسِلُ ذِكْرَهُ وَيَتَوَضَّأُ)).

۶۹۵- حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میری مذی بہت نکلا کرتی تھی میں نے شرم کی رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے میں کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں۔ میں نے مقداد بن اسود سے کہا انھوں نے پوچھا آپ نے فرمایا اپنے ذکر کو دھو ڈالے اور وضو کرے۔

۶۹۶- عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ

۶۹۶- حضرت علیؓ نے کہا مجھے شرم آئی مذی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے بوجہ قاطعہ کے۔ میں نے مقداد سے کہا انھوں

مذی میں یہود سے حل کر یہ بات کہہ دی جو قرآن کے خلاف تھی۔

! مذی ایک سفید رقیق پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اس کے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور کبھی اس کا نکلنا محسوس نہیں ہوتا اور مرد اور عورت دونوں میں یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتوں میں زیادہ۔ (نووی)

نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے (غسل ضروری نہیں)۔

۶۹۷- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے مقداد کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے پوچھا اگر کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وضو کر ڈالے اور شرم گاہ دھو ڈالے۔

باب: سونے سے اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے کا بیان

۶۹۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو رہے۔

باب: جنبی کو سونا درست ہے لیکن وضو کرنا اور شرم گاہ دھولینا کھاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے

۶۹۹- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سونے کا قصد کرتے اور آپ جنبی ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے۔

أَجَلِ فَاطِمَةَ فَأَمَرَتْ الْمُقَدَّادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ((مِنْهُ الْوُضُوءُ))۔

۶۹۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَرْسَلَنَا الْمُقَدَّادُ بْنُ الْأَسْوَدِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ الْمَذْيِ يَخْرُجُ مِنَ الْإِنْسَانِ كَيْفَ يَفْعَلُ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَوَضَّأًا وَانْضَحَ فَرَجَكَ))۔

بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ

۶۹۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ

بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُجَامِعَ

۶۹۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ

(۶۹۷) ۱۱ نووی نے کہا علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہیں آتا لیکن وضو لازم آتا ہے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ان حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اسی واسطے آپ نے ذکر دھونے کا حکم کیا اور مراد ذکر کے دھونے سے یہ ہے کہ جس قدر ذکر میں مذی لگ گئی ہو اتنی دھو دے نہ کل ذکر کو۔ شافعی اور جمہور علماء نے ایسا ہی کیا ہے اور مالک اور احمد سے منقول ہے کہ سارے ذکر کو دھو دے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوائے پیشاب اور پانچنانہ کے اور نجاستوں میں جیسے مذی اور خون وغیرہ دھیلے سے پاک کرنا کافی نہیں بلکہ پانی سے طہارت کرنا چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ دھیلے سے پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ دھوا کو اپنے خسر یا ساس یا سالے سے جماع کے متعلق باتیں کرنا آداب کے خلاف ہے۔ (احمدی مختصر)

(۶۹۸) ۱۱ نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہنا مکروہ نہیں ہے اور سلف کے بعض زہاد نے اس کو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات تہجد اور وحیفہ میں نائم ہو جاوے اور رسول اللہ کو اس بات کا ذکر نہ تھا۔

- ۷۰۶- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.
- ۷۰۷- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَغُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ)) زَادَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ يَنْتَهَمَا وَضُوءًا وَقَالَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَغُودَ.
- ۷۰۸- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ يَغْسِلُ وَاحِدًا.
- بَابُ وَجُوبِ الْغَسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ بِخُرُوجِ الْمَنِيِّ مِنْهَا
- ۷۰۹- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ وَهِيَ حَذَّةٌ بِاسْتِحْقَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ وَعَائِشَةُ عِنْدَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْمَرْأَةُ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَتَرَى مِنْ نَفْسِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَفْسِهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا أُمَّ
- ۷۰۶- یہ حدیث بھی ایسی ہے جیسے اوپر گزری ہے۔
- ۷۰۷- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے پھر کرے۔
- ۷۰۸- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنی سب عورتوں کے پاس ہو آتے ایک ہی غسل سے۔
- باب: اگر عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے

- ۷۰۹- انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ام سلیمؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں (اور وہ داوی تھیں اسحاق کی جو راوی ہے اس حدیث کا انسؓ سے) اور وہاں حضرت عائشہؓ بیٹھی تھیں انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! عورت اگر سونے میں ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے (یعنی منی کو) یہ سن کر عائشہؓ نے کہا ام سلیم تو نے رسوا کر دیا عورتوں کو (اس وجہ سے کہ احتلام ایسی عورت کو ہوگا جو بہت

(۷۰۸) نووی نے کہا حاصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ جب کاکھانا اور پینا اور سونا اور جماع کرنا غسل سے پہلے درست ہے اس پر سب کا اجماع ہے اسی طرح اس بات پر کہ بدن کا پسینہ پاک ہے ان حدیثوں کی رو سے یہ امر مستحب ہے کہ کھانا یا پینا یا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لیوے اور شرمگاہ کو دھو لیوے اگر ایسا نہ کرے تو مکروہ ہے اور ابن حبیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب ہے اور ان حدیثوں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہیں بلکہ جب نماز کے لیے اٹھے اس وقت واجب ہے۔ (انجمن باختصار)

(۷۰۹) یعنی حضرت عائشہؓ کا کہنا تیرے ہاتھ میں منی لگے اس سے بد دعا مقصود نہ تھی نہ کو سنا بلکہ انھوں نے نیک نیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اصل یہ ہے کہ تجھ پر محتاجی آوے اور تو غریب ہو جاوے پر اب بخادرہ ہو گیا ہے عرب میں کہ یہ کلمہ اس وقت کہتے ہیں کہ جب کسی بات کو برا سمجھتے ہیں یا برا جانتے ہیں یا جھڑکتے ہیں یا خفا ہوتے ہیں۔

نووی نے کہا جب عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی عورت جے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق۔ اسی طرح اگرچہ بچہ کے بدلے صرف گوشت کا لوتھڑا بنے یا خون کی پھنگی اور جو غسل کو واجب نہیں کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کو دکر نکلے یا یوں ہی سونے میں نکلے یا جاگتے میں معلوم ہوا اس کا نکلنا یا نامعلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو۔ اور منی نکلنے سے یہ مراد ہے کہ باہر سے

سَلِمَ فَصَحَّتِ النِّسَاءُ قَرَبَتْ يَمِينُكَ فَقَالَ
لِعَائِشَةَ ((بَلْ أَنْتِ قَرَبَتْ يَمِينُكَ نَعَمْ
فَلْتَعْتَسِلْ يَا أُمَّ سَلِمَ إِذَا رَأَتْ ذَلِكَ))

پر شہوت ہو اور منی بھی اسی کی نکلے گی) تیرے ہاتھ میں مٹی لگے
(اور یہ انھوں نے نیک بات کہی)۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ
تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اور ام سلیم سے فرمایا اے ام سلیم عورت
غسل کرے اس صورت میں جب ایسا دیکھے۔

۷۱۰- عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ
أَنَّ أُمَّ سَلِمَ حَدَّثَتْ أَنَّهَا سَأَلَتْ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ
عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا رَأَتْ ذَلِكَ الْمَرْأَةُ
فَلْتَعْتَسِلْ)) فَقَالَتْ أُمَّ سَلِمَ وَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ
ذَلِكَ قَالَتْ وَهَلْ يَكُونُ هَذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ
((نَعَمْ فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشُّبَّةُ إِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ
غَلِيظٌ أَبْيَضٌ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ فَمِنْ
أَيِّهِمَا غَلَا أَوْ سَقِيَ يَكُونُ مِنْهُ الشُّبَّةُ))

۷۱۰- قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی
اللہ عنہ نے ان سے حدیث بیان کی کہ ام سلیمؓ نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب میں دیکھے وہ جو مرد دیکھتا
ہے؟ آپ نے فرمایا جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے۔ ام سلمہ
رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے شرم آئی میں نے کہا ایسا کیا ہوتا ہے؟
(یعنی عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بے شک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ کیوں کر
ہوتا ہے۔ مرد کا نطفہ گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا زرد پھر
جو اوپر جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے بچہ اسی کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

نکل نکل آوے اگر سونے میں یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہیں نکلی تو غسل واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر منی حرکت
کرے یا باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہیں اگر کسی کی منی نکلے لگے اور وہ نماز میں ہو اور کپڑے کے اوپر سے ذکر کو تمام لیوے یہاں تک کہ منی رک
جاوے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور عورت کا حکم مرد کا سا ہے۔ (انتہی مختصر)

(۷۱۰) جہاں یعنی بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے مل کر پیدا ہوتا ہے پھر جس کا نطفہ غالب ہوتا ہے بچہ اسی کی صورت ہوتا ہے اور جب
عورت کا نطفہ ہو تو اس کا نکلنا اور احتلام ہونا ممکن ہے۔

نوٹ: نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے منی کی صفت کے بیان میں حالت صحبت میں۔ علما نے کہا مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی
ہے اور کود کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ نکلتی ہے اس کے نکلنے میں لذت آتی ہے اور جب نکل چکتی ہے اسی وقت شہوت ضعیف
ہو جاتی ہے اور اس کی بو ایسی ہوتی ہے جیسے بھجور کے گاہرہ کی قریب آنے کی بو کے اور سوکھ کر بعضوں نے کہا پیشاب کی سی بو ہو جاتی ہے یہ تو
اصل حالت ہے منی کی جب مرد صبح اور سالم ہو کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو۔ اگر بیمار ہو تو مرد کی منی بھی زرد اور رقیق ہو جاتی ہے یا آلات منی
ضعیف ہو جاتے ہیں تو وہ کود کر نہیں نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہو جاتی ہے بخنی کی طرح اور کبھی
خالص خون کی طرح نکلتی ہے لیکن اگر منی سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہو گا اور منی کے تین خاصے ہیں ایک تو یہ
کہ شہوت کے ساتھ نکلے اور اس کے نکلنے کے بعد سستی ہو جاوے۔ دوسری بو بھجور کے گاہرہ کی طرح۔ تیسری آہستہ آہستہ کئی بار نکلے ان
میں سے ہر ایک بات کافی ہے اس کے منی ہونے کے لئے اور تینوں باتوں کا ہونا ضروری نہیں اگر ان تینوں میں سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب
یہ ہو گا کہ وہ منی نہیں ہے اور عورت کی منی زرد اور رقیق ہوتی ہے اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اس کی پہچان دو اوصاف سے ہے

۷۱۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلْتُ امْرَأَةً رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي مَنَامِهِ فَقَالَ ((إِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُونُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ)) .

۷۱۲- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحِبُّ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلِ إِذَا اخْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ ((تَوَبَّتْ بِذَلِكَ فِيمَ يُشَبِّهُهَا وَلَذَٰهَا)) .

۷۱۳- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحَّتِ النِّسَاءُ .

۷۱۴- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْتُ أَنْ أُمَّ سَلِيمٍ أُمَّ بَنِي أَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ هِشَامٍ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا أَوْ لَكَ أَنْتَ تَرَى الْمَرْأَةَ ذَلِكِ .

۷۱۵- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ

۷۱۱- انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر عورت خواب میں وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اس میں سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنی منی نکلے) تو غسل کرے۔

۷۱۲- ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ سچ بات سے شرم نہیں کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اس کو احتلام ہووے؟ آپ نے فرمایا ہاں جب وہ پانی دیکھے (یعنی منی کو)۔ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں کو منی لگے (احتلام نہیں ہوتا تو پھر) بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے؟

۷۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۷۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتی ہیں کہ ام سلیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں باقی وہی حدیث ہے۔

۷۱۵- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے

ایک تو بومرد کی منی کی بو کی طرح دوسرے لذت اس کے نکلتے وقت اور اس کے نکلنے کے بعد شہوت کا کم ہو جانا پھر منی جس طرح اور جس حال میں نکلے اس کے نکلنے سے غسل واجب ہوگا۔ انہی ما قال النووی

(۷۱۲) ☆ اس حدیث سے اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت ہے پر جیسے اس کی اور صفات مخلوقات کی صفات کی طرح نہیں ہیں اسی طرح یہ صفت بھی مخلوق کی طرح نہیں ہے سلف کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں اہلحدیث نے تاویل کرنے والوں کو بہت برا سمجھا ہے۔

(۷۱۵) ☆ حدیث میں الت کا لفظ ہے اس کا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنی ہاتھ زخمی کئے جاویں اور گونچے جاویں لہ سے جو

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اس کو احتلام ہو اور پانی دیکھے؟ (یعنی منی) آپ نے فرمایا ہاں غسل کرے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تیرے ہاتھوں کو منی لگے اور وہ کوچے جاویں ہتھیار سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دے اس کو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے ماں باپ کے وہ کاہے سے ہوتا ہے؟ جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب ہو تو بچہ اپنے نخیال کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب ہو تو بچہ دو خیال پر پڑتا ہے۔

باب : عورت اور مرد کی منی کا بیان اور اس بات کا کہ بچہ دونوں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے

۷۱۶- ثوبانؓ سے روایت ہے جو مولیٰ (آزاد غلام) تھا رسول اللہ ﷺ کا اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ اتنے میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا السلام علیک یا محمدؐ میں نے اس کو ایک دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا وہ بولا تو کیوں دھکا دیتا ہے میں نے کہا تو (نام لیتا ہے حضرت کا اور) رسول اللہ کیوں نہیں کہتا؟ وہ بولا ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمدؐ ہے۔ یہودی نے کہا کہ میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھلا میں اگر تجھے کچھ بتلاؤں تجھ کو فائدہ ہوگا اس نے کہا میں کان سے سنوں گا تب رسول اللہ ﷺ نے ایک چھری سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا پوچھو۔ یہودی نے کہا جس دن یہ زمین آسمان بدل کر دوسرے زمین و آسمان ہوں گے لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا اخْتَلَمَتْ وَابْتَصَرَتْ الْمَاءَ فَقَالَ ((نَعَمْ)) فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرَبْتُ يَدَاكَ وَأَنْتِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((دَعِيهَا وَهَلْ يَكُونُ الشَّيْءُ إِلَّا مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ إِذَا عَلَا مَاءُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشَبَّهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشَبَّهَ أَعْمَامَهُ))

بَابُ بَيَانِ صِفَةِ مَنِيِّ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوقٌ مِنْ مَائِهِمَا

۷۱۶- عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ جَبْرٌ مِنْ أَحْبَابِ الْيَهُودِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَاذَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ لِمَ تَدْفَعُنِي فَقُلْتُ أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلِي)) فَقَالَ الْيَهُودِيُّ جِئْتُ أَسْأَلُكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَبْقَعُكَ شَيْءٌ إِنْ حَدَّثْتُكَ)) قَالَ أَسْمَعُ بِأُذُنِي فَتَكَلَّمْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُودٍ مَعَهُ فَقَالَ ((سَلْ)) فَقَالَ

لہ ایک ہتھیار ہے نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحار میں ہے کہ صحیح آلت ہے یعنی چھری ماری حضرت عائشہؓ نے۔

نے فرمایا لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔ اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس پل سے پار ہوں گے؟ آپ نے فرمایا مہاجرین میں جو محتاج ہیں (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیغمبر کے ساتھ گھربار چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ جنت میں جائیں گے تو ان کا پہلا ناشتہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے) اس نے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تیل کا بنا جائے گا ان کے لیے جو جنت میں چرا کر تا تھا۔ پھر اس نے پوچھا یہ کھا کر وہ کیا بنیں گے؟ آپ نے فرمایا ایک چشمہ کا پانی جس کا نام سلسیل ہے۔ اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جس کو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوانہی کے شاید اور ایک دو آدمی جانتے ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر میں وہ بات تجھے بتا دوں تو تجھے فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا میں اپنے کان سے سن لوں گا پھر اس نے کہا میں بچہ کو پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے۔ یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بے شک آپ پیغمبر ہیں پھر جب چلا پیٹھ پھیر کر تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے جو باتیں مجھ سے پوچھیں وہ مجھے کوئی معلوم نہ تھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتادیں۔

۷۱۷- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے صرف چند الفاظ کا معمولی تغیر و تبدل ہے۔

الْيَهُودِيُّ أَتَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجَنَّةِ)) قَالَ فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَارَةٌ قَالَ ((فَقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ)) قَالَ الْيَهُودِيُّ فَمَا تُخَفِّتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ ((قَالَ زِيَادَةُ كَبِدِ النَّوْنِ)) قَالَ فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى إِثْرِهَا قَالَ ((يُنَحَرُ لَهُمْ تَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا)) قَالَ فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ ((يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ)) قَالَ أَسْمِعْ بِأَذْنِي قَالَ جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ الْوَلَدِ قَالَ ((مَاءُ الرَّجُلِ أَيْضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ فَإِذَا اجْتَمَعَا فَعَلَا مَنِ الرَّجُلِ مَنِ الْمَرْأَةِ أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللَّهِ وَإِذَا عَلَا مَنِ الْمَرْأَةِ مَنِ الرَّجُلِ آتْنَا بِإِذْنِ اللَّهِ)) قَالَ الْيَهُودِيُّ لَقَدْ صَدَقْتَ وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى آتَانِي اللَّهُ بِهِ))

۷۱۷- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَامٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِوَسِيلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زِيَادَةُ كَبِدِ النَّوْنِ

وَقَالَ أَذْكَرَ وَأَنْتَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرًا وَأَنْتَا.

بَابُ صِفَةِ غَسْلِ الْجَنَابَةِ

باب: غسل جنابت کا بیان

۷۱۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بَيْعِيهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أَصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدْ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

۷۱۸- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے تیار کرتے تھے۔ پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالوں کی جڑوں میں ڈالتے جب آپ دیکھتے کہ بال تر ہو گئے تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے پھر دونوں پاؤں دھوتے۔

۷۱۹- عَنْ هِشَامٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ غَسْلُ الرَّجُلَيْنِ.

۷۱۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں دونوں پاؤں دھونے کا ذکر نہیں۔

۷۲۰- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَعَسَلَ كَفْيَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الرَّجُلَيْنِ.

۷۲۰- اس سند سے بھی ویسی ہی حدیث مروی ہے کہ حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے غسل جنابت کیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے ابتداء کی ان کو تین مرتبہ دھویا۔ باقی حدیث وہی ہے صرف پاؤں دھونے کا ذکر نہیں ہے۔

۷۲۱- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَعَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَدْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ

۷۲۱- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے

(۷۱۸) نوویؒ نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھوئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اس کو دھوئے پھر وضو کرے جس طرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیاں پانی میں ڈال کر ایک چلو لیوے اور سر کے بالوں اور ڈانگی کے بالوں میں اس سے خلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بغلوں اور کانوں اور ناف اور سرین کی خبر لیوے اور پاؤں کی انگلیوں کی اور ان سب جگہوں میں پانی پہنچا دے پھر تین بار سارے بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہ پانی پہنچا دے اور مستحب یہ ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشہد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و اشہد ان محمداً عبده ورسوله پڑھے غسل سے پہلے نیت کرے۔ ان سب چیزوں میں نیت اور سارے بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شرط یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزیں سنت ہیں اور ملنا بدن کا واجب نہیں ہے مگر مالک اور حنفی کے نزدیک واجب ہے۔ اسی طرح وضو بھی غسل جنابت میں واجب نہیں ہے مگر اورد ظاہری کے نزدیک واجب ہے (اتحیٰ مختصر)۔

نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔

تَوَضَّأَ مِثْلَ وَضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ.

۷۲۲- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انھوں نے پانی رکھا رسول اللہ کے لیے غسل جنابت کے واسطے۔ آپ نے پہلے دونوں پہنچے دھوئے دوبارہ یاقین بار پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اور پانی شرمگاہ پر ڈالا اور بائیں ہاتھ سے دھویا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر پھیرا رگڑ کر زور سے پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تھے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر سارے بدن کو دھویا پھر اس جگہ سے سرک گئے اور پاؤں دھوئے پھر میں رومال لے کر آئی بدن پونچھنے کو آپ نے نہ لیا۔

۷۲۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي خَالَاتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ أَذْنَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَذْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَذَلَكُمَا ذَلِكَ شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوَّهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلَاءَ كَفِّهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذَلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ أَتَيْنَهُ بِالْمِنْدِيلِ فَرَدَّهُ.

۷۲۳- اس سند سے بھی یہی حدیث مروی ہے مگر سر پر تین چلو کا ذکر نہیں ہے۔ وکیع سے بھی یہی روایت مروی ہے اس میں وضو کی مکمل ترتیب ہے اور انہوں نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بھی ذکر کیا ہے۔ ابو معاویہ کی حدیث میں رومال کا ذکر نہیں۔

۷۲۳- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَكَيْسٍ فِي حَدِيثِهِمَا إِفْرَاغُ ثَلَاثِ حَفَنَاتٍ عَلَى الرَّأْسِ وَفِي حَدِيثِ وَكَيْعٍ وَصَفُ الْوُضُوءِ كُلِّهِ يَذْكُرُ الْمُضْمَضَةَ وَالْإِسْتِنْشَاقَ فِيهِ وَكَيْسٌ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ ذِكْرُ الْمِنْدِيلِ.

(۷۲۲) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں پونچھنا بہتر نہیں ہے اور ہمارے علماء کے اس میں پانچ قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ پونچھنا مستحب ہے اور پونچھنا مکروہ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے۔ تیسرا یہ کہ پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ چوتھا یہ کہ پونچھنا مستحب ہے۔ پانچواں یہ کہ گرمی میں مکروہ ہے جائزے میں مکروہ نہیں۔ اور صحابہؓ سے اس میں تین مذہب منقول ہیں ایک تو یہ کہ پونچھنا جائز ہے کچھ قباحت نہیں وضو اور غسل دونوں میں انس بن مالکؓ اور سفیان ثوریؓ کا یہی قول ہے۔ دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے وضو اور غسل دونوں میں ابن عمرؓ اور ابن ابی لیلیٰؓ کا یہی قول ہے تیسرا یہ کہ وضو میں مکروہ ہے غسل میں مکروہ نہیں۔

ابن عباسؓ کا قول یہی ہے اور نہ پونچھنے کے باب میں ایک حدیث یہ ہے دوسری صحیح حدیث اور ہے کہ رسول اللہؐ غسل کر کے نکلے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور پونچھنے کو ایک جماعت صحابہؓ نے نقل کیا ہے لیکن اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ ترمذی نے کہا اس باب میں رسول اللہؐ سے کچھ ثابت نہیں۔ (نووی)

بعضوں نے اس حدیث سے پونچھنا جائز رکھا ہے کیونکہ ہاتھ سے پانی جھٹکنا اور کپڑے سے پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ نہ جھٹکنا بہتر ہے اور جھٹکنا مکروہ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرے یہ کہ مکروہ ہے تیسرے یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس حدیث سے اباحت ثابت ہوتی ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ (احمدی)

۷۲۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَى بِمَنْدِيلٍ فَلَمْ يَمْسَهُ وَجَعَلَ يَقُولُ بِالْمَاءِ هَكَذَا يَغْيِي يَنْفُضُهُ.

۷۲۵- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوِ الْجَلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفِّهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ.

بَابُ الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَغُسْلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِي حَالَةٍ وَاحِدَةٍ وَغُسْلٍ أَحَدِهِمَا بِفَضْلِ الْآخَرِ

۷۲۶- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرْقُ مِنَ الْجَنَابَةِ

۷۲۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ

۷۲۴- ابن عباس رضی اللہ عنہما ميمونة رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تولیہ لایا گیا لیکن آپ نے اسے نہ چھوا اور ہاتھوں سے پانی جھاڑتے رہے۔

۷۲۵- ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے (جلاب کے برابر) (جلاب وہ برتن ہے جس میں اونٹنی کا دودھ دوتے ہیں) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب سر کا دھوتے پھر بائیں جانب بعد اس کے دونوں ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے۔

باب: غسل جنابت میں کتنا پانی لینا بہتر ہے اور غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت میں اور غسل کرنا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے

۷۲۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے جس میں تین صاع پانی آتا ہے (یعنی سات آٹھ سیر) جنابت سے۔

۷۲۷- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک کٹھڑے سے اور وہ فرق تھا (فرق

(۷۲۵) صحیح جلاب ہے بکسر حاء اور تخفیف لام اور بعضوں نے اس کو جلاب پڑھا ضم جیم و تشدید لام کے اور مراد اس سے جلاب ہے لیکن بروئی نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح جلاب ہے۔

(۷۲۶) نووی نے کہا اہل اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار معین نہیں ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی ہے بشرطیکہ اعضا بھیگ جاویں اور مستحب یہ ہے کہ وضو میں ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل میں ایک صاع سے کم نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ یہاں وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہر حال پانی بیکار بہانا منع ہے اگرچہ ندی کنارے غسل کرتا ہو۔ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور بعضوں نے کہا اسراف حرام ہے۔ انجما

(۷۲۷) نووی نے کہا مرد اور عورت دونوں کا طہارت کرنا ایک برتن سے جائز ہے باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی باجماع جائز ہے اور مرد کا طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے ہمارے اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور اس میں کراہت بھی نہیں ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد

اس برتن کو کہتے ہیں جس میں تین صاع پانی آتا ہے) اور میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔ سفیان نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔

الْفَرْقُ وَكُنْتُ أُغْتَسِلُ أَنَا وَمَوْ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَالْفَرْقُ ثَلَاثَةُ أَصْعَ.

۷۲۸- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَأَخُوهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَنَابَةِ فَذَعَتْ بِإِنَاءٍ قَدَرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلْتُ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا سِتْرٌ وَأَفْرَعْتُ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُونَ مِنْ رُءُوسِهِمْ حَتَّى تَكُونَ كَالْوُفْرَةِ.

۷۲۸- ابو سلمہ بن عبد الرحمنؓ سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کا رضاعی (دودھ کے ناتے کا بھائی) (عبد اللہ بن یزید) ان کے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر کرتے تھے؟ انھوں نے ایک برتن منگولیا جس میں صاع بھر پانی آتا تھا اور نہائیں اور ہمارے اور انکے بیچ میں ایک پردہ تھا انھوں نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا ابو سلمہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی یہاں اپنے بال کتراتی تھیں اور کانوں تک بال رکھتی تھیں۔

ظاہری کے نزدیک عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت درست نہیں بشرطیکہ عورت اس پانی کو خلوت میں لے گئی ہو اور اس کو استعمال کیا ہو اور عبد اللہ بن سر جس اور حسن بصریؒ سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہمارے موافق بھی ہے اور سعید بن مسیب اور حسن سے مطلقاً کراہت بھی منقول ہے اور مختار جمہور کا قول ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ نے اپنی بیبیوں کے ساتھ غسل کیا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کیا اور خلوت کو اس میں کوئی داخل نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے اپنی ایک بی بی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور وہ جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمرو سے منقول ہے وہ ضعیف ہے۔ احمد حدیث نے (جیسے بخاری) اس کو ضعیف کہا ہے یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو پانی عورت کے اعضاء سے گرا ہو وہ تو مستعمل ہے اس سے غسل درست نہیں یا وہ ممانعت استحباب کے لیے ہے۔ واللہ اعلم (الحقی)

(۷۲۸) ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلمہؓ اور عبد اللہ بن یزیدؓ نے ان کا سر اور اوپر کا بدن دیکھا اور نہ ان کے سامنے پانی منگوانے سے اور نہ ان کے کوئی فائدہ نہ تھا۔ عبد اللہ تور ضاعی بھائی تھے اور ابو سلمہ رضاعی بھانجے تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکرؓ نے ان کو دودھ پلایا تھا اور یہ دونوں محرم ہیں اور محرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے۔

حدیث میں وفرہ کا لفظ ہے اصمعی نے کہا وفرہ لمہ سے بڑھ کر ہے اور لمہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو مونڈھوں تک ہوں۔ اوروں نے کہا وفرہ لمہ سے کم ہے یعنی جو بال کانوں تک ہوں ابو حاتم نے کہا وفرہ وہ بال ہیں جو کانوں پر ہوں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا عرب کی عورتیں تو چوٹیاں نکالا کرتیں تھیں اور رسول اللہ کی بیبیوں نے آپ کی وفات کے بعد شاید ایسا کیا ہو زینت کے ترک کرنے کے لیے۔ نووی نے کہا قاضی عیاضؒ کی طرح اور علماء نے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہیں ہو تا کہ انھوں نے رسول اللہ کی حیات میں ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہے۔ (الحقی)

۷۲۹- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ بَدَأَ بِمِيعَةٍ فَصَبَّ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَاءَ عَلَى الْأَذَى الَّذِي بِهِ يَمِيعُهُ وَغَسَلَ عَنْهُ بِشِمَالِهِ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ ذَلِكَ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَتَحْنُ جُنْبَانِ.

۷۳۰- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ يَسْعُ ثَلَاثَةَ أَمْذَادٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ.

۷۳۱- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَحْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ مِنَ الْخَنَابَةِ.

۷۳۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ يَمِينِي وَيَسْرِي وَاحِدٍ فَيَبَادِرُنِي حَتَّى أَقُولَ دَغْ لِي دَغْ لِي قَالَتْ وَهُمَا جُنْبَانِ.

۷۳۳- عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

۷۳۴- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

۷۲۹- ابو سلمہ بن عبد الرحمنؓ سے روایت ہے حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تو دابنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اس پر پانی ڈالتے اور اس کو دھوتے پھر دابنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے بدن پر جو نجاست ہوتی اس کو دھوتے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں اور رسول اللہ ﷺ جنابت کا غسل ایک برتن سے کیا کرتے۔

۷۳۰- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جس میں تین مہیا کچھ ایسا ہی پانی آتا۔

۷۳۱- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے دونوں کے ہاتھ اس میں پڑتے جاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا۔

۷۳۲- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے اور برتن سے جو میرے اور آپ کے بیچ میں ہوتا آپ جلدی جلدی پانی لیتے یہاں تک کہ میں کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑ دو اور دونوں جنبی ہوتے۔

۷۳۳- ام المومنین میمونہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور نبی کریمؐ غسل کرتے تھے ایک برتن سے۔

۷۳۴- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میمونہ کے

(۷۳۰) ☆ قاضی غیاض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے تین مہیا پانی لیا جاتا تھا۔ مراد صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جس میں فرق کا ذکر ہے یا ایسا ہی کسی وقت میں ہو ہو گا۔ نوویؒ نے کہا اس حدیث میں تین مہیا کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت میں ہے حضرت عائشہؓ نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت میں پانچ مکوک کا بیان ہے غسل میں اور ایک مکوک کا وضو میں اور ایک روایت میں ایک صاع غسل کے لیے اور ایک مد وضو کے لیے آیا ہے اور ایک روایت میں ہے ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک۔ امام شافعیؒ اور علماء نے کہا ہے کہ یہ اختلاف باعتبار موقع اور حالت اور قلت اور کثرت پانی کے تھا۔ بہر حال طہارت کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔

كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مِثْوَنَةٍ.

بچے ہوئے پانی سے غسل کرتے تھے۔

۷۳۵- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتْ مَعِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ فِي الْبَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۷۳۵- ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے۔

۷۳۶- عَنْ أَنَسٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَائِكَاتٍ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكْوُكٍ وَ قَالَ ابْنُ الْمُنْثَنِيِّ بِخَمْسِ مَكَائِكَاتٍ.

۷۳۶- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو کرتے (مکوک سے مراد مد ہے)۔

۷۳۷- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْذَادٍ.

۷۳۷- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک غسل کرتے۔

۷۳۸- عَنْ سَفِينَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَتَوَضَّعُ الْمُدُّ.

۷۳۸- سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک مد پانی وضو کے لیے کافی تھا۔

۷۳۹- عَنْ سَفِينَةَ صَاحِبَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَطَهَّرُ بِالْمُدِّ.

۷۳۹- سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے اور ایک مد پانی سے وضو کرتے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى

بَاب : سر وغیرہ پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان

الرَّأْسِ وَغَيْرِهِ ثَلَاثًا

۷۴۰- عَنْ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُغْسِلُ رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَّا أَنَا

۷۴۰- جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لوگوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل میں۔ بعضوں نے کہا ہم تو سر کو اس طرح دھوتے ہیں ایسے ایسے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین چلو ڈالتا

(۷۳۹) امام مسلم نے کہا کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے سفینہ کو صحابی کہا اور ابو ریحانہ نے کہا کہ دو بوڑھا ہو گیا تھا یعنی سفینہ اور مجھے اس کی روایت کا اعتبار نہیں۔ نووی نے کہا اس صورت میں امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثوں کی متابعت کے طور پر نقل کیا نہ اس پر اعتماد کر کے۔

(۷۴۰) نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ سر پر تین بار پانی ڈالنا غسل میں مستحب ہے اور اس پر اتفاق ہے اور سر پر قیاس کیا ہے اور اعضا کو اور جیسے وضو میں تین تین بار ہر ایک عضو کا دھونا مستحب ہے اسی طرح غسل میں۔

ہوں۔

۷۴۱- جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل جنابت کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں۔

۷۴۲- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ثقیف کی طرف سے جو لوگ آئے تھے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا ملک سرد ہے تو غسل کیوں کر کریں؟ آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں (زیادہ پانی بہانا ضروری نہیں)۔

۷۴۳- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالتے۔ حسن نے کہا میرے تو بال بہت ہیں۔ جابر نے کہا اے بھتیجے میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تجھ سے زیادہ تھے اور تجھ سے بہتر تھے۔

باب: عورتیں غسل میں چوٹیاں کھولیں یا نہ کھولیں

۷۴۴- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں کیا جنابت کے غسل کے لیے اس کو کھولوں آپ نے فرمایا نہیں تجھ کو کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جائے گی۔

۷۴۵- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے کہ ام سلمہ نے کیا کہا کہ میں اپنی چوٹی کو غسل حیض اور غسل جنابت کے لیے

فَأَنِي أَفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَكْفٍ))

۷۴۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ مَطْعَمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْحَنَابَةِ فَقَالَ ((أَمَّا أَنَا فَأَفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا))

۷۴۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ بِالْغُسْلِ فَقَالَ ((أَمَّا أَنَا فَأَفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا)) قَالَ ابْنُ سَالِمٍ فِي رَوَاتِهِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ وَقَالَ إِنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ

۷۴۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنْ حَنَابَةٍ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ شُعْرِي كَثِيرٌ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ أُخِي كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْيَبَ

بَابُ حُكْمِ ضَفَائِرِ الْمُغْتَسِلَةِ

۷۴۴- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشَدُّ ضَعْفَ رَأْسِي فَأَنْقَضُهُ لِغُسْلِ الْحَنَابَةِ قَالَ ((لَا إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَغْسِي عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ حَفَيَاتٍ ثُمَّ تَغْسِي عَلَىكَ الْمَاءَ فَتَطْهَرِينَ))

۷۴۵- عَنْ أُيُوبَ بْنِ مُوسَى فِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فَأَنْقَضُهُ لِلْحَيْضَةِ وَالْحَنَابَةِ

(۷۴۴) ﴿ نووی نے کہا ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی میں جب سب بالوں کو پانی پہنچ جائے اندر اور باہر تو اس کا کھولنا ضروری نہیں اور جو بن کھولے پانی نہ پہنچے تو کھولنا چاہیے اور نخعی سے منقول ہے کہ ہر حال میں کھولنا ضروری ہے اور حسن اور طاؤس سے مروی ہے کہ حیض کے غسل میں کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل میں ضروری نہیں اور ہماری دلیل ام سلمہ کی حدیث ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اس کا بھی حکم عورت کا سا ہے۔ اجماعی

فَقَالَ لَا تُنْمِ ذَكَرُ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

۷۴۶- عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَفَاحُلُهُ فَأَغْسِلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ.

۷۴۷- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ فَقَالَتْ يَا عَجَبًا يَا ابْنَ عَمْرٍو هَذَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَخْلِفْنَ رُءُوسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِبْنَاءٍ وَاحِدٍ وَلَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أَفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاقَاتٍ

بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مِسْكِ فِي مَوْضِعِ الدَّمِ

۷۴۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ امْرَأَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ فَذَكَرْتُ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكِ فَتَطَهِّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهِّرُ بِهَا قَالَ ((تَطَهَّرِي بِهَا مَبْنَحَانِ اللَّهُ)) وَاسْتَمَرَّ وَأَشَارَ لَنَا سَعْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کھولوں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں۔

۷۴۶- مذکورہ بالا حدیث بھی ایک دو الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اس سند سے بھی آئی ہے۔

۷۴۷- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تعجب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہیں غسل کے وقت تو سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کرتے اور میں فقط اپنے سر پر تین چلو ڈال لیتی۔

باب: جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے

۷۴۸- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیوں کر غسل کروں؟ آپ نے سکھایا اس کو غسل کرنا پھر فرمایا کہ مشک لگا ہوا ایک پھول لے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کیونکر پاکی کروں؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ تعجب ہے کہ ایسی ظاہر بات بھی نہیں سمجھتی (پاکی کر اس سے اور آڑ کر لی آپ نے۔ سفیان نے بتلایا ہم کو ہاتھ اپنا منہ پر رکھ کر) یعنی شرم سے آپ نے ایسا کیا۔ حضرت عائشہ نے کہا میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور

(۷۴۷) نووی نے کہا عبد اللہ بن عمرؓ نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یہ اس صورت میں ہے جب سارے بالوں میں پانی نہ پہنچ سکے یا ان کا مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہیے جسے نخعی سے ہم نے نقل کیا اور ان کو ام سلمہؓ اور عائشہؓ کی حدیث نہ پہنچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب اور احتیاط کے ہوگا۔

(۷۴۸) یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے۔ بعضوں نے کہا کہ مشک کے استعمال سے نطفہ جلدی ٹھہرتا ہے جب مشک نہ لے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے۔ اگر حق

فَقُلْتُ تَتَّبِعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِّ وَحَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَةٍ فَقُلْتُ تَتَّبِعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِّ.

۷۴۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطَّهْرِ فَقَالَ ((خُذِي فِرْصَةَ مُمْسِكَ فَتَوَضَّئِي بِهَا)) ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ.

۷۵۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ فَقَالَ ((تَأْخُذُ إِحْدَاكُم مَّاءَهَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطْهَرُ فَتُحْسِنُ الطَّهْرَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَذْلُكُهُ ذَلْكَ شَدِيدًا حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةَ مُمْسِكَ فَتَطْهَرُ بِهَا)) فَقَالَتْ أَسْمَاءُ وَكَيْفَ تَطْهَرُ بِهَا فَقَالَ ((سُبْحَانَ اللَّهِ تَطْهَرِينَ بِهَا)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَأَنَّهُمَا تُخْفِي ذَلِكَ تَتَّبِعِينَ أَثَرَ الدَّمِّ وَسَأَلَتْ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ ((تَأْخُذُ مَاءً فَتَطْهَرُ فَتُحْسِنُ الطَّهْرَ أَوْ تَبْلُغُ الطَّهْرَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَذْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ نَعَمْ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ.

۷۵۱- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ

رسول اللہ کا مطلب میں پہچان گئی تھی میں نے کہا اس پھوسے کو خون کے مقام پر لگا (یعنی شرمگاہ پر)۔

۷۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں پاکیزگی کا غسل کس طرح کروں تو آپ نے فرمایا تو خوشبودار روٹی لے کر پاکیزگی حاصل کر۔

۷۵۰- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ اسماء (شکل کی بیٹی یا یزید بن سکن کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے حیض کا غسل کیونکر کروں؟ آپ نے فرمایا کہ پہلے پانی پیری کے پتوں کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھوے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے ملے یہاں تک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہنچ جائے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روٹی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے۔ اسماء نے کہا کیونکر پاکی کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے۔ حضرت عائشہ نے چپکے سے کہہ دیا کہ خون کے مقام پر لگا دے۔ پھر اس نے جنابت کے غسل کو پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہاں تک کہ پانی سب مانگوں میں پہنچ جائے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے۔ حضرت عائشہ نے کہا انصار کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں تھیں وہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں (اور یہی لازم ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے)۔

۷۵۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

لہٰذا کوئی خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن بکر کو فرج کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں اور شیبہ کو اتنی دور تک پانی پہنچانا واجب ہے جس قدر حاجت کے لیے ہنسنے میں رکھتا ہے۔

قَالَ ((سُبْحَانَ اللَّهِ تَطْهَرِي بِهَا)) وَاسْتَبْرَأَ.

۷۵۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ أَسْمَاءَ بِنْتُ شَكْلٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهَّرَتْ مِنَ الْحَيْضِ وَسَاقِ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ غَسْلَ الْخَنَائَةِ.

۷۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اسماء بنت شکل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ جب ہم میں سے کوئی عورت حیض سے پاک ہو تو کیسے غسل کرے؟ باقی حدیث گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں غسل جنابت کا ذکر نہیں۔

بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلَاتِهَا

باب: مستحاضہ کا بیان اور اس کے غسل اور نماز کا حال

۱۔ مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جو استحاضہ میں مبتلا ہو اور استحاضہ کہتے ہیں اس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رگ میں سے نکلتا ہے جس کو عادل کہتے ہیں اور حیض کا خون رحم کی قعر میں سے نکلتا ہے۔ مستحاضہ سے وطی درست ہے اگر یہ خون جاری ہو۔ ہمارے جمہور علماء کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہ سے اس کی ممانعت منقول ہے۔ فحی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے اور احمد نے کہا کہ اس وقت جماع کرے جب خاوند کو زمانہ میں پڑ جانے کا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول ہے اور دلیل اس کی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا حسنہ بنت جحش سے کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے خاوند ان سے جماع کرتے تھے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف اور قرات اور مسح صحف اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر میں اور ساری عبادات میں غسل پاک عورت کے ہے بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھویوے اور فرج میں ایک کپڑا یا روئی رکھ لیوے۔ اگر خون بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ باندھے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کرے اگر پانی نے ملے یا عذر ہو اور فرض پڑھنے کے بعد جتنے نفل چاہے پڑھے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی پڑھے اور ابو یوسف اور ابو حنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرضیں چاہے پڑھے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا تو جب تک اور کسی قسم کا حادث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھے۔ اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز کے لیے ہمارے نزدیک درست نہیں اور ابو حنیفہ کے نزدیک درست ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہیں کسی نماز کے وقت پر اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ابن زبیر اور عطاء بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور مستحب اور حسن سے منقول ہے کہ ظہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ظہر پر غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل میں جو حد شیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور مستحاضہ کی دو قسمیں ہیں ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن رات سے کم دوسرے جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خون دیکھے اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت معادہ نہ ہو یعنی شرع اس کو یہی آیا ہو تو اس کا حیض ایک دن ایک رات تک شمار ہو گا ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ۔ دوسری یہ کہ معادہ ہو تو جتنے دن حیض کی عادت ہوگی اتنا حیض گنا جاوے گا اور باقی استحاضہ۔ تیسری یہ کہ لمبیز نہ ہو کہ کبھی خون قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن رات سے کم نہ ہو اور چند روزہ دن سے زیادہ نہ

اور لال خون چند روزہ دن سے کم نہ ہو۔ (نووی معہ زیادہ و اختصار)

۷۵۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حَبِيبٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ اسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ ((لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَأَغْسِلِي عَنْكَ الدَّمَ وَصَلِّي))

۷۵۴- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِسَلِّ حَدِيثٍ وَكَيْفَ وَإِسْنَادِهِ وَفِي حَدِيثٍ قَتِيبَةَ عَنْ جَرِيرٍ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حَبِيبٍ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدٍ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنَّا قَالَ وَفِي حَدِيثٍ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ زِيَادَةَ حَرْفٍ تَرَكْنَا ذِكْرَهُ

۷۵۵- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي اسْتَحَاضُ فَقَالَ ((إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ فَأَغْسِلِي ثُمَّ صَلِّي)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلَكِنَّهُ شَيْءٌ نَعَلْنَاهُ هِيَ وَقَالَ ابْنُ رُمُحٍ فِي رِوَايَتِهِ إِنَّهُ جَحْشٌ وَلَمْ يَذْكُرْ أُمَّ حَبِيبَةَ

۷۵۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ خَتَنَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَحَتَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ اسْتَحِضَتْ سِتْعَ سِنِينَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنْ هَذِهِ لَيْسَتْ

۷۵۳- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیبؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے استحاضہ ہو گیا ہے میں پاک نہیں ہوتی کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ خون ایک رگ کا ہے حیض نہیں ہے۔ جب حیض کے دن آویں تو نماز چھوڑ دے پھر حیض کے دن گزر جائیں تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ۔

۷۵۴- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۷۵۵- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحشؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔ پھر وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لئے۔ لیث نے کہا ابن شہابؓ نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا بلکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خود ایسا کیا۔ ابن رمحؓ کی روایت میں ام حبیبہ کا نام نہیں بلکہ صرف جحش کی بیٹی کا ذکر ہے۔

۷۵۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحشؓ کو جو سالی تھیں رسول اللہ ﷺ کی اور بی بی عبدالرحمن بن عوفؓ کی سات برس تک استحاضہ رہا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ حضرت عائشہؓ نے کہا وہ

(۷۵۳) ☆ نوویؒ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اس زمانہ میں جو حیض کا خون نہ ہو اور اس پر اتفاق ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور اس کی آواز حاجت کے وقت غیر سن سکتا ہے۔ (انتہی)

ایک کو ٹھڑی میں غسل کرتیں اپنی بہن زینب بنت جحش کی کو ٹھڑی میں تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی (اس قدر خون بہا کرتا)۔ ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابو بکر بن عبد الرحمن سے بیان کی انھوں نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتویٰ سن لیتی۔ قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھنے سے (یعنی اس کو بھی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانے پر رویا کرتی)۔

۷۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں ان کو سات سال سے استحاضہ کا مرض تھا باقی حدیث وہی ہے۔

۷۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنت جحش سات سال سے مستحاضہ تھیں۔

۷۵۹- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے استحاضہ کے خون کو حضرت عائشہ نے کہا میں نے ان کے نہانے کا برتن دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا تو اتنے دنوں ٹھہری رہ جتنے دنوں حیض آیا کرتا تھا (یعنی عادت کے دنوں میں اس بیماری سے پہلے) پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔

۷۶۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو عبد الرحمن بن عوفؓ کے نکاح میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دن ٹھہری رہ جتنے دنوں (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے

بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَأَغْتَسِلِي وَصَلِّي) قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَبٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ حَتَّى تَغْلُو حُمْرَةَ الدِّمِ الْمَاءِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ أَبَا بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْخَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللَّهُ هَذَا لَوْ سَمِعْتُ بِهِذِهِ الْفَتَا وَاللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَتَبْكِي لِأَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّي.

۷۵۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ اسْتَحِضَتْ سَبْعَ سِنِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُمَرُو بْنِ الْخَارِثِ إِلَى قَوْلِهِ تَغْلُو حُمْرَةَ الدِّمِ الْمَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

۷۵۸- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ.

۷۵۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ أُمُّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الدِّمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلَأَانَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَمْكِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكَ حَيْضَتُكَ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي)).

۷۶۰- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الدِّمَ فَقَالَ لَهَا ((اَمْكِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكَ حَيْضَتُكَ ثُمَّ

(۷۶۰) بنت جحش کی تین بیٹیاں تھیں ایک زینب جن سے پہلے زید بن حارثہ نے نکاح کیا تھا پھر انھوں نے طلاق دے دی تو رسول اللہ کے نکاح میں آئیں۔ دوسری ام حبیبہ جو اس حدیث میں مذکور ہیں یہ عبد الرحمن بن عوفؓ کے نکاح میں تھیں۔ تیسری حمہ جو طلحہ بن عبید اللہؓ

اغْتَسِلِي ۛ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

لے غسل کیا کرتیں۔

بَابُ وَجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى

باب: حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں اور

الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ

روزے کی قضا واجب ہے۔

۷۶۱- عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ أَتَقْضِي إِحْدَانَا الصَّلَاةَ أَيَّامَ مَحِيضِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أُخْرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كُنْتِ إِحْدَانَا تَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءِ

۷۶۱- معاذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض کے دنوں کی نماز کو؟ انھوں نے کہا کیا تو حروری ہے؟ ہم میں سے جس کو حیض آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کو نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا۔

۷۶۲- عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أُخْرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَحِيضْنَ أَفَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَخْرُجْنَ قَالَ مُحَمَّدٌ بْنُ جَعْفَرٍ تَغْنِي يَقْضِينَ

۷۶۲- معاذہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے؟ انھوں نے کہا کیا تو حروری ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں حائضہ ہوتیں پھر کیا آپ ان کو نماز کی قضا کا حکم کرتے۔

۷۶۳- عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَانَ الْحَائِضُ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ فَقَالَتْ أُخْرُورِيَّةٌ أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِخْرُورِيَّةٍ وَلَكِنِّي أَسْأَلُ قَالَتْ كَانَ يُصَيَّبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ

۷۶۳- معاذہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا وجہ ہے جو حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی؟ انھوں نے کہا تو حروری تو نہیں؟ میں نے کہا نہیں میں تو پوچھتی ہوں انھوں نے کہا کہ ہم عورتوں کو حیض آتا پھر حکم ہوا روزوں کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا۔

بَابُ تَسْتَرِ الْمُغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهِ

باب: غسل کرنے والا کپڑے کی آڑ کر لے۔

۷۶۴- عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أُخْبِرَتْ أَنَّ

۷۶۴- ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ

ظہ کے نکاح میں تھیں۔ بعضوں نے کہا کہ جھش کی تینوں بیبیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ فقط ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیماری تھی۔ (نووی)

(۷۶۱) حروری نسبت ہے حروری کی طرف اور حروری ایک گاؤں ہے کوفہ میں دو میل پر۔ پہلے پہل خارجی وہیں اکٹھے ہوئے تھے ان خارجیوں نے سارے اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنی چاہیے۔ ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب نہیں ہے پر روزوں کی قضا واجب ہے۔

(۷۶۳) یہ روایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کر دی ورنہ بڑا حرج ہوتا اس لیے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض ہے۔ سال بھر میں صد ہا نمازوں کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال میں ایک بار آتا ہے چار پانچ روزوں کی قضا کچھ مشکل نہیں۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہؓ آپ پر ایک کپڑے کی آڑ کے ہوئے تھیں۔

۷۶۵- ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں آپ مکہ کے بلند جانب میں تھے غسل کرنے کے لیے اٹھے تو حضرت فاطمہؓ نے ایک کپڑے کی آڑ آپ پر کی پھر آپ نے اپنا کپڑا لے کر بیٹا پھر آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں۔

۷۶۶- حضرت ام ہانیؓ سے دوسری سند سے بھی روایت ہے کہ آپؓ کی بیٹی فاطمہؓ نے کپڑے کے ساتھ آپ ﷺ کے لئے پردہ کیا اور پھر آپ نے اپنے اوپر کپڑا اوڑھا پھر کھڑے ہوئے اور چاشت کی آٹھ رکعات ادا کیں۔

۷۶۷- ام المومنین میمونہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے نبی کریمؐ کے لیے پانی رکھا اور آپ کو پردہ کیا تو آپ نے غسل فرمایا۔ باب: دوسرے کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے

۷۶۸- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد دوسرے مرد کے ستر کو (یعنی عورت کو جس کا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ

سَمِعَ أُمُّ هَانِيٍّ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ

۷۶۵- عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهَا لَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِأَعْلَى مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ أَخَذَتْ ثَوْبَهُ فَالتَحَفَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحَى.

۷۶۶- عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا اغْتَسَلَ أَخَذَتْهُ فَالتَحَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِ سَجَدَاتٍ وَذَلِكَ ضُحَى.

۷۶۷- عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً وَسَتَرْتُهُ فَاغْتَسَلَ.

بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْعَوْرَاتِ

۷۶۸- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُقْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا

(۷۶۵) نوویؒ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آٹھ رکعتیں ہیں اور یہ سنت ہیں۔

(۷۶۸) یعنی اسی طرح کہ دونوں ننگے ہوں اور دونوں کے بدن میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔ نوویؒ نے کہا کہ جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے اسی طرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالا جماع۔ مگر اس میں سے خاوند اور لونڈی کا مالک مستثنیٰ ہیں خاوند کو اپنی بی بی کا اور بی بی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کے۔ اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے اسی طرح عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے دہلی کر سکتا ہے تو وہ دونوں مثل جو ردا و خاوند کے ہیں اور اگر محرم ہیں جیسے بہن یا بھو یا خالہ وغیرہ تو وہ آزاد عورت کے مثل ہے اور اگر لونڈی مجوسی ہے یا مرتد یا بت پرست یا معتد یا مکاتبہ تو وہ مثل غیر کی لونڈی کے ہے۔

تُفَضِّي الْمَرْأَةَ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ)).
 ۷۶۹- عَنْ الصَّحَّاحِ بْنِ عَفَّانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
 وَقَالَا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْأَةِ

بَابُ جَوَازِ الْاِغْتِسَالِ عُرْيَانًا فِي الْخُلُوةِ

۷۷۰- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا
 أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ ((كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ
 عُرَاءَهُ يَنْظُرُونَ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوَاءِهِ بَعْضٍ وَكَانَ
 مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَخَذَهُ فَقَالُوا
 وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ
 آذَرَ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى

باب: تنہائی میں ننگے نہانا درست ہے
 ۷۷۰- ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو
 ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیں محمدؐ سے سن کر پھر بیان کیں انھوں
 نے کئی حدیثیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ
 نے کہ بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے ایک دوسرے
 کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسیٰؑ اکیلے میں نہاتے تھے۔ لوگوں نے
 کہا موسیٰ ہمارے ساتھ مل کر نہیں نہاتے انکو توفیق کی بیماری ہے
 (یعنی ہصے بڑھ جانے کی) ایک بار موسیٰ نہانے کو گئے اور کپڑے
 اتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر (خود بخود اللہ کے حکم سے) ان کے

اب مرد کو اپنی محرم عورتوں کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدن کا درست ہے اور بعضوں نے کہا اتنے ہی بدن کا درست ہے
 جتنا کام کاج کرنے میں کھتا ہے اب مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے زیر ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف میں تم
 قول ہیں ایک یہ کہ وہ ستر نہیں ہے یہی صحیح ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ستر میں داخل ہے، تیسرے یہ کہ ناف ستر ہے اور گھٹنا ستر نہیں اور حنفیہ کے
 نزدیک ناف ستر نہیں پر گھٹنا ستر میں داخل ہے اور مرد کو غیر عورت کا دیکھنا اسی طرح عورت کا غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شہوت
 سے ہو یا بغیر شہوت کے اور بعضوں کے نزدیک عورت کو غیر مرد کا نہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے اور جب عورت
 اجنبی ہو تو کچھ فرق نہیں آتا اور حنفیہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل محرم عورت کے ہے۔ اسی طرح حرام ہے مرد کو خوب صورت بے ریش
 لڑکے کا نہ دیکھنا خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے خواہ قند کا ڈر ہو یا نہ ہو۔ صحیح اور مختار مذہب یہی ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی اوپر
 بیان ہوئی اسی صورت میں ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست ہے جیسے بیچنے کھوپڑے علاج گواہی کے وقت پر۔
 شہوت سے اس وقت بھی حرام ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ شہوت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سو اپنی بی بی اور لونڈی کے یہاں تک
 کہ اگر کوئی اپنی بی بی یا ماں کو بھی شہوت سے دیکھے تو حرام ہے اور جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لینے کی
 ممانعت کی یہ ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے ستر کا چھونا بھی نادرست ہے اور لوگ حرام میں اکثر ایسی خرابیوں میں
 پڑ جاتے ہیں حالانکہ ان باتوں سے بچنا چاہیے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو منع کرنا چاہیے اگرچہ ماننے کی امید نہ ہو اور تنہائی میں آدمی ننگا ہو سکتا ہے
 پر بلا ضرورت مکررہ بلکہ حرام ہے۔ (نودی)

(۷۷۰) ہمارے زمانہ کے بعض احمق لوگ ایسی باتوں کا انکار کرتے ہیں اور پتھر کا خود بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خلاف عقل
 نہیں زمین اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح بے جان ہیں رات دن حرکت کرتے ہیں پھر ایک پتھر کا چلنا کیا مشکل ہے۔

کپڑے لے کر بھاگا۔ موسیٰ اس کے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے اے پتھر میرے کپڑے دے، اے پتھر میرے کپڑے دے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے ان کا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے خدا کی قسم ان میں تو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اس وقت پتھر کھڑا ہو گیا اور انہیں خوب دیکھا گیا۔ پھر انھوں نے اپنے کپڑے اٹھائے اور (غصے سے) پتھر کو مارنا شروع کیا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں قسم خدا کی پتھر پر موسیٰ کی ماروں کا نشان ہے سات یا چھ ماروں کا۔

باب: ستر چھپانے میں احتیاط

۷۷۱- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ جب کعبہ بنایا گیا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت عباسؓ پتھر ڈھونڈنے گئے۔ عباسؓ نے کہا آپ سے تم اپنے تہہ بند کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لو پتھر اٹھانے کے لیے۔ آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور آپ کی آنکھیں آسمان سے لگ گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار میری ازار انھوں نے آپ کی ازار باندھ دی۔ ابن رافعؓ کی روایت میں کندھے کی جگہ گردن کا ذکر ہے۔

۷۷۲- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ماتھ پتھر ڈھونڈ رہے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور آپ تہہ بند

حَجَرٍ فَقَرَّ الْحَجَرُ بِتَوْبِهِ قَالَ فَجَمَعَ مُوسَى يَأْتِرُهُ يَقُولُ تَوْبِي حَجَرٌ تَوْبِي حَجَرٌ حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى سَوَاءِ مُوسَى قَالُوا وَاللَّهِ مَا بِمُوسَى مِنْ نَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ حَتَّى نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ تَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا ۖ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرَبَ مُوسَى بِالْحَجَرِ.

بَابُ الْإِغْتِنَاءِ بِحِفْظِ الْعَوْرَةِ

۷۷۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ حِجَارَةً فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلَى عَاتِقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَعَمَلَ فَحَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِزَارِي إِزَارِي فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَةً قَالَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ عَلَى رَقَبَتِكَ وَلَمْ يَقُلْ عَلَى عَاتِقِكَ

۷۷۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ

تھے نوئی نے کہا ام بیان کر چکے ہیں کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے تنہائی میں غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگوں کے سامنے ستر کھولنا ہر گز درست نہیں لیکن علماء نے کہا کہ تنہائی میں بھی نہاتے وقت تہہ بند باندھنا مستحب ہے اور ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے۔ اس حدیث کے لانے سے بھی یہی غرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں ننگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے مذہب پر دلیل ہوگی جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے بھی کافی ہے عمل کرنے کے لیے بشرطیکہ اس سے ممانعت نہ ہو اور بنی اسرائیل جو ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو کر نہاتے تھے تو شاید یہ ان کی شریعت میں جائز ہو یا حرام ہو لیکن وہ اس کو کرتے ہوں جیسے ہماری شرع والے بھی بہت سے حرام کام کرتے ہیں۔ (انجمی)

(۷۷۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے محفوظ تھے بری عادتوں اور خصلتوں سے جو جاہلیت میں جاری تھیں اور پیغمبروں کی عصمت کا بیان ہو چکا ہے کتاب الایمان میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اتر اور اس نے آپ کی ازار باندھ دی۔ (نووی)

إِذَا رَأَتْهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أُخْتِي لَوْ خَلَّتْ
إِذَا رَأَتْكَ فَجَعَلَتْهُ عَلَىٰ مَنْكِحِكَ دُونَ الْجَحَارَةِ قَالَ
فَحَلَّتْهُ فَجَعَلَتْهُ عَلَىٰ مَنْكِحِهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ قَالَ
فَمَا رَأَيْتُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ عُرْيَانًا.

۷۷۳- عَنْ الْعِيسَىٰ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ
بِحَجَرٍ أَخِيلُهُ ثَقِيلٌ وَعَلَيَّ إِذَا رَأَيْتُ خَفِيفٌ قَالَ فَانْخَلَّ
إِذَا رَأَيْتُ وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِيعْ أَنْ أَضَعَهُ حَتَّى
تَلْفُتُ بِهِ إِلَىٰ مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
((اَرْجِعْ إِلَىٰ قَوْمِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عُرَاءً)) .

بَابُ مَا يُسْتَتَرُ بِهِ لِقِضَاءِ الْحَاجَةِ

۷۷۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أُرْدَفَنِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسْرَأَ إِلَيَّ
حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ
أَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ
هَدَفْتُ أَوْ حَاتَشْتُ نَحْلِي قَالَ ابْنُ أَسْمَاءَ فِي
حَدِيثِهِ يَعْني حَائِطَ نَحْلٍ.

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْجَمَاعَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ
لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ إِلَّا أَنْ يُنْزَلَ الْمَنِيَّ وَبَيَانِ
نَسْخِهِ وَأَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجَمَاعِ

۷۷۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ عَرَجْتُ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْبَاقِ إِلَىٰ قُبَاءَ حَتَّى
إِذَا كُنَّا فِي بَنِي سَالِمٍ وَقَفَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

باندھے تھے عباسؓ نے کہا جو آپ کے چچا تھے اے میرے بھتیجے! تم
اپنی ازار اتار کر مونڈھے پر ڈال لو تو اچھا ہے آپ نے ازار کھولی اور
مونڈھے پر ڈالی۔ اسی وقت غش کھا کر گرے پھر اس دن سے آپ
کو شگاہ نہیں دیکھا گیا۔

۷۷۳- مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
میں ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آ رہا تھا اور ہلکی ازار پہنے تھا وہ
کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر رکھ نہ سکا یہاں تک کہ اس کی جگہ پر
لے گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور اپنا کپڑا اٹھا اور
ننگے مت چلا کرو۔

باب: پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا

۷۷۴- عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے
ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے
بٹھالیا پھر میرے کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ
کروں گا اور آپ کو حاجت کے وقت نیلے کی یا کھجور کے درختوں کی
آڑ پسند تھی تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے۔

باب: اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا

تھا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا

اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

۷۷۵- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ میں حیر کے دن
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا مسجد قبا کی طرف جب ہم بنی سالم
کے محلے میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ عثمان بن مالکؓ کے دروازے

(۷۷۵) نوویؒ نے کہا اب است کا اجماع ہے اس پر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔ اسی طرح انزال سے غسل واجب
ہوتا ہے اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہ قول تھا کہ غسل بغیر انزال کے واجب نہیں ہوتا پھر بعضوں نے رجوع کیا اس قول سے اور اجماع ہو گیا
جماع سے غسل واجب ہونے پر۔ اب یہ حدیث انما الماء من الماء کی منسوخ ہے یعنی اوائل اسلام میں ایسا حکم تھا کہ

عَلَى بَابِ عَيْبَانَ فَصَرَخَ بِهِ فَخَرَجَ يَحْرُ إِزَارَهُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَغْجَلْنَا الرَّجُلَ))
فَقَالَ عَيْبَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُعْجَلُ
عَنْ امْرَأَتِهِ وَلَمْ يُعْمَرْ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ ((إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ))

۷۷۶- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ
أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ))

۷۷۷- عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشَّخِيرِ قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسَخُ حَدِيثَهُ
بَعْضُهُ بَعْضًا كَمَا يَنْسَخُ الْقُرْآنُ بَعْضُهُ بَعْضًا

۷۷۸- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ
فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ ((لَعَلْنَا أَغْجَلْنَاكَ))
قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((إِذَا أَغْجَلْتَ أَوْ
أَفْحَطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ))
وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ إِذَا أَغْجَلْتَ أَوْ أَفْحَطْتَ

۷۷۹- عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ
((يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ))

پر کھڑے ہوئے اور اس کو آواز دی وہ اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپ
نے فرمایا ہم نے اس کو جلدی میں ڈالا۔ عیبانؓ نے کہا یا رسول اللہ!
اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جائے اور منی نہ نکلے
تو اس کا کیا حکم ہے (یعنی غسل کرے یا نہیں)؟ آپ نے فرمایا
پانی (یعنی نہانا) پانی سے (یعنی منی نکلنے سے) واجب ہوتا ہے۔

۷۷۶- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
پانی سے پانی واجب ہوتا ہے۔

۷۷۷- ابو العلاء بن شخیرؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث
کو دوسری حدیث منسوخ کر دیتی ہے جیسے قرآن کی ایک آیت
دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے۔

۷۷۸- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ایک
انصاری کے مکان پر گزرے اس کو بلایا وہ نکلا اور اس کے سر میں
سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ہماری وجہ سے تم نے جلدی
کی؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جب تو جلدی کرے
(بغیر انزال کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجھے اساک ہو اور منی نہ نکلے تو تجھ
پر غسل واجب نہیں ہے صرف وضو کر لے۔

۷۷۹- ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ
سے پوچھا اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے
پہلے اٹھ کھڑا ہو آپ نے فرمایا دھو ڈالے اس کو جو لگا عورت سے
(یعنی ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو

لے اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کو غسل واجب کیا گیا اور حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ
نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کی حالت ہے یعنی اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۷۷۷) بخاری نوویؒ نے کہا امام مسلمؒ کی غرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری
حدیثوں سے اور حدیث کا نسخ حدیث سے جائز ہے اور اس کی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر کا نسخ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخ
خبر واحد سے، تیسری خبر واحد کا نسخ متواتر سے، یہ تینوں صورتیں تو بالاتفاق جائز ہیں۔ چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے اس میں اختلاف ہے
جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہر یہ کے نزدیک جائز ہے۔

وَيُصَلِّي)).

کرنے اور نماز پڑھنے۔

۷۸۰- عَنْ أَبِي نَبِيٍّ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ ((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ)).

۷۸۰- ابی بن کعبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص بی بی سے جماع کرے اور اس کو انزال نہ ہو تو وہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے۔

۷۸۱- عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُنْزِلْ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا ((يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ)) قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۷۸۱- زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے اور منی نہ نکلے؟ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور ذکر کو دھو ڈالے حضرت عثمانؓ نے کہا یہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

۷۸۲- عَنْ أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۷۸۲- ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

بَابُ نَسْعِ الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ وَوُجُوبِ الْغُسْلِ بِالتَّقَاءِ الْخِتَانَيْنِ

باب: صرف منی سے غسل کے نسخ اور ختائین کے مل جانے سے غسل کے واجب ہونے کا بیان

۷۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الثَّارِعِ ثُمَّ جَهَّزَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ)) وَفِي حَدِيثٍ مَطْلَبٍ ((وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ)) قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَنِيهِمْ ((بَيْنَ أَشْعُبَيْهَا الثَّارِعِ)).

۷۸۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ہاتھ پاؤں مراد ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرمگاہ کے چاروں کونے) پھر لگے اس سے (یعنی دخول کرے) تو غسل واجب ہو گیا مرد پر۔ مگر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔

(۷۸۳) ہم نوویؒ نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (سپاری) فرج کے اندر چلا جاوے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہو گا اور اس میں آج کے دن بالکل اختلاف نہیں ہے۔ پہلے الہدٰی چند صحابہ کا اس میں اختلاف تھا لیکن بعد کو اجماع ہو گیا۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی درمیں یا مرد کی درمیں غائب ہو جائے یا کسی جانور کی فرج میں تب بھی غسل واجب ہو گا اگرچہ وہ عورت یا مرد دیا جانور مردہ ہو یا کم سن ہو بچوں سے قصد از بردستی سے ہو یا اختیار سے اسی طرح اگر سورہا ہو اور عورت اس کا ذکر اپنی فرج کے اندر رکھ لے خواہ ذکر کو انتشار ہو یا نہ ہو غسل واجب ہو گا خواہ حشفہ ہو یا نہ ہو ان سب صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی ان میں سے نابالغ ہو تو اس پر واجب نہیں لیکن وہ جنب ہو گا اور جو وہ تمیز دار ہو تو اس کے دلی پر لازم ہے کہ حکم کرے اس کو غسل کا جیسے حکم کرتا ہے وضو کا اگر وہ بغیر غسل کے نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور دخول کے لیے صرف حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے تمام ذکر کا غائب ہونا ضروری نہیں اور جو ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر دخول کرے تو اس میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونوں پر۔ ابھی مختصر۔

۷۸۴- عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ثُمَّ احْتَمَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَإِنْ لَمْ يُنْزَلْ.

۷۸۵- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ اخْتَلَفَ فِي ذَلِكَ رَبُّهُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّونَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا مِنَ الدَّفْعِ أَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ بَلْ إِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ قَالَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَإِنَّا أَشْفِيكُمْ مِنْ ذَلِكَ فَقُمْتُ فَاِسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَذِنَ لِي فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمُّهُ أَوْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ وَ إِنِّي أَسْتَحْيِيكَ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْيِي أَنْ تَسْأَلَني عَمَّا كُنْتُ سَأَلَا عَنْهُ أُمُّكَ النَّبِيُّ وَلِذَلِكَ فَاتَمَّ أَمْرُكَ قُلْتُ فَمَا يُوْجِبُ الْغُسْلُ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِثَّانَ الْخِثَّانَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ)).

۷۸۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي لَأَفْعَلُ ذَلِكَ أَنَا وَهَذِهِ ثُمَّ نَغْتَسِلُ)).

۷۸۷- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں انزال کا ذکر نہیں۔

۷۸۸- ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ اختلاف کیا اس مسئلہ میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منیٰ کو دکر نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری تسلی کے دیتا ہوں ٹھہرو میں اٹھا اور حضرت عائشہؓ کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی انھوں نے اجازت دی میں نے کہا اے ماں یا مسلمانوں کی ماں! میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا مت شرم کرو اس بات کے پوچھنے میں جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جس کے پیٹ سے تو پیدا ہوا میں بھی تو تیری ماں ہوں کیونکہ حضرت کی بیبیاں مومنین کی مائیں ہیں میں نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے مل جائے (یعنی ذکر فرج میں داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا۔

۷۸۹- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے تو کیا دونوں پر غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا میں اور یہ (حضرت عائشہؓ کو فرمایا) ایسا کرتے ہیں پھر غسل کرتے ہیں۔

(۷۸۵) یعنی غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ نووی نے کہا ختنہ ختنہ سے ملنا مراد اس سے دخول ہے ورنہ عورت کا ختنہ اوپر ہوتا ہے جماع میں وہ نہیں لگتا اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر ذکر کو صرف فرج سے چھو دے اور داخل نہ کرے تو غسل واجب نہیں۔

(۷۸۶) نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بی بی سے کر سکتا ہے اگر اس میں کوئی مصلحت ہو اور کسی کو رنج نہ ہو آپ نے یہ اس لیے

بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

باب: جو کھانا آگ سے پکا ہو اس کے کھانے سے وضو
نوٹ جاتا ہے

۷۸۷- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ))

۷۸۷- زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے وضو لازم آتا ہے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

۷۸۸- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّمَا اتَّوَضَّأُ مِنْ أَتْوَارٍ أَقْطِرُ أَكَلْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ))

۷۸۸- ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے سنا انھوں نے عبد اللہ بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے انھوں نے ابو ہریرہؓ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انھوں نے کہا میں نے پیڑ کے ٹکڑے کھائے ہیں اس لیے وضو کرتا ہوں۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے وضو کرو اس کھانے سے جو آگ پر پکا ہو۔

۷۸۹- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عُثْمَانَ وَأَنَا أُحَدِّثُهُ هَذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ))

۷۸۹- ابن شہاب نے سعید بن خالد رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ان سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے سعید نے کہا میں نے عروہ بن زبیر سے پوچھا وضو کو آگ سے کپکپے ہوئے کھانے سے۔ انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

بَابُ نَسْخِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

باب: آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہ ٹوٹنے کا بیان
۷۹۰- ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۷۹۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ كَيْفَ شَاءَ ثُمَّ ((صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

لے فرمایا کہ اس حیض کو شفیق ہو جائے۔

۱۔ نوویؒ نے کہا نام مسلم نے اس باب میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جن سے وضو کا لازم ہونا آگ کے کپکپے ہوئے کھانے سے ثابت ہوتا ہے پھر وہ حدیثیں بیان کیں جن سے وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آگ کے کپکپے ہوئے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہؒ اور اسحاقؒ اور یحییٰؒ اور ابو ثورؒ اور ابو حنیفہؒ کا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی منقول ہے عمر بن عبد العزیز اور حسن بصریؒ اور زہریؒ اور ابوقلابہؒ اور ابو جبرؒ سے۔ (نووی مختصر)

۷۹۱- ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی پر لگا ہوا گوشت یا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا یا پانی نہیں چھوا۔

۷۹۲- عمرو بن امیہ ضمیریؓ سے روایت ہے انھوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۷۹۳- عمرو بن امیہ ضمیریؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ کو دیکھا ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے آپ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۷۹۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۷۹۵- ابن عباسؓ سے اور ام المومنین میمونہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۷۹۶- اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت آئی ہے۔

۷۹۷- ابورافعؓ سے روایت ہے میں گواہ ہوں میں خود رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری کی اوجری بھونٹا (آپ اس میں سے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

۷۹۸- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا دودھ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے۔

۷۹۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عُرْفًا أَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً

۷۹۲- عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَرُ مِنْ كَيْفٍ يَأْكُلُ مِنْهَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۷۹۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَرُ مِنْ كَيْفٍ شَاؤَ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ وَطَرَحَ السُّكَيْنَ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۷۹۴- عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ.

۷۹۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عِنْدَهَا كَيْفًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۷۹۶- عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ.

۷۹۷- عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ أَشْهَدُ لَكُنْتُ أَشْوِي لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۷۹۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسْمًا.

(۷۹۲) نوویؒ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت نہ ہو۔

(۷۹۸) نوویؒ نے کہا اس کے بعد مستحب ہے اسی طرح ہر ایک کھانے پینے کی چیز سے تاکہ نماز میں کچھ منہ میں نہ رہ جاوے جس کے نتیجے

۷۹۹- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادٍ عَقِيلٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ مِثْلَهُ.

۸۰۰- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کپڑے پہنے پھر نماز کو نکلے اس وقت ایک شخص آپ کے پاس تھک لایا گوشت اور روٹی کا آپ نے تین لقمے کھالیے پھر نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔

۸۰۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ يَتَابُهُ ثُمَّ حَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَتَى بِهَدِيَّةٍ عُبَيْرٍ وَلَحْمٍ فَأَكَلَ ثَلَاثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلَّى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً.

۸۰۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث اس سند سے بھی منقول ہے اس میں یہ ہے کہ عباسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی گواہی دی اور کہا کہ نماز پڑھی لوگوں کو پڑھانے کا ذکر نہیں کیا۔

۸۰۱- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ حُلْحُلَةَ وَفِيهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ صَلَّى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ.

باب : اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا بیان

بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ

۸۰۲- جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کیا بکری کا گوشت کھا کر میں وضو کروں؟ آپ نے فرمایا چاہے کر چاہے نہ کر۔ پھر اس نے پوچھا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ نے فرمایا وضو کر اونٹ کے گوشت سے۔ اس نے کہا بکریوں کے تھان میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا اونٹوں کے تھان میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

۸۰۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَوَضَّأُ مِنْ لَحْمِ الْغَنَمِ قَالَ ((إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ)) قَالَ أَتَوَضَّأُ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ قَالَ ((نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ)) قَالَ أَصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ أَصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ قَالَ ((لَا))

تھان نکلنے کی حاجت پڑے اور منہ صاف ہو جاوے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو میل کچیل اور نجاست سے اسی طرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلاً کھانا خشک ہو اور امام مالکؒ نے کہا کہ کھانے کے واسطے ہاتھ دھونا مستحب نہیں۔ مگر جب ہاتھ میں کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضروری ہے۔ (نووی)

۱۔ نوویؒ نے کہا اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راہویہؒ اور یحییٰ اور ابن منذرؒ اور اب خزیمہؒ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۸۰۳) ☆ کیونکہ اونٹ زبردست اور شریر ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ نماز میں کچھ صدمہ پہنچے اور بکریوں کے تھان میں اس کا اثر نہیں۔ نوویؒ نے کہا کہ یہ ممانعت جزئی ہے۔

۸۰۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ عَنْ أَبِي عَوَّانَةَ
بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ
ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ
بِطَهَارَتِهِ تِلْكَ

۸۰۳- حضرت جابر بن سمرہ سے یہی حدیث دوسری اسناد سے بھی مروی ہے۔
باب: جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر
حدث میں شک ہو تو وہ اس طہارت سے
نماز پڑھ سکتا ہے

۸۰۴- عَنْ سَعِيدٍ وَعَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ
شُكَيْبٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ
يُحْتَلِلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ ((لَا
يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))
قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَرَهْطُهُ بْنُ خُرَيْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا هُوَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ

۸۰۴- سعید اور عباد بن تمیم نے عباد کے چچا سے روایت کیا کہ
شکایت کی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسی آدمی کو معلوم
ہوتا ہے نماز میں کہ اس کو حدث ہوا (یعنی گمان ہوتا ہے) آپ
نے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک حدث کی آواز نہ سنے یا بو نہ
سوگئے۔ ابو بکر اور زہیر نے اپنی روایتوں میں عباد کے چچا کا نام لیا
یعنی عبد اللہ بن زید۔

۸۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا وَجَدَ
أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَ
مِنْهُ شَيْءًا أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى
يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

۸۰۵- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم
میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں خلش معلوم ہو پھر اس کو شک ہو کہ
پیٹ میں سے کچھ نکلا یا نہیں (یعنی ریح خارج ہوئی یا نہیں) تو مسجد
سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ سوگئے (یعنی یقین نہ ہو
حدث ہونے کا)۔

بَابُ طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيِّتَةِ بِالِدَّبَاغِ
۸۰۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَصَدَّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ
لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

باب: مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے
۸۰۶- ابن عباس سے روایت ہے کہ ميمونة کی لونڈی کو کسی نے
ایک بکری صدقہ میں دی وہ مر گئی رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑا

(۸۰۴) نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قواعد میں سے۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جس کے وجود کا یقین ہو وہ
شک سے رفع نہیں ہو سکتی ہے جیسے طہارت جو یقینی تھی حدث کے گمان سے مٹ نہیں سکتی ہمارا اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور امام مالک
سے اس میں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہو اور نماز کے اندر ہو تو لازم نہیں اور دوسری یہ کہ دونوں
صورتوں میں پھر وضو کرنا چاہیے۔ (اتحیی مختصراً)

(۸۰۶) مذہب اس کی کھال سے فائدہ اٹھانا، نووی نے کہا اس باب میں علماء کے ساتھ مذہب ہیں ایک شافعی کا وہ یہ ہے کہ دباغت سے ہر ایک
مردہ جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اندر اور باہر سے اور تراور خشک ہر ایک چیز سے اس کا استعمال درست ہے سوا کتے اور سور کے دوسرا یہ کہ کوئی
کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی احمد اور مالک سے یہی مروی ہے، تیسرا یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اور حرام کی پاک تھ

ہوا دیکھا تو فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے کام میں لاتے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ مردار تھی آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

۸۰۷- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی آپ نے فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟ لوگوں نے کہا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

۸۰۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۸۰۹- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پڑی ہوئی بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے اس کی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے فائدہ اٹھاتے۔

۸۱۰- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میمونہ نے ان سے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بیؓ کے گھر میں ایک جانور پلا تھا وہ مر گیا تو آپ نے فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی اس کو کام میں لاتے۔

۸۱۱- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ کی لونڈی کی بکری کو دیکھا وہ مری پڑی تھی آپ ادھر سے نکلے تو فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((هَلَّا أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا فَدَبَعْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا))

۸۰۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَدَ شَاةٌ مَيْتَةٌ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا))

۸۰۸- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِ رِوَايَةِ يُونُسَ

۸۰۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَطْرُوحَةٍ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَلَا أَخَذُوا إِيَّاهَا فَدَبَعُوهُ فَانْتَفَعُوا بِهِ))

۸۱۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ دَاجِنَةً كَانَتْ لِبَعْضِ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَاتَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ))

۸۱۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ فَقَالَ ((أَلَا انْتَفَعْتُمْ بِهَا))

لے نہیں ہوتی۔ اوزاعیؒ اور ابن مبارکؒ اور ابو ثورؒ اور اسحاقؒ کا یہی قول ہے، چوتھا سب مردار جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے سوا سور کے۔ ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ پانچواں یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر صرف باہر سے اور تر چیز میں اس کا استعمال درست نہیں۔ مالکؒ کا مشہور مذہب یہی ہے، چھٹا یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ کتے اور سور کی بھی اندر اور باہر سے اور یہی قول ہے داؤدؒ کا ہرئی اور ابو یوسفؒ کا، ساتواں یہ کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اٹھانا درست ہے اگرچہ اس کی دباغت نہ ہو زہیر کا یہی قول ہے۔ (اتحی مختصر)

۸۱۲- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جب کھال پر دباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے۔

۸۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۸۱۴- ابو الخیر سے روایت ہے میں نے ابن وعلہ کو ایک پوشین پہنے دیکھا میں نے اس کو چھوا انھوں نے کہا کیوں چھوتے ہو (کیا اس کو نجس جانتے ہو)؟ میں نے عبد اللہ سے کہا کہ ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں بربر کے کافر اور آتش پرست بہت ہیں وہ بکری لاتے ہیں ذبح کر کے ہم تو ان کا ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے اور مشکیں لاتے ہیں ان میں چربی ڈال کر ابن عباسؓ نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کو پوچھا آپ نے فرمایا دباغت سے پاک ہو جاتی ہے (یعنی چمڑے پر جب دباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے دباغت کی ہو)۔

۷۱۵- ابن وعلہ سہائی سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے پوچھا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں مجوسی (آتش پرست) مشکیں لے کر آتے ہیں پانی کی ان میں چربی پڑی ہوتی ہے تو انھوں نے کہا کھانی لو۔ میں نے کہا کیا تم اپنی رائے سے کہتے ہو؟ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ دباغت سے کھال پاک ہو جاتی ہے۔

۸۱۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِذَا ذُبِحَ الْإِبْهَابُ فَقَدْ طَهُرَ))۔

۸۱۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ يَعْنِي حَدِيثَ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى۔

۸۱۴- عَنْ أَبِي الْخَيْرِ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى ابْنِ وَعْلَةَ السَّيَّيَ فَرَوْا فَمَسِسْتُهُ فَقَالَ مَا لَكَ تَمَسُّهُ قَدْ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ وَمَعَنَا الثَّبَرُ وَالْمَجُوسُ نُؤْتِي بِالْكَبْشِ قَدْ ذَبَحُوهُ وَنَحْنُ لَا نَأْكُلُ ذَبَائِحَهُمْ وَيَأْتُونَا بِالسَّقَاءِ يَجْعَلُونَ فِيهِ الْوَدَكَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((ذِبَاغُهُ طَهُورُهُ))۔

۷۱۵- عَنْ ابْنِ وَعْلَةَ السَّيَّيَ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ فَيَأْتِينَا الْمَجُوسُ بِالسَّقِيَّةِ فِيهَا الْمَاءُ وَالْوَدَكُ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ تَرَاهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((ذِبَاغُهُ طَهُورُهُ))۔

(۸۱۲) ہذا نویدگی نے کہا دباغت ہر ایک چیز سے درست ہے جو کھال کی رطوبت کو سکھا دے اور اس کی بدبودور کرے اس طرح سے کہ پھر کھال سڑنے کے لائق نہ رہے جیسے انار کے چھلکے بھٹکوی وغیرہ۔ دواؤں سے اور صرف دھوپ میں سکھانے سے دباغت نہیں ہوتی اور خفیوں کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جب کھال دباغت سے پاک ہو گئی تو اس کا پینا بھی جائز ہے اور اس کے کھانے میں تمن قول ہیں صحیح یہ ہے کہ کھانا اس کا جائز نہیں۔

بَابُ التَّيْمِ

باب: تیمم کا بیان

۸۱۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: عَرَّجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالنِّدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْحِشْرِ انْقَطَعَ عَقْدِي لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّمَاسِيهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَبَّسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَبَّسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلَيَّ أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا أَلَا تَرَى إِلَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَبَّسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَبَّسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضَعَ رَأْسَهُ عَلَى

۸۱۶- ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے جب بیدایا ذات الحشیش میں پہنچے (بیدار اور ذات الحشیش یہ دونوں مقام کے نام ہیں خیبر اور مدینہ کے بیچ میں) تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گیا اور رسول اللہ ﷺ اس کے ڈھونڈنے کے لیے ٹھہر گئے لوگ بھی ٹھہر گئے۔ وہاں پانی نہ تھا اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے تم دیکھتے نہیں عائشہؓ نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کو ٹھہرایا ہے اور لوگوں کو بھی جہاں پانی نہیں نہ ان کے ساتھ پانی ہے۔ یہ سن کر ابو بکرؓ آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو گئے تھے۔ انہوں نے کہا تو نے روک رکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو یہاں نہ پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے اور

۱۔ تیمم ثابت ہے کتاب اور اجماع امت سے اور وہ فقط منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے اور علماء نے اختلاف کیا ہے اس کی کیفیت میں۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو ماریں ضروری ہیں ایک مار منہ کے لیے ایک اور مار دونوں ہاتھوں کے لیے کہنوں تک اور یہی مروی ہے علی بن ابی طالب سے اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور اصحاب الرائے سے۔ اور علماء کی ایک جماعت کا یہی قول ہے کہ تیمم میں ایک مار کافی ہے مسح کرے اس سے منہ اور دونوں ہتھیلیوں پر اور یہی قول ہے عطاء اور کھول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اہل حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھوں کا مسح بظلوں تک ضروری ہے اور ابن پیرین سے منقول ہے کہ تین ماریں چاہیں ایک منہ کے لیے دوسری دو ہتھیلیوں کے لیے تیسری ہاتھوں کے لیے اور حدث اصغر یعنی وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک درست ہے اسی طرح حدث اکبر یعنی جنابت سے بھی اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ تیمم جنابت سے درست نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ نے اس قول سے رجوع کیا اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے تیمم جنابت سے درست ہے اور جب جنبی تیمم سے نماز پڑھ لے پھر پانی پائے تو اس پر غسل واجب ہے باتفاق علماء اور مسافر کو سفر میں جہاں پانی نہ ہو اور صرف تیمم سے نماز پڑھ لیوے تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اس کے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہیں ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابو ثور نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کر لیوے اور جب تیمم سے نماز پڑھی پھر پانی ملے تو نماز کا لوٹانا ضروری نہیں اور شافعی اور احمد اور ابن منذر اور داؤد ظاہری کے نزدیک تیمم کے لیے پاک مٹی کا ہونا جس پر غبار ہو ضروری ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک جو چیز زمین کی قسم سے ہے اس پر تیمم درست ہے اگرچہ غبار نہ ہو جیسے صاف پتھر دھویا ہو اچونا وغیرہ اور مالکی لوگوں نے لکڑی پر بھی جائز رکھا ہے اسی طرح برف پر۔ واللہ اعلم (اتحیی مختصراً)۔

فَجَذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتِنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُ يَدَهُ فِي حَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَجَذِي فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التِّيْمَمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّقَبَاءِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِمْدَ تَحْتَهُ.

۸۱۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلِبِهَا فَأَذَرَسْتَهُمُ الصَّنَاءَ فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمَّا أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التِّيْمَمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ حَزَّكَ اللَّهُ خَيْرًا قَوْلَ اللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً.

انہوں نے غصہ کیا اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کوچے دینے لگے میں ضروری ہلتی مگر حضرت کا سر میری ران پر تھا اس وجہ سے میں ہل نہ سکی پھر آپ سوتے رہے یہاں تک صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔ اسید بن حضیرؓ نے کہا اور وہ نقیبوں میں سے تھے (آپ نے عقبہ کی رات کو انصار کے بارہ آدمیوں کو نقیب مقرر کیا تھا یعنی اپنی قوم کا نمبربان تاکہ ان کو اسلام کی باتیں سکھائیں اور دین کے احکام بتلائیں) اے ابو بکرؓ کی اولاد! یہ کچھ پہلی برکت نہیں ہے تمہاری (یعنی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ دیا ہے یہ بھی ایک نعمت تمہارے سبب سے ملی)۔ حضرت عائشہؓ نے کہا پھر ہم نے اس وقت اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی ہمارا اس کے نیچے سے نکلا۔

۸۱۷- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے اسماءؓ سے ایک ہار مانگ کر لیا تھا وہ جا تا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں چند لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا وہاں نماز کا وقت آگیا (اور پانی نہ ملا) تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھ لی جب رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے تو شکایت کی اس وقت تیمم کی آیت اتری۔ اسید بن حضیرؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ خدا تم کو اچھا بدلہ دیوے خدا کی قسم جب کوئی آفت تم پر آئی اللہ تعالیٰ نے اس کو نال دیا اور مسلمانوں کو فائدہ کیا۔

(۸۱۷) ☆ نووی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ جس شخص کو پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں وہ یوں ہی نماز پڑھ لیوے اور اس مسئلہ میں سلف اور خلف کا اختلاف ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے ثیل الاوطار میں کہا کہ احمد اور شافعی اور اکثر اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ نماز پڑھ لیوے لیکن پھر نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ شافعی کا مشہور قول یہ ہے کہ اعادہ واجب ہے اور احمد اور مزرنی اور سحنون اور ابن منذر کا قول یہ ہے کہ اعادہ واجب نہیں اور مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا شخص نماز پڑھے لیکن قضا اس نماز کی واجب ہے اور امام مالک کے نزدیک واجب نہیں یہ سب چار قول ہوئے اس مسئلہ میں اور ایک پانچواں قول بھی ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے اور اعادہ واجب ہے۔

۸۱۸- عن شقیق قال كنت جالسا مع عبد الله وأبي موسى فقال أبو موسى يا أبا عبد الرحمن أرايت لو أن رجلا أجنب فلم يجد الماء شهرا كيف يصنع بالصلاة فقال عبد الله لا يتيمم وإن لم يجد الماء شهرا فقال أبو موسى فكيف بهذه الآية في سورة العنكبوت فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا فقال عبد الله لو رخص لهم في هذه الآية لأوشك إذا برؤ عليهم الماء أن يتيمموا بالصعيد فقال أبو موسى لعبد الله ألم تسمع قول عمار بن عبد الله رضي الله عنه في حاجة فأجنب فلم أجد الماء فتمرغت في الصعيد كما تمرغ الذابة ثم أتيت النبي ﷺ فذكرت ذلك له فقال ((إنما كان يكفيك أن تقول بيدك هكذا)) ثم ضرب يديه الأرض ضربة واحدة ثم مسح الشمال على اليمين وظاهر كفيه وجهه فقال عبد الله أولم تر عمر لم يقنع بقول عمار.

۸۱۹- عن شقیق قال قال أبو موسى لعبد الله وساق الحديث بقصته نحو حديث أبي معاوية غير أنه قال فقال رسول الله ﷺ ((إنما كان يكفيك أن تقول هكذا)) وضرب يديه إلى الأرض ففرض يديه فمسح وجهه وكفيه.

۸۱۸- شقیق سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ابو موسیٰ نے کہا اے ابو عبد الرحمن (یہ کنیت ہے ابن مسعود کی) اگر کسی شخص کو جنابت ہو اور ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے نماز کو؟ عبد اللہ نے کہا وہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ ملے۔ ابو موسیٰ نے کہا پھر سورہ مائدہ میں یہ جو آیت ہے پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو عبد اللہ نے کہا اگر اس آیت سے ان کو اجازت دی جائے جنابت میں تیمم کرنے کی تو وہ رفتہ رفتہ پانی ٹھنڈا ہونے کی صورت میں بھی تیمم کرنے لگ جائیں گے۔ ابو موسیٰ نے کہا تم نے عمار کی حدیث نہیں سنی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کو بھیجا وہاں میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ ملا تو میں خاک میں اس طرح سے لیٹا جیسے جانور لیٹتا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تجھے کافی تھا اس طرح دونوں ہاتھوں سے کرنا پھر آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور ہاتھ ہاتھ کو داسے ہاتھ پر مارا پھر ہتھیلیوں کی پشت پر اور منہ پر مسح کیا۔ عبد اللہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عمرؓ نے عمارؓ کی حدیث پر قناعت نہیں کی۔

۸۱۹- اوپر والی حدیث کی طرح یہ حدیث اس سند سے بھی آئی ہے سوائے اس کے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لیے اتنا ہی کافی تھا پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر اس سے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔

(۸۱۸) عبد اللہ نے جو یہ کہا کہ وہ یعنی جنبی تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینہ تک پانی نہ ملے وہ اس وجہ سے کہا کہ جنبی کو ان کے نزدیک تیمم درست نہ تھا حضرت عمرؓ کا بھی یہی قول تھا لیکن اور صحابہ اور تابعین نے اس کے خلاف کیا۔ بے اور پھر مجتہدین کا اجماع ہو گیا کہ تیمم جنابت کے لیے درست ہے اور اوپر گزر چکا ہے کہ عمرؓ اور عبد اللہ نے اس قول سے رجوع کیا۔ حضرت عمرؓ نے عمارؓ کی حدیث پر قناعت نہیں کی یعنی صرف عمارؓ کی روایت سے ان کو تسلی نہیں ہوئی نہ یہ کہ حضرت عمرؓ نے عمارؓ کو جھوٹا سمجھا۔

۸۲۰- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْنَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّتُ فَلَمْ أُجِدْ مَاءً فَقَالَ لَا تُصَلِّ فَقَالَ عُمَارٌ أَمَا تَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأُحِبُّنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَكْتُ فِي الثَّرَابِ وَصَلَّيْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدِكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفِخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفْيَكَ)) فَقَالَ عُمَرُ اتَّقِ اللَّهَ يَا عُمَارُ قَالَ إِنْ شِئْتَ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ قَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِيهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْنَى عَنْ أَبِيهِ مِثْلَ حَدِيثِ ذَرٍّ قَالَ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ الَّذِي ذَكَرَ الْحَكَمُ فَقَالَ عُمَرُ نَوَلَيْكَ مَا نَوَلَيْتَ.

۸۲۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْنَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّتُ فَلَمْ أُجِدْ مَاءً وَتَسَاقَ الْحَدِيثُ وَزَادَ فِيهِ قَالَ عُمَارُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ لِمَا جَعَلَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ حَقِّكَ لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا وَلَمْ يَذْكُرْ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ.

۸۲۲- عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ

۸۲۰- عبد الرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھنا۔ عمارؓ نے کہا اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ تم کو یاد نہیں جب میں اور آپ لشکر کے ایک کھڑے میں تھے پھر ہم کو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھ لی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھے کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر ان کو پھونکنا پھر مسح کرنا منہ اور دونوں پہنچوں پر۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا سے ڈر، اے عمارؓ (یعنی سوچ سمجھ کر حدیث بیان کر)۔ عمارؓ نے کہا اگر آپ کہیں تو میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا (اگر اس کے چھپانے میں کچھ مصلحت ہو اس لیے کہ خلیفہ کی اطاعت واجب ہے)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا تمہاری روایت کا بوجھ تمہارے ہی اوپر ہے۔

۸۲۱- عبد الرحمن بن ابزی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا مجھے جنابت ہوئی ہے اور پانی نہ ملا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں اتنا زیادہ ہے کہ عمارؓ نے کہا اے امیر المؤمنین! خدا نے آپ کا حق مجھ پر کیا ہے (کہ آپ خلیفہ ہیں اور میں آپ کی رعیت ہوں) اگر آپ فرمائیں گے تو میں یہ حدیث کسی سے بیان نہ کروں گا۔

۸۲۲- عمیر سے روایت ہے جو مولیٰ تھے ابن عباسؓ کے میں

(۸۲۰) نووی نے کہا اس حدیث سے دلیل لائے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں تیمم پھر درست ہے اور اس چیز پر جس پر غبار نہیں ہے اس لیے کہ اگر غبار کا ہونا ضروری ہو تا تو آپ اپنے ہاتھ نہ جھٹکتے اسکا جواب یہ ہے کہ جھٹکنے سے یہاں یہ غرض نہ تھی کہ بالکل غبار ہاتھوں سے نکل جاوے بلکہ بہت غبار لگ گیا ہو گا اس واسطے آپ نے ہاتھوں کو مچاڑ کر غبار کم کیا اور یہ مستحب ہے۔

(۸۲۲) نووی نے کہا اس وقت رسول اللہ کو پانی نہ ملا ہو گا کیونکہ پانی ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں اگرچہ نماز کا وقت نکل ہو یا نماز جنازہ کی ہو یا عید کی ہو اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہ نے کہا پانی ہوتے تیمم درست ہے جنازہ اور عید کی نماز کے لیے اگر فوت ہو تو

اور عبدالرحمن بن یسار المؤمن میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ ابوالجہم بن حارث کے پاس گئے ابوالجہم نے کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میر جمل (مدینہ کے قریب ایک مقام ہے) کی طرف سے آئے راہ میں ایک شخص ملا اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس آئے اور مسج کیا منہ اور دونوں ہاتھوں پر پھر سلام کا جواب دیا۔

يَقُولُ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجَهْمِ بْنِ حَارِثٍ بْنِ الصَّمَةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجَهْمِ أَقْبَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بَنِي حَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْحِذَابِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

۸۲۳- ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا۔

۸۲۳- عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبُولُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ.

باب: مسلمان نجس نہیں ہوتا

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجَسُ

۸۲۴- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو طے مدینہ کی ایک راہ میں اور جنبی تھے تو کھسک گئے اور غسل کرنے کو چلے گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ڈھونڈا جب وہ آئے تو پوچھا کہاں تھے؟ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جس وقت آپ مجھ سے طے میں جنبی تھا میں نے برا جانا آپ کے پاس بیٹھنا جب تک غسل نہ کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ مومن کہیں نجس ہوتا ہے۔

۸۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَأَنْسَلَّ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ فَتَفَقَّدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا حَاوَاهُ قَالَ ((أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقِيتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجَالِسَكَ حَتَّى أَغْتَسِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجَسُ)).

لے جانے کا ذرا ہو اور بغوی نے نقل کیا ہے کہ اگر فرض نماز کا بھی وقت تک رہ جائے تو حیض کر کے پڑھ لے پھر وضو کر کے قضا پڑھے اور تیمم دہر پر درست ہے اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور مس مصحف کے لیے بھی درست ہے۔ (انجمنی مختصراً)

(۸۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب نہ دینا چاہیے اور سلام کرنا بھی ایسی حالت میں مکروہ ہے اور جو شخص حاجت کے لیے بیٹھے اس کو اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے نہ وہ تسبیح کہے نہ تہلیل نہ سلام کا جواب دے نہ جھپٹکے والے کا نہ خود الحمد للہ کہے جھپٹکے کے بعد نہ اذان کا جواب دے۔ اسی طرح حاجت کے وقت باتیں کرنا بھی مکروہ ہے البتہ اگر ضرورت پڑے تو درست ہے اور ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ بات کرنے میں کچھ قباحت نہیں۔ (نووی)

(۸۲۳) مومن خواہ زندہ ہو یا مردہ جنابت نجاست مکھی ہے نہ حقیقی اور کافر بھی مثل مسلمان کے ہے جمہور علماء کے نزدیک طہارت ظاہری میں لیکن وہ نجس ہے باطناً جو نجاست اعتقاد کے اور بعض علماء کے نزدیک کافر کی نجاست ظاہری ہے اور یہی قول ہے شیعہ کا۔ اب مسلمان پاک ہوا تو اس کا پسینہ اور لعاب اور آنسو سب پاک ہیں خواہ وضو ہو یا جنبی یا حائضہ یا نساء ہو اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔ اسی طرح

۸۲۵- عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَقِيَ وَهُوَ حُنْبٌ فَحَادَ عَنْهُ فَاعْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ كُنْتُ حُنْبًا قَالَ ((إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ))

بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا

۸۲۶- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

بَابُ جَوَازِ أَكْلِ الْمُحْدِثِ الطَّعَامِ وَأَنَّهُ لَا كِرَاهَةَ فِي ذَلِكَ وَأَنَّ الْوُضُوءَ لَيْسَ عَلَى الْفُورِ

۸۲۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَجَ مِنَ الْحُلَاءِ فَأَتَى طَعَامَ فَذَكَرُوا لَهُ الْوُضُوءَ فَقَالَ ((أُرِيدُ أَنْ أَصْلِيَ فَأَتَوَضَّأُ))

۸۲۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَأَتَى بِطَعَامٍ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَوَضَّأُ فَقَالَ ((لِمَ أَصْلِي فَأَتَوَضَّأُ))

۸۲۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا جَاءَ قُدِّمَ لَهُ طَعَامٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَوَضَّأُ قَالَ ((لِمَ أَلْبَلَصَلَا))

۸۳۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۸۲۵- حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ان کو ملے اور وہ جنبی تھے تو وہ الگ سر کے پھر غسل کیا اور آئے اور کہا کہ میں جنبی تھا آپ نے فرمایا مسلمان نجس نہیں ہوتا۔

باب: جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا

۸۲۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی یاد ہر وقت کرتے تھے۔

باب: بے وضو کھانا درست ہے اور وضو فی الفور واجب نہیں ہے

۸۲۷- ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ پاخانہ سے نکلے اور کھانا لایا گیا لوگوں نے آپ کو وضو یاد دلایا آپ نے فرمایا کیا میں نماز پڑھتا ہوں جو وضو کروں۔

۸۲۸- ابن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ پاخانہ سے نکلے کھانا لایا گیا لوگوں نے عرض کیا آپ وضو نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھنا ہے جو وضو کرو۔

۸۲۹- ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ پانچگانے کو تشریف لے گئے جب لوٹ کر آئے تو کھانا لایا گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ وضو کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھنا ہے۔

۸۳۰- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

ﷺ طرح نیچے بھی پاک ہیں۔ (نووی)

(۸۲۶) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کی حالت میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، ذکر الہی درست ہے اس پر اجماع ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ قرآن کا پڑھنا جنبی اور حائضہ کو درست ہے یا نہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے اگرچہ ایک آیت یا اس سے بھی کم ہو۔

(۸۲۷) ☆ نووی نے کہا محدث یعنی بے وضو کو کھانا پینا ذکر الہی، تلاوت قرآن سب درست ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے فارغ ہوئے اس وقت کھانا لایا گیا آپ نے کھایا اور پانی کو ہاتھ نہ لگایا۔ دوسری روایت میں یوں ہے لوگوں نے کہا آپ نے وضو نہیں کیا آپ نے فرمایا میں نماز تھوڑی پڑھنا چاہتا تھا جو وضو کرتا۔

باب: پاخانہ جاتے وقت کیا کہے

۸۳۱- انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پاخانہ میں جاتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُکَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی یا اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری شیطانوں اور شیطانوں سے یا پلیدی یا نجاستوں سے یا شیطین اور معاصی سے۔ ایک روایت میں ہے جب آپ کنیف میں جاتے یعنی پاخانہ کی مقررہ جگہ۔

۸۳۲- اس سند سے بھی یہ حدیث منقول ہے سوائے اس کے کہ اوپر والی حدیث ”اللہم انی“ کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔

باب: بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

۸۳۳- انسؓ روایت کرتے ہیں کہ اقامت کہہ دی گئی اور نبی اکرم ﷺ ایک آدمی سے گفتگو میں مصروف تھے اور عبد الوارث کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ نبی اکرمؐ ایک آدمی سے سرگوشی کر رہے تھے آپ نماز کی طرف نہ آئے یہاں تک کہ لوگ سو گئے۔

۸۳۴- انسؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کھڑی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے کان میں باتیں کر رہے تھے پھر باتیں کرتے رہے اس سے یہاں تک کہ صحابہ سو گئے پھر آئے اور نماز پڑھی ساتھ ان کے۔

۸۳۵- قتادہؓ نے کہا میں نے انسؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ سوتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

فَقَضٰی حَاجَتَهُ مِنَ الْخَلَاءِ فَقَرَّبَ اِلَيْهِ طَعَامًا فَاتَّخَذَ وَلَهُ بَعْسٌ مَّاءٌ قَالَ وَرَآذِنِيْ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْخُوَيْرِثِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبِلَ لَهُ اِنَّكَ لَمْ تَوَضَّأْ قَالَ ((مَا اَرَدْتُ صَلَاةً فَاَتَوَضَّأُ)) وَرَآذِنِيْ عَمْرُو اَنَّهُ سَمِعَ مِنْ سَعِيدِ بْنِ الْخُوَيْرِثِ.

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ دُخُوْلَ الْخَلَاءِ ۸۳۲- عَنْ اَنَسٍ فِيْ حَدِيْثِ حَمَّادٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَفِيْ حَدِيْثِ هُثَيْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ الْكَيْفَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ))

۸۳۲- عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بِهَذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ))

بَاب الدَّلِيْلِ عَلٰی اَنَّ نَوْمَ الْجَالِسِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ

۸۳۳- عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنَاجِيْ رَجُلًا وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَنَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِيْ الرَّجُلَ فَمَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ حَتّٰی نَامَ الْقَوْمُ.

۸۳۴- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِيْ رَجُلًا فَلَمْ يَزَلْ يُنَاجِيْهِ حَتّٰی نَامَ اَصْحَابُهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى بِهِمْ.

۸۳۵- عَنْ اَنَسٍ يَقُوْلُ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُوْنَ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ

وَالَّذِينَ يَتَوَضَّئُونَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ
يَا وَلِلَّهِ

۸۳۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ
فَبِمَتِ صَلَاةُ الْعِشَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَحْتَاجُ فِقَامَ
لِسِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ
بَعْضُ الْقَوْمِ فَمَ صَلُّوا.

۸۳۶- انسؓ سے روایت ہے کہ عشاء کی نماز کی تکبیر ہوئی تو ایک
شخص بولا کہ مجھے کچھ کہنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے کھڑے ہو
کر کان میں باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ سب لوگ یا بعض لوگ
سو گئے پھر انھوں نے نماز پڑھی۔



تَمَّتْ

الحمد للہ کہ پہلی جلد خدا کی مہربانی سے بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ دوسری جلد بھی جلد طلب فرمائیے جو کتاب الصلوٰۃ سے
شروع ہوگی یعنی نماز کے بیان سے اس کی ابتداء ہوگی۔

(۸۳۶) کان میں باتیں کرنا اس وقت مکروہ ہے جب ایک شخص جدا ہو اور جماعت کے سامنے منع نہیں اور نماز گو تیار تھی مگر یہ باتیں
ضروری ہو گئی جو نماز پر بھی مقدم سمجھیں اب سونا مطلقاً ناقض وضو نہیں اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً ناقض وضو ہے اور بعضوں کے نزدیک
بیشیر ناقض ہے قلیل نہیں اور بعضوں کے نزدیک بیٹھے اور کھڑے یا رکوع اور سجدہ میں ناقض نہیں اور کدورت اور چست ناقض ہے اور بعضوں کے
دیکھ کر مقعد زمین سے لگا ہے تو ناقض نہیں ورنہ ناقض ہے۔ (نووی مختصر) اور او گھٹنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ضیاء الکلام

از قلم: ابوضیاء محمود احمد غضنفر

- زیور طباعت سے آراستہ ہو کر مظر عام پر آ گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں منقول متفق علیہ احادیث پر مشتمل یہ کتاب اردو دان طبقے کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل دُرُ باءِ دُغریب اور دلکش انداز میں مرتب کی گئی ہے۔
- ♦ سب سے پہلے حدیث کا متن مع اعراب پھر اس حدیث کا ترجمہ پھر حدیث میں مذکور مشکل الفاظ کے معانی پھر حدیث کا آسان انداز میں مفہوم اور آخر میں حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل ترتیب وار بیان کر دیے گئے ہیں۔
 - ♦ ہر حدیث کا تفصیلی حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔
 - ♦ کاغذ طباعت اور جلد ہر لحاظ سے اعلیٰ عمدہ اور نفیس ہیں۔
 - ♦ اہل نظر اہل ذوق اور اہل دل کے لیے خوش نما گلدستہ احادیث کا ایک انمول تحفہ۔
 - ♦ ہر گھر کی ضرورت اور ہر لائبریری کی زیہنت۔
 - ♦ خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی رغبت دلائیں۔

بہترین معیار کیساتھ

لاجواب کتب

بازوق قارئین کیلئے

حقوق سے مستثنیٰ
اردو بازار لاہور

بہترین کتب خانہ